

Mubarra Graphics

# تسلی کے

ملائیکہ خان



محبت کے رنگ سیزن 2

<https://ogreaderschoice.com/>

قر سے ہی محبت کے رنگ سیرن ۲ ملائیکہ خان



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

رات تین بجے کا وقت تھا ہر طرف اندھیرا اور سناٹا چھایا ہوا تھا ہر کوئی اپنے کاموں سے فراغت حاصل کر کے اپنے گھروں میں آرام کی غرض سے موجود تھے۔ کمرے میں موجود کھڑکیاں تو بند تھیں البتہ کمرہ اے سی کی ٹھنڈک سے کافی زیادہ ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ ملگجاسا اندھیرا پورے کمرے میں پھیلا ہوا تھا۔ زیادہ ٹھنڈک ہونے کی غرض سے اچانک ہی کسی خیال کے تحت جواد کی آنکھ کھلی یہ سب اس کے لئے نئی بات نہیں تھی ماحول میں ہلکی ہلکی خنکی کا احساس تھا لیکن تکبیر کی فرمائش اور تعبیر کی ضد کے آگے بے بس ہوتا اے سی آن کر دیتا تھا وہ الگ بات تھی رات گئے بند بھی کر دیتا تھا۔

ہلکے ہلکے کپکپانے کی آواز بھی اسکی سماعتوں سے ٹکر رہی تھی۔ انکی ننھی پری تین سالہ تعبیر بھی حرکتوں پر بالکل ماں جیسی تھی جبکہ شکل اور نفاست کے معاملات میں ہو بہو جواد جیسی تھی۔

تکبیر کی طرح وہ بھی سوتے ہوئے کمفرٹر نہیں اوڑھا کرتی تھی اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر جواد کی یہی ذمہ داری تھی وہ کمفرٹر درست کرتا تھا اور ان دونوں ماں بیٹی کو پہلے والی پوزیشن میں لٹا دیتا تھا۔ تکبیر اور تعبیر سونے کے ارادے سے جواد کے پہلوں میں ہی لیٹی تھیں لیکن اٹھتے وقت دونوں ہی اسکے پیروں میں ملتی تھیں، اس حرکت سے جواد خاصا چڑتا تھا لیکن فحال وہ بے بس تھا۔ جواد احتیاط سے اٹھا کہ تکبیر کی آنکھ نہ کھل جائے کیونکہ وہ بہت مضبوطی سے اسکے پیر پکڑی ہوئی تھی۔

وہ نیند سے بیدار ہونے کے باعث بھی مسکراتی نظر تکبیر اور اسکے ہاتھوں پر ڈالی جو جواد کو اس طرح پکڑی ہوئی تھی گویا وہ راتوں رات ہی غائب ہو جائے گا۔ کمفرٹر اس نے سہی سے اٹھایا تاکہ اوڑھا سکے لیکن تعبیر کو وہاں نہ پا کر

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تذبذب ہوا۔ لیمپ کی روشنی جلا کے ہی تکبیر کو سہی سے لٹایا اور کمفرٹر درست کرنے ہی لگا تھا سردی کے باعث اسکی گھنی پلکوں میں جنبش ہوئی فوراً سے آنکھیں واکی تو جواد کو خود پر جھکتا پایا تکبیر ایک دم ہڑبڑاہٹ میں اٹھی۔

"ریلیکس میں ہوں"۔ جواد نے اسے مطمئن کرنا چاہا شاید وہ ڈر گی ہو۔

"تعبیر کہاں ہے؟" بیڈ اور بعد میں پورے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد تعبیر کی غیر موجودگی پر مضطرب سے انداز میں گویا ہوئی۔

"ابھی میں دیکھ رہا تھا آجائیں آپ بھی"۔ جواد پیشانی پر بکھرے گھنے بالوں کو دائیں ہاتھ سے درست کرتا سیڑھیاں عبور کر کے جائزہ لینے لگا کمرے میں ہر جگہ تو وہ چیک کر چکا تھا لیکن تعبیر کی یہ فی عادت نہیں تھی اتنی چالاکی سے وہ جواد اور تکبیر کے پاس سے اٹھ جاتی تھی ایک آہٹ تک محسوس ہونے نہیں دیتی تھی۔

اتنے بڑے گھر میں ہر جگہ کی لائٹس کھلی ہوئی تھیں وجہ اسکی جانثار بیٹی تھی جو رات کو کسی کو بھی چین نہیں لینے دیتی تھی۔ لاؤنچ پوراروشنی میں نہایا ہوا تھا چھت پر لٹکے بڑے سے فانوس کی روشنی بیش قیمتی فرنیچر پر پڑتی اسکی قیمت اور خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

تکبیر بھی نیچے آگئی تھی اور اس نے اسی بات سے جواد کو آگاہ کیا کہ اسکی بلی بھی کمرے میں نہیں ہے۔

"تعبیر"۔ جواد ایک ایک کر کے مطلوبہ جگہ پر اسے ڈھونڈ رہا تھا اس کی آواز سنتے ہی وہ ہر بار چھپ جایا کرتی۔

"آپ کچن میں جا کے دیکھیں میں باہر لان میں دیکھتا ہوں"۔ جواد تکبیر کو مطمئن سا جواب

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

دے کے لان میں جاچکا تھا جبکہ بلی کی میاؤں میاؤں پر تکبیر کے کان کھڑے ہوئے فوراً سے پہلے وہ کچن کے بائیں جانب گی جہاں تعبیر اور اسکی بلی پورا فریج کھول کے بیٹھی تھیں۔

"ہائے اللہ! میں مر گئی۔" تکبیر نے ماتھے پر ہاتھ مار کر خود کو دہائی دی جس بگڑے حلیے میں تعبیر بیٹھی تھی تکبیر چکرا کے رہ گئی۔

پوری چاکلیٹس کپڑوں اور منہ پر لگی ہوئی تھی، پانی کی بوتلیں بھی اسکے اطراف میں رکھی ہوئی تھیں اور وہ کولڈرنک کاڈھکن کھولنے کی تگ و دو میں لگی ہوئی تھی۔ ٹھنڈے ٹائلس پر بیٹھی وہ تکبیر کے غصے کو ہوا دے گی تھی۔ تعبیر کی بلی "ہیزل" اسی کی گود میں لیٹی ہوئی تھی اور وہ ننھی سی جان طاقت آزمائی کرتے نہیں تھک رہی تھی۔ تکبیر سب سے پہلے جواد کو بلا کے لائی اور وہ تعبیر کو دیکھتے ہی بلند و بانگ قہقہہ لگا کے ہنسنے لگا۔ تعبیر کی آنکھوں کا رنگ بھی "ہیزل" تھا اور بے بی کٹنگ سنہرے بالوں میں اسکے گلابی پھولے ہوئے گالوں اور ناک پر چاکلیٹ لگی دیکھ کر جواد ضبط بھی نہ کر سکا۔

تعبیر ہیزل کو گود سے اتار کے بالکل جواد کے سامنے خفا خفا سی کھڑی ہوئی۔

"زیادہ ہنسی آرہی ہے بے بی؟؟؟" اپنے چھوٹے موٹے ہاتھوں کو کمر پر رکھ کر تعبیر نے خفگی کا اظہار کیا۔ جواد نے ضبط کر کے مسکراہٹ روکی۔ تکبیر اسکے پاس آتے ہی فریج بند کر چکی تھی اور ایک ہلکی سی چپت اسکے گال پر لگائی، جواد جہاں حیران تھا وہاں تعبیر بھی معصومیت کا ریکارڈ توڑتی باپ کو یک ٹک گھورے جارہی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ماما کو سوری کر دو"۔ جواد نیچے بیٹھ کر اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کرتا ہدایت دینے لگا، تعبیر نے ایک نظر تکبیر کو دیکھا اور کو لڈرنگ کی بھاری بوتل اٹھانی چاہی لیکن اسکے ملائم ہاتھوں میں اتنی جان نہیں تھی لیکن وہ پھر بھی اٹھانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔ ایک بار پوری قوت سے بوتل اٹھانی چاہی لیکن بوتل تو بعد میں اٹھتی وہ پہلے ہی زمیں بوس ہو گئی تھی۔ جواد جھٹ سے اسکے پاس آیا جبکہ ان سب میں تکبیر صرف اور صرف جواد کو گھورے جارہی تھی۔

"بیٹا پ یہاں کیا کر رہی تھیں؟؟؟" جواد نے اپنے پاس ہی گود میں بٹھا کے اسکے چاکلیٹ لگے بالوں کو پیار سے چوما اور محبت سموئے استفسار کیا۔

"بے بی ہیزل تو بھوک لگ لی تھی"۔ جواد کی گود میں پیر رکھ کر وہ اسکے کاندھے سے سر ٹکائے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اپنے کارنامے بتا رہی تھی۔

"ہیزل چاکلیٹ کب کھاتی ہے؟؟" تکبیر چلتی ہوئی اسکے پاس آئی اور جواد کے پہلو میں ہی بیٹھ گئی۔

"تعبیر میری جان وہ بلی ہے آپکی فرینڈ ہے وہ صرف اپنا کھانا کھاتی ہے اور آپ اتنی رات کو کیوں اٹھیں؟ پتا ہے بیر اور میں کہاں کہاں ڈھونڈ رہے تھے آپ کو؟؟" تعبیر اسکی باتوں کو بہت دھیان سے سنتی مسکرائی۔

"دیکھ لیا کچھ اثر نہیں ہوا اس پے"۔ تکبیر نے آنکھوں کے اشارے سے اسے تعبیر کو دکھایا۔

"انکی ماں پے کو نسا اثر ہوتا ہے"۔ جواد نے مدھم آواز میں سرگوشی کی تکبیر ناچاہتے ہوئے بھی ہنس پڑی۔

"تعبیر ادھر آؤ"۔ تکبیر نے اسے جواد کی گود سے اپنے پاس لینا چاہا لیکن وہ نفی میں سر ہلاتی جواد کے سینے میں منہ

چھپا گئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ادھر آرہی ہو یا نہیں؟" تکبیر نے زرا سختی برتی جبکہ جواد اسکی کہنی دبا تا غصہ نہ کرنے کا سگنل دینے لگا۔

تعبیر ڈرتے ڈرتے اسکی گود میں آئی اور بے ساختہ اسکے گال کھینچ کر پیار کرنے لگی۔

"بیٹا میں نے کتنی بار سمجھایا ہے راتوں کو نہیں اٹھتے اور اگر اب ایسا کیا ناں ہاتھ باندھ کے سوئوں گی تمہارے۔"

تکبیر اسے اپنے ساتھ لیکر اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ جواد بھی اسکی تقلید کرتا خاموش کھڑا رہا۔

"ہیزل بھوتی تھی ناں۔" اسکی سوئی ہیزل کی بھوک میں ہی اٹکی ہوئی تھی۔ تعبیر بلیوں کی بہت شوقین تھی لیکن

تکبیر بلیوں سے ڈرتی تھی جبکہ اسکی خواہش کا احترام کر کے جواد نے پندرہ دن پہلے ہی اسے بلی کا بچہ دلایا تھا جس کے

ساتھ تعبیر بالکل ماں والا سلوک کرتی تھی۔

"سارے کپڑے گندے کر لیے منہ بگاڑ لیا بال بھی خراب کر لئے اب اتنی رات کو تمہیں ٹھنڈ لگے گی بالکل بھنگن

لگ رہی ہو۔" تکبیر کی طرح تعبیر بھی خود پسند بچی تھی اتنی برائی اسے قطعی پسند نہیں آئی سو منہ بسور کے جواد کو

دیکھنے لگی۔

"تکبیر یہ کیا ورڈ ہے بھنگن، کم از کم یار تعبیر سے تو ایسے بات نہیں کیا کریں بچی ہے پتا نہیں کیا سوچے گی۔" جواد

نے پیار سے اسے سمجھانا چاہا۔

"پانڈا اس کو لیکر جاؤ اوپر تب تک میں یہ زرا نیچے کا دیکھ لوں جو تمہاری لاڈلی محترمہ نے گندہ کیا ہے۔" جبراً مسکراتی

ہوئی وہ کچن کی طرف بڑھ گئی تھی جبکہ ہیزل میاؤں میاؤں کر کے واپس تعبیر کے پیروں میں لپٹ گئی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد گود میں اٹھا کے اسے کمرے میں لایا اور فلحال منہ ہاتھ دھلا کے ہی کپڑے تبدیل کروائے، تکبیر کو جتنا تنگ تعبیر کرتی تھی اتنا اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ دن رات اس کو سمنبھال کے اسکی حالت دوہری ہو جاتی تھی۔ لیکن وہ تعبیر اور جواد کا کام خود سے ہی انجام دے کے مطمئن ہوتی تھی۔ جواد روزمرہ زندگی میں تعبیر کو کافی حد تک سمنبھالتا تھا بلکہ تکبیر کے بھی چھوٹے موٹے کاموں میں ہاتھ بٹا دیا کرتا تھا۔

اول تو وہ دن بھر تکبیر کے پاس ٹکتی نہیں تھی لیکن رات کو اسے جواد اور تکبیر دونوں چاہیے ہوتے تھے ایک کے بغیر بھی وہ جینا حرام کر دیتی تھی اور تعبیر جواد کے بغیر تو ایک سیکنڈ بھی نہیں رہتی تھی۔

نیچے کچن کا پھیلا واسمیٹ کے وہ اوپر آئی تو تعبیر جواد کے اوپر چڑھ کے لیٹی تھی۔

"بے بی آپ پاندہیں؟" نئے اور انوکھے طریقے کے سوالات ڈھونڈ ڈھونڈ کے وہ جواد اور تکبیر کا سر کھپاتی تھی اور کچھ جواب پا کر بھی اسے چین نہیں ملتا تھا۔ ہر بار کی طرح یہی سوال اس نے پھر سے دہرایا۔ جواد کے پاس اسکے ان سوالات کے جواب نہیں ہوتے تھے لہذا اسکی سر پھری ماں نت نئے انداز میں اسکا تجسس دور کر دیتی تھی۔ تکبیر اسکا سوال سن چکی تھی اور جواد کی بیچاری شکل بھی دیکھ کر مسکراتے ہوئے اسکے پہلو میں لیٹ گئی۔

"آپ کی ماما اتنی انٹیلیجنٹ ہیں وہی آپ کو اس کا آنسر دینگے"۔ تعبیر کو اپنے پوچھے گئے سوال کا تجسس کچھ زیادہ ہی تھا کیونکہ ہمیشہ اس نے تکبیر کے منہ سے پانڈا ہی سنا تھا اور کبھی تو وہ بھی زیادہ لاڈ میں پانڈا ہی بلاتی تھی ورنہ 'بے بی' تو وہ جب سے کہتی تھی جب اس نے بولنا سیکھا تھا ورنہ جواد کو 'بابا' اس نے شاید ہی کبھی بلایا ہوگا۔ تکبیر نے بیچارگی سے جواد کی سمت دیکھا آخر وہ اسے کیا جواب دے؟



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بیٹا آپ بہت کنفیوژ ہو جاتی ہوں ناں ماما آپ کو کل سولڈ آنسر دینگے"۔ جواد نے پھر سے اسکا سر اپنے سینے پر رکھا لیکن وہ چہک کر پھر سے اٹھی۔

"بہنتی پرومیں"۔ تعبیر نے سب سے چھوٹی انگلی تکبیر کے قریب کی وہ اسی چیز کی متوقع تھی کہ تکبیر اسکی انگلی میں انگلی پھنسا کے اس بات کی یاد دہانی کروادے کہ وہ واقعی کل بتا دیگی۔ تکبیر نے اسکی تائید کرتے انگلی اسکی انگلی میں پیوست کر کے اسکے چہرے پر خوشی بکھیر دی۔ تعبیر جواد کے پاس سے اٹھ کر اب تکبیر کے اوپر لیٹ گئی تھی پوری رات اسکا یہی تماشہ ہوتا تھا۔

"ہیزل بھو کی تھی تو تم نے چاکلیٹ کیوں کھائی؟؟" تکبیر نے نرمی سے پوچھا۔

"دیکھا تو تھالی"۔ اب کی تعبیر خجالت سے مسکرائی تھی جواد اور تعبیر ہو بہو ایک ہی شکل کے تھے کتنے نقوش تو اس نے باپ سے ہی چرائے تھے۔ تعبیر بیٹھی بیٹھی کبھی جواد کو تکتی تھی تو کبھی تعبیر کو۔ ان باپ بیٹی کی مسکراہٹ بھی ایک جیسی کسی کو بھی اپنا دیوانہ بنالیتی تھی۔ تکبیر کو زیادہ تر شکوہ اسی بات کا ہوتا تھا کہ وہ تکبیر پر نہیں گی اور یہ الزام بھی جواد کے سر جاتا تھا۔ لہذا وہ بحث کے بجائے بخوشی یہ بھی الزام اپنے سر لے لیا کرتا تھا۔ اسکا انداز دیکھ کر ہی جواد اور تکبیر ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔

ہلکی ہلکی صبح نمودار ہو گئی تھی لیکن ماحول میں اب بھی گہرا سکوت چھایا تھا۔ جواد تعبیر کے سونے کا منتظر تھا کیونکہ اگر وہ نہیں سوتی تو تکبیر جواد کو بھی نہیں سونے دیتی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر کھل بند آنکھوں سے اسکی پشت تھپتھپا رہی تھی جو گردن ہلکی سی ترچھی کر کے کبھی جواد کے چہرے پر انگلیاں چلاتی تو کبھی تکبیر کے۔

"سو جاؤ تعبیر"۔ تکبیر نے ملتیانہ انداز میں اسکی منت کی وہ بھی آہستہ آہستہ نیند کی وادیوں میں اتر رہی تھی۔  
"دیکھا یہ کتنا تنگ کرتی ہے؟" تعبیر کو خود سے اٹھا کے اس نے جواد کی دوسری طرف لٹا کر بیچارگی سے جواد کے علم میں اضافہ کیا۔ تکبیر کے کس بل تو تعبیر کے ہونے کے بعد ہی نکل گئے تھے کیونکہ وہ حد سے زیادہ ٹچی بچی تھی۔  
"ہاں دیکھا میں نے"۔ جواد نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسکی تصدیق کی، ورنہ تکبیر غصے میں پھیل جاتی تھی یہی شکوہ اسکا شروع سے ہوتا تھا کہ وہ اپنی پریشانی اسے بتاتی ہے اور وہ کوئی بھی بات خاطر میں لائے مسکراتا رہتا ہے۔  
"یار پانڈا"۔ تکبیر نے بھولی سی صورت بنائے جواد کے بازو پر سر رکھا۔

"یار بیر"۔ اس نے بھی جواد کے انداز میں کہتے مسکین شکل بنائی۔

جواد نے ایک بازو سے تکبیر جبکہ دوسرے بازو سے تعبیر کے گرد حصار باندھا وہ دونوں اسی کے بازو پر سر رکھے سکون سے آنکھیں موندے ہوئی تھیں۔ گھر کو جنت بنانے میں میاں بیوی دونوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ تکبیر بہت ذمہ داری سے ہر کام انجام دیتی تھی جبکہ جواد ان چھوٹے موٹے کاموں میں اسکی مدد کر کے یہ احساس دلادیا کرتا تھا وہ ساتھ ہے تکبیر کے۔ جبکہ انکی بیٹی نے ان دونوں کی زندگیاں مکمل کر دی تھیں۔ بچوں کی یہی نادانیاں اور شرارتیں زندگی میں شامل ہوں تو والد کی بڑی نعمتوں سے کم نہیں۔

"یار میں بہت تھک گئی ہوں یار"۔ تکبیر کی بھولی صورت پر جواد نے محبت پاش نظروں سے دیکھا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میری جان"۔ اس نے پہلے تکبیر کے ماتھے پر عقیدت سے لب رکھے اور پھر تعبیر کے۔ جواد کی پناہوں میں وہ سکون زدہ سی آنکھیں موند گی۔ دونوں اپنا وزن جواد پر رکھے خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھیں اور جواد مسکراتا ہوا انہیں نظروں کے حصار میں لیٹا خود بھی آنکھیں موند گیا۔ ہر گزرتے دنوں اور سالوں کے ساتھ اسکا رواں رواں خدا کا شکر گزار تھا۔ تکبیر جیسی لڑکی اور تعبیر جیسی بیٹی ہر ایک کی قسمت میں نہیں ہوتی۔



"شاہ میر آج جلدی آجائے گا ماما کے گھر جانا

ہے"۔ صبح ہی شاہ میر نک سک سائتار فارمل ڈریسنگ میں ڈاننگ ٹیبل پر اپنی کرسی پر براجمان ناشتے میں مصروف تھا یکدم مروا کی آواز سے رکا۔

"آج میں بہت زیادہ لیٹ ہو جاؤں گا چاہیں تو ڈرائیور کے ساتھ چلی جائے گا"۔ نیپکن سے ہاتھ منہ صاف کر کے اس نے عام سے لہجے میں جواب دیا تھا۔

"کیا بات ہے بیٹا آج جلدی آجانا اتنی کوئی ایمر جنسی تو نہیں ہے"۔ فاروق صاحب نے سہولت سے مشورہ دیا جبکہ مروا خاموش ہی رہی وہ جانتی تھی کسی صورت بھی وہ جلدی نہیں آئے گا۔ مزید انکے درمیان سوالات و جوابات کا تبادلہ ہوتا تعبیر سیڑھیوں سے آواز میں ایک ایک کے نام کے نعرے لگاتی نیچے اترنے لگی۔ شاہ میر نے فوراً ہی اسے گود میں لیا اور چٹا چٹ گال چوم ڈالے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مجھے بھی لے تے تلیں"۔ اپنی تو تلی زبان میں شاہ میر کی گردن کے گرد ہاتھ باندھے تعبیر نے خواہش کا اظہار کیا

"ابھی چاچو جاب پے جارہے ہیں آتے ہوئے آنسکریم لائیں گے آپکے لئے، ابھی پھر میں جاؤں؟؟؟" تعبیر گھر میں ہر ایک ہی دیوانی تھی ہر کوئی اسکے لاڈ پورے کرنے کی ہر ممکن کوشش کیا کرتے تھے۔

"نہیں"۔ تعبیر نفی میں گردن ہلاتی ضد کرنے لگی تھی مروانے اسکی گود سے لیکر کرسی پر بٹھایا۔

"صفو کے گھر چلیں؟؟؟" اسکی بات سنتے ہی تعبیر کی آنکھیں چمکیں۔ پر جوش انداز میں اس نے گردن کو اثبات میں ہلایا اور پھر اٹھ کر داد ادا دی کو پیار کیا اسکی اسی محبت پر وہ لوگ جان نچھاور کیا کرتے تھے جبکہ شاہ میر خدا حافظ کر کے شاہ رخ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا اور دروازہ کی بار پیٹ ڈالا لیکن وہ بھی ڈھیٹ شاہ رخ تھا نہ اس نے کھولنا تھا اور نہ ہی اس نے کھولا بحر حال شاہ رخ دروازے کو زور سے جھٹکا دے کے اندر داخل ہوا۔

شاہ رخ ڈھیر سارے تکیوں کے بیچ سیلو لیس شرٹ میں تکیے میں منہ چھپائے گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا۔ شاہ میر بزنس جوائن کر چکا تھا لیکن شاہ رخ اب بھی بیچیلر زندگی انجوائے کرتا تھا۔

"شاہ رخ اٹھ میں جا رہا ہوں"۔ شاہ میر بیڈ کے نیچے سے آدھی بیڈ شیٹ لپیٹ کر بیڈ پر رکھتا شاہ رخ کو بھی ساتھ ساتھ اٹھا رہا تھا لیکن شاہ رخ ٹس سے مس نہیں ہوا۔

"شاہ رخ ٹائم ہو گیا ہے یا اٹھ جاناں"۔ آگے پیچھے پھیلے بے ترتیب تکیوں کو جگہ پر رکھتا شاہ رخ باقاعدگی سے اسکی منت کر رہا تھا، اسکی لاکھ منتوں کے بعد بھی وہ ڈھیٹوں کی طرح سوتا رہا تھا۔



## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اٹھ رہا ہے یا نہیں"۔ شاہ میر نے زور سے اسکا کاندھا پکڑ کے دبوچا شاہ رخ بے یقینی کی کیفیت لئے اٹھ بیٹھا اور ساتھ میں جتنے بھی تکیے اسے اپنے آس پاس نظر آئے باری باری شاہ میر کو مار ڈالے۔

"تیری بیوی نہیں ہوں میں جس کی اجازت سے جائے گا تو۔ آ بے جا بھائی میری نیند کیوں خراب کر رہا ہے؟؟؟"

بالوں کو درست کرتا شاہ رخ آنکھیں مسلنے لگا۔ رات کو کافی دیر بعد سونے کے باعث اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں شاہ میر بے چینی سے اسے دیکھتا فوراً سے پہلے اسکے پہلو میں بیٹھا۔

"شاہ رخ کیا ہوا ہے تجھے؟؟؟"

"کچھ نہیں مئی! رات کو دیر سے سویا تھا جیھی"۔ اسکی باتوں میں صاف طنز تھا شاہ میر جانتا تھا کیونکہ جتنی پرواہ وہ شاہ رخ کی کرنے لگا تھا شاہ رخ نے اسے ماں کا لقب دے دیا تھا۔

"سچی بتا رات کو کیوں نہیں سویا؟؟؟ شاہ میر کسی طور پر مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔

"آ بے یار مووی دیکھ رہا تھا فجر کے بعد ہی سویا ہوں۔ اور دیر ہو رہی ہے ناں چل آفس جا"۔ شاہ رخ نے اسے زبردستی بازو سے پکڑ کے بیڈ سے اٹھایا۔

"اگر تیری طبیعت نہیں ٹھیک تو کیا میں چھٹی کر لوں؟؟؟ شاہ رخ کو راج بھر کے غصہ آیا لیکن ساتھ میں پیار بھی آیا شاہ میر شروع سے ہی اسکے بارے میں حساس تھا لیکن اب بات بالکل الگ تھی اب شاہ میر شادی شدہ تھا لیکن انکا پیار اب بھی کم نہیں ہوا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جارہا ہے کیا نکالوں کمرے سے؟" شاہ رخ نے بھنویں اچکائے ایک اور کشن شاہ میر کو زور سے کھینچ کے مارا جبکہ وہ پریشان صورت بنائے کمرے سے نکل گیا تھا۔

"میری زندگی کی آفت"۔ شاہ رخ خود سے بڑبڑاتا ہوا کمبل تان کے لیٹ گیا۔



"بے بی تہاں ہیں؟" لاؤنچ میں تعبیر فرحت آپا تکبیر اور مروا کے ساتھ بیٹھی بے صبری سے جواد کا انتظار کر رہی تھی گیارہ بجے کا وقت تھا اور تعبیر دس بجے سے اٹھ کر جواد کی منتظر تھی جو آج اسے اپنے ساتھ جم نہ لے جا کر اپنی جان عذاب بنا چکا تھا یہ تو طے تھا وہ جواد سے ناراض ہو جائے گی لیکن اسکے بغیر رہے گی بھی نہیں۔ تعبیر نے یہی بات کوئی دسویں بار دہرا کے تکبیر کو تنگ کر دیا تھا۔

"جم گئے ہیں آپکے بے بی اب آپ تو بریک فاسٹ کر لو"۔ فرحت آپا بھی اسی کی دادی تھی اسکے ایک ہی طرح کے سوال پر وہ یہی جواب بار بار دیئے جارہی تھیں لیکن تعبیر ہر بار ہی نفی میں گردن ہلاتی مروا کی گود میں منہ چھپائے جارہی تھی۔ جواد اور تکبیر کے بغیر وہ ناشتہ نہیں کیا کرتی تھی چاہے کوئی کتنا ہی کچھ کہہ لے۔ بحر حال تکبیر نے جواد کو کال کر کے جلدی آنے کا کہہ دیا تھا کیونکہ جواد کو آتے رات ہی کیوں نہ ہو جاتی وہ ایسی ہی بھوکی بیٹھی رہتی تھی۔

تکبیر اور تعبیر دونوں کی جواد کے حق میں بہت ڈھیٹ اور ضدی ثابت ہوئی تھیں۔ کچھ دیر بعد جواد آچکا تھا تعبیر اسکے برابر والی کرسی میں بیٹھی غبارے کی طرح منہ پھلائے اسی کی پلیٹ سے بریڈ پر چاکلیٹ لگائے بہت آہستگی سے منہ چلاتی جواد سے رخ موڑ کے بیٹھی تھی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میری منی کو کیا ہوا ہے؟؟؟ جو اد نے بچوں کے انداز میں ہی تعبیر کا چہرہ اپنی جانب کرتے دریافت کیا۔  
"بیر بے بی تو تمہیں میں بے بی سے ناراض ہوں"۔ تعبیر نے جو س کا گلاس لبوں سے لگایا اور پھر جو اد کی طرف گلاس بڑھایا وہ اپنے حصے کی ہر چیز ایک بانٹ یا سپ لیکر جو اد کی طرف بڑھاتی تھی جو اد نے گلاس نہیں تھامتا تو آخر کار اس نے تکبیر کا سہارا لیا۔

"بے بی تو تمہیں یہ پکڑیں میرا ہاتھ تھک لہا ہے"۔ تکبیر فرحت آپا اور مروان باپ بیٹی کے ڈرامے دیکھ رہی تھیں جو اد نے اسکے ہاتھ سے چھوٹا سا گلاس لیکر ٹیبل پر رکھا اور اسے اٹھا کے گود میں بٹھایا۔  
"آپ سو رہی تھیں ناں جی بے بی آپ کو لیکر نہیں گئے لیکن وعدہ میں اب یہ غلطی نہیں کرونگا"۔ جو اد نے باقاعدہ طور پر اپنے کان پکڑے اور تعبیر اسکے گال کھینچتی جو اد کے سینے سے لگ گئی۔ جو اد اسے اپنے ہاتھ سے ناشتہ کروا رہا تھا لیکن شاہ رخ کو ٹیبل کی طرف بڑھتا دیکھ تعبیر ناشتہ چھوڑ کر دونوں ہاتھ پھیلائے شاہ رخ کی گود میں چڑھنے کے لئے بیتابی سے اٹھ کھڑی ہوئی اسکی گود میں آتے ہی تعبیر کی ایک ہی رٹ تھی "لالا" یہ لفظ اسلحا جانے اس نے کہاں اور کیسے سیکھا تھا لیکن جو بھی تھا وہ شاہ رخ کو لالا ہی کہا کرتی تھی۔



عشا کو آج معانے کے سلسلے میں گانا کالو جسٹ سے ملنا تھا۔ احد اور وہ ساتھ ہی بیٹھے تھے جبکہ انکا پہلا بیٹا تعبیر کی عمر کا ہی تھا لیکن وہ بہت کم گو اور سادہ مزاج کا تھا۔ کافی دیر سے اس نے احد کو بیزار کر رکھا تھا کیونکہ ہسپتال میں کافی زیادہ

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

رش تھا اور اسی رش میں اسے گرمی زیادہ لگ رہی تھی۔ بہر حال وہ تو اسے بہلانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا جبکہ عشاں درڈا کٹرنی سے ملنے جا چکی تھی۔

اسکی ڈیلیوری میں تھوڑا ہی ٹائم رہ گیا تھا اور ڈاکٹرنی سے ملنے کا مقصد بھی یہی تھا۔ تاریخ وغیرہ کی جانکاری حاصل کرنے کے بعد وہ چادر درست کرتی زرد پڑتی رنگت لئے احد کے پاس آئی وہ تو خود بھی پریشان کبھی اولیس کو چپ کرواتا تو کبھی دل دل میں دعا کرتا۔ احد نے اولیس کو بیخ پے لٹایا اور پھر آگے بڑھ کے اسے سمنبھالا اور بیخ پے بٹھا کے جو اس کے لبوں سے لگایا۔ طبیعت کافی حد تک سمنبھالنے کے بعد اس نے ڈاکٹر کے کہے سارے الفاظ حد کے سامنے پیش کئے۔

"یار اللہ بہتر کرے گا"۔ احد نے اس کے سو جن زدہ ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیکر سب سے بڑا دلا سے دیا تھا۔ کیونکہ ہر مشکل اور برے وقت میں یہ الفاظ دل کو بہت تسلی دیتے ہیں۔ عشاں محض مسکراتی ہوئی سر اثبات میں ہلا گئی۔ احد نے کاندھے پر اولیس کو ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے مضبوطی سے عشاں کا ہاتھ تھامتا بہت آہستگی سے اسے اپنے ساتھ لیکر کار کی طرف بڑھ گیا۔ اولیس کو شابانہ اپنے پاس روکنے پر بضد تھی لیکن وہ ماں باپ کا پیچھا چھوڑنا ہی نہیں چاہتا تھا سو مجبوری کے تحت اسے اس بھیڑ میں لانا پڑا تھا۔

READERS CHOICE



"حنان اگر یہ دو منٹ میں گیم نہیں سمیٹا ناں تو دونوں کو اٹھا کے باہر پھینک دوں گی"۔ شیراز اور حنان دونوں باپ بیٹے لڈو پھیلائے بیٹھے تھے گیم کے دوران وہ کھیلتے کم اور لڑتے زیادہ تھے۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کبھی شیراز جیتتا تھا تو ہارنے کے غم میں حنان گیم پھیلا دیا کرتا تھا اور جب حنان جیتتا تھا تو اسی کا عمل شیراز دوہرایا کرتا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ لڑکے بحث و مباحثہ سے فارغ ہو کے ریسلنگ دیکھ رہے تھے پورے لاؤنچ میں جا بجا لڑکی گوٹیاں پھیلی ہوئی تھیں شزا جھنجھلا جاتی تھی ہر بار یہ چیزیں سمیٹ سمیٹ کے لیکن اسکے پانچ سالہ بیٹے کے ساتھ حنان بھی بچہ بن جاتا تھا اور اب تو شزا کی ڈانٹ کا بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا تھا اور اب تو انکی زندگی میں ایک سالہ پری حننا بھی اس کا جینا حرام کر کے رکھتی تھی۔

"شزا چل کر یں شیراز سمیٹ دیگا"۔ حنان نے ایل ای ڈی پر نظریں مرکوز کئے مصروف سا جواب دیا شزا تو حمنہ کو گود میں ڈالے شیراز کے جواب کی منتظر تھی۔

"بابا آپ نے پھیلا یا تھا"۔ نئے نئے پیچ کی پریکٹس ہاتھ پر کرتا شیراز نے لا پرواہی سے جواب دیا۔

"جس نے بھی پھیلا یا ہے جلدی سمیٹو"۔ شزا نے انگلی کے اشارے سے اطراف میں دونوں کا جائزہ لگوا دیا۔

"جاؤنچے لاؤنچ سمیٹو"۔ حنان کی بات پر شیراز معصوم شکل بنائے شزا کے پاس آیا۔

"مام دیکھیں میرے ہاتھ کتنے چھوٹے ہیں بابا کو بولیں خود سمیٹیں"۔ بات تو وہ شزا سے کر رہا تھا لیکن اپنی چھوٹی بہن کے ہاتھ پاؤں سے چھیڑ چھاڑ بھی جاری تھی۔

"حنان بچے سے کام کروائیں گے جاکہ خود کریں"۔ شزا کی حتمی لہجے پر حنان کلس کے رہ گیا۔

"اب نہیں کھیلوں گا آپ کے ساتھ چیٹر ہو آپ"۔ حنان نے تلملاتے ہوئے ایل ای ڈی بند کی اور شیراز کو منہ چڑاتا

گھٹنوں کے بل بیٹھ کے گوٹیاں سمیٹنے لگا جبکہ شزا قہقہہ لگانے میں مصروف اس بات سے بے نیاز ہی رہی جب شیراز

# ملائیکہ خان محبت کے رنگ سیزن ۲ مہر سے ہی

نے لاؤنچ سمیٹے حنان کی کتنی ہی تصویریں بنا ڈالیں، جب بھی حنان گھر کا کوئی کام کرتا تھا شیراز اسکی پکچر اسٹیس پر لگا دیا کرتا تھا۔

#TumSeHi

#Season2 of "muhabbat kay rang"

#by\_Malaika\_Khan

Epi # 02

"اب تک آپ کی نہیں؟؟؟ حسن بیگ کی اسٹرپس درست کرتا اپنے دوستوں کے ساتھ یونیورسٹی سے نکلنے لگا تھا یکدم صفا کو دیکھ کے دوستوں کو خدا حافظ کرتا صفا کی طرف بڑھا اسکی آواز سے چونکتی صفا پیچھے کو مڑی۔

"یاد ڈرائیور کا ویٹ کر رہی تھی آج لیٹ ہو گئے ہیں"۔ صفا نے موبائل نکال کے نمبر ڈائل کیا لیکن دوسری طرف کوئی رسپانس نہ پا کر بری طرح جھنجھلائی اسے یہاں کھڑے پندرہ بیس منٹ گزر چکے تھے لیکن ڈرائیور آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"میں چھوڑ دوں؟؟؟ حسن نے جھجھکتے ہوئے استفسار کیا صفا تذبذب کا شکار تھی۔ یونیورسٹی میں ایڈمیشن لئے دو سال گزر چکے تھے اور پہلے سیمسٹر سے ہی صفا اور حسن کے درمیان کافی اچھی دوستی تھی۔ صفا کی حالت سے محظوظ ہوتے حسن نے مزید بات کا آغاز کیا۔

Page 18 of 710

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یار صفا ہم دوست ہیں اتنا ٹرسٹ تو آپ کر سکتی ہیں"۔ صفا کو اسکی بات بہت بھلی معلوم ہوئی تھی کیونکہ وہ واقعی ایک اچھا لڑکا تھا اور اسکا بہت اچھا دوست بھی لہذا اس نے اسی کے ساتھ گھر جانے کا فیصلہ کیا۔

"چلو ٹھیک ہے"۔ گاڑی اسٹارٹ کر کے وہ صفا کو بیٹھنے کا کہہ کر خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سمٹ بھالتا گاڑی زن سے بھگالے گیا۔

کچھ دیر بعد گھر پہنچ کر صفا شکریہ ادا کر کے گھر کے اندر جا چکی تھی جبکہ پیچھے وہ سرشاری سا مسکرایا۔



"ملو اصفو تے گھر لیتے تلوناں"۔ پچھلے آدھے سے وہ مروا کی قمیض کا دامن کھینچتے صفا کے گھر جانے کی ضد کئے جارہی تھی لیکن گھر میں جواد بھی نہیں تھا اور شاہ رخ بھی کسی کام سے باہر گیا ہوا تھا۔ جواد جب گھر میں موجود ہوتا تھا تو وہ صرف اسی کا دماغ کھاتی تھی جبکہ اسکے بعد باقی سب کی باری آتی تھی۔

"صفو ابھی سو رہی ہو گی وہ آپکو اپنی کمپنی نہیں انجوائے کروائے گی آپ بور ہو جاؤ گی"۔ مروا نے اسکے پھولے گالوں پر ہلکا سا ہائٹ کر کے چالاکی کا مظاہرہ کیا۔

"اب پھل"؟ تعبیر نے رونی صورت بنائی لیکن یکدم ہی اسے شاہ میر کا خیال آیا تو خوشی سے جھوم اٹھی۔

"میر سے بات تلائیں"۔ تعبیر کی فی فرمائش پر اس نے شاہ میر کا نمبر ڈائل کیا جس نے بغیر سلام دعا کے بے مروتی سے گویا ہوا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ کو صبح کہہ تو دیا تھا میں لیٹ ہو جاؤں گا پھر کیوں پریشان کر رہی ہیں؟؟؟" شاہ میر کی غیر اخلاقی حرکت پر مروا خون جیسا گھونٹ بھر کے رہ گئی۔ اسکے لئے یہ سب نیا نہیں تھا وہ پچھلے کچھ مہینوں سے اسکا یہی رویہ برداشت کر رہی تھی۔

"تعبیر بات کرے گی۔" مروا نے دکھ سے وضاحت دیتے فون اسپیکر پر رکھا۔ شاہ میر کی اتنی بے رخی پر اسکا دل بری طرح کچلا اور جس طرح وہ فرصت سے تعبیر کی باتیں سن رہا تھا اس سے صاف واضح تھا وہ مصروف صرف اسکے لئے تھا۔ مروا کو تو پانچ مہینوں سے یہی روکھا کھدرالہجہ سہتے عادت ہو گئی تھی ہمیشہ شاہ میر اسے اپنے رویے سے چوٹ پہنچاتا آیا تھا، اور حیران کن بات تو یہ تھی کہ اسے احساس ندامت بھی نہیں ہوتا تھا۔ اسکی بات سے مروا کا دل بری طرح بگڑ چکا تھا لیکن وہ چپ رہتی تھی۔

"تب آئیں دے میر؟؟؟ ساری فرمائشیں کرنے کے بعد تعبیر کو اسکے آنے کا خیال آیا۔

"جب میری جان حکم کریں۔" شاہ میر کی بات پر تعبیر کھل اٹھی اور جلد ہی اسے آنے کا کہہ کر کال کاٹ کے بہت ہی معصوم سے انداز پر آنکھیں پٹیٹاتے مروا کی گود میں موبائل رکھ گئی۔

"ملو آپ اچھی ہیں۔" اسکی بات پر مروا مسکرائی تھی۔

READERS CHOICE 

"کہاں ہے تو؟" شاہ میر نے دس بجے کے قریب شاہ رخ کو کال کی جو کہ دوستوں کے ساتھ آؤٹنگ پر گیا ہوا تھا۔ آفس سے نکلتے اس نے شاہ رخ کو کال کر کے استفسار کرنا چاہا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اپنی یونی کاسٹر جیل، یاسر، کبیر اور انہی گروپ کے لڑکے ہیں۔" شاہ رخ نے مکمل طور پر وضاحت دی جبکہ پچھڑے یاروں کا سن کر شاہ میر نے بھی انہیں جوائن کرنے کی ٹھانی۔

"میں پہنچتا ہوں تم لوگ وہیں رکو۔" شاہ میر کی جلد بازی پر شاہ رخ اسے ٹوکنے لگا تھا لیکن پھر اسکی بات مکمل ہونے تک خاموش ہی رہا۔

"بھائی! بھابھی انتظار کر رہی ہو نگی تو گھر جائیں بھی بس آ رہا ہوں۔" شاہ رخ نے اسے مروا کا حوالہ دینا چاہا لیکن وہ کچھ بھی ماننے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"بھائی چینیج تو کر لے۔" ایک آخری بار اس نے منانا چاہا لیکن وہ اسکی بات سننے بغیر ہی کال کاٹ گیا تھا۔

دوستوں کے ساتھ سیر و تفریح کر کے وہ دونوں بارہ ساڑھے بارہ بجے کے قریب گھر میں داخل ہوئے تھے لیکن تعبیر کی چیزیں لانا نہیں بھولے تھے۔ مروالاؤنچ میں تکبیر کے ساتھ بیٹھی تھی جبکہ جواد اور تعبیر اوپر کمرے میں موجود تھے۔

"یہ کونسا طریقہ ہے گھر میں آنے کا؟" فاروق صاحب نے کمرے سے نکلتے ہوئے انکی دیر رات گئے واپسی پر اعتراض کیا۔

"ڈیڈ وہ بس یو نہی۔" جواب شاہ میر نے دیا تھا جبکہ شاہ رخ کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہتا تھا۔

"تم تو آفس سے دس بجے نکلے تھے تو؟؟؟" انکی غراہٹ پر شاہ رخ نے شاہ میر کی طرف اشارہ کیا گویا اسے آنے کا شوق تھا تو بہانا بھی وہ ہی بنائے گا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"دوستوں کی کال آگئی تھی ڈیڈان لوگوں نے انوائٹ کیا تھا سو جی ہی"۔ شاہ میر نے خشکیں نظروں سے مروا کو گھورا شاید اس نے شکایت لگائی ہو اور پھر مطمئن انداز میں جواب دیا۔

"تم کنوارے نہیں ہو! ٹائم سے گھر آیا کرو"۔ فاروق صاحب سخت لہجے میں باور کرواتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے جبکہ تکبیر اور مروا خاموش تماشائی بنی تھیں۔

"بھابھی تعبیر کہاں ہیں؟" شاہ میر دھپ سے مروا کے سامنے والے صوفے پر بیٹھا۔

"اپنے باپ کے پاس ہے کب سے کہہ رہی ہوں سو جاؤ بیٹا لیکن بس لالا اور میر کا انتظار کر رہی ہے"۔ تکبیر نے کہتے ساتھ ہی تعبیر کو آواز دی جو کہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں عبور کر کے دونوں سے چمٹ گئی۔

"مل تو ایسے رہی ہے جیسے جنموں کی کچھڑی ہوئی ہے"۔ مروا نے اسکی بیتابی پر چوٹ کی جبکہ تکبیر مسکراتے ہوئے اسکے کاندھے پر سر رکھے کچھ دیر کے لئے آنکھیں موند گئی۔

"لالا، میر میں تب سے ویٹ تر رہی تھی"۔ شاہ رخ نے اسے گود میں اٹھایا جبکہ اس سے پہلے ہی اسکی باتوں کو جواب دیکے اور ڈھیر سارے پیار کے ساتھ شاہ میر چیخ کرنے جا چکا تھا۔

"لالا جلدی تو آئے ہیں"۔ شاہ رخ نے اسے تھوڑا سا اوپر کر کے کاندھے پر بٹھایا اور وہ اسکے جیل سے سیٹ ہوئے بالوں پر انگلیاں چلاتی سارے خراب کر چکی تھی۔

"تعبیر اترو بیٹا لالا کو چیخ تو کرنے دو ابھی تھک کے آئے ہیں"۔ مروا نے ایڑھیوں کے بل اٹھتے اس کے کاندھے سے اتارنا چاہا لیکن مروا کی گود میں آنے کے بعد بھی اس نے تصدیق کرنا ضروری سمجھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"لا لا تھت دے"؟ شاہ رخ نے اسکے سوال پر نفی میں گردن ہلای اور بحر حال اسے چیزیں دیکر گود سے اتارا۔ تعبیر تکبیر کے گال چومتی پھر سے جواد کے پاس جا چکی تھی جبکہ شاہ رخ چہنچ کر کے انکے درمیان ہی بیٹھ گیا تھا۔

"کہاں کہاں گھوم پھر کے آرہے ہیں؟؟" مروانے تفتیش کرتے استفسار کیا۔

"ادھر ادھر ہی"۔ شاہ رخ نے مختصر جواب دیا۔

"شاہ میر کہاں ملا تمہیں"؟ تکبیر نے سوچ کے گھوڑے دوڑاتے سوال کیا۔

"دس بجے کے قریب ہی آفس سے نکلتے اسکا فون آگیا تھا تو کچھ دیر بعد ہی ہم ساتھ مل کے باقی سب کے ساتھ آؤٹنگ پر چلے گئے ٹرسٹ می بھا بھی بہت مزا آیا"۔ شاہ رخ اپنی ہی دھن میں بولے جارہا تھا جبکہ بے ساختہ مروا اور تکبیر کی نظروں آپس میں ٹکرائیں۔

"اچھی بات ہے انجوائے کرو، ہمیں بھی بلا لیتے"۔ تکبیر نے استہزایہ ہنستے کہا جبکہ شاہ رخ نے موبائل سے نظریں ہٹائیں۔

"بھا بھی یار دوستوں کے ساتھ گئے تھے اور پھر پوچھ لیتیں اپنے بے بی سے"۔ شاہ رخ آخر میں مضحکہ خیز انداز میں مسکرایا۔

"سیدھے ہو جاؤ تم"۔ مروانے اسکے کاندھے پر چپٹ لگائی جبکہ شاہ رخ مبہم سا مسکراتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔

"بہت دکھ ہوتا ہے شاہ رخ کو دیکھ کے"۔ مروا بہت دکھ سے بولی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیا کہہ سکتے ہیں یار، خیر! تم اپنے کمرے میں جاؤ۔" تکبیر کی باتوں کو سرے سے نظر انداز کرتی مروا موبائل میں صفا کو کال لگا کے لان میں چہل قدمی کرتے باتوں میں مصروف ہو گئی تھی۔ جبکہ تکبیر جو اد کی منتظر تھی وہ بلائے گا تو ہی وہ اوپر جائے گی۔ اور کچھ دیر بعد ہی جو اد اسکے سر پرے کھڑا تھا۔

"ٹائم دیکھا ہے بہت پھیل رہی ہیں آپ تکبیر سیدھی ہو جائیں۔" جو اد نے اسے بازو سے پکڑ کے اٹھایا۔

"ابھی کون سا ٹیڑھی ہوں۔" وہی ازلی ڈھیٹ اور لا پرواہ سا انداز جو اد نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرایا۔

"مجھے ظالم شوہر بننے پر مجبور کر رہی ہیں آپ؟؟؟ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے تھے جو اد شیر لہجے میں گویا ہوا۔

"تم تو سہی کے بدلے لے رہے ہونا کیونکہ سازش ہی تمہاری تھی۔" اسکی باتیں جو اد کے سر سے گزر رہی تھیں لیکن وہ بغیر اس سے پوچھے بغیر ذہن پر زور ڈالنے لگا آخر وہ کس موضوع پر بات کر رہی ہے۔

"تم جان کے اکیلے میں اپنی افلاطون کو کہتے ہونا کہ بیٹا کسی کو نہیں تنگ کرنا سوائے ماں کے، اسکا جینا حرام کر دینا۔" تکبیر اسکے بازو سے پکڑ کے اپنے پہلو میں بٹھاتی اپنا رونا رونے لگی تھی اور جو اد بھی شروع دن سے اب تک بہت دلچسپی سے اسکے شکوے سنتا تھا۔

"تم نے دیکھا کھانے کے درمیان بھی کتنا تنگ کیا ہے مجھے لاڈ صاحبہ نے دوبار میسج بنوائی اور کھائی بھی نہیں پھر زبردستی بھی وہ میں نے ہی کھائی۔" تکبیر روہانسی ہوئی۔

"اچھی خاصی کنواری ٹھیک تھی۔" آخر کار وہ آخر میں بیچارگی سے بڑبڑائی۔ جو اد کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مکافات عمل میری جان! آپ نے بھی ممانی کو اتنا ہی تنگ کیا تھا اب مزا آیا؟؟؟" جواد نے اسکے زخموں پر نمک چھڑکا۔

"میں نے تو نہیں تنگ کیا اتنا"۔ اسکے لہجے میں جھوٹ کی آمیزش تھی تبھی زبان لڑکھرائی۔

"ہاں! جیسے ہم تو کچھ جانتے ہی نہیں"۔ جواد نے بھنویں اچکائیں۔

"تم واقعی جانتے ہو؟؟؟" تبکیر نے حیرانی سے پوچھا۔

"تو اور کیا اتنا بڑا تھا آپ سے ہر ایک کا رنامہ یاد ہے آپکا، اففف! لوگ آپکو کہتے تھے انسانوں کی شکل کی کوئی ایلین ٹائپ لڑکی"۔ جواد نے حیرت سے آنکھیں پھیلانے اسکے علم میں اضافہ کیا۔

"بس بس! پاگل نہیں بناؤ"۔ تبکیر نے بگڑے زاویے سے اسکی بات ہوا میں اڑائی۔

"بڑا، قابل احترام، معتبر، مجازی خدا اور آپکی بیٹی کا باپ ہوں، بھولیں نہیں میں کیا کر سکتا ہوں"۔ جواد نے سارے اپنے نام یاد دلاتے آخر میں تعبیر کا حوالہ دیا تھا شاید وہ ڈر جائے۔ تبکیر کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

"ہو گیا ہو تو مجازی خدا صاحب تمہاری لاڈلی نے دودھ نہیں پیا ہے لے کہ آجانا اور دو چیچ اول ٹین ڈالنا مت بھولنا رات کا وقت ہے چینی کم ڈالنا"۔ جواد نے سرعت سے اسکی بات کاٹی۔

"روز میں ہی لاتا ہوں اتنا مجھے پتا ہے، پکڑن مرید ہی بنا لیا ہے"۔ خود پر ہی ہنستے وہ کچن میں بڑبڑاتا ہوا چاچکا تھا جبکہ اسکے اتنی سلجھی اور پیار بھری باتوں پر تبکیر کو ٹوٹ کے پیار آتا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیا بتایا بھی لڑکی ہوگی یا لڑکا؟؟؟ صفا اسکے کمرے میں داخل ہوتی گلے میں بانہیں ڈال کے بڑی دلچسپی سے پوچھنے لگی۔

"جوالدا کو منظور"۔ عشانے بظاہر نارمل انداز میں ہی جواب دیا تھا جبکہ صفا کو لگا وہ اس سے شرمسار ہی ہے۔

"ارے ارے! شرمایا جا رہا ہے"۔ صفا نے ہنستے ہوئے کہا جبکہ عشانے اسکے گال پر چپٹ لگائی۔

"نہیں میں نہیں شرمسار ہی"۔ عشا کے صاف مکر نے پر صفا نے مصنوعی حیرت سے دیکھا۔

"توبہ توبہ آج کل کی لڑکیاں اف!۔" صفا نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"تمہارے بھائی آگئے"۔ عشانے سمنہٹھلتے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کیا صفا سٹپائی اور جھٹ سے بیڈ سے اٹھی اسکی یہی پھرتی دیکھ عشانے قہقہہ لگایا۔ دروازے پر احد تو نہیں تھا لیکن اوئس ضرور تھا صفا نے فوراً ہی اسے گود میں اٹھایا۔

"اچھا بھئی میں جا رہی ہوں اسکو لیکے"۔ صفا کہتے ساتھ ہی اس کو اپنے ساتھ نیچے لے گئی تھی۔



مروا ایک ڈیڑھ بجے کے قریب کمرے میں داخل ہوئی تو شاہ میر سوچکا تھا مروا نے ایک دکھ بھری نگاہ اسکے سوائے وجود پر ڈالی اور خود بھی چہینج کر کے لیٹ گئی۔ شاہ رخ کی طرح وہ بھی ایک بیچیلر زندگی گزارتا تھا اسے مروا سے کوئی غرض نہیں تھا ان دونوں کے درمیان ایسی کوئی بات بھی واضح نہیں ہوتی جس سے یہ نشاندہی ہو سکے کہ وہ میاں بیوی ہیں۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شاہ میر تو کوئی دل کی بات نہ سنتا تھا اور نہ کرتا تھا اسے مروا کو چھوڑ کے سب کا خیال تھا۔ وہ مروا کے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں رکھتا ہے یہ بات مروا کے ساتھ تکبیر اور جواد بھی جانتے تھے۔ کتنا بدل گیا وہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد کہیں سے بھی وہ پہلے والا شاہ میر نہیں لگتا تھا۔

"انتظار بھی نہیں کیا، خیر! کونسی نئی بات

ہے۔" لائٹس آف کر کے اس نے متانت سے سوچا۔

"جو بھی ہوا اس سب میں میرا تو کوئی قصور نہیں ہے۔" مروا نے سوتے ہوئے شاہ میر کو دیکھ کر آہستہ آواز میں سرگوشی کی۔ لیکن وہ سنے یا نہ سنے، کسے پرواہ تھی؟

گزرے دنوں کو یاد کرتی کافی دیر بعد وہ نیند کی وادیوں میں اتری تھی۔



شاہ رخ آتے ہی بیڈ پر دھپ سے گرا کپڑے چینج کرنے کی بھی اس نے زحمت نہیں کی تھی۔ راتوں میں بھی ایک عجب بے چینی تھی اس کی اپنے وجود سے بھی دلچسپی ختم ہو گئی تھی وہ پہلے والا شاہ رخ کسی طور سے نہیں تھا ہاں البتہ گھر والوں کے سامنے اسے یہ ناطک بھی کرنا پڑتا تھا۔ پچھلے پانچ مہینوں سے وہ خود کو مصروف رکھنے کے لئے سیر و تفریح کرتا تھا اور خود تھکن سے چور آتے ہی سو جاتا تھا۔

شاہ رخ کے اوپر کوئی پابندی بھی عائد نہیں کی گئی تھی جواد اور فاروق صاحب کو خدشہ تھا کہیں ایسا کرنے سے وہ کسی غلط صحبت میں نہ پڑ جائے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر، جواد کے بہت سمجھانے کے بعد بھی وہ کافی حد تک نارمل ہو گیا تھا لیکن دل کے کسی کونے میں موہوم سی ایک آس امید باقی تھی۔

اور کہیں نہ کہیں اسے نارمل ظاہر کرنا تھا جتنی محنت لگن اور محبت سے تکبیر نے اسے سمیٹے تھا شاید ہی کوئی کر سکتا تھا۔ تکبیر کے ساتھ بہت بڑا ہاتھ جواد کا بھی تھا جس نے اسے سمجھانے کے لیے ایک بچوں والا روپ دھار لیا تھا۔ شاہ رخ کو اس نے بالکل اسی کے انداز میں شوخی، مزاحیہ تو کبھی سنجیدہ طریقے سے اسکے دل کو بہلا دیا تھا۔ اگر وہ اب بھی نارمل نہیں ہوتا تو یہ خدا کی ناشکری میں شامل ہوتا۔



"چچی آپ کہیں تو تعبیر کو لے آؤں بہت یاد آرہی ہے اسکی"۔ صفا اوئیس کو لیکر ریحانہ بیگم کے پورشن میں ہی رہتی تھی تاکہ انکی تنہائی بھی مٹ سکے اور اوئیس کے ساتھ انکا دل بھی لگا رہے۔ اوئیس صفا کی گود میں تھا اور وہ سلیپ سے ٹیک لگائے ان سے باتوں میں مصروف تھی، ریحانہ بیگم غالباً ناشتہ بنا رہی تھیں کیونکہ وہ دونوں معمول کے مطابق انکے ساتھ ہی ناشتہ کیا کرتے تھے۔

"نہیں! وہ بہت مارتی ہیں"۔ اوئیس نے چھوٹے ہی تردید کی۔ تعبیر چھوٹی سہی لیکن وہ اوئیس کو بہت مارتی تھی جبکہ ان معاملات میں وہ کافی سیدھا بچہ تھا۔ اسکی بات سنتے ہی دونوں قہقہہ لگاتی نہیں۔

"میرا بچہ"۔ ریحانہ بیگم پلیٹس وغیرہ ڈائننگ ٹیبل پر رکھتیں فوراً اسے پیار کرنے کے لئے آگے بڑھیں۔

"چچی یہ کتنا تیز ہو رہا ہے ناں"۔ صفا ناشتے سے انصاف کرتی استہزایہ ہنسی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بچوں کو ایسے نہیں کہتے بیٹا"۔ ریحانہ بیگم نے اسے ڈپٹا جبکہ اولیس کرسی سے کھسک کے انکے قریب ہوا۔  
"پھپھو اچھی نہیں ہیں"۔ جتنے معصوم انداز میں اس نے کہا تھا صفانے بہت جان لگا کے اسکے گال کھینچے حتیٰ کہ وہ رو پڑا۔

"صفا"۔ ریحانہ بیگم نے گھوری سے نوازا جبکہ وہ ناشتے سے فارغ ہو کے جبراً اسے اپنے پاس بلار ہی تھی اور وہ ریحانہ بیگم کے پیچھے چھپ گیا تھا۔

"صفا کی بچی تشدد کم کیا کرو میرے بچے پر"۔ صفا کا پیار بہت خطرناک ہوتا تھا اور یہ بات تقریباً سب ہی جانتے تھے احد جو سیڑھیوں سے ہی اتر رہا تھا اولیس کی رونے کی آواز سن کے چوکنا ہوا لہذا مسکراتے ہوئے اسکا کان کھینچا۔  
"پیار بھی میں ہی کرتی ہوں"۔ صفانے برا سامنہ بنایا اور بیگ اٹھاتی احد کے ساتھ ہی الوادی کلمات کہتی نکل گئی جبکہ تعبیر والا موضوع تو سرے سے ہی وہ بھول چکی تھی۔



جواد کے دائیں جانب تعبیر اسکے بازو پر ہی لیٹی ہوئی تھی جبکہ تعبیر گدھے گھوڑے بیچ کے اسکے بائیں جانب دراز تھی۔

تعبیر کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنا سر مزید اوپر کیا اور جواد کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی۔ اسے جواد کو سوتے جاگتے تنگ کرنے میں بہت مزہ آتا تھا لہذا وہ اسکے گال کے ساتھ اپنا گال ملاتی اور مسکراتے ہوئے پھر سے آنکھیں بند کر لیتی۔  
جواد اسکی زرا سی اہٹ پر ہی اٹھ جاتا تھا لیکن وہ جبراً آنکھیں بند کر کے لیٹا رہتا کہ اسکا اگلا عمل دیکھ سکے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تعبیر نے پھر سے سراٹھایا اور اپنے لبوں سے اسکے گالوں کو چوما اور پھر سے مسکراتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔ جواد دلکشی سے مسکرایا لیکن کچھ سینکڈز کے لئے۔

تعبیر اب جوش و خروش سے اسکے سینے پر چڑھ بیٹھی کبھی اسکی آبرو کھینچتی تو کبھی اسکی بند آنکھوں کو کھولنے کی کوشش کرتی۔ جب کچھ نہ ہو سکا تو وہ پھر سے اسکے بازوؤں پر سر رکھتی لیٹ گئی جواد نے بند آنکھوں سے اسکے ماتھے پر لب رکھے تعبیر خوشی سے اٹھی۔ تعبیر اسکے اوپر کھڑی ہونے لگی تھی لیکن توازن برقرار نہ رکھ سکی اور تکبیر کے اوپر گر گئی۔ اچانک سوتے ہوئے اتنا وزن اسے محسوس ہوا تکبیر ہڑبڑاہٹ میں اٹھی جبکہ جواد افسوس سے نظریں چرا گیا۔ "کیا ہو گیا، کیا ہو گیا؟؟؟" جس طرح وہ اٹھی تھی اسکے سارے بال بکھرے ہوئے تھے جیسے بم پھٹ گیا ہو جواد نے ایک نظر اسے دیکھا اور مسکراہٹ ضبط کرنے کے بعد بھی تہقہہ لگاتا ہنسنا جبکہ تعبیر بھی اسکا بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔

"تمہیں نظر نہیں آرہا میں سو رہی ہوں بجائے اس کو منع کرنے کے تم خود بھی ہنس رہے ہو؟؟؟" تکبیر نے قدرے دکھ سے اسکی جانب دیکھا۔ جتنی زور سے وہ اسکے اوپر گری تھی تکبیر کی پسلیاں دکھنے لگی تھیں۔

"میرے درد ہو گیا ہے تمہیں نظر نہیں آرہا میں سو رہی ہے، امی میری پسلی"۔ تکبیر نے آنکھیں مسلتے تعبیر کو خونخوار نظروں سے گھورا اور آخر میں اپنی ماں کو یاد کیا۔

"بیٹا تعبیر کے لگ گئے ہیں دیکھیں وہ سو رہی ہیں"۔ جواد کو اسکی تکلیف کا احساس تھا لیکن تعبیر بھی جان کے تو نہیں گری تھی ناں۔ تعبیر کھسک کے اسکی گود میں جا بیٹھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"غلطی سے ہوا بیر". تعبیر نے شرمندگی کا مظاہرہ کیا۔

"یار سوری تکبیر تعبیر تو مجھ پر چڑھ رہی تھیں غلطی سے آپ پر گرگی دکھائیں کہاں

لگی؟؟؟ جو اد نے اسکے اجرے گلستاں جیسے بالوں کو کان کے پیچھے اڑتے اسکے بازو کے گرد حصار قائم کیا اور قدرے محبت سے استفسار کیا۔ جواباً تکبیر نے تیوری چڑھائے خفیف نظروں سے گھورا۔

"میں کتنی دیر کہانی سنانے کے بعد سوئی ہوں لیکن کوئی بات نہیں مکافات عمل ہے کل جو کیا تو سہنا بھی ہے۔"

اسکے گالوں کو چومتی وہ خود خود سے بڑبڑائی تھی، جب جب تعبیر اسے تنگ کرتی تھی شدت کی حدوں کو چھوتی وہ اپنی ماں کو یاد کرتی تھی اور ایک انکی دعا کہہ لویا بد دعا سے فوراً سے یاد آتی تھی۔

"جتنے نخرے تم مجھے دکھاتی ہو اور جتنا تنگ تم نے مجھے کیا ہے اللہ کرے تمہاری اولاد اس سے زیادہ کرے۔" تکبیر کو محسوس ہوا وہ دور سے اس پر ہنس رہی ہیں۔

"اچھی دعا نہیں دی آپ نے۔" مدھم سی آواز پر جو اد اسکے تھوڑا قریب ہوا آخر وہ کہہ کیا رہی ہے لیکن کیا اچھا نہیں کیا اور کس نے؟ یہ بات اسکی سمجھ کے پرے تھی۔

"سولی بیر". تعبیر نے اپنے ننھے ہاتھوں سے اسکا ہاتھ لبوں سے لگایا۔ جواباً تکبیر نے اسے خود سے چمٹایا۔

"بے بی بیر تو بھی جم لیتے جائیں دے۔" تعبیر نے چپکتے ہوئے اسے آگاہ کیا اور خود اپنی ہیزل کی طرف بڑھ گئی۔

"زیادہ درد ہو رہا ہے؟؟؟ جو اد نے فکر مندی سے پوچھا۔

"ظاہر ہے اچانک اس طرح یوں نیند میں میں ڈر گئی تھی اللہ خیر کرے کیا ہو گیا۔"

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یار میں آپ پے نہیں ہنس رہا تھا وہ تو بس آپ کے جون ایلیا جیسے بالوں کو دیکھ کے ہنسی ضبط نہیں کر سکا لیکن پھر بھی سوری اٹھ گی نہیں تو بیک فاسٹ کر کے پین کلر لے لیں طبیعت میں آرام آئے گا اور ہمارے ساتھ جم چلیں کثرت کر کے اچھا لگے لگا آپ کو"۔ جواد نے پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے فکر مندی سے اسے ہدایت دی۔ جبکہ تعبیر بلی کو ہاتھ میں اٹھائے جواد کے پاس آئی۔

"بیر جلدی اتھ گئیں روز اسی طرح اٹھاؤں دی"۔ تعبیر نے آنکھیں پٹپٹاتے جواد کی طرف دیکھا جبکہ جواد رخ موڑ کے بھرپور انداز میں مسکرایا لیکن جلد ہی ہیزل کو اسکے ہاتھوں سے لیکر زمین پر رکھا اور تعبیر کو فریش کروانے لے گیا تھا۔

"اے پیچھو ہو"۔ ہیزل اسکے پیروں میں آنے لگی تھی تبکیر نے نخوت سے پیر اوپر کئے بلیوں سے وہ ڈرتی تھی لیکن تعبیر کی محبت میں اس نے بلی دلانے کے لئے رضامندی ظاہر کی تھی۔

روز تعبیر اور جواد نوبے جم جایا کرتے تھے تبکیر کو ایکسر سائز سے کوئی دلچسپی نہیں تھی لیکن جواد اور تعبیر زبردستی اسے جم لیکر جاتے تھے تعبیر تو باپ کے ساتھ خوشی خوشی کثرت کرتی تھی لیکن تبکیر انکے پاس رکھی کرسی گھسیٹ کے سو جاتی تھی اور کچھ دیر پہلے بھی یہی ہوا تھا دو گھنٹے تک جواد اور تعبیر وقفے وقفے سے اسے جگاتے رہتے تھے۔ بند آنکھوں کو کچھ دیر تک ہی وہ کھلا رکھتی تھی۔ جواد اور تعبیر نیند کے معاملے میں اسکا بہت مزاق اڑایا کرتے تھے۔ دنیا دھر کی اودھر ہو جائے لیکن اسکی نیند میں کوئی خلل نہیں آتا تھا۔





## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ نے تو کہا تھا میں بہت مصروف ہوں اس لیے ماما کے گھر لے کہ نہیں جاسکتا لیکن موصوف کل کے واقعے پر نظر ثانی کریں گے؟" شاہ میر تیار ہو کے آفس کے لئے نکلنے لگا تھا یکدم ہی مروانے اسکا راستہ روکا اور سینے پر ہاتھ باندھتے کڑے تیوروں سے استفسار کیا۔

"تو آپ چلی جاتیں ڈرائیور کے ساتھ"۔ اسکی اتنی لاپرواہی پر مروانے کو رنج بھر کے غصہ کیا۔

"شاہ میر آپ سے ہوئی ہے میری شادی آپکے ڈرائیور سے نہیں، ذمہ داری اٹھانا سیکھیں اور نہیں اٹھا سکتے تو بول دیں"۔ مروانے سخت تیور لئے غرائی۔

"زبان سمنبھال کے بات کریں"۔ شاہ میر نے غصیلی نظروں سے اسے گھورا۔

"ابھی میں نے وہ زبان استعمال ہی کب کی ہے جس سے آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو سکے۔ لیکن آپ جیسا جھوٹا انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ گھر میں تو سب کے سامنے آپ نے یہی کہا تھا ناں کہ آپ بڑی بہت ہیں پھر دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے کا وقت تھا؟؟" مروانے شکایتی نظروں سے اسے گھورا لیکن وہ اسکی سرد آواز سے ضرور واقف تھا مروانے شاید بہت غصے میں تھی۔

"تو کیا آپ کے ساتھ چپک چپک کے رہوں؟ ماموں سے ملنے آپ نے جانا ہے تو جائیں مہینوں کے لئے جائیں یا سالوں کے لئے میں کیا کروں گا آپکے ساتھ جا کے"۔؟؟ شاہ میر سرد آواز میں پھنکارا جبکہ مروانے اچھٹی نگاہ ڈالی غصے کی تمازت سے اسکا دھواں دھواں ہوتا چہرہ کافی سرخ ہو رہا تھا اسکا دل شاہ میر کی باتوں سے چکنا چور ہوا تھا کتنی سفاکی کی انتہا کرتا وہ اسکا دل کتنے ہی ٹکڑوں میں توڑ چکا تھا۔ مروانے سے بہت کچھ سمجھنا چاہتی تھی بحر حال خاموشی سے

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کمرے سے نکل گئی صبح صبح ہی اسکا موڈ خراب ہو چکا تھا لیکن وہ کام میں مصروف رہی تاکہ کسی کو کان و کان خراب نہ ہو سکے۔ شاہ میر کو اپنے لفظوں کی سنگینی کا احساس تک نہیں ہوا وہ بڑے ہی تحمل سے ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد الوداعی کلمات کہتا معمول کے مطابق شاہ رخ کے کمرے میں جا چکا تھا۔

"لیٹس گیٹ میریڈ یار"۔ حسن اور صفافری پیریڈ میں کینٹن میں بیٹھے تھے، کچھ مہینوں پہلے ہی حسن نے باقاعدہ طور پر محبت کا اظہار کیا تھا اور کھلے لفظوں میں یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اسکا مقصد صرف شادی کرنا ہے۔ یونیورسٹی میں وہ دونوں ساتھ ہی پڑھتے تھے اور حسن تو اسے کافی وقت سے پسند کرتا آیا تھا۔ صفا سے اظہار کرنے کے بعد صفانے بھی رضامندی ظاہر کر دی تھی۔ صفانے گھر میں اس بات کا ذکر کیا تھا لیکن حسن کا بیک گراؤنڈ بالکل ٹھیک تھا اور ہر لحاظ سے وہ اچھا ثابت ہوا تھا۔ لہذا کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔

"پھر؟؟؟ صفانے انجان بنتے شانے اچکائے۔

"یار اب بس آپکی بھی عمر ہو گئی ہے اور میں مام کو کل ہی بھیج دو نگار شتے کے لئے"۔ حسن نے اسکے سر پر بھم پھوڑا

صفافری طرح کھانسی۔

"آریو اوکے؟؟؟ حسن نے اسے پانی کا گلاس تھا یا وہ خود کو نارمل ظاہر کرتی سیدھی ہو کے بیٹھی۔

"اتنی جلدی؟؟؟ حسن نے اسکی بیکار باتوں پر دانت کچکچائے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں بس مام سے کہہ دو نگاہ آنے کے لئے تیار ہیں"۔ حسن نے حتمی لہجہ اپنایا۔  
"مما کو بتادینا"۔ صفا نے عام سے لہجے میں جواب دیا تھا اور پھر وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔



صفا کے بات کرنے سے پہلے ہی حسن کی والدہ رشتہ لانے کا کہہ چکی تھی لہذا سب بڑوں سے مشورہ لینے کے بعد کچھ ہی دن میں انہیں آنے کی اطلاع دے دی گئی تھی۔

فرحت آپا کے ساتھ ساتھ تکبیر مراد اور باقی سب بھی خوش نہیں تھے البتہ اسکے بہتر نصیب کے لئے دعا گو ضرور تھے۔

صفا ایک الگ الجھن کا شکار تھی لیکن نہ تو سوال سہی واضح تھے اور نہ انکے جواب تلاشنے کی اس نے زحمت کی۔  
فرحت آپا کو جب سے پتا چلا تھا کہ صفا کے رشتے والے آرہے ہیں وہ شاہ رخ سے نظریں نہیں ملا پارہی تھیں جبکہ کہیں سے قصور وار تو وہ بھی نہیں تھیں۔ ہر کوئی اپنی جانب شرمندہ ہی نظر آ رہا تھا جبکہ اسکی خوشی کے لیے تو سب نے اپنی جانب ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن جو نصیب کا کھیل! ہر کوئی یہی آ کے بے بس تھا۔  
قسمت کے آگے کس کی چلتی ہے؟ لیکن دل کہاں مانتا ہے۔



جواد کا میچ شروع ہونے والا تھا لہذا وہ دھوپ ڈھلتے ہی پریکٹس پر چلا جاتا تھا یہ کام بھی اسکے لئے بہت مشکل ثابت ہوتا تھا کیونکہ تعبیر اسے کہیں بھیجنے کے لئے رضامند نہیں ہوتی تھی جواد پریکٹس پر نکلتا تھا تو اسکے بعد ہی تکبیر اسے

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

پارک لے جاتی تھی۔ پارک میں بھی اسکی ایک لڑکی سے دوستی تھی اور غالباً وہ بھی اپنے بیٹے کو پارک میں گھمانے لاتی تھی۔ اسکا بیٹا وہ واحد بندہ تھا جس سے تعبیر کی بہت اچھی دوستی تھی اور بہت شوق سے وہ تکبیر کے ساتھ معمول سے پارک جاتی تھی۔ تکبیر کچھ دیر پہلے ہی تعبیر کو لیکے پارک سے آئی تھی کتنی دیر تو اس نے مردا کو بھی سمنبھالا جو صبح سے ہی اداس تھی۔

دن بھر کی تھکن کے بعد وہ تعبیر کو لیکے کمرے میں لیٹی تھی تعبیر برش سے اسکے بال سلجھاکم اور الجھاز یاد رہی تھی۔ جو ادکمرے میں آتے ہی اسکی بے حال سی حالت دیکھ کر خفیف سا قہقہہ لگا کے ہنسا اسکی تھکن تو تکبیر اور تعبیر کو دیکھ کر ہی ختم ہو جاتی تھی۔

"تمہیں بہت زیادہ ہنسی نہیں آنے لگی ہے؟" تعبیر نے بھنویں اچکائے لفظوں پر زور دیا جبکہ جو اد اسکے گال تھپتھپاتا تعبیر کو گود میں لے چکا تھا۔

"بے بی آئی واز مسنگ یو۔" تعبیر اپنے گلابی مائل پنکھڑی لب جو اد کے باری باری گالوں پر رکھتی مدھم آواز میں بڑے لاڈ سے سرگوشی کر رہی تھی۔

"بے بی واز مسنگ یو ٹو۔" جو اد نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔ تعبیر اسی کی گود میں چڑھے کبھی ناک سے ناک ٹچ کر رہی تھی تو کبھی گال سے گال۔

"صدیوں کے پچھڑے ہوئے ہو؟؟" تعبیر نے کمر پر ہاتھ رکھتے رعونت کا اظہار کیا۔

"پارک میں مزا آیا تھا؟" جو اد دونوں کو لے کہ بیڈ پر بیٹھ کر اسکی دن کی رواد سننے لگا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کپڑے تو تبدیل کر کے آجاؤ پہلے"۔ تکبیر نے اسے یاد دلایا تو جو ادشانے اچکا تا فریش ہونے چلا گیا جبکہ تعبیر فرحت آپا اور فاروق صاحب کے پاس نیچے چلی گئی تھی۔



تکبیر کھڑکی کے قریب کرسی پر براجمان تھوڑی تلے ہاتھ کی مٹھی بنائے کسی گہرے خیالات میں گم تھی جب سے اسے معلوم ہوا تھا اندر ہی اندر وہ بہت پریشان تھی۔ دونوں کزنز کے پیچ پیس کے رہ گئی تھی۔ ایک جگہ بہن سے بڑھ کے کزن اور دوسری طرف بھائیوں جیسی محبت والا دیور اور کزن۔ اس وقت وہ بری طرح لب کچلتی نت نئے طریقے سوچنے لگی تھی لیکن سب ہی تقریباً بے سود ثابت ہوئے۔

تکبیر کے چہرے کے اتار چڑھاؤ اسکی سوچ کی عکاسی کر رہے تھے۔ آخر وہ کس طرح کچھ کرے؟ اندر ہی اندر اسکا دل بہت اداس ہو رہا تھا۔ شاہ رخ جیسا زندہ دل زندگی انجوائے کرنے والا خوبرونو جوان کتنا بدل گیا تھا۔ اسکی شوخی، مسکراہٹ سب کہیں کھو گئی تھی بظاہر تو وہ بہت خوش نظر آتا تھا لیکن وہ نہیں تھا خوش! یہ بات ہر کوئی جانتا تھا اور سب ہی اسکے دکھ میں شامل تھے لیکن کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

جو اداس کو اتنا سنجیدہ اور پریشان دیکھ کر چونکا تھا۔

"کیا ہوا ہے تکبیر؟ کوئی مسئلہ ہے؟ کچھ ہوا ہے؟؟" اسکی عادت اب بھی پرانی ہی تھی ایک ساتھ کتنے ہی سوالوں کا ہلہ بول دیتا تھا تکبیر افسردگی سے جو اد کی سمت دیکھنے لگی لیکن لب بالکل خاموش تھے۔ ایسے موضوع کو کیا ڈسکس کرنا جسکا نہ تو سر ہوا اور نہ پیر۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تمہیں نہیں لگتا جو بھی ہو رہا ہے غلط ہو رہا

ہے۔" جو اد نے دوسری کوئی بات نہیں کی تھی تکبیر نے بہت گہری خاموشی کے بعد دکھ سے بولا تھا۔  
جو اد کچھ کچھ سمجھ گیا تھا لیکن بحر حال وہ بھی اپنے بھائی کی حالت دیکھ کر دکھ میں تھا۔ جتنا اس کے اختیار میں تھا اس نے سمجھایا تھا لیکن یک طرفہ محبت کا دکھ اور غم کب بھرا کرتے ہیں؟ یک طرفہ محبت میں مبتلا لوگ روز مرتے ہیں روز جیتے ہیں۔ یہ تو وہ ملال ہوتا ہے جس میں محبوب آپکے سامنے کسی کا ہو جاتا ہے اور عاشق وہ صرف ہاتھ ہی ملتا رہتا ہے۔

"ہر چیز میں الہ کی مصلحت ہوتی ہے ہو سکتا ہے وہ اس کے نصیب میں نہ ہو، خیر ہے! پریشان نہیں ہوئیں۔" ہلکا سا دباؤ اس کے کاندھے پر ڈال کے وہ روم سے نکل گیا تھا۔ اس کی سماعتوں میں وہی مہینوں پرانے شاہ رخ کے کہے جملے ٹکرا رہے تھے۔

"آپ تو دھمکی دے کہ بھی کروادیتی ہیں۔"

تکبیر نے بے ساختہ وہ وقت یاد کیا تھا۔ کتنی آس امید سے اس نے کہا تھا لیکن وہ کچھ بھی نہیں کر سکی۔  
"آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں میں اتنا بگڑا ہوا لڑکا بھی نہیں جو محبت نہ مل جانے پر نشئی بن جاؤنگا۔" وہ تلخی سے مسکرایا تھا۔

READERS CHOICE

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کوئی بات نہیں بھا بھی شاید وہ نصیب میں نہ ہو اب چھین تو نہیں سکتے ناں۔ جس سے بھی کریں خوش رہیں! لیکن کاش مجھ سے ہی کر لیتی"۔ تکبیر نے غور سے اسے دیکھا تھا وہ نے حد درجہ اذیت میں تھا۔ اسکی بھیگی آنکھوں کو دیکھ کر تکبیر بھی ایک دم ساکت ہوئی تھی۔ ایک محبت کے نہ مل جانے پر وہ کیسا ہو گیا تھا۔

صفا نے منع کیوں کیا تھا؟؟ وہ حواسوں میں لوٹتی تذبذب سے خود سے ہمکلام ہوئی۔ یہ سوال تو کتنوں نے اس سے کیا تھا لیکن کسی کو بھی اس نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ تکبیر نے فوراً سے موبائل اٹھاتے صفا کو کال کی جو کہ کچھ دیر میں اٹھالی گی تھی سلام دعا کے بعد ہی تکبیر مدعے پر آئی۔

"ساری تیاریاں ہو گئی ہیں؟؟"

"ہاں ناں! تم کب آؤ گی؟ اور تعبیر کو بھی لے آؤ مجھے بہت یاد آرہی ہے اسکی"۔ صفا کے حسرت بھرے لہجے پر تکبیر مبہم سا مسکرائی۔

"ٹھیک ہے! رات تک آتی ہوں"۔ مختصر بات چیت کے بعد ہی وہ کال کاٹ چکی تھی۔



پچھلے تین دنوں میں صفا کے رشتے والے منگنی کی تاریخ طے کر چکے تھے۔ جیسے جیسے منگنی کی تاریخ قریب آرہی تھی صفا کے دل میں ہول اٹھنے لگے تھے منگنی تو اس کی رضا مندی سے ہی ہو رہی تھی لیکن نہ جانے کیوں خوشی کی رمت دور دور تک اس کے چہرے پر کہیں نہیں تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

عشا احد اور باقی سارے گھر والے ہسپتال میں ہی جمع تھے جبکہ فرحت آپا تو پہنچ گئی تھیں بس جواد اور تکبیر کو ہسپتال پہنچنے میں ٹریفک کے باعث دیری ہو گئی تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی جواد اور تکبیر آ کے بیٹھے تھے، عشا کو آپریشن تھیڑ میں لیکے جایا جارہا تھا تقریباً سب ہی اسے حوصلہ دے رہے تھے جبکہ جواد تکبیر کا وقت یاد کرنے لگا تھا۔



"اگر میں واپس نہیں آئی تو؟؟؟ اسٹریچر پر بیٹھی تکبیر نے ڈرے دل سے سوال کیا تھا جبکہ جواد کو اس پر لگا اسکا دل سینہ توڑ کے باہر آ جائے گا وہ خود ڈرا ہوا تھا آخر کن لفظوں میں اسے سہارا دیتا وہ لوگ اس وقت وارڈ میں ہی تھے جبکہ آپریشن تھیڑ لے جانے میں وقت تھا۔

"کیسی فضول باتیں کر رہی ہیں تکبیر ایسا کچھ نہیں ہوگا۔" جواد نے اس کے پھولے ہاتھوں کو ہاتھ میں لیا جو پسینے سے شرابور اور کافی زیادہ سرد تھے۔

"میں نے جتنا تمہیں تنگ کیا ہے مجھے معاف کر دینا۔" اس وقت تکبیر جتنی سنجیدہ تھی شاید ہی وہ کبھی زندگی میں اتنی حد تک سنجیدہ ہوئی ہو۔

"تکبیر! جواد نے تڑپ کے پکارا۔

"میں اگر مر جاؤں تم دوسری شادی نہیں کرنا تم جانتے ہو میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں۔" وہ باقاعدہ طور پر روئی تھی اس کے لفظ بہ لفظ جواد کے دل کی دھڑکنیں بڑھ رہے تھے چہرے کا رنگ تو اسکا بھی فق ہوا تھا۔

"چپ! اب فضول ایک لفظ نہیں۔" جواد نے سختی برتی اور اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا آپکو مجھ پر تو بھروسہ ہے ناں آپکو؟؟؟" جواد نے اسکے گرد حصار قائم کر کے محبت سے استفسار کیا تکبیر نے بچوں جیسے انداز پر خود بخود اثبات میں سر ہلایا۔

"میں ہوں ناں آپکے ساتھ پھر کیوں پریشان ہو رہی ہیں؟ آپ جیسی آفت اتنی آسانی سے میرا پیچھا نہیں چھوڑیں گی کیونکہ چڑیلیں چمٹ جاتی ہیں لیکن کبھی چھوڑ کے نہیں جاتیں"۔ جواد نے شریر لہجے میں کہا تھا تکبیر بے ساختہ بھیگی آنکھوں سے ہنس پڑی اور اپنے ڈرپ لگے ہاتھوں سے اسکا گلہ دبائے لگی۔

"تم تو نہیں کرتے ناں مجھ سے محبت تو تمہیں کیا اندازہ ہو گا میری قدر کا"۔ تکبیر نے نم پلکیں اٹھائیں جواد نے اسے خود میں بھینچا اور عقیدت سے اسکی جبین پر محبت بھرا لمس چھوڑتا بے اختیار اسے سینے سے لگا گیا۔

اگر اس وقت آپ میری کیفیت جان لیں ناں تو بھولے سے بھی ایسا کہنے کی غلطی نہیں کرتیں۔ کرتا ہوں ناں محبت جہی آپکے ساتھ ہوں، الیہ پر بھروسہ کریں کچھ بھی نہیں ہوئے گا بالکل ساتھ خیریت سے جائینگے اور ساتھ خیریت سے آ کے میرا جینا حرام کرینگے۔ بھلا ہم دونوں بھی کبھی بچھڑ سکتے ہیں؟؟ اس کے ہاتھوں کو چومتا وہ جا بجا اسکے گال پے لب رکھ گیا تھا۔

"تم سچ کہہ رہے ہو ناں پانڈا؟؟؟ بڑے مان سے اس نے پوچھا تھا جواد نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

نرس ناک کر کے اندر آچکی تھی۔

"سر آپریشن کا ٹائم ہو گیا ہے"۔ اس نے پروفیشنل انداز میں آگاہ کیا تھا تکبیر نے دھڑکتے دل سے جواد کو دیکھا اپنے امد آنے والے آنسوؤں کو وہ چاہ کر بھی نہیں روک پارہی تھی کچھ آنسوؤں کے قطرے پلکوں کی باڑ توڑتے رخسار پر

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

پھسلے اسے صرف یہی ڈر تھا اگر اسے کچھ ہو گیا تو اولاد کا کیا ہو گا اور وہ جو اسے بچھڑ جائے گی۔ تکبیر نے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن اسکی زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

وارڈ بوائے اسٹریچر کو چلاتے راہداری میں لے آئے تھے وہاں تقریباً جتنے افراد موجود تھے سب کے چہرے اترے ہوئے تھے۔ ہر ایک کی محبت واضح چھلک رہی تھی لیکن ریحانہ بیگم اور مبین صاحب دعا کرنے کے ساتھ ساتھ آنسو بھی نہیں روک پارہے تھے۔

تکبیر کا کیس بہت پیچیدہ تھا جب سے تکبیر جو اسے باقی سب کو معلوم ہوا تھا ہر ایک کی جان لبوں پر اُئی ہوئی تھی۔ ریحانہ بیگم تو روئے روئے جارہی تھیں جو اس کی ضبط سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ ایک ایک کر کے سب اسے گلے لگاتے حوصلہ دے رہے تھے۔

جو اس نے تکبیر کا ہاتھ بہت مضبوطی سے تھاما ہوا تھا جاتے جاتے اس نے ہاتھ اوپر کی طرف اٹھاتے خدا حافظ کہا تھا جو اس نے پسینے سے شرابور ہوتی پیشانی کو چھوا تھا۔

"میں ہوں ناں آپکے ساتھ کچھ نہیں ہونے

دونگا۔" انہی لفظوں سے ہی تکبیر کو بہت حوصلہ ملا تھا۔ جو اس نے تھکن زدہ سا ہینچ پر ہی بیٹھ گیا تھا۔

"اس پے سائن کر دیں؟؟؟ نظریں جھکائے مضطرب سا گود میں رکھے ہاتھوں کی انگلیوں کو مسلتا جو اس معصوم بچوں

کی طرح ڈرے سہمے سے انداز میں بالکل خاموش بیٹھا تھا۔ نرس کی آواز پر اس نے سرعت سے جھکا سر اٹھا یا ضبط کے

کڑے مرحلے بعد بھی وہ اپنی بے چینی کو چھپا نہیں پایا تھا۔ سب نے حیران نظروں سے اسے دیکھا تھا اسکی آنکھیں

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

بھی نم تھیں۔ بہت ہمت مجتمع کر کے اس نے لڑتے ہاتھوں سے پین پکڑا تھا جو کہ پچھلی دو بار کی طرح چھوٹ چکا تھا۔

"بیٹا حوصلہ رکھو کچھ نہیں ہوگا۔" اسکے کاندھے پر دباؤ ڈال کے کس نے اسے کہا تھا یہ بات تک اسے یاد نہیں تھی۔  
"مبین تم کر لو اس سے پین ہی نہیں پکڑا جا رہا۔" فاروق صاحب نے مبین کو مخاطب کیا تھا جو کہ نفی میں سر ہل رہے تھے۔

"سر جلدی کریں۔" نرس کی آواز پر بحر حال فاروق صاحب نے ہی السہ کا نام لیکے سائن کیا تھا جس میں صاف لکھا تھا:

"آپریشن کے دوران تکبیر کو کچھ ہوتا ہے تو ڈاکٹر زیا ہسپتال زمرہ دار نہیں ہونگے۔" نرس تو دستخط شدہ کاغذ لے کر مخصوص انداز میں جا چکی تھی جبکہ جواد کے لئے ایک ایک پل بڑا ہی کٹھن ثابت ہوا۔  
"یا السہ! میری تکبیر کی حفاظت فرما۔" جتنی دیر وہ آپریشن تھیڑ میں تھی جواد نے بارگاہِ الہی میں تکبیر کے حق میں دعا کی تھی۔

"جواد!! فرحت آپا اور شہابہ نرمی سے اسے پکارتیں رومال سے اسکا پسینے سے ترچہ صاف کر رہی تھی جواد بے ساختہ ننھے بچوں کی طرح فرحت آپا کے سینے سے لگ گیا۔  
کس طرح وہ کٹھن زدہ وقت گزر گیا تھا اور کچھ گھنٹوں کے صبر کے بعد ہی اسے زندگی کی نوید سنائی گئی تھی۔

## مگر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مبارک ہو بیٹی ہوئی ہے۔" جتنی خوشی اسے یہ سن کر ہوئی تھی اس سے زیادہ لپک کے اس نے تکبیر کی خیریت دریافت کی تھی۔

"وہ بھی ٹھیک ہیں کچھ دیر میں آپ مل سکتے ہیں۔" جواد کی آنکھیں پھر سے نم ہوئی تھیں۔ ایک رحمت کے ساتھ نعمت بھی اسکی قسمت میں لکھ دی گئی تھی۔

تعبیر کے رونے کی آواز سے وہ حواسوں میں لوٹا۔ نظریں ادھر ادھر دوڑائیں تکبیر تعبیر کو چپ کروانے میں ہلکان ہوتی اسکے پاس سہی سلامت تھی۔ کب میں احد نے سائن کئے اسے کچھ نہیں معلوم تھا وہ تو بس اپنی آبِ بیتی کو سوچتے اتنا زیادہ محو ہو گیا تھا کہ اسکے آگے وہ کچھ سوچ ہی نہیں سکا۔

جواد مسکراتا ہوا تکبیر کے پاس گیا اور تعبیر کو فوراً سے پہلے گود میں لیا۔

"کیا ہوا؟؟؟" اس نے بہت پریشانی سے استفسار کیا۔ جبکہ اسکی گود میں چڑھتے ہی تعبیر نے جواد کا ندھے پر سر رکھا اور دس منٹس بعد ہی وہ سوچکی تھی۔

"نیند سے رو رہی تھی۔" تکبیر بھی اسکے رونے سے بوکھلا جاتی تھی عموماً تو وہ روتی کم تھی اور زیادہ تر وہ سونے کے لئے ہی روتی تھی۔ جواد تکبیر کے پہلو میں ہی بیٹھ گیا تھا۔

"کہاں گم تھے تم؟ کب سے دیکھ رہی ہوں محترم کسی اور ہی دنیا میں پہنچے ہوئے ہیں؟؟؟" تکبیر نے خفگی کا اظہار کیا۔ "کہیں نہیں۔" بہت سوچ کے جواد نے مسکراتے ہوئے مختصر جواب دیا تھا اب وہ تکبیر کو کیا بتاتا کہ اسکی سوچیں اس پر سے آکے ہی ختم ہو جاتی ہیں۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"گھر جا کے پوچھتی ہوں"۔ تبکیر نے بھنویں سکیرے اسے تنبیہ کی جو اد فحال خاموش ہی رہا۔



"مبارک ہو بیٹا ہوا ہے"۔ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ نرس نے نو مولود آسمانی رنگ کے کمبل میں چھوٹوسا لپٹا ہوا بچہ شابانہ کے ہاتھ میں تھمایا انکی تو پھر سے محبت جاگی تھی۔

باری باری سہیل، شابانہ، مبین صاحب اور ریحانہ بیگم نے اسے پیار کیا تھا جبکہ احد بے صبری سے عشا کا پوچھ بیٹھا۔ سہیل صاحب تو اسکے کان میں ازان دے رہے تھے جبکہ سب سے پہلے احد عشا سے ملنے گیا تھا۔ مروا، شاہ رخ اور شاہ میر گھر میں ہی موجود تھے اور صفایونیورسٹی کی ہوی تھی عشا کو ایمر جنسی میں دوپہر میں ہی ہسپتال لایا گیا تھا۔ تبکیر نے تو بچے کے گال ہی چوم ڈالے تھے جبکہ تبکیر جواد کی گود میں بیٹھے ایک ہی سوال دہرائی جا رہی تھی۔

"یہ اوئیس تاتون ہے؟؟"

"یہ اوئیس کا بھائی ہے"۔ جواد نے بچے کی طرف اشارہ کرتے اسے پیار سے سمجھایا تھا۔

"یہ تہاں رہے دا؟؟" ایک اور سوال اسکی جانب سے آیا۔

"اپنے گھر میں"۔ جواد تبکیر کے بالوں کا شوقین اسکے بالوں سے بھی چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔

"جو بلوس تادھر ہے؟؟" تبکیر بھی مبین صاحب کو بروس ہی کہا کرتی تھی لیکن بہت کاوش کے بعد بھی اس سے بروس نہیں کہا جاتا تھا۔

"جی"۔ جواد اس کی ہر ایک بات کا تحمل سا جواب دے رہا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یہ ہمارے دھرتیوں نہیں رہے دا؟؟" اسکے سوال پے جواد سوچ میں پڑ گیا۔

"کیونکہ اسکے بابا آپکے ماموں ہیں ناں انہی کے پاس رہے گا۔" تعبیر اسکے جواب پر گھوم کے اسکی طرف متوجہ ہو کے بیٹھی۔

"میرا تو توئی بھائی نہیں ہے پھل ہمارے دھرتیوں رہے دا؟؟" جواد اسکی پیاری باتوں پر دلکشی سے مسکرایا۔ اسکی جان تو ان سوالوں سے کبھی چھوٹی ہی نہیں تھی۔ ان سے تھوڑا فاصلے پر سب پیار کر رہے تھے خوشی انجوائے کر رہے تھے جبکہ جواد تعبیر کی باتوں میں مگن تھا۔

"بے بی؟؟" جواد کی طرف سے جواب نہ پا کر تعبیر نے مزید اسے مخاطب کیا۔

"بیر دینگے آپ کو اسکا آنسر۔" جواد نے دونوں کے درمیان تکبیر کو بھی گھسیٹ لیا تھا کیونکہ وہ بخوبی واقف تھا تعبیر یہ سوال پوچھ پوچھ کے اسکا سر کھا جائے گی۔

یہی کہنے کی دیر تھی وہ جواد کی گود سے اتر کے تکبیر کے پاس چھوٹے چھوٹے ڈگ بھرتی جا چکی تھی۔

"بیر سب تا بھائی ہے میلا تو نہیں ہے۔" اسکے پیروں میں بیٹھ کے وہ شکوہ کر رہی تھی جتنے وہاں موجود تھے سب کا قہقہہ گونجا۔

مبین صاحب نے فوراً سے پہلے اسے اٹھا کے گود میں لیا۔

"یہ بھی آپکا تو بھائی ہے۔" جواد بھی اسکے برابر میں کھڑا ہو گیا تھا جبکہ باقی سب اسکی باتوں کو بہت انجوائے کر رہے تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"نہیں! یہ ہمارے دھر نہیں جائے داتویہ میلا بھائی نہیں ہے۔" تبکیر اسکی بات پر لاجواب ہوئی۔

"کتنی ڈھیٹ اولاد ہے تمہاری۔" تبکیر ہولے سے منمنائی تھی جو ادشانی نے اچکا تالا پر واہی کا اظہار کر گیا۔

"بلوس میلا بھائی تیوں نہیں ہے؟؟؟ اب کی بار اس نے اپنے نانا کو مخاطب کیا تھا وہ بھی صرف مسکرا ہی سکے۔

"اس کو لے جاؤ ورنہ مجھے شرم آ جائے گی۔" تبکیر نے زبردستی انکی گود سے لیکے جو اد کو تھمایا۔

"چلو میں بھائی دلا لاؤں آپکو۔" جو اد تو اسے وہاں سے لیکے کھسک گیا تھا جبکہ شابانہ نے اسکی ٹانگ کھینچنی چاہی۔

"لے آؤ پھر ایک بھائی۔" مرد حضرات تو آگے پیچھے ہو گئے تھے شابانہ نے شریر لہجے میں مشورہ پیش کیا۔

"اتنی آبادی نہیں بڑھانی ہے ویسی وسائل بہت تھوڑے ہیں پاکستان کے۔" شرم سے اسکا کوئی دور دور تک لینا دینا نہیں تھا جیسی نٹ کھٹ، چلبلی وہ شادی سے پہلے تھی شادی کے پانچ سال بھی اس میں کوئی رد و بدل نہیں آیا تھا۔

شابانہ لوگوں کا مینشن برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا منگنی کی تقریب تقریباً ایک ڈیڑھ مہینے بعد طے پائی تھی روشنیوں سے نہائے لان میں آسمانی رنگ کی میکسی زن تن کئے صفا آسمان سے اتری کوئی اسپر ای لگ رہی تھی لیکن اسکا حسن کافی سوگوار تھا۔ ہنسی بھی اسکی کھوکھلی سی تھی نظریں بھٹک بھٹک کے شاہ رخ کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں جو کہ بالکل نارمل برتاؤ کرتا فنکشن بھر پور طریقے سے ویسے ہی انجوائے کر رہا تھا جیسے اس نے مروا اور شاہ میر کی شادی انجوائے کی تھی۔ فنکشن زور و شور سے جاری تھا ہلکی آواز میں سرور بخشی موسیقی خاصا فسوں خیز سا منظر پیش کر رہی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جواد تعبیر کو پکڑ لو وہ بروس کے پاس سے نہیں آرہی"۔ تبکیر نے تعبیر کا حوالہ پیش کیا کیا ان دونوں نے آج میچنگ کی تھی جبکہ جواد بیوی اور بیٹی کو دیکھ کے ہی وارے نیارے جا رہے تھے۔

"تبکیر یا ابھی تو آپ پکڑ لیں یہاں میں بڑی ہوں تعبیر کو کیسے سمجھالوں؟؟؟" جواد ارد گرد کے معاملات کا تنقیدی جائزہ لیتا حقیقتاً بہت مصروف نظر آ رہا تھا۔

"سب کے باپ نے بچوں کو پکڑا ہوا ہے ناں تو تم بھی بیٹی کو پکڑ لو یہ میرے پاس رک نہیں رہی ہے"۔ جواد نے پورے ماحول کا جائزہ لیا واقعی ہی احد کے ہاتھ میں اسکا بیٹا تھا حنان کی گود میں اسکی بیٹی تھی بے سبب ہی جواد مسکرایا۔ "اچھا وٹھ کیوں رہی ہیں لے لیتا ہوں بولیں تو آپ کو بھی گود میں اٹھالوں؟؟؟" چہرے سے وہ کافی سنجیدہ نظر آ رہا تھا لیکن لہجے میں کافی حد تک شرارت گھلی تھی۔

"یاد کر لو تم نے ہی شکوہ کیا تھا اتنی بھاری ہو رہی ہیں آپ"۔ تبکیر نے تعبیر کی پیدائش سے پہلے والی بات کا حوالہ دیا تھا جواد نے خفیف سا قہقہہ لگایا۔

"یاد کریں اٹھایا تو تھاناں؟؟؟" ہلکا سا اسکی طرف جھک کے کان میں سرگوشی کی تبکیر نے کہنی سے ٹھوکا اسکا قہقہہ بھی بے ساختہ تھا تبکیر شرم سے سرخ ہوتی جواد کو کافی جاذب لگی۔ یک ٹک وہ بھی اسے گہری نظروں کے حصار میں لیتا کسی اور دنیا میں پہنچ گیا تھا۔

"اتنی غور سے بھی نہیں دیکھو یا حسین نہیں ہوں میں"۔ تبکیر نے اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی جواد حواسوں میں لوٹنا نجل سا مسکرایا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"گھر جا کے بتاتا ہوں کتنی حسین ہیں آپ"۔ اسکی زو معنی انداز پر تکبیر جھینپ سی گی۔

"میں تو صرف تم سے بات کرنے کے بہانے سے آئی تھی تعبیر تو خوش ہے گھر والوں میں"۔ تکبیر مصنوعی سا شرماتی دوپٹہ ہوا میں لہراتے وہاں سے چلی گی تھی لیکن اسکا کام دارد دوپٹہ جواد کے چہرے سے ہوتا پوری ایمانداری سے تکبیر کا ساتھ دیتا جاچکا تھا۔ آج بھی تکبیر کی ویسی ہی محبت ہنوز قائم تھی اب تک وہ جواد کو دیکھتے کھوجاتی تھی وہ تو کب کی چلی گی تھی لیکن اسکی خوشبو اور والہانہ چاہت میں ڈوبے لفظ اب بھی اسکے کانوں میں سرایت کر رہے تھے۔ انگوٹھی ایکسچینج کی رسم شروع ہونے لگی تھی ہر طرف گہما گہمی چھائی تھی جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا شاہ رخ کا دل بند ہونے لگا تھا۔

جواد اور شاہ میر اسکے دائیں بائیں جانب کھڑے تھے انگوٹھی حسن نے اسکی تیسری انگلی میں پہنادی تھی شاہ رخ نے کرب سے آنکھیں میچیں اسکے چہرے کا رنگ تو اسی وقت ہی بدل گیا تھا جب صفائے اسے ریجیکٹ کر دیا تھا۔ ایک تلخ سی مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا۔

جواد نے اسکے کاندھے پر دباؤ ڈالا منگنی میں وہ کافی دولہا بن کے آیا تھا اور اسکے یہاں آنے سے پہلے ہی سب نے اسے بہت حوصلہ دیا تھا تاکہ وہ احساس محرومی کا شکار ہوتا نا امید نہ ہو جائے۔

شاہ رخ نے اترے چہرے سے جواد کو دیکھا پھر کچھ سوچ کے جبراً مسکرایا۔ شاہ میر کا بس چلتا تو وہ شاہ رخ کو کبھی نہیں آنے دیتا اگر گھر والوں کی سختی نہ ہوتی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ساری لائنس آف کر دیں تھیں ایک اسپاٹ لائن صفا اور حسن کے چہرے پر پڑ رہی تھی وہ ہنس رہی مسکرا رہی تھی لیکن بہت پھیکی مسکراہٹ تھی اسکی۔

"بیٹا پہناؤ انگوٹھی"۔ حسن کی والدہ نے اسکا کاندھا ہلایا وہ تو انگوٹھی ہاتھ میں لئے کہیں کھوسی گی تھی انکی بات پر سرعت سے ساری سوچیں جھٹکتی پوری طرح متوجہ ہوئی۔

آخر تک وہاں سب کو ایک موہوم سی امید تھی شاید صفا منع کر دے لیکن ایسا ہر بار کہا ہوتا ہے جیسا انسان چاہتا تھا۔ "محترمہ مجھ سے ہی ہو رہی ہے آپکی منگنی ہم یہاں موجود ہیں اور آپ پتا نہیں کہاں گم ہیں"۔ حسن کی مدھم سی آواز اسکی سماعت کی نذر ہوئی تو وہ بے اختیار ہنسی۔

شاہ رخ نے حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اسکی مسکراہٹ کتنی پیاری تھی لیکن وہ کسی اور کے لئے ہنس رہی تھی۔ جتنا تو اس نے صفا کو سوچا تھا اتنی تو حسن بھی اس سے محبت نہیں کرتا تھا یہ بات تو طے تھی۔ شزا تکبیر مرد اور عشا کبھی صفا کو دیکھتیں تو کبھی شاہ رخ کو۔ محبت سے دستبردار ہونا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہوتی کتنا بد قسمت تھا وہ اپنی ہی محبت کو کسی دوسرے ہاتھوں سو نپٹا دیکھ رہا تھا۔

صفا نے ٹھیک کہا تھا نہیں مرے گا وہ اس سے چھڑ کے لیکن جینے کا انداز بھی تو یکسر بدل گیا تھا اسے زرا بھی اسکی حالت پر ترس نہیں آیا تھا۔

وہ عام سا شخص تو نہیں ہو سکتا

ہم جسے اپنا کہیں، عشق کریں اور روپڑیں

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

صفانے چورنگا شاہ رخ پر ڈالی جو زمین پر نظریں جھکائے آج حقیقتاً ہار گیا تھا۔ بحر حال وہ بھی اسکی انگلی میں انگوٹھی ڈالتی تذبذب کا شکار نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرائی۔ کیمروہ میں تصویریں بنارہا تھا دنیادکھاوے کے لیے ہنسنا تو تھا ہی۔ شاہ رخ کا دل کتنی ہی کرچیوں میں ٹوٹا تھا نئے سرے سے اسکا چہرہ شرمندگی سے سرخ ہو رہا تھا پھر سے وہ لڑکی اسے اذیت دے کہ خوش ہوئی تھی۔ اسکی دل کا دکھ تو کسی نے نہیں دیکھا تھا کتنی باتیں تو وہ خود میں چھپائے بیٹھا خود کو دیمک لگا رہا تھا۔

"تمہاری جدائی اداس نہیں، ویران کرنے کے ساتھ ساتھ اندر تک اجاڑ بھی دے گی"۔ شاہ رخ اندر کی توڑ پھوڑ کا شکار ہوتا کرب سے سوچتا صفا سے مخاطب تھا۔

وہ بہت اذیت سے گزر رہا تھا ہاسہا صبر بھی اب جواب دے گیا تھا، وہ شاید چیخنا چاہتا تھا لیکن کیسے اپنے دکھ میں دوسروں کی خوشی تباہ کر دیتا؟ شاہ رخ بہت مجبور اور بے بس تھا، اب تو کھودیا تھا اس نے اب کیا ہوگا اسکا؟ کیا وہ اگے بڑھ پائے گا؟؟ فلحال تو وہ خود بھی نہیں سوچنا چاہتا تھا۔

صفا کی محبت میں تنہا بھاگتے بھاگتے اسکے پیر شل ہو چکے تھے دل پر منوں بوجھ تھا۔ یک طرفہ محبت کرنے والوں کا تو ظرف ہی بہت وسیع ہوتا ہے وہ عام لوگوں کی طرح تقاضے نہیں کرتے جو ملتا ہے سہہ لیتے ہیں محبت پلٹ کے ملنے کی کوئی امید نہیں ہوتی پھر بھی محبت بانٹتے رہتے ہیں۔ صفا کی آشنا نظروں میں ایک بیگانگی تھی اسکی بے رخی نے تو کب سے ہی اسکی جان نکال دی تھی اور یہ احساس ہی اسکے لئے بہت جان لیوا تھا۔ اسکی شوخیوں میں ایک ٹھہراؤ آگیا تھا ایک واضح تبدیلی جو سب نے نوٹ کی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وفا اسکو نہیں کہتے، وفا کچھ اور ہوتی ہے  
محبت کرنے والوں کی ادا کچھ اور ہوتی ہے  
تمہیں دیکھا، تمہیں چاہا اور پیار کر بیٹھے  
سنو! پیار کرنے والوں، محبت ایسی ہوتی ہے  
اگرچہ غم کا مارا ہوں، مگر تم کو نہ بھولوں گا  
کہ دیوانوں کے لبوں پر دعا کچھ اور ہوتی ہے  
تڑپ اٹھے گی یہ دنیا اگر روئے گا دل میرا  
کہ دل سے جو نکلتی ہے صدا کچھ اور ہوتی ہے  
شاہ رخ نے ایک اچھٹی نگاہ سیٹج پر بیٹھے حسن اور اسکے بھائی درمیان بیٹھی صفا پر ڈالی جو مسکرا رہی تھی۔ شاہ رخ تو بکھر گیا تھا کتنے مہینوں سے باندھا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔  
دل اور اسکی باتیں بھی کتنی نادان ہوا کرتی ہیں وہ پگلا سوچتا رہ گیا شاید وہ ترس کھالے انکار کر دے منگنی سے لیکن  
نہیں! نہیں کیا تھا اس نے انکار وہ خوش تھی اسکی رضامندی سے ہوئی تھی منگنی۔ ملامت کرتی نظروں سے ہاتھ مسلتا  
اس نے اپنی ہی محبت کو دوسرے کا ہوتے ہوئے دیکھا تھا حسن سے زیادہ حُسن میں شاہ رخ کو برتری تھی لیکن محبت  
نہیں ملی تو چہرے کی چمک ویسی ہی کھو گئی تھی یہ تو ایک ہجر ہی اسکے مقدر میں لکھا گیا تھا یا تو وہ ساری زندگی اسکے ہجر  
میں راتیں گزارتا یا یہ سب بھول کے ایک فی زندگی کی شروعات کرتا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

انگوٹھی ایکسچینج کی رسم کے بعد ہی کھانا شروع ہو گیا تھا۔ تکبیر کے ساتھ ایسا کوئی نہیں تھا جو شاہ رخ کے لئے اداس نہیں تھا لیکن جو اس کو منظور۔

"میں یہی رکونگی آج"۔ مروانے شاہ میر کے سامنے کھڑے رہتے نیا حکم جاری کیا تھا۔ جبکہ شاہ میر مہارت سے سن ان سنی کر گیا۔

"آپ سے کچھ کہہ رہی ہوں شاہ میر آواز آرہی ہے میری؟؟" مروانے کے گویا ہوئی۔

"ساری زندگی رہ لیں جان چھوڑیں میری ویسی میں پریشان ہوں اوپر سے آپ سر کھانے اجاتی ہیں"۔ اسکے آواز مروانے کے سینے میں چابک کی مانند لگے۔

"تو میں کونسا آپ کے گلے میں لٹکی ہوئی ہوں شادی کی جب سے زندگی ہی عذاب بنادی میری، پتا نہیں کون سی منحوس گھڑی جو بابا نے میری شادی کر دی"۔ مروانے کو بھی ڈبوسی لڑکی نہیں تھی جو بلا وجہ ہی اس کی کڑوی کسلی باتیں سنتی آہستہ سی آواز میں وہ دبا دبا غرائی اور کوئی بھی اس کی دوسری بات سنے بغیر غصے سے وہاں سے چلی گئی تھی۔ شاہ میر نے کونسا اثر لینا تھا وہ بھی لاپرواہی برتا شاہ رخ کے برابر میں ہی بیٹھ گیا۔

محبت میں ناکامی کا دکھ اس وقت کوئی شاہ رخ سے پوچھتا وہ کافی بجھ سا گیا تھا ایک دکھ تھا جو آنکھوں میں ٹہر سا گیا تھا اس نے صفا کے ساتھ ساری زندگی گزارنے کا سوچا تھا کس طرح اس سے بچھڑ کے وہ رویا نہیں تھا۔ محبت کے سفر میں وفا نبھانے کا عہد کرتا وہ اسی راستے میں تنہا رہ گیا تھا کسی صحرے میں پتی دھوپ کی مانند، آگے کا راستہ اسکے لئے

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

بہت انجان بننے والا تھا جس کے دن اور رات صفا کے خیالات کے بغیر گزرتے نہیں تھے کیسے وہ اسے اپنے ذہن سے نکال دیتا؟

ان بیکار سوچوں پر، سنورونے کا ڈر کیسا؟

جسے پایا ہی نہیں اسے کھونے کا ڈر کیسا؟

اسٹیج پر ایک ایک کپل اپنی اپنے بچوں کے ساتھ تصویریں بنا رہے تھے تعبیر تو کب کی سوچکی تھی لہذا جواد اور تکبیر شاہ رخ کے ساتھ ہی بیٹھے تھے۔ تکبیر بیچارگی سے کبھی جواد کو دیکھتی تو کبھی شاہ میر کو۔

"چھوڑناں برو"۔ جواد نے اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتے معصومیت سے پیار بھری نظروں سے بچوں کی طرح اسکا ذہن بھٹکانا چاہا تھا۔

"چھوڑ دیا"۔ شاہ رخ مسکرایا تھا جواد نے اپنے بھائی کو دیکھا وہ کچھ بھی نہیں کر سکا تھا اس کے لئے۔ کچھ دیر بعد وہ نارمل ہوتا مبہم سا مسکراتا ہوا صفا کے اصرار پر اسٹیج پر گیا تھا۔

"اچھی نہیں لگ رہی ہیں آپ بالکل بھینس جیسی آنکھیں لگ رہی ہیں اور ہاں سسرال جانے سے پہلے میکپ ریموور لے جانا"۔ شاہ رخ کے کہنے کی ہی دیر تھی صفا کھلکھلا کے ہنسی، حسن نے بھی جانچتی نظروں سے اسے دیکھا تھا اتنا تو

کبھی وہ اسکے ساتھ بھی نہیں ہنسی تھی۔ آخر شاہ رخ میں ایسا کیا تھا؟؟

"تم بھی ناں"۔ صفا نے اسکے کاندھے پر چپٹ لگائی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"سوٹ اب بھی جمعرات بازار کا ہی لگ رہا ہے بالکل چڑیل لگ رہی ہیں وہ کیا کہتے ہیں ماسٹر پیٹ، نہیں بلکہ ڈسٹمبر تھوپا ہوا ہے، آنکھیں بھی پانڈا جیسی لگ رہی ہیں۔" صفا کی ہنسی تو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی کتنے مہینوں بعد ان کے درمیان اس قسم کی گفتگو ہو رہی تھی۔ کتنی شدت سے اس نے شاہ رخ کی یہی چلبلی اور پیاری باتوں کو مس کیا تھا۔

"میں بل دکھا دوں گی۔" صفا چہک کے گویا ہوئی۔

"میں بل سے بھی نہیں ماننے والا۔" وہ تو پر اعتماد بالکل نارمل تھا جبکہ حسن کو مکمل طور پر نظر انداز کرتی وہ اسکے ساتھ ہی خوش گپیوں میں مصروف تھی۔

"سیدھے رہو تم سمجھے ورنہ منہ توڑ دوں گی تمہارا۔" صفا نے کہنی ماری شاہ رخ بلبلا کے رہ گیا۔

"میں چلتا ہوں خیال رکھنا میری دعا ہے ہمیشہ خوش رہو۔" شاہ رخ نے لب بھینچے سنجیدگی سے خوش رہنے کی دعا دی تھی اسکی آنکھوں ہر تاثر سے خالی تھیں سپاٹ سا چہرہ لئے وہ اسٹیج سے اتر گیا تھا جبکہ صفا کا دل ڈوب کے ابھرا نچلا لب کچلتی وہ ہولے سے مسکرائی۔

حسن نے سلگتی نگاہ پہلے شاہ رخ پر ڈالی اور پھر صفا پر اس طرح ان کے بیچ دوستانہ رویہ اسکے کافی کھلا تھا۔

شاہ رخ فرحت آپا اور فاروق صاحب کی اجازت لیکے گھر جا چکا تھا اتنا بھروسہ تو انہیں اپنے بیٹے پر تھا کہ وہ کبھی بھی بری صحبتوں میں نہیں پڑے گا اور کافی حد تک وہ نارمل بھی تھیں۔

ہزاروں دل روز ٹوٹتے ہیں آہستہ آہستہ انسان اسی طرح ایک احساس محرومی کے ساتھ جینے کا عادی ہو جاتا ہے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شاہ میر اسکے ساتھ ہی جانا چاہتا تھا لیکن شاہ رخ کی زبردستی پر وہ ہاتھ ملستا وہیں رک گیا تھا رہ کے اسے مروا پر غصہ آ رہا تھا جو ارسلان اور حسن کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔

تقریب اپنے اختتام کو پہنچی تھی سب نے ہی گروپ فوٹو بنوائی تھی لیکن اس میں شاہ رخ نہیں تھا اسکی کمی کوئی ایک بھی پوری کرنے کا ہنر نہیں رکھ سکتا تھا۔

آہستہ آہستہ تمام مہمان گھر کی راہ لے رہے تھے شاہ میر مروا کا بازو پکڑ کے کونے میں لے آیا۔

"آپ کو تو بہت مزا آرہا ہے ناں آپ بھی سہی اور آپکی بہن بھی سہی نقصان تو میرے بھائی کا ہوا ہے ناں زندگی تو اسکی خراب ہوئی ہے کہیں کا نہیں رہا ہے وہ اسکا کون زہمدار ہے؟؟" مروا اسکے انداز پر سہی ضرور تھی لیکن وہ کیوں اس سے دب کے رہتی؟ سرخ ڈورے آنکھوں میں لئے وہ شاہ میر کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے کھڑی تھی۔

"یہ سوال خود سے ہی کر لیں اور ہمیشہ میرے پاس اپنا رونا رونا نے مت آیا کریں"۔ مروا وہاں سے جانے لگی تھی شاہ میر کو اسکا انداز طیش دلا گیا تھا بازو سے دبوچے اس نے جھٹکے سے اپنے سامنے کیا۔

"یہ کس انداز میں آپ مجھ سے بات کر رہی ہیں؟؟ مروا مجھے بد تمیز لڑکیاں پسند نہیں ہیں یہ اپنی اکڑ کہیں اور دکھایا کریں"۔ ایک پل تو مروا بھی ڈر گئی تھی اس لمبے چوڑے مرد کے آگے تو وہ کوئی چھوٹی سی چوڑی ہی معلوم ہو رہی تھی۔

"بد تمیز کے ساتھ بد تمیز ہی بنا جاتا ہے"۔ وہ بھی اسکی کے انداز میں غرائی تھی۔



## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"شرافت سے گھر چلیں کوئی ایک بھی لیم ایکسیوز نہیں سوؤں گا اور نہ دوبارہ بول کے آپ کو سوچنے کا وقت دوں گا"۔ شاہ میر غصے سے پہلو بدلتا ٹھیک ٹھاک دھاڑا آواز ہنوز دھیمی تھی لیکن چٹانوں جیسی سختی لئے وہ مروا کو خاموش کروا گیا۔

"آپ مجھ پر رعب نہیں جما سکتے"۔ مروا سرا سیمگی سے گویا ہوئی۔

"گھر چلیں ابھی کے ابھی اور بس"۔ تحکمانہ انداز میں کہتا اسکا بازو جھٹک کے شاہ میر تو وہاں سے جا چکا تھا جبکہ مروا نے آنسوؤں کا گولہ حلق میں اندیلا آنکھیں نم ضرور ہوئی تھیں لیکن وہ مہارت سے آنکھ کا کونا صاف کر گئی تھی۔ مرتی کیانہ کرتی کے مصادق جبراً اسے شاہ میر کے ساتھ گھر جانا پڑا تھا۔ تکبیر اور جواد بھی گاڑی میں اپنی اپنی جگہ خاموش تھے۔

گھر پہنچ کے ہی شاہ رخ کمرے میں تھا جبکہ شاہ میر کا غصہ اب بھی مروا کے متعلق کم نہیں ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد ہی سب نفوس اپنے اپنے کمرے کی اور بڑھ گئے تھے۔ شاہ رخ تو کمرے سے نکل کے جھولے پر بیٹھا تھا۔ تنہا! خاموش اور اداس!"۔

"یہ سب آپکی وجہ سے ہو رہا ہے اگر آپ اپنی بہن کو منالیتیں تو کیا ہو جاتا؟؟؟ کمرے میں لاتے ہی وہ اس پر برس اٹھا تھا۔

"میں نے اپنی جانب پوری کوشش کی تھی"۔ مروا نے بوجھل انداز میں کمزور سی وضاحت دی۔

"واہ!! آپکی بہن اور آپ ہی نہیں مناسکیں؟؟؟ شاہ میر استہزایہ ہنسا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جو سمجھنا ہے سمجھتے رہیں"۔ مروانے بحث کا اختتام کرنا چاہا۔

"آپ تو یہ بولیں گی ہی کیونکہ آپ کی بہن تو خوش ہے ناں میرے بھائی کا تو کسی نے سوچا ہی نہیں"۔

"بس شاہ میر! شاہ رخ کا سب کو ہی دکھ ہے اور اگر اتنی بھائی کی محبت میں اندھے ہو رہے تھے تو شاہ رخ سے کروادے شادی"۔ وہ غصے میں بولتی ہی چلی گی شاہ میر کو اسکی کم عقلی پر پھر سے غصہ آیا۔ غصے میں وہ پگلی بنا لحاظ کئے کچھ بھی بول گی تھی۔

"زبان سنبھال کے بات کریں مروانہ مجھے آپ اچھے سے جانتی ہیں"۔ شاہ میر طیش کے عالم میں پھنکارا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے لان میں چلا گیا تھا اخلاقیات کے خلاف تھا کسی کی بھی ہونے والی گفتگو کو سننا لیکن جواد وہاں سے گزرتے ہوئے انکی بلند ہوتی آواز سے معاملہ سمجھ گیا تھا۔ تکبیر تو کافی دیر سے یک ٹک اپنے کمرے میں موجود کھڑکی کے پردے پر دھکیلتی کافی وقت سے شاہ رخ کو دیکھ رہی تھی وہ بہت غمزہ معلوم ہو رہا تھا۔ شاہ میر آتے ہی اسکے پہلو میں بیٹھتا اسکا سر اپنے کاندھے پر رکھ گیا۔

"بھائی تو اداس نہیں ہو کوئی اچھی ڈھونڈ لیں گے تیرے لئے"۔ شاہ رخ نے اداسی سے اسے دیکھا۔

"تو نے دیکھا وہ کسی اور کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہنس رہی تھی یار"۔ وہ سسک اٹھا تھا۔ وہ دونوں بھائی غم بانٹ رہے تھے لیکن اسکے آنسوؤں بہتے چلے گئے شاید وہ خود ہی انہیں روکنا نہیں چاہتا تھا۔

تکبیر اوپر سے دیکھتی خود بھی رو رہی تھی جواد نے بیچارگی سے نیچے روتے دو بھائیوں کو دیکھا اور پھر اپنے قریب کھڑی بیوی کو۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم کچھ کروناں"۔ تکبیر نے خواہش ظاہر کی۔

"میں کیا کروں ان دونوں نے تنگ کیا ہوا ہے آپ کو پتا ہے شاہ میر بھی مروا کے ساتھ ایسا ہی ہے دونوں اتنا مس بیہو کر رہے تھے جبکہ شاہ میر کی کم عقلی پر مجھے بہت غصہ آیا اتنا تو میں اسے سمجھا چکا ہوں لیکن مجال ہے جو دونوں کے کانوں پر جوں بھی رینگے ہو صفائے اگر شاہ رخ سے شادی نہیں کی تو اسکی سزا وہ مروا کو دیتا ہے"۔ اسکے شانے پر ہاتھ رکھے جو ادخود بھی پریشان ہو گیا تھا۔

"کیسے ہیں ناں تمہارے بھائی بلکہ تم بھی ایسی ہی ہو اور تمہیں تو جلد ہی اندازہ ہو گیا ہو گاناں کیونکہ تم نے بھی مجھے جلانے میں کوئی قصر نہیں چھوڑی بالکل شاہ میر کی طرح اکھڑے اکھڑے رہتے تھے"۔ وہ واقعی ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی جو اد نے جلد ہی اسکا رویہ بھانپ لیا تھا جو خود پر گزری ہو وہ سمجھنے میں زیادہ آسانی ہوتی ہے۔

"میں نے بد تمیزی تو نہیں کی کبھی آپ سے"۔ جو اد نے حیران و پریشانی سے اسکی سمت دیکھا۔

"رہنے دو! شزا کی شادی میں تم نے کیا کیا تھا اچھے سے جانتی ہوں"۔ یہ طعنہ پچھلے کی سالوں سے اسے سننے کو ملتا تھا۔

"بس یار تکبیر بس!! کیا شزا کی شادی، شزا کی شادی"۔ جو اد نے دونوں ہاتھ اسکے آگے جوڑے۔

"سو! آج پورے 100 مرتبہ آپ نے یہی طعنہ مار کے میرا دل زخمی کر دیا ہے"۔ تکبیر قدم بڑھاتی اسکے تھوڑا قریب ہوئی۔

## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جب تم نے شادی سے انکار کیا تھا میں بھی بالکل ایسی ہو گئی تھی لیکن چند گھنٹوں کے لئے"۔ جواد نے بھنویں سکیرے اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

"اٹ واز جسٹ آجوک"۔

"تم نے یہ بات بھی 70 مرتبہ کہی ہے"۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے زیادہ بولے جانے والے جملوں کو گنتے تھے۔ عادت خاصی بچکانی لیکن پیاری تھی!!

"تو آپ ہمیشہ یہی طعنہ دیتی ہیں"۔ جواد نے خفگی کا اظہار کیا۔

"تو میں تو دے دوں گی آخری سانس تک یہی طعنہ دوں گی چننا"۔ ہاتھ پر ہاتھ مارتی وہ بوڑھی عورتوں کی طرح اسے تنبیہ کر رہی تھی۔

"اف خدا!! تم نے پھر سے باتوں میں گھما دیا ہم شاہ رخ کو دیکھ رہے تھے تم تو ہمیشہ یہی کرتے ہو اچھے بھلے پہلو سے ہٹا دیا"۔

"ریلیکس ہم جا رہے ہیں نیچے آپ بالکل جذباتی ہو جاتی ہیں"۔ اسکے منہ پر ہاتھ رکھتا جواد اپنے ساتھ نیچے لیکے جا رہا تھا۔ تعبیر تو کب سے ہی سوچکی تھی ورنہ اسکے جاگتے ہوئے شاہ رخ کو کبھی رونے کا موقع نہیں ملتا۔

"شاہ میر تم جاؤ"۔ جواد کے سابقہ رویے پر شاہ میر بنا کچھ بولے وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ کرسیاں گھسیٹ کے وہ دونوں اسکے روبرو بیٹھے تھے۔



## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"دیکھو شاہ رخ یار رونادھونا نہیں مچاؤ، نہیں ہوئی تو نہیں ہوئی ناں فائدہ رونے کا؟ اب ایسا ہے جو ہوا دفع کرو جانے دو یار چل کرو۔ دیکھو میں تو تمہاری ماں جیسی ہوں تمہارا بھلا چاہتی ہوں بہتر ہے تم بھول جاؤ۔ شادی سے پہلے تمہارے بھائی نے بھی تو مجھے ریجیکٹ کیا تھا اب مزاق میں ہی سہی لیکن میرا تو دل ٹوٹا تھا ناں لیکن کیا میں ہارے ہوئے جواری کی طرح ماتم کر رہی تھی نہیں نہ؟؟ تو تم کیوں اداس ہو کے خود کو ہلاکان کر رہے ہو؟؟" تکیہ لے کر بھر کو خاموش ہوئی۔ جواد سر پکڑ کے بیٹھ گیا ایک بار پھر یہی طعنہ۔

"وہ خوش ہے تو تم کس جواز سے اداس ہو؟؟ ایسا تو نہیں ہے ناں کہ وہ تمہارے جذبات سے واقف نہیں تھی لیکن پھر بھی اس نے کسی دوسرے کے ساتھ زندگی گزارنے کا سوچا کیونکہ اسکی اپنی زندگی ہے وہ جیسے چاہے گزارے۔ جب وہاں پے وہ قہقہہ لگا رہی ہے تو تم کیوں رو رہے ہو؟؟ بھولنا آسان نہیں ہوتا لیکن اگر یہ سوچو کہ بھول ہی نہیں پاؤں گا وہ سراسر بیوقوفی ہے۔" شاہ رخ بہت غور سے اسکی بات سن رہا تھا جبکہ جواد بھی اسکے داد طلب نظروں سے دیکھتا ہوا لے سے مسکرایا۔

"وہ حقیقتاً بہت سمجھدار تھی، لوگوں کے بدلتے رویے پر وہ خود کو اسی ماحول میں ڈھال لیتی تھی اور دیکھنے والے اسے فنکار کہہ دیا کرتے ہیں۔" جواد کے دل میں پھر سے اسکے لئے محبت جاگی۔

"واقف تھیں اسی بات کا تو دکھ ہے۔" شاہ رخ نے نظریں نہیں اٹھائی تھیں۔

"شاہ رخ میرے بھائی اتنا مخلص کوئی نہیں ہوتا انسان بہت خود غرض ہے جہاں اپنا مفاد دیکھتا ہے وہیں کا ہو کہ رہ جاتا ہے تمہاری محبت میں تو کوئی کھوٹ نہیں تھی ناں اسلپاک تو بہتر لیکے بہترین سے نوازتا ہے ہو سکتا ہے صفا

## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تمہارے لئے بنی نہیں ہو کوئی ایسی شریکِ حیات ہو جس سے تم لوگوں کا جنموں جنموں کا ساتھ ہو۔ اتنی جلدی ناامید نہیں ہوا کرتے اسلپر بھروسہ رکھو اس نے سب کا جوڑا بنایا ہے۔ اور ایک بات یاد رکھ لو روتے انکے لئے ہیں جن کو آنسوؤں کی قدر ہو اور یہ بہانے بھی وہیں جانے چاہیے جو انکو بے مول ہونے سے پہلے ہی اپنی انگلیوں کی پوروں سے چن لے۔ تم یہاں رو رہے ہو اور وہ وہاں غالباً ہنس رہی ہو گی تم دونوں میرے پیارے ہو عزیز ہو میں دونوں کی خوشیاں دیکھنا چاہتی ہوں اور پھر تم رو تو شاہ رخ اچھے نہیں رکھتے کل تو تمہاری بھتیجی کو بتاؤں گی وہ لالا روتے ہیں کہہ کے مزاق بنائے گی۔" آخر میں شاہ رخ ہنس پڑا تکبیر نے انگلیوں سے اسکی آنکھ کا کونا صاف کیا۔ "اگر مزید میں نے تقریر کی ناں تمہارے بھائی دھاڑے مار کے رونا شروع کر دیں گے۔" شاہ رخ سمیت وہ دونوں ہنس پڑے۔

"بیٹا جاؤ فریش ہو اور سکون سے سو جانا۔" جو اد نے اسے کاندھے سے لگایا اور پھر وہ اسکے حکم کی تابعداری کرتا وہاں سے جا چکا تھا۔

تکبیر کی باتوں سے اسے کافی ڈھارس ہوئی تھی اور کافی پر سکون بھی وہ محسوس کر رہا تھا۔ "ٹھیک ہے ناں! نہیں ملی کوئی چیز تو نہیں ملی، چھین تو نہیں سکتے نہ؟ اور جو چیز اختیار میں نہیں ہوتی اس پر صرف اور صرف صبر کیا جاتا ہے اور بے شک! اسلکے ہاں صبر کرنے والوں کا بڑا اجر ہے۔" "واہ میری بلبل! دل جیت لیا۔" جو اد نے فلائنگ اچھالی اسکا لو فر سا انداز بھی تکبیر کے دل پر ٹھاہ کر کے لگا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آجامیرے بلبلے ہماری چڑیا اٹھ گی تو گھونسے سے بے گھر کر دے گی۔" ہاتھ میں ہاتھ ڈالے وہ مدھم مدھم سرگوشیوں میں ہنستے مسکراتے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ کمرے میں پہنچتے ہی تعبیر اٹھ چکی تھی اور آنکھیں مسلتے ہی دونوں ہاتھ پھیلائے جواد کی طرف لپکنے لگی جواد اسے اٹھانے لگا تھا لیکن پھر وہ نیند سے بیدار ہوتی مکمل طور پر تکبیر کی طرف بائیں پھیلائے گود میں چڑھی۔

"کوئی عزت ہی نہیں ہے۔" جواد سمیت وہ خود بھی مسکرائی۔

شاہ میر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا بیڈ کے کونے پر سکڑی سمٹی سی لیٹی مروا پر بے اختیار اسکی نظر ٹھہر سی گی۔ ناجانے اتنے مہینوں کے بعد کیوں اسے اپنے کئے پر شدید شرمندگی نے آگھیرا۔ جو کچھ بھی ہوا تھا اسکی ذمہ دار مروا کو ٹھہرانا یہ تو کہیں کا اصول نہیں تھا۔ وہ آہستگی سے لمبے ڈگ بھرتا اسکے پاس سر پر پہنچا شاید وہ سوگی تھی شاہ میر خود سے بڑبڑایا لیکن آنسوؤں کے نشانات اسکے چہرے پر موجود تھے شاہ میر کو پہلی بار اسکی روتی شکل دیکھ کے ترس آیا تھا۔ یہ محبت کا تقاضا تو نہیں کہ محبوب کو رلا کے دل مطمئن رہے۔

"مروا؟؟؟ بہت آہستگی سے اس نے مروا کا گال تھپتھپا کے پکارا تھا لیکن وہ گہری نیند میں جا چکی تھی۔

"یار آئی ایم سوری۔" ملامت نے اندر تک ڈیرا جمائے غلطی کا اعتراف کروانے کی ٹھانی تھی۔ اسے سہی سے لٹا کے وہ خود بھی فریش ہونے کی غرض سے ڈریسنگ روم کی جانب قدم بڑھا گیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

فریش ہونے کے بعد ہی ٹاول سے بال رگڑتا وہ اب تک آئینے میں دیکھتے اسکے عکس کی نظر ثانی کر رہا تھا۔ اسکی شکوہ کناں نظرے اسے اپنے ذہن میں گھومتیں ڈھیر سا اثر مندہ کرنے پے تلی تھیں۔

"مان لوکل تو اس نے طلاق مانگ لی یا خلع کا مطالبہ کیا تو، کیا کر لو گے تم؟؟؟" جواد کے کہے بہت پرانے الفاظوں نے زہن پر حملہ بولا تو بے اختیار وہ لیٹتے سے اٹھ بیٹھا۔

"اگر یہ واقعی ہو گیا؟؟؟" اضطرابی سے سوچتے اس نے مروا کو دیکھا تھا۔ پھر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ایک بار پھر آنکھیں موند گیا۔ اس لمس سے انجان مروا ہلکا سا کسمسائی اور یہی اسکے لئے ڈوب مرنے کا مقام تھا۔



"تہانی سنائیں"۔ رات کے ایک بجے تعبیر اپنے چاند سے چہرے اور ہیزل رنگ آنکھوں کو پٹپٹا کے تکبیر کی گود میں چڑھتے ہی بہت ہی معصومیت سے خواہش ظاہر کر گئی۔ کہانی اسے زیادہ تر تکبیر ہی سنایا کرتی تھی جبکہ اسکے ساتھ جواد بھی بہت دلچسپی سے اسکی کہانیاں سنتا تھا یہ بات تو طے تھی اسکی کہانی سے کوئی بھی اپنا رونا بھول جاتا تھا۔

"کیا سناؤں تمہاری بیٹی کو کہانی؟ اتنی کہانیاں سنا سنا کے بھی میرے دماغ سے نکل گئی ہیں اب تو"۔ جواد اور تکبیر بیڈ پر بیٹھے ہوئے تھے اور تعبیر انکے سامنے تھی۔ تکبیر کی آواز بہت آہستہ تھی جیسی وہ سن بھی نہ سکی۔

"مجھے سنانی ہے بے بی تو نہیں"۔ تو تلے سے لہجے میں وہ تکبیر کو یاد دلانے لگی۔ جواد باجواد مسکرایا۔ تعبیر کہانیوں کی بہت زیادہ شوقین تھی اور سنتی بھی صرف تکبیر سے تھی کیونکہ اسکی کہانیاں بہت مزاحیہ ہوا کرتی تھیں۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آج بے بی سنائیں آپ کو کہانی؟؟؟ جو اد نے بڑے لاڈ پیار سے اسے منانا چاہا جو کہ بغیر اسے خاطر میں لائے نفی میں سر ہلا گئی۔

"آپکے بے بی بھی اچھی کہانی سناتے ہیں۔" تبکیر نے ایک اور ادنیٰ سی کوشش کی۔

"بے بی تہانی بورنگ ہوتی ہے۔" تعبیر جواد کے پیروں پر انگلیاں چلا رہی تھی جبکہ اتنی معصومیت سے بولے جانے پر تبکیر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"تمہاری بیٹی کو بھی معلوم ہے خشک مزاج انسان ہوتا ہے۔" تبکیر کی مدھم سرگوشی پر جواد بجائے برا منانے کے خود بھی مبہم سا مسکرایا۔

"میں آرٹس کا اسٹوڈنٹ نہیں تھا اور کیسے کہانی میں ہنسی مزاق ڈالوں؟؟؟" تعبیر کے ہر بار اسی طرح کے شکوے پر جواد روزانہ انٹرنیٹ پر مزاحیہ کہانی سرچ کر کے یاد کر لیتا تھا لیکن وہ اس پر بھی تعبیر کوئی خاص ردِ عمل ظاہر نہیں کرتی تھی جبکہ جواد ایک چیلنج سمجھ کر نت نئے طریقوں سے اسے خود سے کہانی کے معاملے میں متاثر کرنا چاہتا تھا۔ تبکیر مہارت سے شانے اچکا گئی۔ تعبیر انگلیاں چلاتے بور ہو گئی تھی جہی اسکے سینے پر چڑھ بیٹھی۔

"ابھی میں آپکو ایک کہانی سنانے لگا ہوں آپ کو مزہ آئے گا، تو میں سناؤں؟؟؟ بہت اشتیاق سے بچوں والا انداز اپنائے جواد نے اپنی ننھی پری کی اجازت چاہی جو کافی دیر بعد اثبات میں سر ہلا گئی۔

"ایک لڑکی تھی بالکل ماما جیسی پھر اس کو ایک دن پانڈا مل گیا اور۔" جواد مزید کچھ کہہ رہا تھا تعبیر بلند آواز میں ہنسنے لگی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"وہ پاندا آپ تھے ناں"۔ اسکا جانے اسے کیا سمجھ آیا تھا کہ وہ ہنس ہنس کے بے حال ہوتی بالکل سرخ ہو چکی تھی۔  
تکبیر نے بھرپور اسکا ساتھ دیا جبکہ جواد کنفیوژ سا کبھی بیٹی کو دیکھتا تو کبھی بیوی کو۔  
"اس سے اچھی کہانی نہیں ملی تھی"۔ تکبیر استہزایہ ہنسی۔

"اب تو خوش مزاجی کا مظاہرہ کیا تھا ناں لیکن آپ دونوں نے تو طے کر لیا ہے جب بھی میں کہانی سناؤں گا میری  
ٹانگ کھینچیں

گی"۔ جواد سخت بد مزہ ہوا تھا لیکن تعبیر کے ردِ عمل سے کافی حیران کن نظر آ رہا تھا وہ اسکے دونوں گال کھینچ کے  
باری باری لب رکھتی اسکے شانے سے سر ٹکا گی۔

"بے بی آپ پاندا ہیں؟" بہت تجسس سے پوچھے جانے والے سوال پر جواد نے کن اکھیوں سے تکبیر کو دیکھا گویا وہ  
پاندا کہتی ہے تو جواب بھی وہی دیگی جبکہ تکبیر سوچ میں پڑ گی۔  
اسکے لب کھلنے سے پہلے ہی تعبیر نے آنکھوں کو مزید پھیلایا۔

"پاں ڈاتی آئیز تو بلیک ہوتی ہیں لیٹن بے بی تی تو اتنی تیوٹ (کیوٹ) ہیں، مطلب بے بی پاندا نہیں ہیں"۔ اس نے  
کافی سمجھداری کی بات کی تھی اور اس بات کا یقین کرنے کے بعد وہ بہت جوش سے اٹھی۔

"لیٹن بیر آپ تو پاندا تیوں کہتی ہیں؟" اسکا سلسلہ کلام جواد سے جڑا تھا۔

"تعبیر اتنا نہیں بولتے چپ اور سو جاؤ بس"۔ تکبیر نے اسے ڈپٹا اور اسکا سر منجلی بستر کے نرم سے تکیے پر رکھا۔ پہلے تو  
وہ تر چھی ہو کے مسکین شکل بنا کے تکبیر کو یک ٹک تکتی رہی پھر جواد کے سینے میں منہ چھپا گی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں کل اپنی بیٹی کو بتاؤنگا کہ بیرپانڈا کیوں کہتی ہیں، ابھی جلدی سے سو جاؤ ورنہ بیرکا پتا ہے ناں؟؟؟" جو اد نے اس کے بال سہلاتے بہت آہستگی سے سرگوشی کی تھی۔ تکبیرانکی کھسر پھسر سے واقف تھی لہذا ہی اس نے تعبیر پر سختی برتی اگر یہ بھی عمل نہیں کر پاتی تو سوالوں کا نیا سوال نامہ جاری ہو جاتا۔

"اپنی پروسس؟؟؟" جو اد نے اسکی چھوٹی سی انگلی میں اپنی انگلی پیوست کی مطمئن سی ہوتی وہ سونے کی دعا اور کلمہ پڑھنے لگی تھی۔



آج وہ تقریباً منگنی کے ایک ہفتے بعد یونیورسٹی آئی تھی کچھلے سات دونوں میں حسن نے سہی طرح اس پر پابندیاں لگا کے زچ کیا تھا۔ دوستوں کے درمیان بیٹھی وہ سہی سے شغل میلا لگاتی حسن کو مکمل طور پر نظر انداز کر رہی تھی۔ "یار تمہارے کزنز تو بہت حسین ہیں اسپیشلی یار وہ کرکٹر ہیں مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا اور پھر انکی وائف کیا کمال کی بندی ہیں۔" حیرت کے دریا میں غوطہ زن مریم نے حسرت سے ان سب کی تعریف کی تو جو ابادہ دل سے مسکرائی۔ "ہماری سب کی تو بہت اچھی بونڈنگ ہیں وہ شاہ رخ تھاناں وہ اسٹیج پے آیا تھا ہم حد سے زیادہ اچھے اور گہرے دوست تھے بلکہ اب بھی ہیں، بہت بنتی ہے میری مجھ سے۔ بہت ہی اچھا اور لونگ بندہ ہے۔" صفا شاہ رخ کے ذکر پر اد اس ضرور ہوئی تھی حسن نے گہری نظروں سے اسکا سرتا پیر جائزہ لیا۔ شاہ رخ کے بارے میں وہ ہمیشہ سے ایسے ایسے واقعات بتاتی تھی کہ اسکی دوستیں بھی رشک کرنے لگتی تھیں۔ "سب کو لگتا تھا میری شادی شاہ رخ سے ہوگی لیکن پھر۔" صفا خاموش ہوئی تھی حسن نے اچھٹی نگاہ ڈالی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیوں نہیں کی یا راتنا ڈیشننگ تو ہے۔" منزہ نے اشتیاق سے استفسار کیا۔ منزہ، مریم تو بھول ہی گئی تھیں کہ اسکی منگنی حسن سے ہو چکی ہے۔ جبکہ انکی یہی باتیں حسن کو زہر سے بھی زیادہ بری لگی تھیں۔

وہ باتوں میں ہی مشغول تھیں کہ شاہ رخ کے نمبر سے کال آنے لگی۔ صفا یکدم چہک اٹھی اسکے چہرے پر گہری مسکراہٹ رینگئی تھی حسن نے سلگتی نگاہ ڈالی وہ تلملا کے رہ گیا تھا۔ جتنا وہ چاہتا تھا کہ صفا شاہ رخ سے دور رہے اتنا ہی وہ اس سے گھلتی ملتی نظر آتی تھی۔

"خیریت بڑے لوگوں نے کیسے یاد کیا؟؟؟" ہنوز لہجے میں شرارت گھلی تھی۔ بیگ کاندھے پر ڈالے وہ وہاں سے اٹھ گئی تھی۔

"چھوٹے لوگوں کی دل سے قدر کرتی ہوں میں۔" تبکیر نے بھی اسی کے انداز میں چھیڑ کانی کی تھی۔ صفانے کان سے ہٹا کے موبائل اسکرین کو گھورا اور پھر کان سے لگاتی گویا ہوئی۔

"نمبر تو شاہ رخ کا ہے تم کہاں سے ٹپک پڑیں؟؟ صفانے تفتیش کرتے پوچھا۔

"ارے ہم لوگ شاہ رخ کے لئے لڑکی منتخب کر رہے ہیں تم بھی آ جاؤ بہت مزا آئے گا۔" تبکیر کی باتوں پر اسکی مسکراہٹ پھینکی پڑی یکدم ہی دل سکڑ سا گیا۔

"بتاؤ آؤ گی، تعبیر بھی یاد کر رہی ہے تم آ جاتی تو کہیں باہر بھی چل لیتے۔" صفا اسکے حکم کی تردید کرتی منہ بسور گئی۔

"میں مصروف ہوں نہیں آسکوں گی۔" نا جانے کیوں اسے بلا وجہ غصہ آیا تھا تنک کے گویا ہوتی وہ کال کاٹ چکی تھی۔



# ملائیکہ خان محبت کے رنگ سینہ ۲ قر سے ہی



یونیورسٹی آف ہوتے ہی صفا گھر کے لئے نکلنے لگی تھی حسن نے اس کا راستہ روکا۔

"یار صفا شام میں کہیں چلے؟" صفا کے اس طرح نظر انداز کرنے پر وہ کچھ تو سمجھ ہی چکا تھا کہ وہ اس سے خفا ہے۔

"نہیں میں شاہ رخ کے گھر جاؤنگی"۔ شاہ رخ کا نام سن کر وہ اندر تک کھول کے رہ گیا۔

"یہ شاہ رخ کچھ زیادہ ہی قریب نہیں ہے آپکے؟ اب تو منگنی بھی ہوگی ہے دور رہا کریں اس سے۔ اتنا تو کلوز ہیں آپ اس سے، ٹھیک ہے کزن ہے لیکن اتنی بھی کیا بے قراری"۔؟؟ صفا تو اسکی اتنی گھٹیا سوچ پر سہی سے سلگی تھی۔

"حسن حد میں رہو تم کتنے تنگ ذہنیت کے مرد ہو ابھی تو صرف منگنی ہوئی ہے اور تمہاری پابندیاں ختم نہیں ہو رہیں پچھلے سات دن سے برداشت کر رہی ہوں اس کو بلاک کر دو فلاں نے یہ کر دیا ڈھمکانے نے ایسا کیوں کیا؟ عجیب جاہلیت ہے میں دوسروں کو تو نہیں ہاں البتہ تمہیں ضرور بلاک کر دوں گی اور ہاں کزن ہے وہ میرا بچپن کا دوست ہے اتنا تمہیں اعتراض ہے ناں تو کر دو ختم منگنی"۔ کھری کھری سناتی وہ اسے ساکت چھوڑے وہاں سے جا چکی تھی۔ حسن کو اسکی بات پر غصہ تو بہت آیا تھا لیکن وہ ضبط کرتا غصہ پی گیا۔

"کیا شاہ رخ شادی کر لے گا؟؟؟ ایک یہی فکر اسے سوار تھی رہ رہ کے دل میں ہول اٹھ رہے تھے۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

رات ہونے کو آگئی تھی اور صفا اسی طرح کمرے میں بند تھی سوچ کے سارے راستے جیسے بند ہو گئے تھے۔ کیوں بار بار شاہ رخ کا خیال دل میں آ رہا تھا کیوں حسن سے چڑھنے لگی تھی؟؟ کتنے ہی سوالات تھے جن کا جواب تلاش نہ ہوئے بھی وہ ناکام ہو گئی تھی۔ حسن کو تو وہ کب سے ہی بلا کر چکی تھی لیکن اب بھی دل مطمئن نہیں ہو پا رہا تھا۔ "منگنی بھی میری رضامندی سے ہوئی پھر میں خوش کیوں نہیں ہوں؟؟؟" زور سے تکیے پر سر پٹختی وہ جھنجھلائی۔ "شاہ رخ اسٹیج سے اٹھ گیا تھا تو کیوں میں اداس ہوئی تھی، حسن ساتھ ہوتا ہے دل کو خوشی نہیں ملتی لیکن شاہ رخ ساتھ ہوتا ہے سب کتنا اچھا لگتا ہے وہ تو بالکل میرے جیسا ہے روک ٹوک نہیں لگاتا تنگ ذہن کا نہیں تو پھر؟؟؟ بیڈ سے اٹھ کر صفا چیل پیروں میں اڑتی اسٹڈی ٹیبل کے پاس رکھی کر سی پردھپ سے بیٹھ گئی۔ سوچ سوچ کے اس کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا لیکن جو سچ تھا شاید وہ ماننے سے ہی انکاری تھی۔

"کیا میں بھی شاہ رخ سے؟؟؟ اسکے آگے کی سوچ بھی اسکی جان نکال گئی۔ اگر کو وہ سچ ہے تو کوئی یوٹرن نہیں تھا کیونکہ جتنا غلط وہ کر چکی تھی صرف اور صرف اتنا ہی کافی تھا۔

رات شب خوابی کا یہ عالم تھا کہ وہ ساری رات بے چین سا ہوتا کروٹیں بدلتا رہ گیا۔ مروا تو بہت پر سکون سی آنکھیں موندے دنیا جہاں سے بیگانہ گہری نیند میں غرق تھی۔ ساری رات شدت سے اسے بات کا انکشاف ہوا تھا اگر وہ مروا کو زرا سا بھی بیویوں والا مان بخشا تو عین ممکن تھا اس کیفیت سے وہ کبھی نہیں گزرتا۔ نظریں بھٹک بھٹک کے اسکے مومی چہرے کا طواف کرتیں ہلکی سی جسارت کے لئے اکسار ہی تھیں۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ساڑھے نو بج چکے تھے۔ نماز ادا کرنے کے بعد وہ جاگنگ کر کے فریش ہو کے مکمل تیار آفس کے لئے نکلنے لگا تھا لیکن مروا کی نیند اب بھی نہیں ٹوٹی تھی۔ شاہ میر نے حیران کن تاثرات اسے اسکی سمت دیکھا وہ اس سے پہلے ہی اٹھ کے پورے گھر کا چکر لگاتی تکبیر اور تعبیر کے ساتھ شور و غل کرتی نظر آتی تھی لیکن شاید! وہ شاہ میر سے بہت خفا تھی جیسی اسکا چہرہ دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔ دل کی رفتار یکدم سست پڑی اور قدم بے اختیار اس کے جانب بڑھے۔

"مروا؟؟؟" شاہ میر نے لب کچلتے مدھم سی آواز میں اسے پکارا لیکن اس کے وجود میں کوئی جنبش نہ پا کر اسکی پریشانی میں اضافہ ہوا۔ فوراً سے پہلے اس نے مروا کا گال تھپتھپایا تو وہ بخار میں تپتی بالکل سرخ ہو رہی تھی۔ رات کو اگر اسے علم ہوتا تو وہ اے سی بند کر دیتا لیکن مروا نے اسے بتانا تک ضروری نہیں سمجھا تھا۔ ہولے ہولے وہ کپکپائے جارہی تھی اسکی نظریں خاصی بے قراری سے مروا کے ایک ایک نقوش کو چھو رہی تھیں۔ کیا تھی وہ اور اس نے کیا بنا دیا تھا۔ دل و دماغ نے اسکی سوچ اور حرکتوں پر ملامت کی تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا۔ لب تو ہلنے سے انکاری تھے جبکہ زبان بھی باز پرس کر چکی تھی۔ نہ جانے کیوں اس پل اسے ایسا محسوس ہوا گویا سارے لفظ ختم ہو گئے ہوں۔ اضطرابی سے پیشانی مسلتا وہ مزید تھوڑا جھکاتا کہ اسے اٹھا سکے۔

"اٹھیں مروا"۔ پرفیوم کی تیز مہک اس کے نچھنوں سے ٹکرائی تو دماغ میں بھی یکدم جھماکا سا ہوا اسکی بھاری سی آواز پر وہ جھٹکے سے اٹھی فوراً سے پہلے دوپٹہ ڈھونڈ کے بیڈ کی دوسری جانب کھسکی۔ اسکی یہ حرکت اسے بری تو بہت لگی تھی لیکن کرا دھر اسب اسکا تھا لہذا برداشت کرنا بنتا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیا کر رہے تھے؟" اس طرح اچانک سے شاہ میر کو قریب کھڑا دیکھ سہم کے آنکھیں پوری کھولے نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے لہجے میں سختی اور حقارت تھی۔

"میں تو بس اٹھانے آیا تھا، اور آپ کو فیور ہو رہا ہے تو سوچا دوائی دے دیتا ہوں۔" اسکا لہجہ ہی بدل گیا تھا مسکینیت کا ریکارڈ توڑتا وہ بہت ہی نرمی سے اسے وضاحت پیش کر رہا تھا لیکن مروا اسکے رویے سے سخت جھنجھلائی۔

"مہربانی میں خود ہی لے لوں گی معذور نہیں ہوں اور نہ ہی بے سہارا۔" مروانا گواری سے بولتی اسکی ساری بھلائی کو ٹیامیٹ کرتی نخوت سے اٹھی چیل پیروں میں آڑستی وہ شاہ میر کو مکمل نظر انداز کرتے آگے بڑھنے ہی لگی لیکن چکر آنے کے باعث اسے اپنا سر گھومتا محسوس ہوا بروقت عجلت میں قدم بڑھاتے شاہ میر نے اسے تھاما تھا اور نہ وہ توڑ میں بوس ہوتی رہ جاتی۔ بخار سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس نے بے اختیار شاہ میر کو دیکھا جو کہ بڑی مہارت سے نظریں چرا گیا تھا۔ اسکا ایک ہاتھ مروا کے ہاتھ میں تھا جبکہ دوسرا اسکے کاندھے پر رکھے اسے سہارا دینے کی کوشش کی گئی تھی۔

"مسٹر شاہ میر اتنا اچھا بننے کی ضرورت نہیں ہے جیسے ہیں ناں تو ویسی ہی رہیں یہ اچھائی کا ڈھنڈورا نہیں بیٹیں۔" وہ انتہائی طیش کے عالم میں آچکی تھی اس شخص کی زرا سی فکر پر ہی وہ تذبذب ہوئی تھی کل تو وہ اسے سارے الزام دے رہا تھا اور آج یوں اچھائی کر کے ثابت کرنا کیا چاہتا تھا؟ شاہ میر نے افسردگی بھری نگاہ ڈالی مروا کی آنکھوں میں بے اعتباری تھی نفرت تھی۔ وہ پہلے والی مروا تو کہیں سے نہیں لگی تھی۔

"میں تو بس مدد۔"



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کہا میں نے؟؟؟ مطمئن سی وہ اسکا ہاتھ اپنے کاندھے سے ہٹا گی تھی۔ شاہ میر تو اسکے ردِ عمل سے ہی پریشان ہوا تھا ہاتھ ہی تو پکڑا تھا اس میں اتنا ناراض ہونے والی کیا بات تھی۔

"عجیب بالکل"۔ زور سے بڑبڑاتی وہ چھوٹے چھوٹے ڈگ بھرتی فریش ہونے جا چکی تھی۔ جتنا شاہ میر نے کیا تھا اب پلٹاؤ کی باری مروا کی تھی۔ وہ جب تک واشروم سے نہیں نکلی تھی بے چینی سے شاہ میر کمرے کے گرد چکر لگاتا غالباً اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ مروا واشروم سے نکلتے ہی کمرے سے جا چکی تھی جبکہ پیچھے اسکی بات ادھوری ہی رہ گئی تھی۔

"مروا میری بات"۔



"آپکو دوا داتیوں تہتے ہیں؟؟؟ صوفے پر بیٹھے فاروق صاحب کے کاندھے پر چڑھی تعبیر نے منہ پھلائے انکے بالوں کو ہاتھ میں لئے درشتگی سے سوال کیا۔ جواد سمیت سب کا قہقہہ گونجا۔ مروا دوائی لیکے انکے قریب ہی رکھے صوفے پر لیٹی تعبیر کی باتیں انجوائے کر رہی تھی اچھا موڈ تو اسکا ویسے ہی ہو گیا تھا کم از کم دل کی بھڑاس تو نکال لی تھی ناں جبکہ شاہ میر رکتا تو چاہتا تھا لیکن مروا کے خطرناک حد تک تیور دیکھ کے جانے میں ہی عافیت جانی تھی۔ اور شاہ رخ اس نے تو کافی دنوں کے بعد اب سکون کی نیند لی تھی۔ تبکیر کی باتوں نے اسے بہت پر سکون کیا تھا ایک دکھ تھا شاید وہ بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جائے۔ سارے گھر والے بہت خوش تھے اسکے بول چال سے ہی واضح تھا وہ پرانا والا ہی شاہ رخ ہے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیونکہ میری چڑیا وہ میرا بیٹا ہے میں آپکے بے بی کا ڈیڈی ہوں جبھی مجھے دادا کہتے ہیں۔"

"لیتے تیسے؟" تعبیر انکے جواب پر نیا سوال تلاشنے لگی اور پھر سے دوسرا سوال کیا۔

"چھوڑو ناں آپ آؤادھر آؤ میرے پاس۔" فرحت آپانے اسے کاندھے سے اتار کے اپنی گود میں بٹھایا۔

"پھر آپ کو دادی تیوں تہتے ہیں؟" جواد ہنسی ضبط بھی نہ کر سکا۔ وہ کوئی افلاطون پنچی تھی۔ جس نے دوسروں کا سر کھانے کی قسم کھا رکھی تھی۔

"کیوں کہ میں آپکے بے بی کی ممی ہوں جبھی۔" انہوں نے پھر سر پھر اساجواب دیا تھا تعبیر کے ماتھے پر کی بل پڑے۔

"دادا بے بی تے ڈیڈی ہیں اور آپ دادی بے بی تی ممی ہیں پھر لالا اور میر توں ہیں؟" اتنا معصوم سا اسکا انداز تھا تقریباً سب کے دے دے قہقہے گونجے۔ فرحت آپانے بھولی صورت بنائے پہلے اپنے بیٹے کو دیکھا اور پھر بہو کو جو انہیں دیکھتے ہی شانے اچکا گئے۔

"لالا بے بی کے بھائی ہیں جبھی انہیں چاچو کہتے ہیں۔" جواب بہت سمجھداری سے جواد نے دیا تھا لیکن وہ ننھی سی جان کہاں رشتوں کو سمجھ سکتی تھی انکے نام تک وہ لیا نہیں کرتی تھی۔ وہ سارا تجسس کھو بیٹھی تھی اور یہی بات کہہ کر جواد نے اپنے پیر میں کلھاڑی ماری تھی۔ احد کے بیٹے کی پیدائش کے بعد اسے بھائی چاہیے کی رٹ لگ چکی تھی جو کہ جواد اور تکبیر نے ہی بہت مشکلات کا سامنا کرتے اسکے ذہن سے یہ جملانا نکالا تھا لیکن وہ اشتیاق سے مسکراتی جواد کے پیروں میں بیٹھتی اسکی پنڈلیاں پکڑ گئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ تا بھی بھائی ہے میلا تو نہیں ہے۔" وہ جواد کے پیروں میں گھستی الٹا اسے گد گدیاں مچا رہی تھی تبکیر نے چور نگاہ اس پر ڈالی جو واقعی خود بھی پچھتا رہا تھا۔

"آپکا بھی تو بھائی ہے۔" بمشکل اسے گود میں بٹھائے جواد نے کہا تو اسکی آنکھوں میں خوشی سی چھلکی۔  
"تہاں ہے؟؟"

"اولیس، شیراز، امان آپکے ہی بھائی ہیں اب کوئی ایسی ضد نہیں۔ ٹھیک ہے؟؟" اسکو لاڈ سے سمجھاتے جواد نے تھوڑی سی سختی برتی تھی۔ تعبیر سنجیدگی سے اسکی گود سے اتر کے کچن میں چلی گئی۔ پیچھے وہ سارے بھی بس مسکرا ہی سکے۔ اب کس کو کیا بتایا جائے آخر کس بات کی وہ اتنی ضد کر رہی ہے؟؟۔

"ناراض کر دیا بھائی آپ نے۔" مروانے صوفے سے اٹھتے جواد کو مسکراتے ہوئے آگاہ کیا اور خود بھی کچن میں چلی گئی لیکن اس سے پہلے اسکی چینخوں کی آواز پر سب ہی دوڑتے ہوئے کچن کی طرف دوڑے۔

چھوٹی سی وہ ڈھکن کی مانند بچی آٹے کے ڈبے میں لٹکی ہوئی تھی اپنی جانب وہ بچاؤ کے لئے دونوں پیر چلا رہی تھی۔ اس کے قد کے مقابلے آٹے کی بالٹی زیادہ بڑی تھی۔ جواد عجلت میں دوڑتا اس کے پاس آیا لیکن وہ جھٹکے سے سراٹھاتی اپنا

سر باہر نکالنے کی پوری کوشش میں پورا کا پورا آٹا اپنے اوپر گرا چکی تھی۔ آنکھوں میں آٹا گھسنے کے باعث اسکی آنکھیں کھل بند ہو رہی تھیں پورے کچن میں بلند و بانگ قہقہے گونجنے لگے۔ براؤن بال بھی آٹے میں نہا گئے تھے لیکن اپنا اتنا مزاق بننا دیکھ اس نے خفگی سے جواد کو گھورا جو اسے دیکھ کے ہنس ہنس کے دہرا ہو گیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بے بی"۔ اس نے چڑکے جواد کو پکارا۔ کپڑے آٹے سے لت پت ہو گئے تھے پانی کی بوتل سے پانی بھی گر کے زمین پر بہہ رہا تھا اوپر سے اسکا پیر پانی میں گیا ہی تھا کہ ساری کچھڑ ہو گئی تھی۔ ناجانے کس خیال کے تحت اس نے یہ سب کیا تھا۔ اتنی گندگی دیکھ تکبیر نے جھر جھری۔

"یہ کیا کیا تم نے؟؟" تکبیر نے غصے میں آتے ایک تھپڑ اسکے سر پر رسید کیا بے یقینی سے اسے دیکھتی وہ دھاڑے مار مار کے رو رہی تھی۔

"سارا پھیلا دیا اور خود بھی کچر ارنی بن گی اُف اللہ! اس لڑکی نے کچن کی ریڑ لگا دی"۔ تکبیر کو شدید غصہ آیا تھا کچھ دیر پہلے چمچاتا ہوا کچن اب بری طرح خراب ہوا تھا۔ جواد تو کیا اسے کوئی بھی ہاتھ لگانے نہیں دیتا تھا لیکن وہ بھی اسکے بھلے کے لئے کبھی کبھار مار دیا کرتی تھی۔ جواد بالکل سنجیدہ تھا اس نے اسکے آنسوؤں صاف کئے اور کپڑے جھاڑنے لگا۔ وہ کوئی برف پوش علاقے کی پنگوئین معلوم ہو رہی تھی۔ ہچکیوں سے روتی وہ فرحت آپا، فاروق صاحب اور مروا سے اسکی شکایت لگا رہی تھی۔

"نادان بچی ہے اس کو صفائی ستھرائی کا کیا معلوم اس طرح تو نہیں مارو بیٹا"۔ وہ روتے روتے سرخ ہو چکی تھی فاروق صاحب نے بلا آخر سائنڈلی تو اسکے رونے میں بھی کمی آئی۔ جواد کی گود میں بیٹھ کے وہ اسکی پیٹ بھی گندی کر چکی تھی لیکن بیٹی کے معاملے میں اسکی ساری نفاست کہیں چھپ سی جاتی تھی۔

"اس کا کام کیا ہے کچن میں؟؟" وہ تعبیر کو سخت گھوری سے نوازے جارہی تھی جواد پیر پیر پھیلا نکلتا اسکے قریب

ہوا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کتنی زور سے مارا ہے آپ نے تکبیر وہ بچی ہے اور بچے ہی کرتے ہیں شرارت اور یہ نہیں کریں گے تو بچے کہلاینگے کیسے؟؟؟ جو ادنے اسے ٹھنڈا کرنے کی ادنیٰ سی کوشش کی۔

"بہت بگڑ رہی ہے یہ۔" مزید وہ کچھ کہتی جو ادنے بیچ میں ہی اسکی بات اچک لی۔

"تکبیر وہ بچی ہے تین سال کی کوئی تیس سال کی نہیں اور کیا بگڑی ہے وہ شوق یا تجسس میں دیکھ لیا ہو گا اب اسکو تو نہیں معلوم ناں کہ ایسا ہو جائے گا اور سہی سے دیکھیں وہ کتنی کیوٹ لگ رہی ہے۔" جو ادنے محبت پاش نظروں سے بیٹی کو دیکھا جو سفیدی میں نہائے مزید پیاری سی لگ رہی تھی تکبیر اتنے غصے کے بعد مبہم سا ہنس پڑی۔ جو اد تو اسکا حلیہ سدھارنے کمرے میں لے گیا تھا جبکہ شاہ رخ سمیت وہ تینوں اسے لیکچر دینے میں لگے پڑے تھے کہ اسے اسطرح نہیں مارنا چاہیئے تھا۔



پانچ بجے کے قریب ہی جو اد پر یکٹس پر چلا گیا تھا جبکہ تکبیر اور تعبیر پارک جانے کے لئے تیار ہو رہی تھیں۔ پارک چونکہ وہ کافی وقت سے اسے لیکے جاتی تھی اور پارک بھی گھر سے کچھ ہی دور تھا لہذا وہ پیدل ہی تعبیر کو لیکے چلی جاتی تھی۔

گھر سے تو وہ پارک کا ہی کہہ کے نکلی تھی لیکن اسکا ارادہ یکدم بدلا تو وہ چیز والی انٹی کے گھر جانے کا ارادہ کرتی تعبیر کو لیکے جانے لگی۔ لیکن انہیں آنے کی اطلاع کے لیے فون کرنا زیادہ ضروری سمجھا تھا کیونکہ یہ انکا حکم خاص تھا کہ جب بھی آیا کرو پہلے خبر کر دیا کرو۔ انہیں کال کر کے بتا تو وہ چکی تھی اور اب پیدل پیدل تعبیر کا ننھا منسا ہاتھ اپنے ہاتھ

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

میں تھامے وہ رکشہ ڈرائیور کے ساتھ انکے گھر کے سامنے کھڑی تھی۔ تعبیر کے ذہن میں انکا چہرہ حفظ ہو گیا تھا کیونکہ وہ کہیں باران سے مل بھی چکی تھی اور فون کے ذریعے بھی کال پے بات کر چکی تھی۔ ان دونوں کو سامنے کھڑا دیکھ وہ بہت خوش ہوئی تھیں۔ تعبیر کو گود میں اٹھاتیں اسے پیار کرنے لگی تھیں۔ تعبیر کو لیکے وہ اندر آئیں اور فوراً سے پہلے اسے بھی سینے میں بھینچ ڈالا۔

"نانی میلے دوست تدھر ہیں؟؟؟" تعبیر نے اپنے دوستوں کا پوچھا تھا جو اس سے کافی سال بڑے تھے۔ جو اد 8 سال کا تھا، اسامہ 9 سالہ جبکہ ریان دس سال کا تھا۔ وہ تعبیر کے ساتھ اسکی بیٹی کے بھی دیوانے تھے۔ شہناز خاتون نے تینوں بیٹوں کو آواز لگائی تو وہ بھی چہکتے ہوئے آپا، آپا چلاتے تعبیر سے لپٹ گئے۔ ویسے تو اسے محبت تینوں سے تھی لیکن نام کی بانسبت جو اد سے زیادہ تھی۔

"کیسے ہو تم لوگ موٹو؟؟؟" باری باری تینوں کی ناک کھینچتی وہ محبت سے استفسار کر رہی تھی بچے بھی تابعداری کی انتہا کرتے معصوم سے انداز میں اسکے جواب دے رہے تھے۔ شہناز کی کوشش ہوتی تھی کہ جب تعبیر آئے تو وہ کچھ پکائے لیکن پچھلی بار کی طرح وہ کھانے کا منع کر چکی تھی پھر بھی اسکی باتوں کو خاطر میں لائے بغیر وہ چائے اور اسنیکس کا انتظام کرنے لگی تھیں۔ تعبیر ان تینوں کے ساتھ کھیل رہی تھی جبکہ وہ تینوں بچے بہت ہی سلجھے مزاج تھے۔ آنکی کی گیت پر تعبیر نے بے ساختہ شہناز کی تعریف کی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"خیال رکھ رہی ہوں نا تم اپنا؟؟؟ کچن میں سلیپ سے ٹیک لگائے تکبیر نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا۔ ان میں کافی سال عمر کا فاصلہ تھا لیکن یہ بات سچ تھی کہ وہ تکبیر کی بہت گہری دوست تھیں۔ اسی بنیاد پر وہ کافی سارے مسئلے مسائل ان سے ہی حل کروالیا کرتی تھی۔

"نہیں رکھو نگی تو تم ہوناں"۔ چولہے کی آنچ ہلکی تیز کرتیں وہ چائے پکاتی ہوئی بولیں۔

"میں روز روز تو نہیں آؤں گی ناں لیکن اس طرح آپ خیال نہیں رکھیں گی تو بچوں کو کون دیکھے گا"۔ جب سے اسے ماں کا درجہ ملا تھا بہت حد تک وہ بچوں کے معاملے میں حساس ہو گئی تھی۔

"میں رکھتی ہوں بیٹا تم پریشان نہیں ہو"۔ لہجے کو حتی الامکان رکھتیں وہ اسے مطمئن کر گئی تھیں۔

"کسی چیز کو ضرورت ہو تو ضرور بتائیے گا میں بالکل آپکی بیٹی جیسی نہیں بلکہ بیٹی ہی ہوں"۔ چائے سے لطف اندوز ہوتی اس نے انکے جھری زدہ ہاتھ پر ہاتھ رکھا ایک سہارا سا دیا۔ اسکی اسی اپنائیت اور محبت پر اسکی آنکھوں سے نمکین پانی چھلکنے لگا۔

"اب رومت ناں دوست"۔ تکبیر انکے کاندھے پر سر کریں بے اختیار انہیں مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

جاتے جاتے اس نے کچھ پیسے انکے ہاتھ میں تھمائے تھے وہ تو سرے سے ہی منع کر چکی تھیں لیکن اسکی ضد کے آگے بے بس ہوتیں پیسے پکڑ چکی تھیں۔ اسی طرح انکے ساتھ کچھ گھنٹے گزار کے وہ تعبیر کو لیکے گھر جا چکی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

حسن کی امی نے کالز کر کر کے پریشان کر دیا تھا جتنا وہ ان ماں بیٹے سے پیچھے بھاگنا چاہتی تھی اتنا ہی وہ اسے تنگ کر رہے تھے۔

"جی انٹی"۔ بہر حال تنگ آ کے اس نے کال اٹھا ہی ڈالی۔

"کیسی ہو بیٹا کیا مصروف تھیں؟؟؟" انہوں نے پیار سے پوچھا تھا۔

"جی بہت مصروف تھی آپ سے بعد میں بات کرونگی"۔ صفانے ان سے جان چھڑانی چاہی۔

"کیا حسن سے بات کر رہی ہو؟؟؟" انہوں نے شریر لہجے میں پوچھا تو صفا کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"ارے نہیں! اسے تو بہت دنوں سے بلاک کیا ہوا ہے میں تو اپنے کزن شاہ رخ سے بات کر رہی تھی وہی میرا ایکس

فیانسی"۔ صفانے پتیرا بدلہ تو اسکی ممی کو صفا مشکوک سی لگی۔ اسکے طور اطور انہیں خاص پسند نہیں آئے تھے پچھلی

دفعہ کی کالز میں بھی اس نے بہت اوٹ پٹانگ سی روٹین پیش کی تھی تبھی سے ہی انکے قدم صفا کو لیکے ڈمگ رہے

تھے۔ بنا کچھ کہے وہ کال کاٹ گئی تھیں صفانے جاندار قہقہہ لگایا وہ یگی سمجھی تھی ایسا کر کے وہ منگنی ٹوٹ والے گی

لیکن یہ اسکی سوچ ہی رہی۔



شاہ میر آج بہت پہلے ہی آفس سے آف کر کے آگیا تھا مروا کے لئے وہ تہہ دل سے فکر مند تھا لیکن اس نے شاہ میر کی

کی گئی کالز کا ایک جواب تک نہیں دیا تھا دوسری طرف اسے غصہ ضرور آیا تھا لیکن اسے برداشت کرنا تھا سو کر گیا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

مروا کی طبیعت ابھی تک سمنبھلی نہیں تھی شاہ میر جب آیا تو وہ بیڈ پر بیٹھی بریانی کھانے میں مگن تھی۔ عموماً فیور والے مریض کو روٹی اور چاول ممنوع ہوتے ہیں لیکن وہ جان جان کر بھرپور انصاف کر رہی تھی۔ جتنی وہ اپنی صحت کو لیکے لاپرواہ تھی شاہ میر کو بخوبی اندازہ ہو گیا تھا صبح کے بعد اس نے ایک بھی میڈیسن کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ شاہ میر فریش ہو کے تھکا ہارا سا بیڈ پر مروا کے پہلو میں ہی بیٹھا تھا اسکے اس طرح نظر انداز کرنے پر وہ خائف تو بہت ہوا تھا لیکن تاسف بھری نگاہ ڈالتا بازو آنکھوں پر رکھے لیٹ گیا لیکن اسکی ایک ایک حرکت کا ملاحظہ بھی جاری تھا۔ بریانی کی پلیٹ صاف کرتی وہ ٹھنڈی ٹھار کو لڈرنک پی رہی تھی شاہ میر نے طیش کے عالم میں اسکے ہاتھ میں موجود کو لڈرنک پوری قوت سے کھینچی جس سے کچھ کو لڈرنک اس پر اور بیڈ شیٹ پر بھی گر گئی۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ؟؟" اسکی آواز تو گلہ خراب ہونے کے باعث پہلے ہی نہیں نکل رہی تھی مزید ٹھنڈی کو لڈرنک پی کے وہ اپنے ساتھ کچھ برا کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"یہ بد تمیزی ہے یا آپکا پاگل پن؟ جب طبیعت نہیں ٹھیک تو کیوں یہ سب کر کے خود کی حالت مزید بگاڑنا چاہتی ہیں؟" شاہ میر لاکھ نرمی کے بعد بھی نرمی نہیں برت سکا۔ اسکی حرکت نے سہی طیش دلایا تھا۔

"میری زندگی ہے میرا جو جی چاہے گا میں کرونگی اور ہر حال میں کرونگی اور کوئی بھی مجھے روک نہیں سکتا۔" لفظوں پر زور دیتی وہ شاہ میر کو بہت کچھ باور کروا چکی تھی۔

"جسٹ کیپ کوائٹ ایک اور لفظ نکالنا بہت برا پیش آؤنگا۔" شاہ میر نے اسکا ارادہ بھانپتے سختی سے اسکی کلائی دبوچی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"چھوڑو میرا ہاتھ"۔ پوری کوشش کی تھی اس نے شاہ میر کا ہاتھ ہٹانے کی لیکن نادر۔ وہ چھڑوا چھڑوا کے ہلکان ہوتی دکھائی دی تو شاہ میر نے خود سے ہی اپنا ہاتھ ہٹالیا تھا۔

"میری سانسیں میری زندگی! امید ہے آپ آئندہ اس طرح روک ٹوک نہیں لگائیں گے"۔ جو کولڈرنک اس نے دوسری جانب رکھی تھی ادب کے مردانے اسی کے سامنے ساری کی ساری حلق کے اندر اندلی۔

"آئندہ بھی میں وہ سب کرونگی جس کا آپ کو اعتراض ہوگا"۔ جتنی نظروں سے کہتی وہ بھرپور انداز میں مسکرائی اور پھر کمرے سے نکلتی چلی گئی۔ شاہ میر نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔

"ہیلو شاہ رخ میں"۔ صفائے بارہ بجے کے قریب شاہ رخ کو کال کر کے بہت بے صبری سے خود کا تعارف کروایا تھا۔ پچھلے کچھ گھنٹوں میں حسن نے اسے بہت جھاڑ پلائی تھی جس کی خاص وجہ یہی تھی کہ اس نے حسن کی ممی سے بد تمیزی کیوں کی؟ یہی سوال لگاتار سنتے اسکے کانوں نے پناہ مانگی تھی اور رہی سہی کسر اویس اور امان نے پوری کر دی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ وہ دونوں اس سے بہت اٹیچ ہونے لگے تھے۔

"کون میں؟؟؟" شاہ رخ نمبر سے پہچان تو چکا تھا لیکن اپنی اہمیت کا ذمہ بھی تو اسی کے سر تھا۔ جبکہ اتنے انجان رویے پر صفا کے سارے لفظ دم توڑ گئے وہ تو اس کو پہچانا تک نہیں تھا کیسے اسکی باتوں میں چھپا مقصد جان لیتا۔ دوسری طرف شاہ رخ ضبط سے مسکراہٹ روک گیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں صفا"۔ بوجھل دل سے اس نے اپنا نام اسے یاد کروایا تو دوسری طرف بھی شاہ رخ تھا۔

"اوہ آئی سی!! مروا بھابھی کی بہن"۔ ایک اور حیرت کا زوردار دھچکا اسکے دل میں تیر کی طرح لگا۔ پچھلے کچھ دنوں سے اسکا دماغ شاہ رخ کے قصیدے پڑھ رہا تھا جبکہ وہ تو لا پرواہ سا اسکا نام بھی بھول گیا؟ آواز تک پہچان نہیں پایا؟؟ صفا کے چہرے پر اداسی چھا گئی بنا کوئی دوسرا لفظ بولے وہ کھٹاک سے کال کاٹ گی جبکہ کال ڈسکنیکٹ ہوتے ہی شاہ رخ کا زوردار قہقہہ بلند ہوا۔

"اب کیا ہو گا میرا؟؟ گھٹنوں میں منہ دیئے وہ بے سبب آنسوں بہا رہی تھی۔



مروا بارہ بجے کے قریب کمرے میں داخل ہوئی تو اسکے ہاتھ میں ٹھنڈی ٹھار پانی کی بوتل تھی۔ نومبر کا آغاز تھا ماحول میں خنکی بڑھنے لگی تھی۔ ایسے میں کوئی ٹھنڈا پانی دیکھنے تک کی بھی زحمت نہ کرے اور وہ پگلی تن پانی پینا کا ارادہ رکھتی تھی۔

شاہ میر خاموشی سے اسکے حرکات و سکنات کا جائزہ لینے لگا مروا اسکے عین مقابل صوفے پر ٹانگ پے ٹانگ چڑھائے گھونٹ گھونٹ پانی حلق میں انڈیل رہی اس موسم میں اسے یہ پانی پیتا کوئی دیکھ لیتا تو یقیناً اسکی ذہنی حالت پے شبہ کر گزرتا۔ نہ جانے وہ یہ سب کر کے ثابت کیا کرنے والی تھی؟

READERS CHOICE

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شاہ میر نے بے اختیار جھری جھری لی پانی وہ پی رہی تھی اور سردی کا احساس اسے اپنے میں ہوتا محسوس ہوا۔ اسکی لاپرواہی پر غصے سے تن فن کرتا وہ مروا کے برابر میں بیٹھا جیسے ہی وہ اسکے ہاتھ سے پانی کی بوتل چھیننے لگا مروا پیچھے کر چکی تھی۔

"یہ سب کر کے آپ ثابت کیا کرنا چاہ رہی ہیں؟؟؟" شاہ میر نے بے اختیار اسکی پیشانی کو ہاتھ سے چھوا بخار کم ہونے کی جگہ مزید بڑھ گیا تھا۔ مروا وہاں سے اٹھتی گلاس ڈور کھول کے بالکنی میں چلی گی۔ ٹھٹھہر کر دینے والی ٹھنڈ نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا تو ہولے سے اسکا وجود کانپ اٹھا۔ سمندری ہوائیں اسکے رگ و پے میں سرایت کرتیں اسکا خون تک جمادینے کی درپے تھیں۔ شاہ میر بے بس سا ہوا۔ جو کرنا ہے وہاں اسکے ساتھ کرتی تو شاید اسے خود بھی برا نہیں لگتا لیکن مروا خود کو تکلیف پہنچا رہی تھی اور یہی بات اسے اندر ہی اندر کھائے جارہی تھی۔ مروا کی ڈھٹائی اپنے عروج پر تھی کانپنے کے باعث بھی وہ اپنے موقف سے اتنی آسانی سے پیچھے ہٹنے والی تو نہیں تھی لہذا پھر سے بخ بوتل لبوں سے لگائی۔ شاہ میر کو سہی تپ چڑھی تھی فوراً اسے پہلے وہ بے دردی سے اسکا بازو کھینچ کے کمرے میں لایا کمرے میں ہیٹر آن تھا لہذا حدت سی محسوس ہوتی وہ کچھ نارمل ہوئی۔

"کیوں کر رہی ہیں ایسا؟" اس نے بے بسی سے استفسار کیا مروا اس پر ترس کھانے کے موڈ میں ہی نہیں تھی لہذا سولڈ سا جواب تلاش کرنے لگی۔

READERS CHOICE



## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیونکہ مجھے مزا آتا ہے مسٹر شاہ میر"۔ اسکے کہنے کی ہی دیر تھی شاہ میر نے بوتل اٹھا کے دور پھینکی۔ اس سے زیادہ ضدی لڑکی اس نے اپنی زندگی میں آج تک نہیں دیکھی تھی۔ مروا صرف دکھنے میں بھولی تھی اس بات کا انکشاف شاہ میر کو بہت پہلے ہی ہو گیا تھا۔

"یار پلیز ایسا نہیں کریں پلرز میں منت کر رہا ہوں آپ کی"۔ شاہ میر گہرا سانس خارج کرتا باقاعدہ طور پر منت سماجت پر اتر آیا۔ جو بھی انکا اختلاف تھا وہ اپنی جگہ مگر اسکی صحت پر وہ کوئی سمجھوتا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"شوق ہے مجھے اور پھر شوق کا تو کوئی مول نہیں ہوتا ناں، ایم آئی رائٹ؟؟" مروا کو سمجھانا اونٹ کورکشے میں بٹھانے کا مترادف تھا۔ شاہ میر تذبذب سا ہوا۔

ٹھنڈ سے اسکے لب نیلے پڑنے لگے تھے سردرد سے پھٹا جا رہا تھا اور اب تو باقاعدہ وہ لرزنے لگی تھی، شاہ میر نے باغور اسکا جائزہ لیا اسکے چہرے پر ٹھنڈ کے مارے سرخی پھیلی ہوئی تھی پہلی بار وہ اسے اتنے انہماک سے دیکھ رہا تھا مروا اسکے گہری نظریں خود پر محسوس کرتی پزل ہوئی پل بھر میں اسکا سارا اعتماد ہوا ہوا لیکن چہرے پر کسی بھی قسم کا تاثر ظاہر کئے نخوت سے رخ موڑتی جانے لگی مگر اس سے پہلے ہی اسکا ارادہ بھانپتے شاہ میر اس کے گرد بانہوں کا گھیرا تنگ کیے فرار کی ساری راہیں مسترد کر گیا۔ اسکی حرکت پر مروا کی ہوائیں اڑھیں، اسکی قربت میں نڈھال ہوتی دل کی دھڑکنوں نے بھی رفتار بڑھا ڈالی۔ ایک دوسرے کی سانسیں وہ بہت آسانی سن سکتے تھے۔ فطری عمل تھا شاید جو اسکے چہرے پر لالی کے کی رنگ بکھر گئے تھے۔ شاہ میر تو مبہوت ہی رہ گیا تھا۔ اسکے بالوں کی کی شریر لٹیں چہرے پر گستاخیاں کرتیں شاہ میر کا دھیان بھٹکا رہی تھی۔ اسکا سرا سرتا سرد ہاتھ اور نرم سالمس اسے اپنے کان کے پاس

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

محسوس ہوا وہ آہستگی سے خود سے لگائے اسکی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑس رہا تھا لیکن مانو وہ بھی اسکی طرح بے قرار سی پھر سے چہرے کا طواف کرنے لگیں تھیں۔ مروا اسکے لمس محسوس کرتی جی جان سے کانپی دونوں کے وجود سے اٹھتی مہک نے کتنے ہی پل انہیں خاموش کر ڈالا۔ اسکی طبیعت اب خراب ہونے لگی تھی پورا دن اس نے جو بد پرہیزی کی تھی یہ انجام تو ہونا ہی تھا۔ کچھ دیر توقف کے بعد وہ محبت سے گویا ہوا۔

"اتنا تیز فیور ہو رہا ہے ایسا کر کے آپ خود کو کیوں تکلیف دے رہی ہیں مروا؟ میں نادام ہوں لیکن یوں سرد موسم میں یہ ساری چیزیں آپکی صحت کے لئے بہت مضر ہیں"۔ اسکی کمر کے گرد حصار قائم کرتے شاہ میر نے جھک کے اسکے کان میں سرگوشی کی تو بے اختیار اسکے لب اسکی کان کی لو سے مس ہوئے تو مروا کی سانسیں تھمنے لگیں پورے وجود میں ایک لہر سی دوڑا اٹھی۔ مزاحمت کرنے میں جتنی قوت وہ لگا سکتی تھی اس نے لگائی لیکن شاہ میر کے آگے اسکی ایک بھی نہ چلی۔ جتنا آتش فشاں وہ اس وقت بنی ہوئی تھی عین ممکن تھا شاہ میر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ اسکی مزاحمت کو خاطر میں لائے بغیر وہ مدھم مدھم سرگوشیوں میں اتنی غلطی کا اعتراف کر کے ایک طلسم سا پھونک رہا تھا مروا کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی جبھی پھر سے اسے پوری جان لگا کے پرے دھکیلا۔

"زیادہ اچھا بننے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ ڈانٹاگ بازی مجھے ایک پرسنٹ بھی نہیں اچھی لگ رہی اگر چاہتے ہو ناں کہ میں ایسا نہ کروں تو پلزمیرے قریب نہیں آیا کریں ورنہ اس سے زیادہ اپنے ساتھ وہ چیزیں کرونگی کہ دیکھ کے بھی آپ کچھ نہیں کر سکیں گے"۔ چٹانوں سی سختی لئے وہ غم و غصے کا شکار بہت پاگل ہو رہی تھی۔ رن رن کے

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شاہ میر پر اسے غصہ آرہا تھا۔ جب دل چاہا خود سے قریب کیا جب دل چاہا دھتکار دیا۔ بحر حال چھوٹی سی چادر لئے تکیے ہاتھ میں پکڑے وہ صوفے پر جا کے لیٹ چکی تھی۔

شاہ میر کو اپنی اتنی حد تک بے عزتی بری طرح ناگوار گزری اور سہی معنوں میں غصہ بھی بہت آیا تھا۔ آخر وہ جتنا اسکے پیروں میں بچھتا جا رہا تھا مر و اتنا ہی اسے روندھ رہی تھی لیکن اگر ان سب کا موازنہ گزرے کچھ مہینوں سے کیا جاتا تو مر و اپنے حق پر تھی۔ شاہ میر نے اس بپھری شیرنی کو چھیڑ کے بہت بڑا خطرہ مول لیا تھا۔ کب تک ان کے درمیان یہ تکرار رہنی تھی یہ تو وقت ہی بتا سکتا تھا۔



شاہ میر آنکھوں پر بازو رکھے چٹ لیٹا تھا مر و اتو کب سے سو گئی تھی لیکن نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ مر و اکارد عمل سوچ سوچ کے جتنا دکھی وہ تھا اتنا حیران بھی تھا۔ شاہ رخ اور اس نے کیا کیا سوچا تھا لیکن حالات نے سب کچھ بدل کے رکھ دیا تھا۔ بھائی اور بیوی کی محبت میں وہ پس کے رہ گیا تھا۔

دماغ ان گنت سوچوں میں گھرا تھا بے ساختہ نظروں کے سامنے اسے اپنی شادی سے پہلے کا واقعہ یاد آیا۔ "دیکھ شاہ رخ میرے بھائی تو صفا سے لڑامت کیا کرے وہ تو ویسی بھی سائیکو ہے کہیں شادی سے منع نہ کر دے۔" اسکی بات سن کے ہی شاہ رخ کا فخر سے سینہ تنا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"پاگل ہے کیا؟ وہ تیرے ہینڈ سم بھائی پر مرتی ہے سب کچھ کرے گی لیکن مجھے منع، نہ بابا کبھی نہیں۔" شاہ رخ نے پاس پڑا سیاہ گوکل آنکھوں پر لگایا۔

"دیکھ رہا ہے اس باڈی پر لڑکیاں مرتی ہیں اور ایک دن دیکھو بس صفادیا نہ ہو جائے گی میری۔" قدم قدم چلتا وہ آئینے کے سامنے کھڑا آستین چڑھا کے بائی سیپس دیکھنے لگا۔

"ہوش کی دنیا میں آرہا ہے یاد دکھامارنے میں، میں مدد کروں؟؟" شاہ میر نے ایک زوردار لالت اسکی کمر پر رسید کی تو وہ بلبلا اٹھا۔

"ویسے تیری بھابھی اور میری بھابھی بھی گھر میں آجائیں تو کتنی رونق ہو جائے گی میرے درجن بچے تجھے شاہ میر چاچو کہینگے، سوچ کیا منظر ہوگا۔" اپنا درد بھلائے وہ اشتیاق سے فیوچر پلاننگ کر رہا تھا۔

"تو اتنی عزت کے قابل تو نہیں ہے لیکن میں کہہ دوں گا کہ اس بیخیرت کو چاچو بولو۔" شاہ میر قہقہہ لگاتا ہنسا۔

"تیرے ایک درجن میرے آدھے درجن ہی لگالے یار۔" شاہ میر بھی فل تفریح کے موڈ میں تھا۔

"ہم ہنی مون پے بھی ساتھ جائینگے، میں صفا کو لیکے وہاں جاؤں گا جو جگہ اسے سب سے زیادہ زہر لگتی ہوگی کیونکہ اس کو جلا کے جو خوشی مجھے ملتی ہے تو پوچھ مت۔" شاہ رخ کی بات پر شاہ میر استہزایہ ہنسا۔

"اور میں وہاں جو مروا کی پسندیدہ ہوگی۔" شاہ میر نے محبت سموئے خواہش کا اظہار کیا۔

"



# قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

## اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاء اللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: [mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

Facebook ID: <https://web.facebook.com/mubarra1>

Instagram: <https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en>

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN

ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تو تو بغیر شادی کارن مرید ہے اتنا تو معلوم ہے لیکن یار کیا پنگے کرنے بننا تو میں نے بھی رن مرید ہی ہے چرنوں میں بیٹھار ہوں گا تیری بھابھی کے بس دیکھو تو۔" شاہ رخ نے اپنی شرٹ کا کالر جھاڑا جبکہ شاہ میر نے ایک اور چپٹ اسکے بازو پر لگائی تو وہ شاہ میر کو بیڈ پر دھکا دیتا خود بھی اسکے اوپر چڑھ بیٹھا۔

"ہٹ سانس رک رہا ہے۔" شاہ میر نے اسے خود سے اتارنے کی کوشش کی لیکن وہ بھاری بھر کم سا اسکے سینے پر مکے برسائے لگا۔

"خوشی ہوتی ہے ہم تینوں بھائی رن مرید ہیں۔ ایک تو بن گیا باقی اسلئے چاہا تو ہم بھی جلد بنیں گے۔" اب کی بار شاہ رخ نے زوردار مکا اسکے سینے پر جڑا جس سے وہ بلبلا کے رہ گیا اور اسکے بعد ہی انکے کمرے میں ریسٹنگ جاری تھی۔ کس کی کتنی چوٹ آنی تھی اور خدمت کرنا کس کے حصے میں لکھا تھا یہ تو لڑائی ختم ہونے کے بعد ہی پتہ چلنا تھا۔

شاہ میر کی آنکھوں کا ہلکا سا گوشہ نم ہوا وہ حال میں لوٹ چکا تھا جو انکی تخلیق کردہ پلینگ سے بہت مختلف تھا صرف سنہری یادیں ہی بچی تھیں۔ نہ شاہ رخ پہلے جیسا تھا نہ شاہ میر۔ ماضی کو یاد کرتے تلخی سا مسکراتے وہ اٹھ بیٹھا۔ دل کو کسی طور سکون میسر نہیں تھا ایک بے چینی تھی جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔ ایک نظر سوتی مروا پے ڈال کے وہ کمرے سے نکل گیا اور اگلے ہی پل اس شکل بنائے شاہ رخ کے کمرے میں موجود تھا جو اسے دیکھ دیکھ کے پاگلوں کی طرح یہ سوچ کے ہنسے جا رہا تھا شاید مروانے کمرے سے نکال دیا۔

"اتنا کیا ہنس رہا ہے؟؟؟ اس کو قہقہہ لگاتے دیکھ شاہ میر نے اکتائے لہجے میں پوچھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تو یہاں کیا لینے آیا ہے؟؟؟" اس کے سوال کا کوئی جواب نہیں تھا شاہ میر کے پاس لہذا خاموش ہی رہا۔  
"پھر میں سہی ہنس رہا ہوں دوبارہ ہنس کے دکھاتا ہوں"۔ اس سے پہلے شاہ رخ قہقہہ لگاتا شاہ میر نے خشمگین نظروں سے گھورا۔

"کیوں روٹھی مجبور بنا ہوا ہے جا بھی میرے کمرے سے نکل مووی نکل رہی ہے میری"۔ شاہ رخ نے مصروف سا کہتے نظریں لیپ ٹاپ پر مرکوز کیں۔ شاہ میر بت بنا رہا۔  
"جاؤ می! بیٹا عیش میں ہے روز آ کے دماغ خراب کر دیتی ہو اب آئی ناں گنجا کر دوں گا"۔ بہت ہی مؤدبانہ انداز میں شاہ رخ نے کہا تو بلا آخر وہ ہنس پڑا۔

"جا بھی جا سہی ہوں میں تو جا بس یہاں سے"۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کے وہ شاہ رخ کی خیریت دریافت کرنے آتا تھا جبکہ اسکی اس عادت سے وہ عاجز آ گیا تھا۔ شاہ میر جانے لگا تھا لیکن جاتے جاتے پلٹا۔  
"تو جو بلیک شرٹ لایا ہے وہ مجھے دے دے میں آفس پہن کے جاؤں گا"۔ اسکے کہنے کی دیر تھی شاہ رخ ساری مووی بھلائے ایک کے بعد ایک کشن اسے مارنے لگا۔

"لاچی بھوکا! جھبی بولوں بیوہ والی شکل بنا کے کیوں آیا ہے مطلبی سالا نکل یہاں سے"۔ شاہ رخ نے دھکے مار کے اسے کمرے سے نکالا۔ آخر میں وہ سہی سے مسکرایا نہ بیوی کے دل میں عزت تھی اور نہ بھائی کے دل میں۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شاہ میر اپنے کمرے میں داخل ہوا تو مردا کو سوتا ہوا ہی پایا تھا ٹھنڈ سے وہ بالکل اکڑ گئی تھی اور جتنا ٹھنڈا پانی اس نے پیا تھا کوئی بھی اندازہ لگا سکتا تھا اسکے گلے میں کچھ نہ کچھ تو ہو گا وقفے وقفے سے وہ کھانس کھانس کے ہلکان ہو گئی تھی اور گلا بھی بری طرح دُکھنے لگا تھا۔ شاہ میر نے ٹیمپر پچر چیک کیا تو وہ کافی بڑھا ہوا تھا۔

"یہ لڑکی کچھ کر کے چھوڑے گی اپنے ساتھ"۔ خود سے بڑبڑاتے اس نے مردا کو اٹھایا۔

"کیا؟؟؟ نیند سے بوجھل زدہ خمار آنکھیں گاڑھے وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی بامشکل ہی اسکی آواز نکلی تھی۔

"لان میں جا کے سو جائیں کیونکہ بہت گرمی ہو رہی ہے"۔ شاہ میر نے اسے کلائی سے پکڑ کے اٹھایا۔

"دماغ درست ہے یہاں میں مر رہی ہوں میری طبیعت خراب ہو رہی ہے اور آپ کو لان میں لے جا کے مجھے مارنا

ہے"۔ شاہ میر یہی سننا چاہتا تھا کیونکہ پچھلے ایک دو دنوں سے اس نے یہی رٹ لگائی ہوئی تھی کہ وہ بالکل ٹھیک ہے۔

"یہی علاج ہے جا کے لان میں سو جائیں"۔ شاہ میر نے مہارت سے اسکی حالت پے طنز مارا۔

"اب انسانیت بچی ہے تو دوائی کھالیں یہی سوچ کے کھالیں کل کو خود کو کچھ ہو گیا تو بلا وجہ میں مارا جاؤنگا"۔

"ہر جگہ اپنا مفاد مطلب پرست آدمی"۔ وہ بڑبڑا کے پھر سے لیٹنے لگی تھی شاہ میر نے اٹھا کے اسے بیڈ پے لٹایا۔

"دوائی"۔ اس نے دوائی اور پانی مروا کے آگے کیا جو سینے پر ہاتھ باندھتی اطراف میں نظر دوڑانے لگی۔

"محترمہ دوائی خود ہی لینی پڑے گی"۔ شاہ میر نے شریر لہجے میں محترمہ پر خاصا زور دیا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اگر یہ سب انسانیت کے ناطے کر رہے ہیں تو ریشم کے ساتھ کر لیں۔" اس کو خود بھی نہیں پتا تھا وہ آخر بول کیا رہی ہے۔

"تو بیگم جانتی ہیں یہ سب محبت میں کر رہا ہوں میں۔" شاہ میر مسکرایا تھا مروانے دل تھام کے اسے دیکھا ایسے ہنستے ہوئے وہ کم ہی پایا جاتا تھا۔ بنا چوں چاں کئے اس کے ہاتھ سے دوائی لیکے وہ کھا چکی تھی یہ بھی ایک احسانِ عظیم تھا جو اس نے شاہ میر پر کیا تھا ورنہ تو اسے ناجانے کتنی دیر کھڑا رہنا پڑتا۔

شاہ میر نے سر کو خم کیا۔

"بہت شکریہ یہ ملازم کبھی نہیں بھولے گا آپ کا یہ احسان۔"

"ٹھہر کی۔" مروا سے القاب سے نوازتی سونے کے لئے لیٹ گئی۔



"مما یہ ٹھنڈا پانی اتنے ٹھنڈے موسم میں فریج میں کون رکھ رہا ہے؟؟؟" ناشتے کی ٹیبل پر تقریباً سب ہی موجود تھے شاہ میر نے موقع سے فائدہ اٹھاتے تفتیش کرتے پوچھا۔

"بیٹا میں تو ریشم کو منع کر چکی ہوں۔" فرحت آپا نے عام سے لہجے میں جواب دیا۔

"وہ مروا آپ کہاں سے لیکے آئی تھیں بخ ٹھنڈے پانی کی بوتل برف کی جو کل رات آپ نے پی تھی؟؟؟" مخاطب وہ مروا سے تھا لیکن سب کی نظریں خود پر محسوس کئے کن اکھیوں سے شاہ میر کو گھورا جو آگ میں گھی کا کام کرتا دلکشی سے مسکراتا ہوا اپنی پلیٹ پر جھک گیا۔

## مرد سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مروایہ کیا حرکت ہے؟ جبھی تو تمہارا بخار ٹھیک نہیں ہو رہا۔ کیوں پیتی ہو اتنا ٹھنڈا پانی؟ فرحت آ پاغصہ ہوئیں۔"

"بیٹا بہت غلط بات ہے انسان کو احتیاط کرنی چاہیے اب مجھے یہ شکایت نہیں ملے۔" فاروق صاحب کی سختی پر وہ جبراً مسکراتی اثبات میں سر ہلا گئی۔ صد شکر تھا کہ تعبیر سوئی ہوئی تھی ورنہ مروا کی سہی کلاس تو اس نے ہی لے لینی تھی۔

"بہت افسوس ہوا بھابھی! میرا بھائی پانچ بجے رات کے گھر میں۔" شاہ رخ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی شاہ میرا چک گیا۔

"جھوٹے پانچ تو نہیں بج رہے تھے۔" یہی کہنے کی دیر تھی سب کی ہنسی گونجی۔

"مروایہ بہت غلط ہوا ہے۔" تکبیر نے افسردگی سے کہا تو جواد نے رخ موڑے اسے دیکھا۔

"آپ کیوں ہدایت دے رہی ہیں خود بڑا احتیاط کرتی ہیں۔" جواد کا بولنا اسے خاص پسند نہیں آیا تھا۔

"ارے! اصل میں پانڈارات میں ہوا کیا میں نیچے آئی اپنی وہی ٹھنڈی بوتل لینے جس پر مروا نے ڈاکا ڈالا تھا۔ اب مجھے طلب ہو رہی تھی تو سوچا چھپکے پی لیتی ہوں بوتل کو منظر عام پر نہ پا کے میرے تو اوسان خطا ہو گئے پھر میں نے تمہیں اتنا برا بھلا کہہ ڈالا۔" اسکی اتنی صاف گوئی پر ایک بار پھر سب کے قہقہے گونج اٹھے۔

"میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں مروا قسم سے مجھے لگا پر سوں کی طرح تمہارے جیٹھ نے یہ کارنامہ کیا ہے۔" ہاتھ پر ہاتھ مارتی وہ استہزایہ ہنسی جبکہ جواد کو یہ روایتی جیٹھ نام خاصا پسند نہیں آیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تکبیر اتنا بھاری نام پکارنے کی ضرورت نہیں ہے وہ مجھے جو ادب بھائی کہتی ہیں میرے لئے بہت ہے۔" تکبیر نے زور سے کہنی ماری۔

"مروا اپنے جیٹھ کو جیٹھ کہا کرو ایوی میں بھائی کہہ کے انہیں جو ان مت بناؤ۔" انکی اس تکرار پر انکے ماں باپ تو مسکراتے صرف انجوائے ہی کرتے تھے۔

"تکبیر!!" جو اد نے پکارا تو شاہ رخ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں اپنی بیوی کو بلارہا ہوں تمہیں نہیں۔" سب ہی ہنسنے لگے سوائے شاہ رخ کے۔

"میں اپنی بھابھی کے ساتھ کھڑا ہوں انکو ڈرانے کی ضرورت نہیں ہے۔" فل ہیر وکا کردار ادا کیا تھا شاہ رخ نے۔ مزید انکی نوک جھونک جاری رہتی فاروق صاحب شاہ میر اور جو اد کو لیکے آفس کے لئے نکل گئے تھے لیکن جاتے جاتے بھی شاہ میر دل جلی مسکراہٹ مروا کی طرف اچھالنا نہیں بھولا تھا۔



"بتاؤ یہ کیسی ہے شاہ رخ؟" تعبیر فرحت آپا کے ساتھ لان میں کھیل رہی تھی۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے شاہ رخ کو ایک ایک تصویریں دکھاتیں مروا اور تکبیر ہلکان ہو رہی تھیں لیکن موصوف بہت مغرور سے انداز میں ہر ایک کو ریجیکٹ کر گئے۔ تکبیر نے بہت ڈھونڈ کے ایک تصویر نکالی تھی اور جتنی خوشی سے اس نے لڑکی کے بارے میں استفسار کیا تھا امید تو یہی تھی شاید وہ پسند کر لے لیکن بہت دیر بعد وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

"پھر کونسی لڑکی پسند آئی ہے آپ کو؟؟" مروا نے اس کے کان کھینچتے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپکی نفسیاتی بہن"۔ اطمینان سا جواب اسکی طرف سے آیا تھا تو تکبیر نے ایک چپت لگائی اور خونخوار نظروں سے گھورا۔

"وہ نہیں ملے گی لیکن اس میں سے ایک پسند کرو جلدی"۔ دادی اماں کی طرح اس نے حکم صادر کیا شاہ رخ مکمل اداکاری کرتا تصویریں الٹ پلٹ رہا تھا۔ صفائے دوپہر میں ہی اپنے آنے کی اطلاع دی تھی نا جانے کونسا سے اتنا ضروری کام تھا کہ وہ کچھ دیر صبر بھی نہیں کر سکی اور شام میں ہی انکے گھر آ کے ٹپک پڑی۔ گزشتہ رات مروانے بھی کال میں بات کی تھی تو اسکا لہجہ ہی پریشان سا تھا۔ تکبیر اور مروانے جتنے تکے لگا سکتی تھیں دونوں نے مل کے لگائے لیکن بحر حال تھکی ہاری سے شاہ رخ کا دماغ کھانے لگی تھیں۔

صفا تو بہت پہلے سے اچکی تھی آدھا گھنٹہ لان میں ہی فرحت آپا اور تعبیر کے ساتھ گزار کے وہ اندر آئی۔ شاہ رخ کو دیکھ کے ٹھٹھکی ضرور تھی

وہ رف سے حلیے میں بھی بہت خوب و معلوم ہو رہا تھا۔ شاہ رخ تصویروں کو بہت ہی دلچسپی سے دیکھ کے بلا وجہ ہی تعریف کر رہا تھا شاید نہیں یقیناً وہ اسکی موجودگی کا فائدہ اٹھا رہا تھا۔ شاہ رخ نے ایک سرسری نگاہ دشمن جاں پر ڈالی اور تین چار تصویریں صرف اسے جلانے کے لئے ہوا میں لہراتا اپنے کمرے کا رخ کر گیا۔ اسکا اس طرح نظر انداز کرنا صفا کو زہر سے بھی زیادہ برا لگا تھا۔

"مجھے ضروری بات کرنی ہے اوپر آؤ"۔ تکبیر کا ہاتھ تھام کے وہ اوپر لے جا چکی تھی جبکہ مروانہ خود ہی اسکے پیچھے نہیں گئی تھی۔



# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان



"بولو بھی"۔ کتنی ہی دیر وہ چپ سی تھی، بلا آخر تکبیر نے منت کرتے بول ہی دیا۔ صفانے جھکی نظریں اٹھائیں تو تکبیر کو حیرت کا جھٹکا سا لگا وہ باقاعدہ موٹے موٹے آنسوؤں سے رو رہی تھی۔

"یار مجھے اس کمینے سے محبت ہو گئی ہے"۔ آنسو صاف کرتی وہ آخر میں مسکرائی۔

"اچھی بات ہے ناں یہ تو حسن سے ہی شادی کرنی ہے تو محبت ہونا تو لازم تھا پھر کیا مسئلہ ہے؟؟" تکبیر نے لا پرواہی سے سوال کیا۔

"اس سے نہیں مجھے شاہ رخ سے محبت ہو گئی ہے میں اس کے بغیر نہیں رہ سکوں گی۔ میں نے جو کچھ کیا مجھے نہیں پتا میں نے کیسے کر دیا؟ لیکن تکبیر یار جب سے منگنی ہوئی ہے مجھے ایک پل کا سکون نہیں ہے اتنی بے چینی ہو رہی ہے دل پریشان ہو رہا ہے میں نہیں ہوں خوش یار تکبیر"۔ ایک ایک بات اس کے آگے رکھتی وہ پھر سے رونا شروع ہو گئی تھی۔

جبکہ یہ سن کے ہی تکبیر کے اندر تک خوشی کی لہر دوڑاٹھی لیکن بحر حال وہ سنجیدگی اختیار کرتی بیٹھی رہی۔

"اتنا اینویٹنگ ہے وہ عجیب سا حسن مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا"۔ صفانے نخوت سے برائی کی۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا یا یہ سب بچوں کا کھیل سمجھ لیا ہے؟ جتنا تم شاہ رخ کے ساتھ برا کر چکی ہونا اتنا ہی کافی ہے صفا۔ ابھی اللہ اللہ کر کے ہم نے اسے نار مل کیا ہے لیکن پلزا اب نہیں"۔ صفانے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا۔

"یار مجھ سے ہو گئی ناں غلطی"۔ صفانے نظریں چرائیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا صفا شاہ رخ لڑکی پسند کر چکا ہے بتاؤ میں کیا کروں؟ حسن اچھا لڑکا ہے کر لو شادی اور فضول نہیں سوچو۔" تکبیر نے سنجیدگی سے مشورہ دیا تو وہ بے یقینی سے اسے تکتی رہ گئی۔ دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی۔

"مجھے لگتا تھا تم میری بہن ہو میری مدد کرو گی بچی ہوں ہو جاتی ہیں نادانیاں اب مجھے ہو گی ہے محبت مطلب ہو گی ہے۔" صفا اپنی بات پے اڑھ چکی تھی۔

"یاد کرو وہ تمہارے پیروں میں بیٹھ کے بھی محبت کی بھیک مانگ رہا تھا لیکن تم نے تو ترس نہیں کھایا تھا اب کیسے شاہ رخ مان لے گا؟؟" صفا کو بے اختیار وہ وقت یاد آیا جب اس نے بری طرح شاہ رخ کو دھتکارا تھا ایک بار پھر آنکھیں نمکین پانی سے بھرنے لگیں۔

"مجھے حسن صرف اچھا لگتا تھا میں سمجھ ہی نہیں پائی یا شاید سب کچھ جان کر بھی میں انجان بنی رہی کہ میں بھی بہت وقت سے شاہ رخ سے محبت کرتی ہوں بس میں نے یہی سوچ کے شادی سے انکار کیا تھا ہم تو اتنا لڑتے ہیں اگے جا کے مشکلات کھڑی ہو گئی پھر بچے ہو جاتے ہیں سو مسئلے مسائل پیدا ہوتے ہیں اور آخر میں جا کے علیحدگی ہو جاتی ہے۔" وہ تو اپنی دھن میں بولی جا رہی تھی جبکہ تکبیر بالکل ساکت تھی اتنی سی بات پر اس نے انکار کر دیا تھا۔ تکبیر کا دل چاہا ایک لگائے اس کے منہ پر جب سب نے ضد کر کے انکار کی وجہ جاننے چاہی تھی تب بھی وہ بالکل گونگی بن گئی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"سوری صفائیں کچھ نہیں کر سکتی"۔ تکبیر اسکی امیدوں پر پانی پھیرتی ہاتھ جھاڑ کے کھڑی ہوئی صفا نے دکھ سے اسے دیکھا۔

"تکبیر"۔ اس نے افسردگی سے پکارا۔

"صفا سمجھو تم! اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا یا کچھ بھی نہیں۔ منگنی ہوئے پندرہ دن ہی تو ہوئے ہیں ایک دوسرے کو سمجھو دیکھنا پھر ساری برائیاں ختم ہو جائیں گی"۔ اسکا سنجیدگی سے دیا گیا مشورہ صفا کو الگ لگا گیا۔

"منہ بند رکھو اپنا تم اور ایک بات یاد رکھنا اگر تم نے میری اس کمینے سے شادی نہیں کروائی تو میں پنکھے سے لٹک جاؤنگی، ٹرین کے نیچے آ جاؤنگی یا تو میں فنانس پی کے اپنی جان دے دوں گی"۔ سہی جذبات کی رو میں بہتی سولڈ سی دھمکی دے کے صفا کمرے سے نکلتی چلی گئی جبکہ اسکی معصوم باتوں اور بچکانہ حرکت پر تکبیر کو رج بھر کے پیار آیا لیکن پہلے اس نے قہقہہ لگانا زیادہ بہتر سمجھا تھا۔

"تو بتاؤ پھر کیا کرنا چاہیے؟؟" مروانے مظلومیت کا اظہار کیا وہ دونوں آنسکریم پار لڑ آئے سامنے بیٹھیں محو گفتگو تھیں ساتھ میں اولیس اور تعبیر بھی تھے جو اپنی اپنے فلیورز میں مگن تھے جبکہ مروا صفا کے ساتھ ہی میکے آگئی تھی لیکن اس نے ایک بار بھی شاہ میر کو بتانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

"تو شاہ میر کو بول تیری تو بات مانے گا ہی اور ہو سکتا ہے شاید وہ شاہ رخ کو منالے"۔ اسکی بات پر بے اختیار مروا شاہ میر کا خیال آیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"شاہ میر اتنا اچھا ہوتا تو یہ نوبت آتی ہی کیوں؟"۔ مگر وہ یہ بات دل میں ہی سوچ سکی۔

"مروا تو خوش تو ہے ناں؟؟؟" اچانک اس طرح کے کئے جانے والے سوال پر مروا گڑ بڑائی۔

"ہاں یار کیوں کیا ہوا؟؟؟" وہ بہنیں تھیں جڑواں کی ایک دوسرے کی رگ رگ سے واقف تھیں اور یہ کیسے ہو سکتا

تھا کہ مروا اداس ہو اور صفا بے خبر رہے۔ تکبیر نے ہی اسے سختی سے تنبیہ کی تھی کہ ازدواجی زندگی کا ذکر کسی سے

نہیں کرنا چاہیے وہ بہن ہی کیوں نہ ہو۔ میاں بیوی کے تعلقات تو بہتر ہو جاتے ہیں لیکن لوگ باتیں بنانا نہیں

چھوڑتے۔ یہ بات نہ جانے صفائے کوئی دسیوں بار پوچھی تھی مگر دوسری جانب بھی مروا تھی آسانی سے ہینڈل کر لیا کرتی تھی۔

"تجھے تو پتا ہے میرا دل مطمئن نہیں ہوتا"۔ مروا اسکی محبت پر مسکرائی ضرور تھی۔

"تو چھوڑ تو اپنا بتا تکبیر نے کیا بولا؟؟؟" مروا نے سنجیدگی سے اپنا موضوع گول مول کرتے اسکے متعلق پوچھنا چاہا۔

"اس نے صاف انکار کر دیا ہے اور تو بھی سن لے اگر میری شادی اس سے نہیں ہوئی میں خود کشتی کر لوں گی"۔ صفا

نے پھر سے جنونیت سوار کرتے دو ٹوک بات کی۔

"فضول بات نہیں سمجھی؟؟؟" مروا برہم ہوئی تو صفائے رونی صورت بنائی۔

"تو کچھ کر میری بہن میں مر جاؤں گی بتا رہی ہوں"۔ مروا نے اسکے ہاتھ پر دباؤ ڈالا اور یہی دلا سہ ہی اسے خاموش

کروا گیا۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بجی مروا نے کال یس کی تو احد کی کال تھی۔

"بیٹا کہاں رہ گئی ہو ہم لوگ انتظار کر رہے ہیں"۔ احد نے فکر مندی سے پوچھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آ رہے ہیں بھائی بس"۔ مروانے مختصر بات چیت کر کے کال منقطع کر دی جبکہ صفار و مال سے ان دونوں بچوں کے منہ صاف کر رہی تھی جنہوں آدھی آنسکریم تو منہ پہ ہی لگالی تھی۔  
"چلو نکلنے کی کریں یار"۔ تعبیر کو گود میں اٹھا کے وہ لوگ گھر کے لئے نکل چکی تھیں۔



صفا سہیل کے پاس کمرے میں تذبذب سی بیٹھی تھی کتنی ہی دیر اسے ہوگی تھی لیکن وہ مدد پر آ کے ہی نہیں دے رہی تھی۔

"صفا بیٹا کوئی پریشانی ہے"۔ بلا آخر انہوں نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے پیار سے استفسار کیا انکی اتنی شفقت پر ہی صفا کو مزید ہمت ملی۔

"مجھے حسن سے شادی نہیں کرنی بابا وہ بہت برا ہے اتنی پابندیاں لگاتا ہے اور مجھے کہہ رہا تھا مجھے امیریکہ لے جائے گا اور ہاں میری دوست کہہ رہی تھی یہ لوگ فراڈ کرتے ہیں شریف بھولی بھالی لڑکیوں کو پھنسا کے انہیں بیچ دیتے ہیں مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے آپ بھی منع کر دیں"۔ معصومیت طاری کرتی وہ ساتھ وجہ بھی دے گی مکمل ڈرنے گھبرانے والے تاثرات بھی چہرے پر سجا ڈالے جبکہ اسکی اتنی عجیب باتوں پر وہ ہکا بکا رہ گئے۔

"بیٹا تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے حسن بہت اچھا لڑکا ہے اور اسکی والدہ نے کہا ہے شادی کر کے وہ پاکستان میں ہی رہے گا تم فضول نہیں سوچو اور صرف شادی کی تیاری کرو شہناز میری بچی"۔ سہیل نے اسکا ہاتھ چومتے اسکی پریشانی دور کرنی چاہی وہ یہی سمجھے تھے مشرقی لڑکیوں کی طرح وہ شادی سے ڈر رہی ہے جبھی اسے فضول خیالات دل میں لاتی

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

خود کو بھی ہلکان کر رہی ہے جبکہ یہاں تو معاملہ ہی الٹ تھا۔ صفائے اتنی بری طرح منہ بسورا گویا کوئی بہت بری شے آنکھوں نے دیکھی ہو۔

"میں حسن سے شادی نہیں کرونگی وہ مجھے اچھا نہیں لگتا پلزمیں نہیں کرونگی۔" صفائچوں کی طرح ضد کرنے لگی تھی۔ سہیل نے غصیلی نظروں سے اسے گھورا لیکن پھر نرم پڑے بیٹیوں کے معاملے شروع سے وہ بھائی نرم دل تھے۔

"میری جان یہ کیا بچپنا ہے؟ تمہاری مرضی کو فوقیت دی اس کا مطلب یہ نہیں کہ بیٹا تم اپنی اتنی مرضیاں چلاؤ گی تمہاری شادی کی تاریخ وہ کل ہی لینے آئیں گے اب فضول ضد نہیں اور جاؤ بہت دیر ہو گئی ہے جا کے سو جاؤ بیٹا۔" وہ تو جیسے اسکی یہ ایک بات کو رد کرنے کے موڈ میں تھے۔ صفائے آس بھری نظروں سے اپنے باپ کو دیکھا اور بحر حال مرے قدموں سے کمرے سے نکلتی چلی گئی۔ شابانہ جو کمرے میں آنے ہی لگی تھیں اس طرح صفا کو اداس دیکھ کے ٹھٹھکی۔

"اس کو کیا ہوا؟؟"

"وہ شادی ہونے والی ہے جبھی میری بچی اداس ہے۔" انہوں نے اصل بات پوشیدہ ہی رکھی ورنہ شابانہ نے سہی دماغ درست کرنا تھا۔ یہی کہنے کی دیر تھی وہ خود بھی آنسوؤں بہانے لگیں۔

"ایسے نہیں روتے بیگم۔" سہیل نے انہیں اپنے ساتھ لگاتے حوصلہ دیا۔ دل اداس تو انکا بھی ہونے لگا تھا لہذا وہ دونوں ایک دوسرے کو سہارا لے دیا کرتے تھے۔



مروا تعبیر اور اوپس کے ساتھ کھیل رہی تھی فون بجتے شاہ میر کا نمبر دیکھ کے ہی اس نے کال اٹھانے کا ارادہ کرتے کال اٹھا ہی لی۔

"کیا حال ہیں؟؟ کیسی طبیعت ہے اب؟؟ جہاں تک مجھے علم ہے اب آپ گرمیوں میں بھی ٹھنڈا پانی پینے کا خطرہ نہیں مول لینگے ای ایم شیور ممانے بہت سارا لیکچر دیا ہوگا"۔ اسکی خیریت دریافت کرتا شاہ میر طنز کرنا نہیں بھولا تھا آخر میں اسکی استہزاء یہ ہنسی پر مروا کلس کے رہ گئی واقعی وہ ٹھیک کہہ رہا تھا پورے ایک گھنٹے تک فرحت آپا نے لیکچر دیا تھا اور ساتھ دوائی دلا کے پابندی سے کھانے کی ہدایت دی تھی۔ اسکی خاموشی نوٹ کرتے شاہ میر مزید گویا ہوا۔

"اتنا کیوں خفا ہو رہی ہیں مزاق کر رہا ہوں"۔ اسکا لڈ سا انداز بھی مروا کو اچھا لگا تھا لاکھ ناراضگی اپنی جگہ لیکن اس نے دل سے شاہ میر سے محبت کی تھی۔

"ہمم"۔ شاہ میر اسکا روکھا سا لہجہ نظر انداز کر گیا۔

"کہاں ہیں؟؟؟ وہ رانگ چمیر پر جھولتا فرصت سے پوچھ رہا تھا۔

"گھر میں"۔ مروا نے لب کچلتے جواب دیا اسکی اتنی بے رخی پر شاہ میر کی خوش مزاجی تھم سی گی۔

"کس کے؟؟؟ اب کی بار اس نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"اپنے گھر بھی"۔ مروا نے بیزاریت ظاہر کی۔

"یہ کہیں میکے آئی ہیں اور بتانے تک کی بھی زحمت نہیں کی"۔ آخر میں شاہ میر خفیف سا طنز کر گیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اپنا بویا انسان کاٹتا ہے اور گھر تو میرا ہی ہے ناں کیا فرق پڑتا ہے میکہ ہے یا سسرال اور رہی بات آگاہ کرنے کی تو ہمارے مابین اتنے خوشگوار تعلقات تو ہیں نہیں جوان چیزوں کی اجازت لی جائے۔" مرواٹھیک ٹھاک اسکی خبر لیتی شاہ میر کو چپ کر واگی۔

"طنز کے تیر چلا لئے ہوں تو بتا دیں کب آئیں گی؟؟"

"خیریت؟؟ آپکا خون کب سے میری چاہ میں جوش مارنے لگا؟؟" مروا بھگو بھگو کے جوتے مارنے کے درپے تھی۔  
"بہت پہلے سے مارتا ہے جوش تو خیر ان باتوں کو جانے دیتے ہیں ایویں ہی اپنی جان ہلکان کرینگی۔" اسکے زو معنی انداز پر مروا بے اختیار چپ ہوئی۔

"میں لینے آؤں؟؟؟ اشتیاق سے اسکی اجازت چاہی۔

"آ جاؤنگی۔" یک لفظی جواب دیا۔

"خیال رکھئے گا اپنا اور دوائی ٹائم سے لئے گا، خدا حافظ !!!۔" ہدایت نامہ جاری کرتا شاہ میر کال منقطع کر گیا تھا جبکہ کتنی ہی دیر وہ فون کان سے لگائے ساکت تھی اپنی اتنی پرواہ پر اسے خوشی تو ضرور ہوئی تھی لیکن اس وقت تک اس نے نرم پڑنے کا نہیں سوچا تھا جب تک شاہ میر سہی شر مندہ نہیں ہو جاتا۔

"ملو آپ تو آ نہیں لی۔" تعبیر نے منہ بنائے خفگی سے شکوہ کیا تو وہ چونک کے مسکراتے ہوئے اسکی ناک کھینچتی تعبیر کے ہاتھ سے بال لیکے انکے ساتھ کھیلنے لگی۔ صفا جڑی حالت لیکے کمرے میں داخل ہوئی اسکے تاثرات سے صاف واضح تھا جس کام کے لئے وہ گئی تھی ناکام ٹھہری۔



## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان



"میرے خوابوں کے شہزادے کہاں گم ہو تم بیوی کو در بدر چھوڑ کے؟؟" تکبیر نے اسکے پاس بیڈ پر بیٹھتے اپنا دوپٹہ اسکے گلے میں ڈالا اتنے لو فر سے انداز پر جو اد نے موبائل سے نظریں اٹھا کے حیرانی سے اسے دیکھا۔ یہ اب تک نیا ہی اظہار محبت تھا جو تکبیر کی طرف سے تھا۔ اسکے چہرے سے خوشی پھوٹ رہی تھی تبھی وہ زیادہ پر شوخ ہوئی۔ جو اد کی سوئی خوابوں کا شہزادہ میں ہی اٹک گئی تھی۔ جو اد فوراً سے موبائل سائڈ کرتا اسکے تھوڑا قریب ہوا۔ عموماً وہ اسے لفٹ کم ہی کرواتا تھی۔

"اتنا پیار کیوں آرہا ہے؟؟" جو اد نے دلچسپ تاثرات لئے پوچھا۔

"آج میں بہت خوش ہوں اور تمہیں پتا ہے میرا ایک ہی عدد شوہر ہے اور جب میں خوش ہوتی ہوں تم پر زیادہ پیار آتا ہے۔" تکبیر نے جذبے لٹاتی نظروں سے اسے دیکھا اور حواس باختہ سی اسکے گال مضبوطی سے کھینچ ڈالے۔

"تکبیر کا بھائی آنے والا ہے؟؟" جو اد نے پر شوق نظروں سے اسے دیکھا بے اختیار اس نے وہ وقت یاد کیا جب تکبیر کتنا شرمائی تھی اسکی طرح اسکا ہر انداز بہت مختلف تھا۔



جتنا خوش وہ اس وقت تھا خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہا تھا لیکن جو اد نے تکبیر کے تاثرات جانچنے چاہے تھے۔

ڈاکٹر نے تو پہلے ہی خوشخبری دے دی تھی لیکن تکبیر اسکے سامنے کھڑی بہت کنفیوژ کھڑی تھی چہرے پر گلال

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

پھیلائے وہ انگلیاں آپس میں پیوست کئے شرمائی گھبرائی سی کھڑی تھی۔ وہ فرسٹ ٹائم تھا جب وہ حقیقتاً شرمناک تھی جو ادل و جان سے اس پر نثار ہوا۔

"کیا کہاؤا کٹر نے؟؟؟" انجان بنتے جواد نے سوال کیا۔ تکبیر نظریں چرائے مناسب الفاظ ترتیب دے رہی تھی۔  
"سب ٹھیک!!" آخر کار دس منٹ کی جدوجہد کے بعد روکھا سا جواب دیا۔ جواد مسکراتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا جبکہ اسکی نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتی تکبیر کے ہاتھ پیر پھولے۔

"کیا کر رہے ہو؟؟؟" اس نے نظریں نہیں اٹھائی تھیں جواد نے حصار قائم کیا تو فوراً ہی وہ سٹیٹائی۔  
"شرماتی ہوئی اتنی کیوٹ لگ رہی ہیں پوچھو مت"۔ اسکے لب کے ساتھ اسکی آنکھیں بھی مسکرائی تھیں۔  
"پتا ہے تو کیوں پوچھ رہے ہو؟؟؟" تکبیر نے اسکے شانے سے سرٹکایا۔

"میں تمہیں بتاتی ہوں تمہیں اندازہ لگانا ہے میاں میں کیا کہہ رہی ہوں"۔ تکبیر اسکا حصار توڑتی اسکے روبرو کھڑی ہوئی۔

"اوکے اسٹارٹ"۔ جواد نے تھری تک گنتی گنتے ہوئے اسکی حوصلہ افزائی کی۔

"اتنی بڑی ذمہ داری جسے احتیاط کہتے ہیں۔

ایسا زبردست سا بوجھ جسے تجربہ کہتے ہیں۔

اتنی عظیم محبت جسے پیار کہتے ہیں۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ہماری زندگی کا وہ ننھا سا تحفہ جسے ہم ساتھ مل کے قیمتی، خاص اور زندگی جیسے لقب سے پکاریں گے۔ جو اد جی جان سے فدا ہوا سہی میں وہ اسکو گھائل کرنے پے تلی تھی۔ وہ تو کہہ کے خاموش ہو گئی تھی جبکہ چہرہ سرخ ٹماڑ بنا ہوا تھا۔ "تم پلزم مجھے اس طرح نہیں دیکھو۔" تکبیر نے معصوم سا احتجاج کیا۔

"میری جان!! آپ واقعی دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہیں۔" جو اد نے استحقاق سے اسکے ماتھے پر لب رکھے۔ جو اد پیار سے اسے آٹھواں عجوبہ ہی کہا کرتا تھا۔

"میں عجوبہ تو نہیں۔" تکبیر نے نظریں اٹھائیں معصومیت سے شکوہ کیا۔

"میں پیار سے کہتا ہوں۔" پھر سے اسکی پیشانی پر لب رکھا وہ اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

حال میں لوٹا جو اد گزر اوقت یاد کرتے دلکشی سے مسکرایا تکبیر بہت کچھ کہہ گی تھی لیکن وہ کب اسے سن رہا تھا؟ وہ تو سنہری یادوں میں کھو گیا تھا۔ جو اد کی مسکراہٹ پر تکبیر نے اچھنبے سے دیکھا۔

"میں جا رہی ہوں یہاں سے میرے سامنے ہوتے ہوئے پتا نہیں کس محبوبہ کے خیال میں کھوئے ہوئے ہو۔" تکبیر جل بھن گئی تھی جو اد نے اسکی ناک کھینچی۔

"میری ایک ہی محبوبہ ہے اور آپ بخوبی واقف ہیں۔" جو اد کا لہجہ شریر تھا۔

"میں اتنی خوش ہوں پوچھو تو ہوا کیا ہے؟؟" تکبیر نے خوشدلی ظاہر کی۔

"کیا ہوا ہے بھی سب ٹھیک ہے نا؟؟"

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"صفا آئی تھی آج اسے بھی شاہ رخ سے محبت ہے جب سے مجھے پتا چلا ہے ہیر پھیر کے تم پر پیار آرہا ہے۔ کتنے پیارے لگ رہے ہو آج۔" تکبیر خوشی سے چہکی اتنا معصوم سا انداز اور محبت کا اعتراف جو اد کے دل پہ لگا۔  
"ماشاء اللہ!! لیکن جو آپ سوچ رہی ہیں ناں ایسا ویسا کچھ نہیں ہو سکتا اور بھول جائیں یہ سب اور میں بخوبی جانتا ہوں کیوں اتنے مکھن لگا رہی ہیں آپ۔" جو اد نے مناسب لفظوں میں اسے جتایا تکبیر لب کچلتی اسکی بات پر مہر لگا گئی۔

"سب سمجھتا ہوں بہت ہوشیار ہیں آپ۔" اسکی جتنی نظروں نے بہت کچھ باور کروایا تھا۔ تکبیر آہستہ آہستہ چمکتی اسکی قریب ہوئی۔

"بہت حسین لگ رہے ہو حسین آدمی۔" تکبیر نے انگلی تھوڑی پر رکھے پر سوچ نظروں سے اسکا جائزہ لیتے مسکراتے ہوئے تعریف کی لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"میں تو صرف مطلب کی بنا پہ ہی اچھا لگتا ہوں آپکو۔" جو اد نے تیوری چڑھائے زرا برہمی کا مظاہرہ کیا۔  
"ارے!!" تکبیر نے ماتھا پیٹا۔

"بھالو جیسے لگتے ہو بالکل اور جب اس طرح بچوں جیسے انداز میں لڑتے ہو تو بالکل معصوم بچے لگتے ہو۔" تکبیر نے پل پل اسے حیران کیا اور سینے میں منہ چھپائے دہکی ہوئی آہستہ آواز میں سرگوشی کرنے لگی۔

"آج میں آپکے جھانسنے میں نہیں پھنسون گا۔" جو اد نے دونوں ہاتھ اٹھائے گویا ہر ذمہ سے بری ہو۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہٹو پیچھے پھر میرا تناؤ وقت ضائع کر دیا۔" جواد کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔ تکبیر اسے سے دور ہٹنے کی ادنیٰ کوشش کر رہی تھی لیکن جواد نے سہی اسے اپنے شکنجے میں دبوچے بے بس کر دیا۔

"اتنی مطلب پرستی؟؟؟" جواد خود سے لگائے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا سکون کی ایک فضا تن بدن میں دوڑی آنکھیں نیند سے بند ہونے لگی تھیں لیکن اگر وہ سو جاتی تو سارا کام خراب ہو جاتا۔ جواد کی بات پر وہ مسکائی تھی لیکن جواب ندارد۔

"بچے ہیں ہم ساتھ نہیں دینگے تو کون دے گا؟ اور تمہیں تو پتا ہے میں تو سب کی دوسری امی ہوں۔" وہ غنودگی میں تھی صبح سے اٹھ کے جو تعبیر کو سمجھنا ہوتا تھا تکبیر تو اسی میں ہی دوہری ہو جاتی تھی۔ وہ نیند میں بڑبڑا رہی تھی جواد نے خود سے الگ کر کے اسے درست طریقے سے لٹایا۔

"مان جاؤ ناں؟؟؟" جواد اسکی سائڈ سے اٹھنے لگا تھا یکدم اپنا ہاتھ اسکی نازک کلائی میں دیکھتا اتنی معصوم منت پر مسکرایا۔

"دیکھیں گے بعد میں۔" وہ تو کہہ کے لائنس آف کر کے چاچکا تھا شام کے سات ہی بچے تھے اور تکبیر نے ایک ڈیڑھ گھنٹے میں ہی اٹھ جانا تھا بشرطیکہ کہ وہ سوئی بھی ہو۔ جواد کے جاتے پٹ سے آنکھیں کھولی اور سہی سے ہنسنے کا شغل فرمایا۔ اتنا یقین تو اسے تھا وہ جلد ہی اسکی باتوں پر عمل کرے گا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اگلے دن ہی رات آٹھ بجے کے قریب وہ مبین صاحب کے گھر موجود تھے۔ تمام بڑوں بڑوں میں یہی فیصلہ طے پایا تھا کہ شاہ رخ کی شادی اور صفا کی شادی ایک ہی جگہ کی جائے گی جبکہ حسن کی والدہ نے بھی شادی کے لئے صرف پندرہ دن ہی دیئے تھے۔

تکبیر سمیت سب بہت خوش تھے جبکہ صفا کو ایک پل کا سکون نصیب نہیں تھا ترسی اور حسرت بھری نگاہوں سے کبھی تکبیر کو دیکھتی تو کبھی مروا کو لیکن وہ بھی ہاتھ جھاڑ کے پوری طرح لا پرواہی برت گئیں۔

"ہم لوگ ایسا کرتے ہیں یہی شفٹ ہو جاتے ہیں آپ لوگ تو تھوڑے ہیں ایسا کریں ایک پورشن میں رہ لیں باقی چچی والا پورشن پورا ہمیں دے دیں۔ کیوں جواد؟؟" مبین صاحب کو اتنا عظیم مشورہ تکبیر نے دیا تھا اور ساتھ جواد کو بھی بیچ میں گھسالیاسے تو یہ مشورہ ہی اچھا نہیں لگا تھا خاک وہ رہنمائی کرتا۔

"آئیڈیا تو اچھا ہے"۔ شابانہ نے پرسوج نظروں سے اس کے مشورے کی تعریف کی تو تکبیر نے چڑاتے ہوئے جواد کی سمت دیکھا لیکن پھر نظریں چراگی۔

"جلدی جلدی تیاریاں کر لیتے ہیں ورنہ ٹائم تو یونہی گزر جائے گا"۔ تمام خواتین اپنی محفل لگائے شادی کی پلینگ کر رہی تھیں ان کے ساتھ تکبیر، مروا اور عشا بھی تھیں جبکہ صفا وہ تو کمرے میں ہی بند ہو کے رہ گئی تھی۔

شزا کی کال آرہی تھی تکبیر کال یس کر کے سائڈ میں چلی گئی۔

سلام دعا کے بعد ہی وہ مدعے پر آئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یار کیوں زبردستی کر رہے ہو بچی کے ساتھ وہ حسن سے نہیں کرنا چاہتی تو نہیں کرواؤ ایسے تو رو رو کے بیچاری تھک جائے گی۔" شزا نے مانتا سموئے چند لفظ صفا کی محبت میں کہہ ڈالے۔

"چپ کرو تم شزا تم نے لڑکیوں کو بہت بگاڑا ہوا ہے ایسا ہم ہر بار کرینگے تو یہ سر پے چڑھ جائینگی۔" تکبیر کے ڈپٹے پر وہ حیران ہوئی۔

"میں نے کونسی لڑکیوں کو بگاڑا ہوا ہے؟؟"

"ارے ایسی ناں بس خیر تم حمایت نہیں لو اور شادی کی شاپنگ اسٹارٹ کر کے جلد ہی کراچی آؤ میں نے بہت ساری پلینگ کی ہوئی ہے۔" تکبیر چہک چہک کے اسے آگاہ کر رہی تھی جبکہ شزا بھی کراچی آنے کے لئے بے چین تھی پچھلے تین سال پہلے ہی وہ لوگ اسلام آباد شفٹ ہو گئے تھے۔



دن گزرتے جا رہے تھے اور گھر کو چڑیا گھر بنا ڈالا تھا شاہ رخ جتنا تپا سکتا تھا اتنا اس نے تپایا تھا اور صفا بھی جل جل کے آدھی ہو گئی تھی۔ اس دوران شاہ میر مراد کے پیچھے پیچھے تھا لیکن اس نے ایک بھی نہیں سنی تھی۔

"شاہ میر میرے بھائی میں نے تجھے کیا کہا تھا سب کچھ کرے گی لیکن تیرے ہینڈ سم بھائی کو ریجیکٹ، نہ بابا کبھی نہیں۔" شاہ رخ کمرے میں گھستے ہی حد سے زیادہ خوش تھا اور وہ کتنا خوش تھا یہ تو اسکے ہر انداز سے پتا چل رہا تھا۔ شاہ میر دیو داس کی طرح نظریں جھکائے بیٹھا تھا اسے جب سے پتا چلا تھا شاہ رخ کی شادی صفا سے ہی ہو رہی ہے اتنا زیادہ اسے گلٹ محسوس ہو رہا تھا آخر اس نے مراد کے ساتھ کر کیا دیا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تو خوش نہیں ہے؟؟؟ شاہ رخ نے زوردار تیج اسکے بازو پر رسید کیا۔

"برو میں خوش بھی ہوں اور اداس بھی کیونکہ میں منسوس انسان ہوں مجھے خوشیاں راز ہی نہیں ہیں جب میری شادی تھی تو میں پریشان تھا اب تیری شادی ہے تو میں اس سے زیادہ پریشان ہوں۔" شاہ رخ نے اسکی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا شاید وہ نیند میں ہو اور ایسی ہی بڑبڑا رہا ہو۔

"میں ہوش میں ہی ہوں۔" شاہ رخ کی حرکت پر وہ سخت جھنجھلایا۔

"ہوا کیا ہے کچھ بتائے گا؟؟؟ شاہ رخ اسکے قریب ہی بیٹھ گیا تھا سہی معنوں میں اسکی پریشان صورت دیکھ کے وہ بھی پریشان ہوا تھا۔

"تیرے چکر میں، میں نے مروا کے ساتھ بہت برا کیا ہے۔" باقی بات تو وہ بعد میں سنتا لیکن پہلے سوئی تیرے چکر میں ہی اٹک گئی تھی۔

"ہیں؟ میرے چکر سے کیا مراد ہے تیرا؟؟؟"

"یہی کہ جب تیری شادی صفا سے نہیں ہوئی تھی میں نے اسکا الزام مروا کو دیا تھا کہ اسکی وجہ سے یہ سب ہوا ہے میں نے اتنا مس بیسیو کیا اتنا گنور کیا اور اب وہ مان نہیں رہی۔" شرمندگی سے اس نے نظریں تک نہیں اٹھائیں جبکہ شاہ رخ کو اپنے جذباتی بھائی پر دل کھول کے غصہ آیا اور حیرت کی زیادتی سے اسکا پورا منہ کھل گیا۔ مروا کا کیا بیچ تھا اس سب میں؟؟؟



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تو واقعی پاگل ہے بلکہ کم عقل ہے حد ہے شاہ میر تجھ پے اتنی گری ہوئی حرکت تو کر سکتا ہے حیران ہوں میں۔"  
شاہ رخ فوراً سے پہلے اپنی جگہ سے اٹھا۔

"سہی ہو رہا ہے تیرے ساتھ مروا بالکل ٹھیک کر رہی ہے اور تیرے جیسے خشک اور لاؤ بالی شخص کے ساتھ تو ہونا بھی چاہیے تھا۔" شاہ رخ بھی اس پر برہم ہوا۔

"کینے انسان میں نے تجھ سے کتنی محبت کی تیری محبت وجہ سے میں اپنی بیوی کو سمجھ نہیں پایا۔ کتنی خدمت کی ہے میں نے تیری راتوں کو اٹھ اٹھ کے تیرے پاس آتا تھا تیری محبت میں ہی امی جیسا لقب تک سنا تجھے اپنے کاندھے کا سہارا دیتا کہ تو احساسِ کمتری کا شکار مر نہیں جائے لیکن کیا فرق پڑتا ہے تیرا تو خون ہی سفید ہے تو مناخوشیاں اور میری خوشیوں کو جلتا دیکھ۔" جذباتی انداز میں پر جوش سی تقریر کر ڈالی اور آخر میں کمرے سے چلا گیا۔



"تکبیر تعبیر کو بھی دیکھ لیں کب سے یاد کر رہی ہے آپکو۔" جواد نے جارحانہ تیور لئے تکبیر کو پکارا جو کب سے صفا مروا اور عشا کے ساتھ لگی شادی کی تیاریاں کروا رہی تھی۔ تعبیر بھی کھیل کھیل کے تھک گئی تو اپنے باپ کا دماغ کھانے لگی اسکے سونے کا وقت بھی ہو گیا تھا لہذا وہ چڑچڑی ہو رہی تھی۔

"میں آتی ہوں زرا۔" تکبیر معذرت کرتی جواد کے پاس آئی جو تعبیر کو گود میں اٹھائے کمرے کی اور بڑھ رہا تھا۔  
"ہمیں بھی دیکھ لیں۔" جواد سخت چڑچکا تھا۔

"دیکھ ہی رہی ہوں۔" کہتے ساتھ ہی تعبیر کو گود میں لٹایا اور تھپکنے لگی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اتنے دنوں تک کون رہتا ہے میں کل چلا جاؤں گا آپ کو ساری عادات پتا ہے پھر بھی آپ ضد کرتی ہیں۔" تعبیر کو تھپک تھپک کے سلاتی تکبیر نے کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔

"بیوی یہاں ہے بچی یہاں ہے پھر گھر میں کیا لینے جاؤ گے؟؟؟ سوالیہ نظریں پھر سے اسکی جانب اٹھیں۔"

"بس کچھ دن کی ہی تو بات ہے پھر تم میچ کھیلنے چلے جاؤ گے یہی تو بہترین وقت ہے فیملی کے ساتھ وقت گزارنے کا۔"

اسکی بات پر جواد نے حیرت کا اظہار کیا۔

"اوہ!! تو یہ بہترین وقت ہے فیملی کے ساتھ وقت گزارنے کا؟؟؟ تو فیملی ہے کہاں؟؟؟ بیوی کی تصویر سے باتیں کروں یا اسکے سائے سے؟؟؟ اسکا غصہ بھی بجا تھا جتنا نظر انداز وہ جواد کو کر رہی تھی اتنا تو حق اسکا بنتا تھا۔"

"میں تو یہاں مہمان آئی ہوں ناں تم بھی آؤ تعبیر تو سو گئی ہے ڈانس پر یکٹس کرتے ہم دونوں نے اسٹیج پے آگ لگا دینی ہے۔" تکبیر نے عجلت میں اپنی بات گوش گزار کی۔

"کیوں اس چیز کی خواہش کرتی ہیں جب پتا ہے نہیں پوری ہونے والی۔" جواد استہزایہ ہنسا تکبیر یہ بھی جانتی تھی وہ کسی صورت بھی ڈانس کرنے نہیں دے گا۔

"وقت بتائے گا اب آجاؤ باہر اور خوش مزاجی کا مظاہرہ کرو۔" تعبیر کو گود سے لٹا کے کمفرٹر اسے اڑایا اور جواد کا ہاتھ پکڑ کے باہر لے آئی۔ ہر طرف گہما گہمی مچی تھی شاہ رخ شاہ میر اور احد گھر سجا رہے تھے جس میں وہ لوگ لڑیاں کم اور شور زیادہ مچا رہے تھے۔ خواتین اپنی اپنی شاپنگ میں مگن تھیں کبھی پسند کر کے آتیں تو کبھی چیلنج کروانے والے واپس جاتیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

مرد حضرات تو باہر کے کاموں کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔

شاہ رخ چوبیس گھنٹے تک سک سا تیار صفا کا دل جلاتا رہتا تھا احد اور شاہ میر کو چھوڑ کے وہ صفا کے برابر والے کمرے میں فل تیز آواز سے رخصتی کے گانے سیٹ کرتا صفا کی دکھتی رگ پر پاؤں رکھ گیا تمام لڑکیوں کے بیچ سے اٹھتی صفا غیض و غضب کا شکار بنی دھڑام سے دروازہ کھول کے اندر آئی۔

"یہ بیہودگی جا کے اپنے پورشن میں کرو یہاں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے چلو نکلو اس کمرے سے۔"

"رخصتی تو آپ کی ہے ہم تو بس لڑکی لائیں گے اپنے ساتھ۔" شاہ رخ بھی کہاں باز آنے والا تھا۔

"لاؤ گے ناں تو منہ بند رکھو اور نکلو یہاں سے۔" شاہ رخ کا مسکراتا چہرہ اسے بہت زہر لگا۔

"اچھا سنو! کیا میرے ساتھ چل رہی ہو انگوٹھی پسند کرنے میری بیوی کے لئے؟" ساری تمیز بھلائے ہنوز شوخی سے استفسار کیا۔

"میں کیوں جاؤں جسکے لئے پسند کر رہے ہو اس کو لیکے دفع ہو جاؤ مجھے تو نہیں جانا۔" وہ بلا وجہ بھڑکی۔

"غصے کی وجہ؟ اوہ ہاں سمجھ گیا میری حسین بیوی سے جل رہی ہوناں، خیر! جلنا بنتا بھی ہے۔" جل جل کے صفا کا خون تک خشک ہو گیا تھا۔

"یہ جو تم اتنا ہواؤں میں اڑ رہے ہوناں ہلکے ہو جاؤ زیادہ سر پے چڑھنے کی ضرورت نہیں ہے جاہل کہیں کے۔" ایک زوردار کشن اس کے منہ پر مارا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"خوش تو ایسے ہو رہے ہو جیسے صدیوں کے ترسے ہوئے ہوشادہ سے عذاب کہیں کے۔ اللہ کرے تمہاری بھی علیحدگی ہو جائے پھر ساری زندگی سوگ مناتے رہنا"۔ شاہ رخ جانتا تھا وہ کہیں دنوں سے ایسی ہی چڑی رہتی تھی سارا بد دعاؤں کا رخ بیچارے شاہ رخ کو جانتا تھا۔ لہذا اسکی دھمکی کو خاطر میں لائے بغیر شاہ رخ نے جیب سے موبائل نکالا۔

"میری خوبصورت بیوی کو دیکھو غش کھا کے گرنے جاؤ تو کہنا"۔ شاہ رخ موبائل میں مصروف تھا جیسے ہی اس نے نظریں اٹھائیں وہ ٹھٹھکا۔ آنکھیں نمکین پانی سے بھرنے لگی تھیں، شکوہ کناں نظروں سے گھورتی وہ وہاں سے چلی گئی۔ شاہ رخ کی مسکراہٹ سمٹی اور پہلی بار اس نے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کیا۔

"تجھ کو ہی دلہن بناؤں گا"۔ شاہ رخ اپنی ہی دھن میں سیڑھیاں چڑھ رہا تھا اور تب ہی صفاتیزی سے اترتی اسکے چوڑے سینے سے ٹکرائی۔

"ورنہ کنوارا امر جاؤنگا"۔ اب نجانے دل کا حال بیاں کیا تھا یا گانے کے بول مکمل۔ صفادانت کچکچاتے برق رفتاری سے دور ہٹی۔

"نظر نہیں آتا یا شادی ہی خوشی میں آنکھوں نے بھی دیکھنے سے باز پرس کر لی؟؟؟ پلر کے اوٹ سے ٹیک لگائے مسلسل اسے گھورتے ہوئے صفاتنک کے گویا ہوئی۔

"سہی کہہ رہی ہیں خوشی میں نابینا ہو گیا ہوں"۔ ہنوز لہجے کی خوشگوار ی نے صفا کے اندر آگ لگا گئی۔



## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہٹوراستے سے میرے"۔ اسکی آنکھیں شدت گریہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔ دودھیارنگت کے باوجود بھی اسکے چہرے پر عجیب سوگواری چھائی تھی۔ دائیں ہاتھ سے پرے دھکیلتی وہ آگے بڑھنے کو ہی تھی لیکن شاہ رخ اسے آہنی گرفت میں لیتا بے ساختہ اسکے قدم جما گیا۔ صفائے اسکا ہاتھ جھٹکنا چاہا لیکن بری طرح ناکام ہوتی وہ پیچھے کو پلٹی۔

"یہ چونچلے اپنی بیوی کے ساتھ کرنا چھوڑو میرا ہاتھ"۔ صفائے اسکے مقابل کھڑی تھی۔ شاہ رخ بہت انہماک سے اسکا جائزہ لے رہا تھا جو کہ ہر بار نیاروپ آشکار کر لیتی تھی۔

"کب سے سن رہا ہوں میری بیوی کے پیچھے ہی پڑ گئی ہیں آپ، سب ٹھیک تو ہے؟؟؟ لفظوں پر زور دیتا شاہ رخ مسکرایا تھا صفائے بس سی ہوئی وہ اسے زچ کرنے کے لئے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔

"ہو گیا ناں تمہارا؟؟؟" بھیچے گئے لبوں کو وا کرتے وہ بری طرح پھنکاری۔ شاہ رخ نے اسکے بازو پر گرفت ڈھیلی کی تو وہ جھٹ سے ہی بھاگتے ہوئے کمرے میں چلی گئی۔ بڑھتی سانسوں کو ہموار کئے وہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے صفا؟؟؟" تبکیر نے فکر مندی سے اسکی حرکت پر چوٹ کی۔

"تم دیکھ رہی ہو یہ کیسے چمکتا پھر رہا ہے میں نے آج تک کسی دو لہے کو خوش ہوتا نہیں دیکھا جتنا آتاؤ لایہ ہو رہا ہے۔"

اس نے روتی آنکھوں سے شاہ رخ کے لئے بہت کاٹ دار الفاظ کا چناؤ کرنا چاہا تھا لیکن فلوقت وہ اسی سے کام چلا گئی۔

"یار یہ تو بہت خوش ہے اب میرا کیا ہوگا؟ میں نے حسن سے اتنی بد تمیزی بھی کی تھی اس نے کہا تھا باقی دوستوں کو بلا کر دو میں نے تو اسی کو کر دیا تھا اور تمہیں پتا ہے میں نے اسے یہ بھی کہا ہے میرے تو دس بارہ بوائے فرینڈز

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تھے اب وہ تو سہی بدلہ لے گا ناں مجھ سے سوچو کل کو اس نے پابندیاں لگائیں اور میکے آنے سے روک لیا تم لوگ تو میری شکل دیکھنے کو بھی ترس جاؤ گے یا ایسا ہو تم لوگ خالہ بناؤ مجھے اور میں اسپتال بھی ملنے نہ آسکوں "؟؟؟" اسکی حیرت سے آنکھیں پھیلی موٹے موٹے آنسوؤں رخسار بھگور ہے تھے۔ جبکہ اسکے سامنے بیٹھی شخصیت بالکل نارمل انداز میں ٹانگ پہ ٹانگ پر چڑھائے پر سکون سی بیٹھی تھی۔

"ٹینشن نہیں لو میری تو ایک ہی بیٹی ہے بس اور مر واکا جو بھی ہو گا وہ تمہارے گھر ملنے آجائے گی، اب رو نہیں مایوں کے لئے تیار ہو"۔ اسکی اطمینانی پروہ عیش عیش کراٹھی دل چاہا اسکا منہ نوچ لے۔ بیڈ پر رکھے کپڑے اس نے پوری قوت سے اٹھا کے دروازے کی جانب پھینکے جو کہ اندر آتی شخصیت کے منہ پر لگتے لگتے بچے بروقت وہ اگر تھامتا نہیں۔ اسکے آنسوؤں مقابل کو دیکھ کر ہی تھم چکے تھے ساکت نظروں سے دیکھتی وہ نفرت سے رخ پھیر گئی۔

"بھابھی یہ صفائی بی کو آج کل ہوا کیا ہے؟ میں سمجھ ہی نہیں پار ہا کل بھی دیکھیں ہم سب نے کتنا ڈانس انجوائے کیا اور یہ آئی تک نہیں"۔ براہ راست مخاطب تو وہ تکبیر سے تھا اور ساتھ ساتھ میں موجود کپڑے بیڈ پر رکھ رہا تھا لیکن نظروں کے حصار میں صفا تھی جو عجلت میں ہی آنسوؤں صاف کرتی واشر و م میں چلی گئی تھی۔ اسکے جانے کی ہی دیر تکبیر اور شاہ رخ کا مشترکہ قہقہہ گونجا۔

"بتادیں بیچاری کو بھابھی ورنہ مر جائے گی"۔ شاہ رخ نے ہمدردانہ انداز میں اسکی فکر کی تھی۔

"سرپر اُزدیں گے ناں یار"۔ تکبیر نے شرارت سے لب دباتے کرتے اسکے گال پے تھکی دی۔

"آجائیں پھر بہت تیاری کرنی ہے"۔ شاہ رخ اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتا اسے اپنے ساتھ ہی لے گیا تھا۔



پورا لان برقی قیموں سے سجا ہوا تھا۔ ہر ایک کام شاہ رخ کی پسند کا تھا اور سیٹ آپ بھی بیش قیمتی اور اعلیٰ طرز تھا جس کو خاص طور پر شاہ رخ نے اپنی نگرانی میں ہی لگوایا تھا۔ اسٹیج پر رکھا جھولالائٹس لڑیوں اور تازہ پھولوں سے سجا تھا جبکہ جھولے کے پیچھے سفید فریم رکھا گیا تھا۔ دائیں جانب گلاب، چنبیلی اور موتیاں پروئی ہوئی تھیں جبکہ بائیں جانب صرف موتیاں کی لڑیوں کا گچھا نما ایک بڑا پھول بنایا گیا تھا۔

اسٹیج سے نیچے تھوڑا فاصلے پر سرخ قالین بچھائی گئی تھی جس پر ڈھولک وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔

شاہ رخ تمام تروجاہت لئے بہت حسین لگ رہا تھا۔ کریم شلوار قمیض پر مرون ویسٹ کوٹ زیب تن کئے بالوں کو جیل سے سیٹ کرتا وہ قیمتی گھڑی ہاتھ میں پہنے ڈھیر سارا خود پر پر فیوم چھڑکتا مردانہ وجاہت کا شکار تھا۔ اسکی خوشی کا کوئی ڈھکانہ ہی نہیں تھا جب سے اسے پتا چلا تھا کہ وہ صرف صفا سے محبت نہیں کرتا بلکہ وہ بھی اسکے پیچھے پاگل ہے۔ نکھر نکھرا شاہ رخ فرحت آپا کو نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔ صفا اور شاہ رخ کا صدقہ تو وہ پہلے ہی دے چکی تھیں لیکن انکی آنکھوں میں ٹھنڈک اپنے بیٹوں کو دیکھ کے ہی رہتی تھی۔

"ماشاء اللہ!! میں قربان"۔ اسکی بلائیں لیتی فرحت آپا تھا چومنے لگیں۔ شاہ رخ بھی انہیں خود سے لگا گیا۔ ریحانہ، شابانہ سب اسکی تعریف کرتے نہیں تھک رہے تھے۔ شاہ رخ، شاہ میر سب حسن میں ایک سے بڑھ کے ایک تھے لیکن دونوں بھائیوں کے زیادہ خوبصورتی اور نفاست میں جواد ہمیشہ سبقت لے جاتا تھا۔ سب سا بڑا ہونے کے ناطے وہ سب کے دلوں پے چڑھا تھا اور چڑھتا بھی کیوں نہیں کیونکہ اسے ہر رشتے کو لیکے چلنے کی عادت تھی ایک ذمہ دار

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شخصیت کا مالک جو ہر کام کو بخوبی انجام دیتا تھا ایک حساس طبیعت کا انسان جو اپنے سے جڑے رشتوں کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

شاہ رخ اور صفا کی شادی کا فیصلہ سب نے دلی رضا مندی سے ہی کیا تھا اور شروع سے ہی رشتوں کا تبادلہ ہو جانے کا تہہ پا چکا تھا لیکن یہ صفا کی بے عقلی تھی جس نے خود کو بھی اذیت دی اور شاہ رخ کو بھی تکلیف میں مبتلا رکھا۔ تکبیر نے ڈارک گرین چھوٹی قمیض پر اور نج جس پر سنہری اور ڈارک گرین کلر کی امتزاج کا لائٹ سا کام والا شرارہ زیب تن کیا ہوا تھا۔ مرون کام دار بھاری آنچل سنبھالتے وہ خود بھی کوئی اسپر الگ رہی تھی۔ کمر تک آتے بال اسٹریٹ کر کے کھلے چھوڑے تھے لیکن دو دن پہلے ہی اس نے مرون رنگ کی اسٹیکنگ کروائی تھی جس سے اس پر خاص روپ آیا تھا۔ میکپ البتہ لائٹ تھا لیکن ٹوٹ کے نکھار آیا تھا اس پر۔

شاہ میر، حنان اور احد بلیو شلوار قمیض زیب تن کئے بہت ڈیشنگ لگ رہے تھے۔ دونوں کی بیویوں نے خوب تعریف کی تھی جبکہ مروانے ایک نظر دیکھا تک نہیں تھا۔

عشا اور شزانے پنک گھٹنوں تک آتی قمیض پر اور نج غرارہ پہنا تھا جبکہ اسکے ساتھ لائٹ گرین بھرے کام دار دوپٹے تھے۔ دونوں ہی اپنے اپنے مجازی خدا پر سہی غضب ڈھا رہی تھیں اور انکے بچے بھی کھیل کود میں ہی مگن تھے۔

انکے گھر کے فریقین جو مکمل تیار تھے وہ تولان میں ہی فنکشن انجوائے کر رہے تھے جبکہ شاہ رخ انکے ساتھ ہی موجود تھا۔ فاروق صاحب، مبین اور سہیل ماحول جائزہ لیتے ذمہ داریوں میں گھر تھے جبکہ شہابانہ اور مروانہ اولیس، امان اور تعبیر کو تیار کر رہی تھیں۔





"جواد کیا ہو گیا ہے میں کب سے کہہ رہی ہوں ناں شلوار قمیض پہنو لیکن نہیں! ایک ہی ضد"۔ مکمل حسن کا پیکر بنے وہ روٹھی روٹھی سی منہ بنائے کمرے میں آتے ہی جواد پر برس گی تھی جو کہ ابھی تک تیار نہیں ہوا تھا۔

"میں بھی تو آپ کو یہی کہہ رہا ہوں تھری پیس پہن لیتا ہوں"۔ شلوار قمیض اور تھری پیس پہننے میں وہ کافی کنفیوژ تھا۔ تکبیر کی ضد تھی وہ شلوار قمیض پہنے جبکہ جواد خود تھری پیس پہننا چاہتا تھا۔

"جو میں کہہ رہی ہوں تم وہی پہنو گے۔ میں نے کتنے دل سے تمہارے لئے صرف تمہارے لئے شاپنگ کی ہے تم وہی پہنو گے"۔ جواد کو جذباتی طور پر بلیک میل کرتی وہ آخر میں برہم ہوئی۔

"تکبیر سمجھیں یار"۔ جواد نے منت سے اسے منانا چاہا کیونکہ وہ کسی طور وہ نہیں مانے گی۔

"پہن رہے ہو یا نہیں؟؟" اسکا موڈ خراب ہو گیا تھا جبھی اس نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ جواد نے جانچتی نظروں سے اسکا جائزہ لیا تھا۔ ایک تو وہ مکمل تیار اسکے دل پے بجلیاں گرا رہی تھی اور اسی کے ساتھ یہ خفا خفا سا انداز بھی دل کو لبھا گیا۔

"نہیں!!" جواد نے سپاٹ چہرہ لئے صاف گوئی سے اسکی خواہش پر اس پھیر دی۔

"سہی ہے!! آخر میں ہوں کون تمہاری۔ اتنے لاڈ سے لائی تھی سوچا تھا تم یہ پہنو گے تو میرے دل کے قریب قریب رہو گے، اچھے لگو گے۔ مان لیا پیارے تو ہو تم لیکن کوئی بات نہیں۔ جو نسا دل چاہے پہن لو"۔ وہ حقیقتاً

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ناراض ہو گئی تھی۔ روکھا لہجہ اپنانے کی پوری کوشش کی گئی تھی جبکہ یہ سب اسکے بس میں نہیں تھا۔ وہ شکوہ بھی اتنے پیار بھرے اور لاڈاٹھوا کے کرتی تھی جو اداسی ہی مان جاتا تھا۔

نظریں اسکے ہاتھوں پر تھیں جس پے مہندی کی گول ٹکلیا بنی تھیں۔ مخروطی انگلی میں جو اد کی دی گئی ڈائمنڈ رنگ تھی جبکہ کلائی میں گنتی کی چار، چھ چوڑیاں ڈلی تھیں۔ وہ تو جیسے ہی کمرے میں آئی تھی فضا اسکی خوشبو سے ہی رنج بھر گئی تھی۔ ایک دلفریب سی خوشبو نے اسے اپنے شکنجے میں جکڑا تو بے ساختہ وہ تکبیر کو بانہوں کے حلقے میں لے گیا۔ تکبیر جو جانے کی تیاری میں ہی تھی اس کھلے افتاد پر گھبرائی۔ اب بھی وہ اسکی بے خود طاری قربت پے گھبرا جاتی تھی۔

"میں بھلا آپ کو ناراض کر کے کوئی دوسرا سوٹ کیسے پہن سکتا ہوں؟؟" لہجے میں شوخی گھلی تھی۔ جو اد نے اسکی کمر کے گرد بازو حائل کئے تو وہ اسکی قربت میں لڑرتی بے ساختہ کاندھے پر ہاتھ رکھ گئی۔ چوڑیوں کی کھٹکتی آواز نے کافی دیر ہوئی خاموشی کا سکوت توڑا۔ دل کی دھڑکنیں تو اس کی قربت میں ہی بے ترتیب ہو جاتی تھیں۔ جو اد کی گرم سانسیں اسے اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں اور وہ اسکی نظروں کا ارتکاز خود پر محسوس کرتی گھنی پلکوں کی جھالر گرا گئی۔ جو اد پر شوخ سا ہوا منظر کافی دلچسپ سا ہو رہا تھا۔ تکبیر ہر ایک سیکنڈ پر آنکھوں کو داکرتی چور نگاہ جو اد پر ڈالتی لیکن جو اد کی نظریں بھی اپنے سر پے پر محسوس کرتی فوراً ہی گر بڑا کے نظریں چرا گئی۔

جو اد نے خفیف سا قہقہہ لگایا اسکو ہنستا دیکھ آج پھر اسے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا کتنا سکون تھا اسکی پناہوں میں۔ کاش! ایک بار پھر وہ اس سے اظہارِ محبت کر سکتی۔

اور بے شک!! محرم سے محبت کرنا بھی ایک عبادت ہے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد نے اسے شانوں سے تھام کے آئینے کے سامنے کھڑا کیا اور پیچھے سے اسکے کاندھے پر ٹکائی تو اسکی دل کی دنیا تہہ و بالا ہوئی غیر معمولی انداز میں ہی اسکی ہتھیلیاں پسینے سے تر ہونے لگی تھیں۔ بنا کچھ کہے وہ تو بس عمل سے ہی محض اسکی جان نکال دینے کی درپے تھا۔ تکبیر مزید بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی۔ جواد کی نظریں اسکے لڑتے وجود پر تھیں لیکن تکبیر نظریں اٹھا کے نہیں دے رہی تھی۔ اسکے کان میں جھولتے بھاری آویزے اسکا ذہن بھٹکا رہے تھے جنہوں نے ناجانے حرکت کرنے کی کونسی قسم کھا رکھی تھی۔

"کیا آپ ناراض ہیں؟؟؟ فسوں خیز ماحول کی سکوت کو تو تڑپتے جواد نے اسکی دل کی حالت پر چوٹ کی۔ تکبیر سے تو کچھ بولا ہی نہیں گیا۔ وہ جانتی تھی دونوں طرف سے اسے ہی نشانہ بنایا جائے گا لہذا خاموش ہی رہی۔

"تکبیر!! جواد نے مسکراتی آنکھوں سے اسکے جھکے چہرے پر نظریں دوڑائیں۔ نظروں کی تپش ہی ایسی تھی نہ چاہتے ہوئے بھی وہ سر اٹھا گی۔ بے ساختہ آنکھوں سے آنکھوں کا تصادم ہوا تھا تکبیر خفت زدہ سی سر ہلاتی رخ پھیر گئی۔

جواد کی مسکراہٹ میں اضافہ ہوا۔

"یہ لڑکی بھی قوس و قزح کے رنگوں جیسی ہے۔ کب کس کو اپنے سانچے میں ڈھال کے اپنے رنگ میں رنگ دیتی ہے مقابل غور ہی نہیں کر پاتا۔"

تکبیر جی کڑا کر کے رخ جواد کی طرف کر کے کھڑی ہوئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں تم سے ناراض ہوں وہ بھی بہت سخت! اب زیادہ پیار نہ چھاور نہیں کرو کیونکہ مجھے پتا ہے تم سیاست دان ہو سیاست کر کے مجھے باتوں میں الجھاؤ گے اور اپنی پسند کا سوٹ پہن لو گے۔" بے خود سی ہوتی وہ ساری جھجک مٹائے تیزی سے اپنی بات گوش گزار کر گئی۔ جواد نے اٹڈ آنے والی مسکراہٹ ضبط سے روکی۔ تکبیر وہ واحد لڑکی تھی جو اس کا برا سا برادرن بھی خوشگوار بنانے کا ہنر رکھتی تھی۔

جواد سے وہ تھوڑا فاصلہ قائم کر چکی تھی لیکن پھر سے وہ اپنی قربت کے قرینے بخشتا اسکی سانسیں تک روک گیا۔ "جو۔۔ جواد!!" بے ساختہ اس کے خوبصورت لبوں سے جواد کا نام پھسلا ہی تھا کہ وہ سرشار سا ہو گیا۔ کتنی شدت سے وہ اپنا نام اس کے لبوں سے سننے کا خواہشمند تھا لیکن وہ تکبیر ہی کیا جو اسکی خواہش کا احترام کرے۔ "جی جان!!" جواد تو یک ٹک اسے ہی دیکھے جا رہا تھا جس سے وہ مزید کنفیوژ ہوئی۔

"مجھے بہت سارے حساب بے باک کرنے ہیں اور جو آج آپ ستم ڈھا رہی ہیں والدہ! بہت حسین لگ رہی ہیں۔" جواد نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کے معنی خیزی سے سرگوشی کی تو تکبیر کے وجود میں سنسنی سی دوڑی۔ جس کام کے لئے وہ اسے منانے آئی تھی وہ تو منہ ہی نہیں سکی۔

"می میں ایسا کرتی ہوں چلی جاتی ہوں جس میں تم آرام دہ رہو وہ پہن لینا مجھ مجھے صفا کو بھی دیکھنا ہے۔" تکبیر راہ فرار اختیار کرنے کے طریقے ڈھونڈتی کسی بھی طرح یہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔ جواد کی بیتاب نظروں سے اس کے لہجے میں ہلکی سی لغزش درآئی۔

"او کے میڈم۔" اجازت تو بہت خوشدلی سے دی تھی لیکن ہاتھوں کی گرفت مزید سخت ہوئی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہاتھ؟؟؟" تبکیر نے ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا جس کو وہ چھوڑ نہیں رہا تھا۔ جواد لا پرواہی کا خول چڑھانا ایسے کھڑا رہا جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

ایک قدم بڑھایا تھا جواد نے وہ پہلے ہی اسکی قید میں تھی لہذا مزید قریب آنے پر تبکیر کی سانسوں کے ساتھ دھڑکنیں بھی تھمیں۔ جواد اسکے رخساروں پر محبت کی چھاپ چھوڑتا تبکیر کو ساکت چھوڑے فریش ہونے جا چکا تھا لیکن وہ منجمد سی کھڑی رہی اپنی جگہ سے ہلی تک نہیں۔ تبکیر نے بے ساختہ آئینے میں اپنا عکس دیکھا تھا وہ گل و گلناری سی کھڑی اپنا عکس دیکھ کے خود ہی شرمائی تھی۔ بے خود سی کیفیت پر اس نے اپنا ہاتھ اپنے ہی رخسار پر رکھ کے جواد کا لمس محسوس کرنا چاہا۔ وہ سرشار سی ہوئی!! مانواتے بناؤ سنگھار پر جواد نے خود کی مہر لگادی تھی۔ تبکیر دلچسپی سے اپنے آپ کو دیکھ رہی تھی۔ پہلے سے زیادہ اپنا آپ حسین لگا تھا اور جس کے لئے وہ تیار ہوئی تھی وہ تو محبت سے ہی مر مٹا تھا۔ اسکی تو ہر ادا سے ہر عمل اور لہجے سے محبت چھلکتی تھی اسکے دیکھنے میں ہی اتنی شدت تھی تبکیر تو ایسے ہی جھینپ جاتی تھی۔ صفا کا خیال آیا تو وہ فوراً سے اسکے پورشن کی طرف دوڑی۔



"دیدار تو کراؤ"۔ تبکیر کمرے میں گھسی ہی تھی کہ صفارخ موڑے بیٹھی تھی۔ عشا اور مروا اسکے پاس ہی تھیں۔ تبکیر کی چھیڑ چھاڑ کرتی آواز پر سرعت سے پلٹی۔ بیوٹیشن نے اسے بہت اچھا تیار کیا تھا لیکن وہ کسی کو بھی شکل دکھانے سے انکاری تھی۔ ایک پل تو اسے دیکھ ان تینوں کی آنکھیں ٹھہر سی گئیں۔

"کتنی پیاری لگ رہی ہو"۔ عشانے حیرانی سے اسے سر تا پیر گھورنے کے اسٹائل میں دیکھتے تفصیلی تبصرہ کیا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تکبیر یہ باہر ہی نہیں آرہی"۔ مروانے مصنوعی دکھ کا اظہار کرتے تکبیر کو مخاطب کیا۔

"کیونکہ اچھی تو لگ رہی ہو صفا"۔ تکبیر گہری سانس بھرتے عام سے لہجے میں بولی۔

"پتا ہے مجھے فضول تعریفوں کے پُل نہیں باندھو"۔ صفا تنک کے گویا ہوئی۔

"بھابھی آپ ہی اس کو سمجھائیں"۔ مروانے بیچارگی سے عشا سے درخواست کرتے صفا کی طرف اشارہ کیا۔ شاہ رخ کی شادی کسی اور سے ہو رہی ہے یہی سوچ اسکی جان نکال رہی تھی۔

"بھابھی کوئی ضرورت نہیں ہے جب آپ لوگوں نے پہلے نہیں سنا تو اب مجھے بھی کچھ مت سمجھائیں"۔ صفا عجلت میں بیڈ سے اٹھی۔

"آپ لوگوں کو میرا تو زرا خیال نہیں آیا ناں میں کیا اتنی گری ہوئی ہوں کہ جو سوٹ اس کمینے کی بیوی نے ریجیکٹ کیا وہ میرے لئے لے آئے"۔ اسکی آنکھیں آبدیدہ ہونے لگیں یہ احساس ہی باعثِ شرم تھا کہ اس نے ریجیکٹ کیا سوٹ زین تن کیا ہوا ہے۔ غصے اور شرمندگی کے تاثرات اسکے چہرے پر رقم تھے۔ عشا اسکی بات پر ہنسی کنٹرول نہیں کر سکی تو کمرے سے ہی چلی گئی۔

"کوئی بات نہیں ایسا تو ہوتا رہتا ہے اتنی رنجیدہ کیوں ہو رہی ہو؟؟" تکبیر کی اداکاری بھی لا جواب تھی۔

"جتنی محبت میں تم لوگوں سے کرتی ہوں لیکن اتنا اندازہ ہو گیا ہے تم دونوں کیا کوئی بھی مجھ سے محبت نہیں کرتا"۔

وہ حد تک سنجیدہ تھی۔ رہ رہ کے اسے اپنی قسمت پر رونا آ رہا تھا۔ کاش! وہ شاہ رخ کو ہی کہہ ہی دیتی۔ یہ ملامت بھی

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسے کسی طور چین نہیں لینے دے رہی تھی۔ تکبیر اور مروا اس سے پہلے کچھ کہتیں فرحت آپا اور ریحانہ بیگم کمرے میں تشریف لے آئیں۔ آتے ساتھ ہی اسے محبت پاش نظروں کے حصار میں لیتیں اسکے گال چومنے لگیں۔

"تکبیر بیٹا صفا کو باہر لے آؤ اور جلدی آنا جواد تمہیں بلارہا تھا"۔ فرحت آپا تکبیر سے مخاطب ہوئیں جو کہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"چلیں بھابھی"۔ وہ ریحانہ بیگم کو ساتھ لیتی کمرے سے نکل گئی تھیں جبکہ گیارہ بجنے کو آگئے تھے مایوں کی رسم اب تک شروع نہیں ہوئی تھی۔ امان (اولیس کا بھائی) وہ تو حنان کے پاس تھا جبکہ شزا کی چھوٹی بیٹی جواد کے پاس تھی۔ ان چاروں کے ہمراہ ہی صفا چلی آرہی تھی۔ مروا، تکبیر، شزا اور عشا دوپٹے کا کونہ پکڑے اسے ساتھ ساتھ لارہی تھیں۔ جبکہ صفا کے برابر میں چھوٹی سی تعبیر اور اولیس بھی دوپٹے کے سائے میں تھے۔ تعبیر تو اسے دیکھ کے ہی بہت خوش تھی کہ اسکی صفو کی شادی ہو رہی ہے۔ شاہ رخ کی تو آنکھیں ہی اسے دیکھ کے پتھر اگی تھیں۔ وہ بہت پیاری آسمان سے اتری کوئی اسپر معلوم ہو رہی تھی۔ سب کے شوہروں کی نظریں اپنی اپنی آنے والی بیویوں کی طرف منتظر تھیں۔

شاہ رخ تو سہی معنوں میں اسے بن ٹھن کے دیکھتا سر پر انزدینے کا ارادہ ترک کر چکا تھا۔ وہ اسے بتانے کے لئے بے قرار ہو رہا تھا کہ جلدی ہی اسے بتادے کہ اسی سے ہی شاہ رخ کی شادی ہو رہی ہے۔ وہ تو اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا اور یہی چاہتا تھا وہ کھلکھلا اٹھے اس خبر سے جی اٹھے کھوئی سی مسکراہٹ واپس چہرے پر سجالے لیکن اپنی عزت نفس

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کا بھی تو خود ہی ذمہ دار تھا۔ اپنی وقعت اور اہمیت کا اسے اندازہ تھا جبھی تو صفا پاگل ہو رہی تھی اس سے شادی کرنے کے لئے لیکن جو کچھ مہینوں پہلے اس نے کیا وہ سب بھولانا آسان بھی تو نہ تھا۔

شبابانہ سے اسے یہی پتا چلا تھا الگ الگ مایوں بٹھائی جائے گی۔ پہلے صفا کی رسم ہونی تھی جبھی اسے ہی اسٹیج پر بٹھایا گیا تھا۔ شاہ میر کی حسرت بھری نگاہوں نے مرواکا دور تک پیچھا کیا تھا۔

"کوئی مرا نہیں ہے میری لاڈلی انجوائے کرو ہنسو مسکراؤ شادی ہو رہی ہے تمہاری"۔ تکبیر اسے اسٹیج پر بٹھاتی اسکا شرارہ اور دوپٹہ درست کرتی شوخی سے بولی۔

"ہمم"!! صفا مختصر پھنکار بھرتی جبراً مسکرائی۔ اسکی کھوکھلی سی مسکراہٹ نے شاہ رخ کو اداس کیا تھا۔ جواد کے پہلو میں کھڑا شاہ رخ خوشدلی سے اسے تک رہا تھا۔ جس نے چھوٹی سی پیلی قمیض پر ہمرنگ ہی غرارہ زیب تن کیا ہوا تھا جس پر کوپر اور سنہری امتزاج کا بھرا کام ہوا تھا۔ حنائی ہاتھوں پر گجرے اور چوڑیاں کھنک کھنک کے چہچہار ہی تھیں۔ بالوں کی سیدھی چوٹی پر موتیاں کی لڑی پروئی ہوئی تھی جو اسکی شخصیت پر چار چاند لگا رہی تھی۔ شاہ رخ نے اسکی مومی چہرے کا جائزہ لینا چاہا۔ نظریں تو جھکی ہوئی تھیں جبکہ چہرہ اسکی اداسی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ گھنی پلکوں پر لگا مسکارا اسکی آنکھوں کو مزید دلکش بنا رہا تھا جبکہ لبوں پر پیچ لپسٹک لگائے سختی سے بھینے وہ بالکل خاموش تھی۔ اسے خوش ہونا چاہیے تھا لیکن وہ رنجیدہ تھی۔ گانے اتنی تیز آواز میں چل رہے تھے صفا کو اپنے کان پھٹتے محسوس ہوئے۔ اسے ہر ایک چیز سے چڑھور ہی تھی۔ اگر وہ اس طرح شاہ رخ کو دیکھ لیتی تو یقیناً اسکے سحر میں کھو جاتی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بے بی اس تو اتاریں۔" دوسری دفعہ جواد نے شزا کی بیٹی کو گود میں لیا تھا۔ تعبیر بری طرح اس سے جیلنس ہوتی  
ضدی انداز میں بار بار جواد کو اتارنے کا کہہ رہی تھی۔ بلا آخر وہ زچ ہو ہی گئی تھی۔

"بیٹا وہ بچی ہے ناں آپ لالا کے پاس آ جاؤ ناں۔" جواد نے پیار سے اسے سمجھایا لیکن وہ روٹھتی ہوئی نفی میں سر  
ہلا گئی۔

"آپ میرے پاس آؤ۔" شاہ رخ پنچوں کے بل نیچے بیٹھا تاکہ اسے سمجھا سکے۔ وائٹ فرائڈ میں شانے تک آتے  
بال پیچھے سے کھلے تھے جبکہ آگے سے تکبیر نے پف بنایا تھا جس میں وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔ گلابی گالوں پر کچھ  
لگانے کی ضرورت تو پیش آئی نہیں تھی لیکن لبوں تک لائٹ پینک لپسٹک اس نے جواد سے ہی ضد کر کے لگوائی تھی  
جو آدھی تو مٹ ہی گئی تھی۔ ایک ادا سے وہ نفی میں سر ہلاتی روٹھتی ہوئی بہت ہی جاذب لگی تھی۔

"تعبیر گندی بچی ہے ضد کرتی ہے۔" شاہ میر بھی اسکے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ لیکن یہ سنتے ہی وہ مزید خفا ہوئی۔ غصے  
سے منہ پھلائے نظریں جواد کو ہی دیکھ رہی تھیں۔

"میں دندی نہیں ہوں۔" تعبیر سرے سے رخ موڑ گئی۔

"تو چپ کر ناں۔" شاہ رخ نے اسکی پشت پر دھموکا جڑا۔

"آپ تھوڑی گندی ہو۔ گندا تو شیراز ہے، او ایس ہے۔" شاہ رخ اسے منار ہاتھ اوہ جلدی سے اسکی طرف رخ کر کے  
خوش ہوئی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اؤل، اؤل، اؤل، اؤل (اور) انگلیوں پر گنتی وہ اور بھی نام تلاش رہی تھی لیکن ناکام ہونے کے بعد شاہ میر کے قریب ہوتے کان میں سرگوشی کرنے لگی۔

"اؤل تون ہے؟" بے حد مدھم آواز میں اس نے پوچھا تھا شاہ میر نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا تھا سرگوشی نما۔

"تحریم اور امان"۔

"بے بی میر تہہ رہے ہیں تحریم اور امان دندے ہیں، ویری بیڈ میر"۔ اسکی چالاکی پر تینوں بھائیوں کا مشترکہ قہقہہ گونجا۔

"ہاں بابا میں غلط ہوں بس"۔ شاہ میر نے کان پکڑے تو بے ساختہ وہ کھلکھلا اٹھی۔

"تو جا بھا بھی کے پاس کہیں دیکھنے پر بھی ٹیکس نہ لگا دیں"۔ شاہ رخ نے شاہ میر کو مروا کا حوالہ دیا تو وہ اٹھتے ساتھ ہی مروا کو تلاشنے لگا جو شزا اور عشا کے ساتھ کھڑی کسی بات پر ہنس رہی تھی۔ اسکی نظریں تو ہٹنے سے ہی انکاری تھیں۔ شاہ میر نے مروا سے بہت معافی مانگی تھی ہر طریقے سے اسے منانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ کسی طور راضی نہیں ہوئی۔

تکبیر نے جو اد پر دھیان نہیں دیا تھا ورنہ وہ اگر دیتی تو یوں اتنے گھنٹوں تک غافل نہیں رہتی۔

"اپ بلوس کے پاس جاؤ"۔ جو اد نے تحریم کو شاہ رخ کو تھمایا اور خود تعبیر کو سمجھا کے کال اٹینڈ کرنے باہر چلا گیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر رسم وغیرہ اور دیگر کام کاج میں اتنی مصروف تھی یکدم تعبیر کا خیال آیا تو تڑپ اٹھی کب سے اس نے تعبیر کو نہیں دیکھا تھا اور جواد بھی اسے کہیں نظر نہیں آیا۔

"میری بچی کہاں ہے؟؟؟ خود سے بڑ بڑاتی وہ ریحانہ بیگم کے پاس آئی جہاں سے اسے پتا چلا تھا وہ مبین صاحب کے ساتھ ہے۔

"بروس اس کو مجھے دے دیں آپ تھک جائیں گے۔" تکبیر انکی گود سے لیکے خود بھی انکے ساتھ ہی چپک گئی۔ مبین صاحب کے لئے تو بہت خوش کن احساس تھا۔ انکی تکبیر اور تعبیر میں جان اٹکی ہوئی تھی وہ نانا بن گئے تھے اور نواسی بھی نٹ کھٹ سی جوان پر جان چھڑکتی تھی۔

مبین صاحب ان دونوں ماں بیٹیوں کو خود سے لگاتے پیار کرنے لگے۔ تکبیر کا بچپناں اور محبت اب بھی انکے لئے ویسے ہی تھی جبکہ ریحانہ بیگم کے معاملے میں اسکی قدر گھٹ گئی تھی وہ تکبیر سے زیادہ تعبیر کو چاہنے لگی تھیں۔ "یہ میرے بابا ہیں آپکے بابا تو نہیں۔" تکبیر نے اسے چڑانا چاہا وہ پہلے تو ضد کرتی تھی لڑتی تھی اور پھر بعد میں رو کے جواد سے ڈانٹ پٹواتی تھی۔

"یہ میلے بلوس ہیں۔" دونوں بائیں پھیلائے وہ مبین صاحب کی طرف لپکنے لگی۔

"یہ میرے بروس ہیں آپکے تو بے بی ہیں۔" تکبیر نے بحث و مباحثہ جاری کیا۔

"بلوس آپ تس تے بلوس ہیں؟؟؟ تعبیر نے گالوں سے پکڑ کے ساری توجہ اپنی جانب کرواتے خود ان سے پوچھنا چاہا۔ جنہوں نے پھر سے انہیں حصار میں لیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ کا بلوس ہوں اور بیر کا بروس"۔ تعبیر کو تو اندر تک ٹھنڈ پڑ گئی تھی۔ وہ بھی پر جوش سی تکبیر کو چڑا رہی تھی۔ مبین اور تکبیر دونوں ہی مبہم سا مسکرائے تھے لیکن اینٹرس سے آتے جواد پر تکبیر کی نظریں ساکت ہوئیں۔ اسی کے لائے سوٹ میں لاش پش سا تیار وہ پوری محفل میں چھایا تمام تر وجاہت لئے کھڑا بہت ہی خوب و معلوم ہو رہا تھا۔ بال جیل سے سیٹ کئے تھے اور بازو کہنیوں تک فولڈ کر رکھے تھے۔ بائیں ہاتھ میں قیمتی مہنگی کھڑی پہنے وہ تکبیر کو دم بخود کر گیا۔ تکبیر تو سب کچھ ہی بھول گئی تھی ایک ہی بات ذہن میں گردش کر رہی تھی۔

"جواد زیادہ پیارا ہے یا سوٹ؟؟؟"

"جواد سوٹ میں اچھا لگ رہا ہے یا سوٹ جواد میں؟؟؟"

محفل کی چہل پہل جاری تھی۔ ہر طرف شور شرابہ اور گہما گہمی مچی تھی۔ رسم شزا اور حنان کر رہے تھے ساتھ میں چھڑ چھاڑ بھی جاری تھی۔ مرواصفا کی دوستوں کے ساتھ تھی جبکہ احد اور عشا صورتحال کا جائزہ لیتے سیٹ اپ پر دلچسپ تبصرے کر رہے تھے۔

مبین صاحب تو سہیل اور فاروق صاحب کے بلانے پر چلے گئے تھے جبکہ تکبیر تعبیر کو تھا متی جواد کی طرف متوجہ ہوئی۔ تعبیر نے جواد کو دیکھ کے ہوا میں ہاتھ لہرایا بے ساختہ وہ بھی اسکی تقلید کر گیا۔

"الہ! پانڈا کیا توپ چیز لگ رہے ہو!! تمہیں کسی کی نظر نہیں لگے"۔ تکبیر کی جذباتی اور پر شوخ سی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی تو مغرور سے انداز میں وہ مسکرایا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بالکل چودھویں کا چاند لگ رہے ہو۔" جواد کا جائزہ لیتے وہ محبت بھری نظروں سے اس پر تبصرے کرنے لگی۔  
تعبیر اسکے ہاتھ سے ہاتھ نکال کے اوپس کے اشارے پر دوڑتی ہوئی چلی گی۔  
"آپ بھی۔" جواد نے بھی جواباً خوشدلی کا اظہار کیا۔

"بس تمہارا دیکھنے کا نظریہ ہے ورنہ مجھ میں ایسا کچھ خاص نہیں۔" جواد نے منہ کے زاویے بگاڑے اس قسم کی باتیں اسے تکبیر کے منہ سے اچھی نہیں لگتی تھیں۔ خوش شکل تھی اچھے اخلاق تھی یہی چیزیں تو انسان کو منفرد بناتی ہیں۔

"اچھا ناں۔" تکبیر نے اسکے بگڑے تاثرات دیکھے تو فوراً ہی معذرت کر گئی۔  
"ساتھ سیلفی لے لیتے ہیں پھر جا کے تمہاری نظراتاروں کی مجھے ایسا لگ رہا ہے کہیں میری ہی نہ لگ جائے۔" وہ بہت جذباتی لڑکی تھی بالکل ہی صاف گوئی کی انتہا کرتی تکبیر سب کچھ بول گی تھی۔ جواد اسکے جذباتی انداز پر تمسخر سے مسکرایا۔

"تکبیر آپ کیا چیز ہیں یار۔" جواد اپنا ہاتھ اسکے شانے پر رکھتا موبائل نکال کے سیلفی لینے لگا تھا۔  
"اچھی ہوں ناں۔" اسکی طرف رخ کر کے وہ مسکراتے ہوئے بولی ہی تھی کہ جواد نے پکچر کلک کی۔  
"لوکنگ ڈیم بیوٹیفل لیڈی۔" جواد نے تصویر دیکھتے پھر سے تعریف کی تھی۔ نئے سے اسٹائل کی تصویر میں وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔

"سیم ٹویو۔" ایک ادا سے بالوں کو پیچھے کیا تھا جواد کی حیرت سے آنکھیں پھلیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تکبیر میں لیڈی نہیں ہوں، آپ نے غلط کہہ دیا۔" جواد نے قہقہہ لگایا تھا۔

"تم سمجھ گئے تھے ناں یہی کافی ہے، اظہارِ محبت کی کوئی زبان نہیں ہوتی ویسے بھی۔" تکبیرِ خجالت مٹاتی سرے سے اسکی نفی کر گئی۔

"محبت کی کوئی زبان نہیں ہوتی لیکن انگلش میں گرامیٹیکل مسٹیکس ہوتی ہیں۔" جواد اسے پیار سے ہی سمجھا رہا تھا۔

"نہیں ہوتی۔" تکبیر نے برا سامنہ بنائے تردید کی۔

"ہوتی ہے۔" جواد نے دوبارہ جواب دیا۔

"نہیں ہوتی تو نہیں ہوتی، اب زیادہ نہیں بولو۔" بازو سے پکڑ کے اسے اسٹیج پر لے جانے لگی تھی جواد چپ سا دھ گیا۔ وہ کہہ رہی تھی تو کیا فرق ہے بحث کی جائے۔



مرواکب سے نوٹ کر رہی تھی شاہ میر اسے کچھ کہنا چاہ رہا ہے لیکن وہ خود ہی اسے ڈسٹرب کرنا نہیں چاہتا تھا۔ لیمن کلر کی فراک پے جامنی پلازو کے ساتھ ڈارک پنک دوپٹے لئے وہ شاہ میر کو پھر سے اپنا دیوانہ کر گئی تھی لیکن فائدہ ہی کیا تھا وہ تو اسے منہ بھی نہیں لگا رہی تھی تبھی تو شاہ میر اسے حسن اور چاہت کے قصیدے پڑھتا۔ اس نے اطراف میں نظر دوڑائی تو شاہ میر اسے کہیں نظر نہیں آیا تھا یکدم اسے چہرے پر اداسی چھائی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہاں مجھے کیوں ڈھونڈیں گے۔" وہ خود سے ہی بڑبڑا کے پلٹنے لگی تھی عین مقابل شاہ میر کو پیچھے کھڑا دیکھ اسکے چوڑے سینے سے ٹکرائی۔ پہلے تو وہ اسے کہیں دکھا نہیں اور یوں اتنے قریب کھڑے ہونے پر وہ سٹیٹاتی ہوئی فاصلہ قائم کر گئی۔ دونوں کے درمیان لمبی خاموشی تھی شاہ میر بہت کچھ کہنا چاہتا تھا اور صفا بہت کچھ سننے کی خواہشمند تھی لیکن مروا کو دیکھ کے ہی اسکے اپنے سارے جملے بھک سے اڑتے محسوس ہوئے۔ شاہ میر بلا آخر اسکی طرف دیکھ کے مسکرایا جو ابامروا بھی مسکرائی تھی۔ شاہ میر تو اس چھوٹی سی اداپے ہی خوش ہو گیا تھا ورنہ مروا جب اسے دیکھتی تھی مسکرا نا تو دور ڈھنگ سے بات بھی نہیں کرتی تھی۔

"اچھی لگ رہی ہیں۔" شاہ میر نے دل سے اسکی تعریف کی۔

"تو اتنا ٹائم کیوں ضائع کیا پہلے ہی کہہ دیتے۔" مروا خود سے ہمکلام ہوئی۔ اسکی تعریف پر اثبات میں سر ہلاتے بالوں میں ہاتھ چلایا تو ایر رنگ کان سے نکل کے اسکے ہاتھ میں ہی گر گیا۔

"اوہ!!" مروا نے تاسف سے ایر رنگ دیکھا شاید اسکا سٹرپر نکل گیا تھا۔

"کیا ہوا؟؟" شاہ میر نے آگے بڑھ کے اسکے ہاتھ سے ایر رنگ لیا۔

"یہ خراب ہو گیا ہے۔" اس نے باریک بینی سے جائزہ لیا اور مروا کی پریشانی بھی دور کرنی چاہی۔ ٹوٹے ایر رنگ کو دیکھتی وہ اداس سی ہوئی۔ سوٹ کی میچنگ کی جیولری تھی لیکن اب وہ بھی ٹوٹ گیا تھا۔

شاہ میر نے اسکے بالوں کو اس اسٹائل سے آگے کیا تھا کہ اسکا کان چھپ گیا تھا جس سے ایر رنگ پہنا ہوا ہے یا نہیں یہ اتنا واضح نہیں ہو رہا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اب ٹھیک ہے"۔ دوسری سائڈ سے بھی بالوں کو درست کر کے اس نے سر تا پیر جائزہ لیا تو وہ اسے مکمل لگی تھی۔  
"شکریہ"۔ اسکی توجہی پر مردانہ رنگ سرشار ہوئی تھی لیکن کسی اجنبی کی طرح وہ شکریہ ادا کرتی وہاں سے جا چکی  
تھی شاہ میر نے اس وقت تک اسے دیکھا جب وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی تھی۔ نظریں اپنے ہاتھ پر مرکوز کیں تو  
وہ ایئر رنگ اسکے ہاتھ میں ہی رہ گیا تھا۔ مسکراتے ہوئے سر جھٹک کے وہ ایئر رنگ پاکٹ میں ڈال گیا۔

شاہ رخ کی رسم جاری تھی وہ تو پر شوخ سادید ادیری کے ساتھ اپنی ہی مایوں انجوائے کر رہا تھا۔ صفا کی رسم ہو چکی تھی  
لہذا اسے شاہ رخ کے سامنے والے صوفے پر ہی بٹھایا گیا تھا۔

"صفا تم اس طرح اداس بیٹھ کے رشتہ داروں کو مشکوک لگ رہی ہو، بیٹا ہنسو بولو انجوائے کرو"۔ تکبیر سے اسکی اداسی  
اور خاموشی برداشت نہیں ہوئی تو اسکے پہلو میں بیٹھتی پیار سے سمجھانے لگی۔

"تو ہوں میں اداس صرف اور صرف تمہاری وجہ سے۔ دیکھ رہی ہو تم شاہ رخ کو کس طرح ہنستے ہوئے رسم کروا رہا  
ہے۔ یہاں میرا دل جل رہا ہے کڑھ رہا ہے اسکی تمہیں فکر نہیں ہے۔ جتنا غصہ مجھے اپنا لباس دیکھ کے رہا ہے ممکن  
ہے مجھے اس جنم زدہ مایوں سے نجات ملے گی تو جلا دوں گی"۔ تکبیر کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے وہ غرائی تھی  
ساتھ میں شکوہ کیا بھی کیا گیا تھا اور بات مکمل ہونے کے ساتھ ہی حسرت بھری نگاہوں سے تکبیر کو دیکھا۔

"نصیب کے کھیل ہوتے ہیں سارے اگر اس طرح اداس بیٹھو گی تو شاہ رخ سمجھے گا تم اس سے شادی کے لئے مر رہی  
ہو اور پھر"۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"حقیقتاً مر رہی ہوں میں اس سے شادی کرنے کے لئے"۔ غصے سے پہلو بدلتی صفا تکبیر کی بات بیچ میں ہی اچک گئی۔

"اوہو لڑکی!! مر رہی ہو تو کوئی بات نہیں بس ظاہر یہ کرو تم اس سے بھی زیادہ خوش ہو۔ دوستوں کے ساتھ کھاؤ پیو مزے کرو تا کہ شاہ رخ کو پتا نہیں چلے ورنہ مردوں کو پتا چل جائے ناں تو مغرور ہو جاتے ہیں جیسے اوئے ہوئے یہ تو میرے عشق میں گرفتار ہے پھر وہ لوگ چین نہیں لینے دیتے"۔ تکبیر کی باتیں وہ بہت انہماک سے ذہن میں بٹھا رہی تھی اور کچھ کچھ تو اسے سمجھ بھی آگئی تھیں واقعی وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی۔

"لیکن تکبیر میں محبت"۔

"ارے بھاڑ میں ڈال دو ایسی محبت کو پھر تم اور میں مل کے اس شاہ رخ کا سوچیں گے چلو شاہ رخ اب اٹھو، اور بہت خوش ہو ایسا ظاہر کرو"۔ تکبیر اسکی بات بیچ میں ہی اچکتی محبت سے اسکا ہاتھ تھام کے اپنے ساتھ لے جانے لگی۔

"لیکن میں کروں کیا؟؟ صفا آہستہ سے منمنائی تھی۔

"جو سب کرتے ہیں تم شاہ میر سے بات کرو حنان بھائی کی کمپنی انجوائے کرو پھر احد بھی تو وہیں ہے ہنسوا اور خوش رہو"۔ تکبیر چالاکی کا مظاہرہ کرتی اسے عشاء، شہزاد حنان اور باقی سب کے ساتھ بٹھا گئی۔ کافی ہنسی مزاق چل رہا تھا اور صد شکر تھا کہ اسکا موڈ بھی خوشگوار ہو گیا تھا۔

"آہ تکبیر پازیب پہننا تو بھول ہی گئی"۔ مرد اسی کے ساتھ اسٹیج پر بیٹھی شاہ رخ کی ٹانگ کھینچ رہی تھی لیکن یکدم ہی اسکے پیر پر نظر پڑی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"پہن کے آجاؤ ناں۔" تبکیر کا مشورہ اسے زیادہ پسند نہیں آیا تھا کیونکہ آدھے سے زیادہ فنکشن تو گزر ہی گیا تھا۔

"بیٹا جاؤ پیروں میں اچھی لگے گی۔" شاہانہ بیگم کے بے حد اصرار پر آخر وہ گھر میں جا چکی تھی۔

درازوں میں چھیڑ چھاڑ کر کے وہ سخت جھنجھلائی تھی۔ پازیب مل کے نہیں دے رہی تھی لیکن فوراً ہی اسے قدموں کی چاپ سنائی تھی۔

"یار تبکیر کہاں رکھ دی ہیں پازیب مل ہی نہیں رہیں۔" اسکی پشت شاہ میر کی طرف تھی جو مسکراتا ہوا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ مروا پلٹی ہی تھی اچانک شاہ میر کو کھڑے دیکھ چوکی۔

"آپ؟؟؟ وہ فقط اتنا ہی بول سکی۔

"آپ غالباً کچھ ڈھونڈ رہی ہیں۔" شاہ میر جانتا تھا وہ کس غرض سے کمرے میں موجود ہے۔

"مجھے آپ اور آپکا رویہ سمجھ ہی نہیں آتا۔ پہلے جب آپ کو مجھ سے کوئی غرض نہیں تھی تو پھر آپ کیوں نظر رکھے ہوئے ہیں؟ مروا تذبذب کا شکار تھی پچھلے بیس، پچیس دنوں سے اس نے شاہ میر کو سہی تڑپتا ہوا پایا تھا۔

"ہوگی ہے غلطی مجھ سے، میں مان تو رہا ہوں اور مروا کب سے آپکے آگے پیچھے تو گھوم رہا ہوں کر دیں یار معاف۔" شاہ میر شرمندہ تھا اور یہ بخوبی اس کے لہجے سے پتا چل رہا تھا۔

"کیا یہ کافی نہیں کہ ایک انسان کو اسکی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔" شاہ میر نے اسکی جانب قدم بڑھائے مروا بے ساختہ گھبرا گئی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جانتی ہوں یہ غلطی کا احساس بھی آپ کو کیوں ہو رہا ہے سیدھا کہیں ناں کہ جواد بھائی شروع شادی کے دن سے آپ کو سمجھا رہے ہیں اور جواد تباہ لاؤ آیا ہے وہ بھی جواد بھائی کے سمجھانے کا ہی نتیجہ ہے۔" شاہ میر نے حیرت زدہ سے اسکی جانب دیکھا تناسب کچھ اسے کیسے معلوم تھا۔

"غلطی مانی تو ناں کہ ہو گئی ہے مجھ سے۔" شاہ میر آج اسے منانے کے پورے موڈ میں تھا۔

"نہیں منائیں آپ اتنا کوئی ضروری بھی نہیں ہے۔" بظاہر تو وہ نارمل تھی لیکن شاہ میر اسکے غصے سے واقف تھا۔

"جتنا برا آپ میرے ساتھ کر چکے ہیں میرا خیال مزید کچھ کرنے کی ضرورت ہے اگر اتنا غلطی کا احساس ہوا

ہے تو ہماری شادی کی رات سوچ لیا کریں جہاں بنی سنوری دلہن کو آپ نے ایک نظر بھی دیکھنا گوارا نہیں کیا۔ میں کسی اور کی بیوی تو نہیں تھی جو دوسروں سے اپنی تعریف کرواتی عورت شوہر کے لئے ہی تیار ہوتی ہے ناں لیکن میرا تو تیار ہونا بننا سنوارنا بھی سب بیکار گیا۔" ناچاہتے ہوئے بھی اسکا لہجہ روندھ گیا تھا۔

"برا نہیں منائیے گا لیکن آپ میری نظروں سے اسی رات گر گئے تھے۔" مروا اسے بھگو بھگو کے جوتے مار رہی

تھی اور حقیقتاً شاہ میر کو مزید شرمندگی نے آگھیرا۔

"ایم سوری یار۔" مزید اسے اپنے حصار میں لیتا شاہ میر سرگوشیاں انداز میں بولا۔ مروا بن پانی کی مچھلی کی طرح اسکی

قربت میں تڑپنے لگی تھی۔

"یار ہو گئی ہے ناں غلطی سوری۔" شاہ میر اسکی مزاحمت کو نظر انداز کئے اپنی ہی دھن میں بولے جارہا تھا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ نے بہت دل دکھایا ہے میرا۔ میں اچھی نہیں لگتی تھی یا مجھ سے محبت نہیں تھی تو آپ بھی منع کر دیتے تھے کیوں میری زندگی بھی خراب کی اور خود بھی ناخوش ہیں۔" شاہ میر فاصلہ قائم کر چکا تھا جبکہ مروا تھکی ہاری سی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"اگر میں ناخوش ہوں تو کونسا آپ بھی مجھ سے محبت کرتی ہیں۔" شاہ میر کمرے میں ہی رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسکی اسی بات پر مروا کا دل ٹوٹا تھا۔ وہ محبت کی دعوے دار تھی جیسی تو اسکا اتنا برابر تاؤ بھی برداشت کر لیا تھا۔ "ٹھیک کہہ رہے ہیں جیسی اس بے بنیاد رشتوں کو ختم بھی میں جلد کر دوں گی۔ بگڑا اب بھی کچھ نہیں ہے اور آپ جیسے ہزاروں لڑکے مجھ سے شادی کے خواہشمند ہیں۔" بھینچے گئے لبوں کو سختی سے وا کئے وہ پر اعتماد سی کہتی کمرے سے جانے لگی تھی لیکن شاہ میر نے مضبوطی سے اسکی کلائی پکڑی تو بے ساختہ اسکے لبوں سے سسکی نکلی۔

"بہت فضول باتیں نہیں کرنی آگئی ہیں آپ کو؟ میں دیکھتا ہوں کیسے آپ مجھ سے دستبردار ہو کے ان ہزاروں مجھ سے لڑکوں کا پروپوزل ایکسیپٹ کرتی ہیں۔ پچھلے پچیس دنوں سے آپ کے آگے پیچھے گھوم رہا ہوں وہ نفرت زدہ باتیں بھی میں سن رہا ہوں محبت ہے جیسی ورنہ مردوں کو چار شادیوں کی اجازت ہے چاہوں تو میں بھی کر سکتا ہوں لیکن آپ کی محبت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا چاہتا یہی وجہ ہے کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں آپ کی چاہت کا طلبگار ہوں اور اس سے زیادہ مجھے کچھ اپنی صفائی میں نہیں کہنا فیصلہ آپ کا ہو گا لیکن مروا ایک بات ذہن میں بٹھالیں مجھے اتنا مجبور مت کریں کہ میں وہ بن جاؤں جسکا آپ کو ساری زندگی پچھتاوار ہے۔"



## مرد سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسکی گرفت سخت ہوتی جا رہی تھی۔ وہ غصے سے پھنکارتا مرد کو خوفزدہ کر گیا تھا وہ سہمے سے انداز اور درد کی شدت سے گال بھگور رہی تھی۔ ایک نظر شاہ میر کو دیکھتی جو غصے سے سرخ ہوتا اس کو بہت کچھ باور کروا رہا تھا جبکہ دوسری نظر اس نے اپنے ہاتھ پر ڈالی شاہ میر کی انگلیاں اسے اپنی کلائی میں دھنستی ہوئی محسوس ہوئیں۔ دو تین چوڑیاں ہاتھ کو زخمی کر کے ٹوٹتی ہوئی زمین پر بکھر گئی تھیں۔ خون کی لکیر بھی قطرہ قطرہ زمین پر ٹپک رہی ہیں۔ مرد اساکت و جامد کھڑی تھی جبکہ شاہ میر کے تاثرات بالکل سپاٹ تھے۔

"چھوڑیں میرا ہاتھ"۔ مرد کے لبوں میں جنبش ہوئی تو شاہ میر نے اس کے ہاتھ پر نظر ڈالی۔ پھر سے سچ میں الٹ گیا تھا وہ تو اسے منانا چاہتا تھا لیکن مزید اسے خفا کر گیا تھا۔ بنا کچھ کہے وہ اسے بیڈ پر بٹھا کے اپنے ہی ٹشو سے اس کا خون صاف کرنے لگا اسی مسیحا پر پھر سے مرد کو رونا آیا۔

"مجھے امید ہے آپ اس طرح کی بحث دوبارہ نہیں کریں گی"۔ اس کے گال تھپتھپاتا وہ مرد کے آنسوؤں اور اجڑی حالت سنوارتا کمرے سے باہر ہی لے گیا تھا۔ لان میں پہنچتے ہی سب انہیں دیکھ کے ہوٹنگ کر رہے تھے۔

"کیا بات ہے بھابھی دل نہیں لگ رہا تھا بھائی کے بغیر"؟؟ شزانے اسے کاندھا مارتے شیر لہجے میں پوچھا۔

"ایسا تو کچھ نہیں ہے"۔ وہ شرمیلی سی مسکراہٹ سجائے بات کو گول مول کر گئی۔

"ارے ارے لالی تو دیکھو"۔ عشانے بیچ میں لقمہ دیا تھا۔ شاہ میر مسکراتے ہوئے مرد کے تاثرات دیکھ رہا تھا جو بہت بیچارگی سے ان سے نمٹنے کے لئے دماغ چلا رہی تھی۔

"میں کہہ رہی ہوں ناں ایسا کچھ نہیں ہے"۔ مرد اوجھنچھلاتے ہوئے بولی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہاں بھی اب تم ہمیں کیوں بتاؤ گی"۔ تکبیر نے مصنوعی صدمے کا اظہار کیا۔  
"تم چپ کرو تکبیر"۔ مروا تکبیر کو ڈپٹی گھورنے لگی۔ فنکشن اختتام کو پہنچ گیا تھا تکبیر نے تو اسے بہانے سے ہی گھر میں بھیجا تھا کیونکہ وہ ان دونوں کار و کھارویے نوٹ کر چکی تھی۔



تعبیر فرحت آپا کے پاس تھی لیکن پچھلے دنوں کی طرح ایک ہی رٹ لگائی ہوئی تھی۔  
"مجھے ہیزل چاہیے"۔ اسکی بلی جواد ریشم کی نگرانی میں چھوڑ آیا تھا لیکن وہ بے چین بوٹی بار بار ہیزل کو یاد کر کے روئی جا رہی تھی۔ جواد اور تکبیر ساتھ ہی کھڑے تھے لیکن وہ باقاعدہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔  
"جواد دیکھو اسے سمجھاؤ کتنا رو رہی ہے"۔ تکبیر نے جواد کا بازو پکڑ کے تعبیر کی طرف اشارہ کیا اسکے اس طرح رونے پر پورا گھر ہی وہیں اکٹھا ہو گیا۔

"لالا تو تمہیں ہیزل تو لائیں یا آپ جاؤ"۔ رونے کے درمیان ہی وہ بامشکل کہتی انہیں مشورہ دے گی۔ سب کے چھوٹے بچے سو گئے تھے ایک واحد وہی جاگتی اپنے ماں باپ کے ساتھ سب کو ہلکان کر رہی تھی۔  
"ہیزل سوگی ہوگی کیا آپ اسے ڈسٹرب کرو گی؟؟" تکبیر نے سمجھ داری کا مظاہرہ کرتے پوچھا لیکن وہ بھی اسی کی بیٹی تھی اثبات میں سر ہلا گی۔

READERS CHOICE

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بیٹا تم گھر چلی جاؤ پچھلے دنوں کی بھاگ دوڑ میں تھک بھی گئی ہو گی آرام کر لینا اور تعبیر کو ہیزل بھی دے دینا"۔  
تعبیر کو ریحانہ بیگم کی بات بہت بھلی معلوم ہوئی تھی۔ تعبیر بھی سرے سے رونا بھول کے خاموش سی جواد کی گود میں آگئی۔

"تمہارے بھی کیا دن آگئے سالے صاحب"۔ حنان کی پر شوخ سی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی تو بے اختیار وہ مسکرا اٹھا۔

"ذمہ داری سے کون بھاگ سکتا ہے"۔ جواد نے بھی دو بدو جواب دیا۔

بحر حال پورے ایک گھنٹے بعد وہ سب سے مل ملا کے گھر جانے کی غرض سے نکل گئے اب چونکہ برات دو دن بعد تھی تو تیاری کرنے میں اچھا خاصا وقت مل گیا تھا۔ فرحت آپا کی پوری فیملی اور ساتھ شزا اور حنان بھی گھر میں ہی آرام کی غرض سے کمروں میں پہنچ گئے تھے۔

تعبیر ہیزل کو گود میں اٹھائے اسے چومے جارہی تھی اور وہ بھی اچک اچک کے اپنی محبت کا ثبوت پیش کر رہی تھی۔  
"کتنا مزہ آیا ناں یار"۔ آئینے کے سامنے کھڑی تعبیر خوشی کا اظہار کر گئی۔ وہاں موجود ہر نفوس نے فنکشن بہت گرمجوشی سے انجوائے کیا تھا سوائے صفا کے لیکن آخر میں اس نے بھی سہی ہلہ بولا تھا۔

"ہمم! آیا تو"۔ تعبیر کو گود میں بٹھائے وہ اسکے بال سلجھا رہے تھے۔

"بے بی بخشش"۔ تعبیر نے رخ موڑے جواد کو دیکھا اور ہیزل کو گود سے اتارتی اسکے گال چومنے لگی۔ اپنا کوئی بھی کام وہ جواد سے کروا کے اسی طرح خوش ہوتی تھی۔ جوا بآ جواد نے بھی محبت سے اسکے ماتھے پر لب رکھے۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم اپنی ہیزل کو لیکے اپنے ڈیڈی کے کمرے میں جاؤ ہم تو نہیں رکھیں گے تمہیں"۔ تکبیر نے اسے تنگ کرنا چاہا تھا۔

"میں تو تمہیں نہیں جاؤں دی"۔ ہیزل کو بیڈ سے نیچے اتار کے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے وہ جواد کو بھی اپنی حمایت کرنے پر آنکھوں آنکھوں میں اشارے کرنے لگی۔

"تمہیں ہم برات میں بھی لیکے نہیں جائینگے"۔ تکبیر نے زبان باہر نکالی وہ واقعی زچ ہو گئی تھی۔

"بے بی"۔ ایک آخری حربہ اس نے یہی آزمایا تھا۔ جبکہ جواد خاموش رہا۔

"تمہارے بے بی بھی تمہارا ساتھ نہیں دیں گے، اوہو گندی بچی"۔ تکبیر بھی اسکے ساتھ بچی بن جاتی تھی کبھی تو جواد کو یو نہی معلوم ہوتا تھا تکبیر بھی تین سال کی ہی ہے۔

"بیر !!!" تعبیر نے بلند آواز میں اسے پکارا اور خود جواد کی گود سے اٹھ کے اسکی گود میں چلی آئی۔

"چلو اب سونے کی تیاری کرو اور کہانی کی کوئی ضد نہیں ورنہ ہم تمہیں صفوا اور لالا کی شادی میں لیکے نہیں جائینگے"

۔ اسکی دھمکی کام کر گئی تھی جواد کے ساتھ سے تعبیر، سیر برش سائڈ ٹیبل پر رکھ کے اسکے سینے پر لیٹ گئی۔

"ڈرامہ باز ہے اولاد تمہاری"۔ وہ جواد کو دیکھ کے یہ الفاظ کہنا نہیں بھولی تھی۔

"ماں پے گئی ہے"۔ جواد بھی شانے اچکا تا بڑی فرصت سے جواب دے گیا۔





## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

برات آنے سے پہلے ہی سب جلد ہی تیار ہو کے ہال میں موجود تھے۔ تقریباً ساڑھے سات بجے کا وقت تھا شاہ میر اور جواد ہی اسے سلون سے لینے گئے ہوئے تھے۔

"بھائی صفا تو ہے ہی نہیں۔" وہ تقریباً پندرہ منٹ سے باہر کھڑے تھے۔ شاہ میر کی پریشانی سی ابھرتی آواز پر جواد کو لگا اسکے قدم جم گئے ہوں۔ اسکے اوپر حیرت کا ایک بہت بڑا پہاڑ ٹوٹا تھا۔ یعنی جو وہ سوچ رہا تھا کیا صفا اس پے پوری اتری تھی؟ سب کچھ جیسے تحلیل ہو گیا تھا۔ اتنی بڑی حرکت صفا کیسے کر سکتی ہے؟ جواد چکراتے سر کو تھا متا غصے سے سوچنے لگا۔

"وہ تو بیس منٹ پہلے سے ہی نکل گئی تھیں یہاں سے اور کہاں گی ہیں کس کے ساتھ یہ کسی کو نہیں معلوم۔" شاہ میر کی بھی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں چاہ کر بھی اپنی حیرت کو چھپا نہیں پارہے تھے۔

"محترمہ آپ کی بہن سلون میں نہیں ہیں۔" جواد کو تکبیر پر بھی رہ رہ کے غصہ آرہا تھا۔ صرف اسکی ضد کی خاطر اس نے سب بڑوں کو منایا تھا حسن سے اپنے طور پر معاملہ سلجھایا تھا جس کا نتیجہ یہی نکلا تھا کہ وہ سلون سے ہی فرار ہو گئی ہے۔

"کیا مطلب ہے؟؟؟" تکبیر نے الجھتے ہوئے استفسار کیا۔

"سوری ٹو سے! مجھے کہتے ہوئے بھی عجیب لگ رہا ہے لیکن وہ شاید بھاگ گئی ہیں۔" اسے اپنی آواز گہری کھائی سے آتی معلوم ہوئی اور ایک پل تکبیر کو بھی لگا ہال کی چھت اسکے سر پے ہی گر رہی ہو۔ صفا مروا کے ساتھ اس نے بچپن

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

گزارا تھا وہ ساتھ ہی جوان ہوئی تھیں لیکن صفاتنی گھٹیا حرکت کیونکر کر سکتی ہے۔ تکبیر بالکل سن سی بیٹھی تھی۔ اسکے تاثرات کب میں بدلے تھے شاید وہ غور بھی نہیں کر سکی۔

"یہ نتیجہ ہوتا ہے سر پے چڑھانے کا"۔ جواد کا غصہ بھی جائز تھا۔ یعنی وہ سب کے منہ پر کالک مل کے جا چکی تھی اور اگر سب کو پتا چل گیا تو ان کا خوشحال گھر انہ تباهہ برباد ہو جائے گا۔ آخر وہ کیا جواب دے گا؟؟ جواد کے پسینے چھوٹنے لگے تھے وہیں شاہ میر بھی اضطرابی سے کھڑا تھا۔ ہال میں سب اسکا انتظار کر رہے ہیں لیکن وہ کیا کہے گا ان سے کہ صفا سلون میں نہیں تھی۔ جواد غصے سے مٹھیاں بھینجتا رہ گیا۔ تکبیر اسکی آواز سے اندازہ لگاتی بخوبی واقف تھی وہ کس حد تک غصے میں ہے۔ ایک خوف کی لہر اسکے تن بدن میں دوڑی اور بے ساختہ وہ کال کاٹ گی۔ مروا چونکہ اسکے پاس ہی بیٹھی تھی یہ سب سن کے تو اسکے پیروں تلے بھی زمین کھسک گئی تھی۔

"صفا تم کتنی خود غرض لڑکی ہو"۔ مروا نے نخوت سے سوچا۔

"تم یہ بات میرے اور اپنے حد تک رکھنا، اور ایسے برتاؤ کرو جیسے سب کچھ ٹھیک ہے۔ پانڈا اور شاہ میر ڈھونڈ لیں گے اس جاہل لڑکی کو اور شاہ رخ کو بھی مت بتانا"۔ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرتی وہ مروا کو بھی سمجھا رہی تھی جو صرف رونے میں مگن تھی۔

"جاؤ ہال میں اور سب کو کہہ دو میکپ نہیں ہوا ہے ابھی"۔ تکبیر اور مروا ڈریسنگ روم میں تھیں جبکہ باقی سب باہر تھے۔ بلا آخر وہ زبردستی اسے ڈریسنگ روم سے باہر نکال گی۔

"اب مجھے کتنا بے عزت کرے گا یہ پانڈا"۔ صدمے سے چور وہ دھڑام سے صوفے پر بیٹھ گی۔

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان



"کتنا دور رہ گیا ہے بھائی؟؟؟" بیش قیمتی عروسی جوڑے میں مکمل دلہن بنے وہ رکشے میں بیٹھی ڈرائیور سے اضطرابی سے پوچھ بیٹھی۔ جو قدم اس نے اٹھایا تھا وہ بہت گھٹیا تھا لیکن اندر اندر اسے گھبراہٹ بھی ہونے لگی تھی۔ ماں باپ کی اتنی محبت کے ساتھ چچی اور چچا کا لادپیار، کزنوں کا اعتماد سب کچھ وہ خاک میں ملا آئی تھی۔ کالی چادر سے منہ ڈھاپے وہ ساتھ ساتھ رو بھی رہی تھی۔ رکشہ ڈرائیور مسلسل اسے تکتے ہوئے بے چین کر رہا تھا کتنے شک و شبہات تھے اسکے دل میں اور وہ شاید صفا کو اچھے گھرانے کی لڑکی سمجھ رہا تھا اور جس حلیے میں وہ سلون سے نکلی تھی ہر ایک کی خباثت بھری نظریں خود پر محسوس کرتی مزید بے بس ہو رہی تھی۔

چوڑیوں کے کھنکنے کی آواز اور دل کی دھڑکنیں بڑھتی جا رہی تھی۔ شام کے سائے ہر طرف پھیلنے لگے تھے اور آسمان سے روشنی غائب ہوتی چار سواندھیرا پھیلا رہی تھی۔ ایسے میں رکشے کی رفتار بھی تیز ہو رہی تھی اور اس آدمی کی نظریں اسے اپنے جسم میں گھستی محسوس ہو رہی تھیں۔ روڈ پر تیزی سے گاڑیوں کا جھمگٹ رفتار پکڑتا اپنی اپنی منزلوں پر رواں تھا اور ہر گزرتے سیکنڈ کے ساتھ اسکے رونے میں اضافہ ہو رہا تھا۔

موبائل تو وہ سوئچ آف کر چکی تھی اور اسی وقت وہ اپنی منزل پر پہنچ گئی تھی۔ آٹھ بجے صفا کراچی ریلوے اسٹیشن پر کھڑی چھوٹے سے کلچ سے پیسے نکال کے ڈرائیور کو دے رہی تھی لیکن پیسے پکڑنے سے پہلے ہی وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے چکا تھا۔ صفا کا دل سینہ توڑ کے باہر آنے کو تھا وہ بوکھلاہٹ کا شکار تھی۔ پورا وجود لرزے لگا تھا۔ صفا چیخ مارنا چاہتی تھی لیکن آواز جیسے دب گئی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"چھوڑیں بھائی میرا ہاتھ"۔ صفا مزاحمت کرتی جھٹکے سے ہاتھ چھڑوا گئی تھی۔ پانچ سوکانوٹ اسکے پاس ہی پھیلتی وہ چند قدم بڑھی تھی کہ رکشے والے ہی آواز سن کے اسکے قدم تھمے۔

"بھاگی اہوئی لڑکیوں کی کہیں عزت نہیں اور خاص کر بیٹی جب تم ایسے حلیے میں ہو۔ گھر جاؤ کیوں ماں باپ کی عزت کو خاک میں ملا رہی ہو۔ تمہارے چہرے کی ہوائیاں اور گھبراہٹ سے میں واقف ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں جس طرح میں نے تمہارا ہاتھ پکڑا اور میرا گھور گھور کے دیکھنا تمہیں ڈرا گیا ہے۔ یہ تو میں نے صرف ایک ڈیمود کھایا ہے لوگ نوچ نوچ کے کھالیں گے اور زندہ لاش کی طرح تمہیں دوسروں کے آسرے پر چھوڑ دیں گے۔ ساری زندگی تم تڑپتی رہو گی لیکن تمہیں سکون نہیں ملے گا۔ ماں باپ کی نافرمان اولاد پر تو خدا بھی رحم نہیں کھاتا پھر کیوں تم اتنا بڑا قدم اٹھا کے گھر سے آگئی ہو۔ ہوش کے ناخن لو اور جاؤ واپس"۔ وہ حقیقت سے آگاہ کرتا آخر میں سخت تیور لئے اسے گھر جانے کے لئے منانے لگا۔ ڈرائیور ادھیڑ عمر کا تھا شاید جھبی ہی اس نادان کو سمجھا رہا تھا لیکن جب شیطان سرپے سوار ہو کوئی بات زہن میں نہیں گھستی۔ صفا سے نظر انداز کرتی جانے لگی تھی۔ رکشے ڈرائیور نے ترس کھاتی نظروں سے اسے دیکھا اور رکشہ موڑ کے جا چکا تھا۔

پیروں میں بچتی پازیب اور ہاتھ میں پہنی چوڑیاں اسکے چلنے کے انداز پر زور و شور مچاتی ہر کسی کو اپنی جانب توجہ مبذول کروانے کا مرکز بن رہی تھیں، رات کی تاریکی اور اس کا اسیر کر دینے والا حسن لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع کر رہا تھا۔ وہ سب کچھ بھلائے بس اندھا دھن چل رہی تھی، اس سے پہلے وہ اپنا مزید تماشا بناتی سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ بے ساختہ اس کے قدم ساکت و جامد ہوئے۔ جسم سے مانو پورا خون نچوڑ کے اسکے چہرے پر آگیا ہو



## مر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

خود کو مضبوط ظاہر کیے وہ کھڑی رہی مگر اندر سے اسکا پورا وجود لرز رہا تھا۔ اسکے چہرے کے سرد اور پتھریلے تاثرات دیکھ اسکے رگوں جاں میں خوف کی لہر دوڑی۔ قہر برساتی نظروں سے وہ خائف ہوئی تھی۔ پسینے ہتھیلیوں کو بھگا رہا تھا جبکہ دھڑکنوں میں انتشار برپا ہوا۔ صفا کو مزید اپنے پیروں پر کھڑا ہونا محال ہونے لگا تھا۔ مقابل کا باندھا ہوا ضبط ارد گرد لوگوں کا جم غفیر دیکھ ٹوٹ گیا تھا۔ خونخوار نظریں اطراف میں دوڑتا وہ لوگوں کے بڑے جم غفیر کو جھینپنے پر مجبور کر گیا تھا۔ اسکی نظروں کے ارتکاز میں رش کافی حد تک ختم ہو چکا تھا۔ شعلہ اگلتی آنکھوں سے وہ اسکی سمت قدم بڑھا رہا تھا۔ صفا کو لگا اسکے جسم سے جان نکلنے لگی ہو اور شدت سے اسے احساس ہوا کہ کاش! زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"شاہ۔۔۔ رخ!!" صفا خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیرتے دھیرے سے منمنائی تھی۔ جبکہ وہ آنکھوں میں آنکھیں گاڑے اسکی رہی سہی ہمت کو پست کر رہا تھا۔ صفا کو سہی معنوں میں اسکی خون اگلتی آنکھوں سے خوف آیا تھا۔ شاہ رخ غیض و غضب کا شکار اسکی گھٹیا حرکت پر اسکا قتل کر دینے کے درپے تھا۔ ارد گرد لوگوں کی چھپتی چھپاتی نظریں اس سے مخفی نہیں رہ سکیں تھی۔ پوری طاقت سے اسکا بازو دبوچے وہ ایک ہاتھ ہوا میں لہراتا تھپڑ رسید کرنے لگا تھا لیکن صفا کے رد عمل سے ششدر رہ گیا۔ اپنا بازو جھٹکتی وہ دونوں ہاتھوں سے اسکی کمر کے گرد حصار باندھتی بری طرح بلکنے لگی تھی۔ اسے اپنا سینہ نم ہوتا محسوس ہو رہا تھا لیکن شاہ رخ بالکل ساکت تھا۔ ایک قدم مزید بڑھانے کی ہمت مجتمع نہیں کر پارہا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مجھے نہیں کرنی اس سے شادی"۔ اسکے پھڑپھڑاتے لب شاہ رخ کو دل کے مقام پر محسوس ہوئے تو اسکے موجود میں برقی سی دوڑی۔ صفا تو شاید حواسوں میں نہیں تھی ورنہ اتنی بڑی جرات وہ کسی صورت نہیں کر پاتی۔ شاہ نے نخوت سے اسکی حرکت سوچتے نخوت سے دور جھٹکا جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔ حیرت کی زیادتی سے صفا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ شاہ رخ کی ناگوار اور نفرت بھری نگاہیں وہ خود پر محسوس کر سکتی تھی۔ وہ مزید ایک لفظ بولنے کی اجازت دیئے بغیر اسے اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا کار کی جانب لایا اور زور سے اسے کار میں پٹخ ڈالا۔

جواد اور شاہ میر کو وہ یہ کہہ کے مطمئن کر گیا تھا کہ صفا اسکے ساتھ ہے ورنہ تو بیس منٹ سے وہ روڈ کی خاک چھان مار رہے تھے۔



"دیکھ لیا اتنا سر چڑھانے کا نتیجہ"۔ جواد کی آواز بلند تھی جبکہ شاہ میر اسکے کاندھے پر دباؤ ڈالے 'بھائی، بھائی' کی صدا لگا رہا تھا۔

"اتنا بیچ کام ہمارے خاندان کی کسی لڑکی میں کرنے کی ہمت آئی کہاں سے؟؟ آخر اتنا بڑا قدم وہ کیسے اٹھا سکتی ہے؟ صرف شادی نہیں ہو رہی تو کچھ بھی کریں گی؟؟" اسکی گردن کی نیسیں تک پھولی ہوئی تھیں۔ غصے کی تمازت سے اسکا چہرہ بالکل سرخ ہو رہا تھا جبکہ آنکھیں بھی لال انگارہ معلوم ہو رہی تھیں۔ تکبیر بے یقینی سے صرف اسے تکے جارہی تھی۔ ان سب میں اسکا کیا قصور تھا یا صفا اسکی اجازت سے گی تھی۔ مروا نظریں جھکائیں صرف اور صرف رونے میں مگن تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بھائی بھابھی کی تو کوئی غلطی نہیں ہے۔" جواد کے غصے سے ایک پل تو وہ بھی ڈر گیا تھا لیکن پھر ہمت مجتمع کرتے شاہ میر نے سچ کا ساتھ دینا چاہا۔

"میں تو حیران ہوں اور غصہ مجھے آپ پر آرہا ہے۔ اب کیا کہیں گی آپ ماموں کو صفا کے بارے میں؟ باہر سب اسکے منتظر ہیں اور ممانی پریشان ہو رہی ہیں اب تک وہ آئی کیوں نہیں؟ کیا یہ کرنا بہت آسان ہے یا صفا چار سالہ بچی ہیں۔؟؟ میں آپکو سمجھا رہا تھا کہ جو ہو رہا ہے ہونے دیتے ہیں لیکن آپ کا جذبہ ہمدردی جاگا اور ہو گیا کام خراب۔ صفا تو آپکی بہن سے بھی بڑھ کے ہے اب جو انہوں نے کیا اسکا زمہ دار کون ہے؟؟؟" جواد کا غصہ سوانیزے پر تھا۔ تکبیر بنا کچھ بولے مورت سی بن کے بیٹھی تھی۔

"سب بلیم آپ کو کرینگے میں تو پہلے منع کر رہا تھا لیکن مجال ہے جو آپ نے کبھی میری سنی ہو۔ اب انجام کی زمہ دار آپ خود ہونگی۔" جواد تو اس پر بھڑک رہا تھا عین ممکن تھا وہ صفا کا بھی دماغ درست کرتا لیکن وہ عورت ذات کی توہین نہیں کیا کرتا تھا لیکن غلطی کا خمیازہ بھی سہی بھگتواتا تھا۔ کچھ دیر پہلے آئی شاہ رخ کی کال سے شاہ میر باہر جا چکا تھا کیونکہ اطلاع یہی ملی تھی صفا باہر کھڑی ہے۔

شاہ رخ نے ہال سے تھوڑی دور صفا کو زور سے نکالا تھا وہ تو صفا کی جانب دیکھنے کو بھی روادار نہیں تھا البتہ وہ بھی اتنی شرمندگی میں پور پور ڈوبی تھی لہذا وہ نظریں اٹھانے کی ہمت مجتمع نہیں کر پائی تھی۔

شاہ میر بہت سارے سوالات کرنا چاہتا تھا لیکن بہر حال وہ ضبط کرتا ہلکا سا اسکے کاندھے پر دباؤ ڈالتا ہال کی طرف بڑھنے لگا تھا فوراً ہی شاہ رخ صفا کے مقابل کھڑا ہوا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جتنا ڈرامہ آپ کر چکی تھیں میرے خیال میں وہی پوری زندگی کا نچوڑ ہے۔ اب زیادہ ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اچھے سے گھر والوں سے مل کے فوراً ڈریسنگ روم میں ملو۔" گہری نظروں سے گھورتے شاہ رخ چبا چبا کے بولا۔ صفائے ایک نظر دیکھنے تک کی بھی حماقت نہیں کی تھی۔ شاہ میر کے ساتھ وہ ہال میں آئی تھی جبکہ شہزاد، عشا اور باقی خواتین اس سے بہت خوش اسلوبی سے مل رہی تھیں صدقے واری جاتیں اسکی نظریں اور بلائیں تک لئے جارہی تھیں۔

انہیں اگر اسکی حرکت کا پتا چلتا تو کیا وہ سینے سے لگاتیں؟ بالکل نہیں!! یہی محبت نے اسکی حرکت پر ماتم کیا تھا صفا کی آنکھیں برسے لگیں۔

اسکے بابا اور چچا اور انکل وغیرہ نے بھی سر پر ہاتھ رکھ کے حوصلہ دیا تھا لیکن صفا صرف تکبیر سے ملنے کے لئے بے چین تھی۔ وہ جانتی تھی اس نے بہت گہری چوٹ پہنچائی ہے۔ سب بڑوں کا بھروسہ توڑا ہے۔ کیا اب وہ لوگ اسکے ساتھ پہلے جیسا برتاؤ کریں گے؟؟ صفا اس شدت سے بلکنے لگی تھی لیکن عشا اور شہزاد اسکے گال چومتیں ڈریسنگ روم میں لے آئی تھیں۔ بڑی مہارت سے اس نے اپنا ہاتھ سب سے پوشیدہ رکھا تھا جہاں چوڑیوں نے ٹوٹے ہی زخم کر دیئے تھے۔ صفا کو دیکھ کے سب دم بخود ہکا بکا سے کھڑے تھے۔ کسی ایک کی حرکت میں کوئی رد و بدل نہیں آیا تھا۔ "کیا بات ہے بھی مرو اور تکبیر شوہر کے بغیر دل نہیں لگ رہا کیا؟؟؟ شہزاد نے چھیڑتے ہوئے استفسار کیا تھا۔ تکبیر نے جواد کو دیکھا اور نظریں پھیر گئی۔



## مرد سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ارے نہیں یار! بس آتی ہوں تم چلو"۔ شزا مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلاتی وہاں سے چلی گی تھی جبکہ شاہ میر اور شاہ رخ بھی موقع دیکھ کے وہیں موجود تھے۔ وہاں موجود ہر ایک شخص کی نظروں میں حقارت اور نفرت بھری تھی۔

"انسان ایسا کام ہی نہیں کرے جس سے نظریں تک ملانے میں شرم آئے"۔ شاہ رخ نظروں کے تیر چلاتا اسے زخمی کر رہا تھا۔ تکبیر، جواد اور مروا سمیت سب اس سے خفا رخ موڑے کھڑے تھے۔ تکبیر اپنی جگہ سے اٹھی اور صفا کے قریب کھڑے ہوتی یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ صفا بہت ہی حسین لگ رہی تھی لیکن مزاحمت کے دوران کچھ چوڑیاں اور میکپ خراب ہو گیا تھا لیکن وہ اس حلیے میں بھی کسی کا بھی ایمان ڈگما سکتی تھی۔

سب تکبیر کے رد عمل سے شذر تھے ایک زوردار تھپڑ وہ صفا کے گال پر رسید کرتی اسکے تکبیر، تکبیر کہنے کو بھی نظر انداز کرتی وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتی نکل گی تھی۔ جواد بالکل پراعتاد اور سکون سے کھڑا تھا۔ "جواد بھائی! صفائے مدہم سی آواز میں اسے پکارا تھا لیکن وہ سننے کے باوجود بھی چلا گیا تھا۔" مروا۔ "صفائے روتے بلکتے پکارا۔"

"چپ کر جاؤ صفائے مت کرو مجھ سے بات"۔ مروا کی بے رخی تکبیر کا برتاؤ اور جواد کا نظر انداز کرنا اسے اندر تک جھنجھوڑ رہا تھا۔ شاہ رخ اور شاہ میر تو ساکت کھڑے تھے۔ تکبیر سے ایسے رد عمل کی توقع تو کسی نے نہیں کی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپکی وجہ سے بھائی نے بھابھی کو باتیں سنائی ہیں۔ کم از کم بھابھی کو تو بتا دیتیں اس گری ہوئی حرکت کا۔ کیا وہ تمہیں روتا ہوا دیکھ سکتی تھیں؟ یا تمہارے ساتھ نا انصافی ہونے دیتیں؟ صفا آپ تو سالوں سے ساتھ ہیں لیکن ابھی آپ نے بھابھی کا دل دکھایا ہے وہ کتنا رو رہی تھیں صرف آپکی وجہ سے"۔ شاہ میر کی باتوں سے اسکے رونے میں تیزی آرہی تھی۔ اس نے تکبیر کو حقیقتاً ناراض کیا تھا اور اسی کی وجہ سے جواد اور تکبیر کے تعلقات خراب ہوئے تھے۔ شاہ رخ تو ناگواری سے اسے دیکھتا دروازہ پیٹ کے نکل گیا تھا جبکہ مروا اور شاہ میر اسکے ساتھ ہی بیٹھے تھے۔ اس سب افراتفری کے دوران صفانے شاہ رخ پر غور نہیں کیا تھا جو گولڈن شیر وانی میں اپنی چھاجانے والی پر سنیلٹی کے ساتھ بھی اسکا مغرور انداز اور تیکھے نین نقوش مزید اسکی شخصیت میں چار چاند لگا رہے تھے۔



جواد ہال سے ہی نکل گیا تھا تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ہال میں آیا تو نظریں تکبیر کو تلاش رہی تھیں۔ ریحانہ بیگم سے اسے یہی پتا چلا تھا وہ تعبیر کو ساتھ لئے مبین صاحب کے ساتھ گھر گئی ہوئی تھی۔ کچھ کچھ مہمان آچکے تھے جبکہ جواد سیدھا ڈریسنگ روم میں گیا تھا۔ اسکے آتے ہی مروا اور شاہ میر نکل گئے تھے جبکہ جواد اسکے برابر میں بیٹھ کے سر پر ہاتھ رکھ گیا۔

"بیٹا یہ کیا حرکت کی تھی تم نے؟ یہ کوئی شریف لڑکیوں کے کام تو نہیں ہیں اور پھر جیسی بھی بات تھی کیا آپ نے مجھ سے کی تھی؟ نہیں ناں! تو پھر خود بتاؤ یہ سوچتے ہوئے بھی ہماری روحیں تن سے جدا ہونے لگتی ہیں۔ اللہ کرے تمہیں کچھ ہو جاتا تو؟ میری روح فنا ہونے لگتی ہے جب میں اس صورتحال میں خود کو آپکی جگہ رکھ کے سوچتا

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ہوں۔ معاملہ ہم نے سمنبھال لیا تھا لیکن احد کو پتا چلتا تو کیا وہ آپ سے محبت کر پاتا وہ مان جو تم نے اسکی آنکھوں میں دیکھا ہے کیا وہ دوبارہ دیکھ پاتیں؟ ماں باپ کی بے رخی سہ پاتیں؟ بالکل بھی نہیں! پھر کیسے آپ اتنی خود غرض ہو گئیں کہ آپ نے ماں باپ تک کا نہیں سوچا؟ صفایا میں اب تک حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوں آپ کیسے کر سکتی ہیں ایسا اور کیا تو کیا کس کے آسرے پر آپ اسٹیشن گی تھیں؟ چند اجوڑ کیاں اپنی عزت کی حفاظت خود نہیں کرتیں تو کوئی ان کو باعزت نہیں سمجھتا۔ یہاں انسانوں کے روپ میں بھیڑیے گھوم رہے ہیں کب میں چیڑ پھاڑ کے رکھ دیں لڑکیاں ساری زندگی کے لئے گالی بن جاتی ہیں۔ میں بڑا بھائی ہونے کے ناطے تمہیں پہلی اور آخری بار معاف کر رہا ہوں اور اگلی بار کچھ بھی ہو جائے ایسا سوچنا بھی نہیں ہے۔" جو داد اسے ٹھہر ٹھہر کے نرمی سے سمجھا رہا تھا جبکہ صفائے یہ بات ذہن میں بٹھالی تھی وہ اب کسی کا بھروسہ نہیں توڑے گی۔

"سوری بھائی"۔ صفائے ہاتھ جوڑے ہی تھے کہ جو داد اسکے ہاتھ نیچے کر گیا۔

"لڑکیاں بھائیوں کے سامنے روتی اچھی نہیں لگتیں اگلی بار خیال رکھنا"۔ جو داد اسکے گال تھپتھپا کے اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا جبکہ صفائے دل کا بوجھ کافی حد تک کم ہو گیا تھا۔ اسکے رگ و پے میں ایک سکون کی لہر دوڑ گئی تھی۔

"پلز تکبیر کو بھیج دیں میں نے اسے بہت ناراض کر دیا ہے"۔ اسکا انداز ملتی جاتی تھا۔

"ہاں میں نہیں ہیں جیسی آتی ہیں میں بھیج دیتا ہوں"۔ عام سے لہجے میں گویا ہوتا وہاں سے نکل گیا تھا جبکہ اسکی باتیں صفائے ذہن میں گردش کرنے لگی تھیں۔ وہ بار بار اسکا شکر ادا کر رہی تھی جس نے اسکی جان بچائی اور اسکی عزت کو بچا کے رکھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد شزا اور حنان کے پاس ہی کھڑا تھا جبکہ اولیس اور شیراز اسکا دماغ کھا رہے تھے کہ تعبیر کہاں ہے؟؟

"بوائز تعبیر جیسی آتی ہیں میں سب سے پہلے آپکے پاس لاتا ہوں، اوکے ڈن؟؟" جواد نے مکالمہ کے انکے ہاتھ سے مس کیا تھا لہذا وہ ڈن کرتے وہاں سے کھسک گئے تھے۔

جواد کی نظریں بے ساختہ اینٹرس پر گئیں جہاں سے تکبیر مبین صاحب اور تعبیر کے ہمراہ اندر داخل ہو رہی تھی۔ مبین صاحب جواد کے پاس ہی ان دونوں کو لے آئے تھے جبکہ تعبیر باپ کو دیکھ کے ہی اچھل پڑی تھی۔ "یو لوکنگ ڈیم ہینڈ سم بے بی۔"

"یو ٹوپر نس"۔ جواد نے اسکے گود میں اٹھانا چاہا تھا لیکن وہ گود میں چڑھنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

تکبیر کی اتری شکل دیکھ کے وہ بخوبی واقف تھا کہ وہ جواد سے سخت خفا ہے۔

"مممانی شی از سوشائے"۔ اولیس اور شیراز تکبیر کے پاس آتے ہی تعبیر کا حوالہ دیا جو جواد کے پیچھے چھپی تھی لیکن وہ تو مبین صاحب کے ساتھ مصروف تھا اور ان سب کے باوجود بھی وہ وقفے وقفے سے نظریں تکبیر کی جانب اٹھا رہا تھا۔

"شی از ناٹ شائے! تعبیر ادھر آؤ"۔ تکبیر نے دونوں کو ساتھ لگائے تعبیر کو بلایا جو اسکے پاس آتی انجان بنی رہی۔

"جی بیر!!" بہت ہی مہذب میں اسکا جواب آیا تھا۔

"شی از سو کلیور"۔ اولیس نے برا سامنہ بنائے تعبیر پر تبصرہ کیا تو تعبیر تنک گی تھی۔

"You are also very smart. You don't need to talk to me".



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

(آپ بھی بہت ہوشیار ہیں۔ آپ کو مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے) شیراز تعبیر کا دیوانہ تھا لیکن اویس اور تعبیر کی بالکل نہیں بنتی تھی اور اسی معاملہ میں احد اور تعبیر زیادہ حیران ہو رہے تھے کیونکہ پورے خاندان میں ان دونوں جیسی بونڈنگ کسی بھی نہیں تھی جبکہ انکی اولاد کے معاملے میں سین ہی الٹ تھا۔ شیراز اسکی سائنڈلے رہا تھا جبکہ جوادیہ دیکھ کے مسکرایا تھا کیونکہ بچپن میں کہیں دفع تو وہ بھی تعبیر کے لئے لڑ پڑتا تھا۔

"اویس اس طرح نہیں لڑتے بیٹا بہن ہے ناں۔" تعبیر انکی صلح کروارہی تھی جبکہ تعبیر اس سے ناراض ہوتی شیراز کے پاس کھڑی ہو گئی تھی۔

"سوری گلر۔" اویس نے کان پکڑ کے معافی مانگی تو وہ پیاری سی مسکراہٹ لبوں پر سجاتی انکے ساتھ چلی گئی تھی۔ جوادیہ کو اچھٹی نگاہ سے دیکھتی وہ منہ چڑا کے صفا کے پاس جا ہی رہی تھی لیکن بیچ میں عشا اور شزا اسے پکڑ چکی تھیں۔ جلد ہی ان دونوں سے نمٹتی تعبیر ڈریسنگ روم میں صفا کے پاس آئی تھی۔ جتنی محبت اس نے صفا مرواسے کی تھی اتنی تو شاید اس نے کسی سے نہیں کی تھی۔ تعبیر نے تھپڑ اسے رسید تو کر دیا تھا لیکن وہ بہت بے چین تھی۔

"یار صفا۔" وہ اسے پکارتی صفا کے برابر میں ہی بیٹھی تھی اور فوراً اسے اسے گلے لگا گئی۔

"مجھے معاف کر دو میں تمہیں مارنا نہیں چاہتی تھی یار سوری۔" غلطی تعبیر کی نہیں تھی لیکن وہ بہت حساس طبیعت کی تھی خود سے ہی معافی مانگنے آگئی تھی۔ شاہ میر تو حیران و پریشان سا کھڑا تھا جبکہ مروانار مل تھی وہ جانتی تھی تعبیر کبھی بھی انہیں اداس نہیں دیکھ سکتی تھی۔

## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تکبیر!!" تکبیر کے نام کی ایک ہی رٹ صفا لگائے جا رہی تھی۔

"صفا کیا تم مجھے اس قابل بھی نہیں سمجھتیں کہ تم مجھے ایک بار یہی کہہ دیتیں کہ تم ایسی حرکت کرو گی۔ جتنا ناراض میں تم سے ہوں اتنا میں کسی سے ناراض نہیں ہوں۔ مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا کہ تم ایسا بھی کر سکتی ہو۔" تکبیر اس سے الگ ہوتی آنسوؤں صاف کرتی افسردگی سے بولی۔

"جس کا دل چاہتا ہے مجھے بے عزت کرتا ہے غصے میں تم بھی مجھے باتیں سناتی ہو مرو اپنا غصہ نکالتی ہے لیکن کیا میں نے تم لوگوں کو کبھی یہ کہا میں بڑی ہوں مجھ سے تمیز سے پیش آؤ؟ صفا تو اسکے گال چومے جا رہی تھی لیکن مرو فوراً ہی اسکے پیروں میں بیٹھی۔

"تکبیر میں نے کب بد تمیزی کی۔"

"میں تم دونوں سے محبت کرتی ہوں جی جی تو تم لوگوں کے ساتھ کھڑی رہتی ہوں ورنہ بتاؤ کیا شادی کے بعد بھی میری محبت میں کوئی کمی آئی یا میں نے تم لوگوں کی مدد کرنے سے انکار کیا ہو؟ لیکن میرا دل بہت ٹوٹ گیا ہے صفا کی حرکت پر۔ میں مر تو جاتی لیکن کبھی اس بات کا بھروسہ نہیں کرتی کہ میری بہن صفا ایسا کر سکتی ہے لیکن تم نے ایسا کر کے میرا غرور بھی پاش پاش کر دیا۔" تکبیر کے ساتھ مل کے وہ دونوں بہنیں رونے لگی تھیں۔ شاہ میر کے پیچھے جو اد کھڑا تھا اور اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ تکبیر بہت ادا اس ہے اور کہیں نہ کہیں دل دکھانے میں اسکا بھی ہاتھ ہے۔ اس طرح روتے ہوئے وہ اسے بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھی لیکن اس نے چپ رہنے میں ہی عافیت جانی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں اپنی بچی کو نظر انداز کر دیتی ہوں میرا شوہر اسے لیکے در بدر بھٹک رہا ہوتا ہے۔ مجھے گھر داری بھی تو دیکھنی ہوتی ہے لیکن میں اسے بھی نظر انداز کر دیتی ہوں کیونکہ میں چاہتی ہوں تم لوگ خوش رہو، ہر برے وقت میں تمہارے ساتھ ہوتی ہوں لیکن صفا آج میں اپنی کیفیت بتا بھی نہیں پارہی۔" سر جھکائے بنا میکپ کی پرواہ کئے وہ بس روئے جارہی تھی۔ جواد مبہم سا مسکرایا تھا۔ اسکی یہی حساس طبیعت اسے زیادہ پسند بھی تھی لیکن کبھی کبھی وہ چڑ بھی جاتا تھا۔ تکبیر کا دل ہر ایک کے معاملے میں نرم تھا اور یہی چیز جواد نے بار بار دیکھی تھی وہ کسی کو دکھ نہیں پہنچاتی تھی۔ دوسروں کے ساتھ خود بھی آنسو بہا لیتی تھی۔

"سوری یار مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی بس انجانے میں، میں نے ایسا قدم اٹھالیا تھا پلزم مجھے معاف کر دو۔" تکبیر نے دونوں کو گلے لگایا تھا۔

"اب مجھے رلاؤ نہیں ورنہ میکپ بہہ جائے گا اور اندر کی چڑیل دیکھ کے میری بیٹی ڈر جائے گی۔" سہی سے رونے کا شغل فرماتی تکبیر شریر لہجے میں گویا ہوئی تو بھیگی آنکھوں سے صفامروا مسکرائیں اور عین اسی وقت خواتین انکے پاس چلی آئیں۔ ان تینوں کو روتا دیکھ وہ تو یہی سمجھی تھیں شاید مشرقی لڑکیوں کی طرح وہ رخصتی پر رو رہی تھیں لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ تھا۔ بہر حال وہ سب تو خاموش تھیں لہذا فرحت آپا جواد کو شاہ میر کے ساتھ باہر جانے کا اشارہ کرتیں صفا کو پیار کرنے لگی تھیں۔

دس ساڑھے دس بجے کا وقت تھا جواد کی فیملی کے ساتھ شزا اور حنان براتی بن کے آئے تھے لیکن تکبیر مروا اور عشا صفا کے ساتھ ہی بیٹھی تھیں۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مجھے نہیں کرنی ہے یا اس سے شادی تکبیر پلزمیرے بہن تکبیر کچھ کر دیار"۔ کچھ دیر پہلے ہی وہ میکپ درست کر کے بیٹھی تھیں اور بہت حد تک وہ خوشگوار موڈ میں آپس میں بات چیت کر رہی تھیں۔ صفا کی دکھی شکل دیکھ کے تکبیر محظوظ سا مسکرائی تھی۔ بینڈ باجے کی آوازوں کے ساتھ اسکا دل بھی بند ہو گیا تھا۔

"ارے لڑکی تمہیں مجھ پر بھروسہ ہے ناں، بس تم قبول ہے کہہ دینا بغیر سوچے سمجھے پھر دیکھنا تمہیں ایک بہت بڑا سر پر اُزدو گئی"۔ تکبیر پر بھروسہ تو بہت تھا اسے لہذا کوئی بھی دوسری بات کئے بغیر وہ مطمئن ہو گئی تھی۔ تکبیر جب کہہ رہی تھی تو کچھ سوچ کے ہی کہہ رہی ہوگی۔ بحر حال وہ پر اعتماد سی کھڑی اسکا جائزہ لے رہی تھی۔ تکبیر جو اسے ناراض تھی لہذا جی وہ استقبال کے لئے بھی نہیں گئی تھی۔



"آپ شاہ رخ کو سمجھائیں ناں وہ شاید غصہ میں ہوگا"۔ مروا شاہ میر کے پاس پہنچتے ہی فکر مندی سے بولی جبکہ شاہ میر کا اسے خود سے مخاطب کرنے پر سہی سے خوش ہوا تھا۔

"میں نے سنا نہیں"۔ شاہ میر کا انجان رویہ وہ سمجھ نہیں سکی تھی لہذا پھر سے وہ بات دہرائی۔

"میں کہہ رہی تھی آپ شاہ رخ کو کہیں اتنا غصہ نہیں کرے، صفا پچی ہے اور انکی محبت میں ہی کیا ناں اور آپ وہ واحد ہے جو انکا موڈ خوشگوار کر سکتے ہیں"۔ شاہ میر تو پہلے سے ہی اسکے پاس جا رہا تھا لیکن مروا کی بات سن کے مسکرایا تھا۔

"سب کی فکر ہے اور میں کہاں گیا؟؟؟ مروا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اسکی بات سننے ہی نظریں جھکا گئی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں بھی بہت محبت کرتا ہوں کر دیں ناں مجھے معاف"۔ شاہ میر کی مدہم آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی تھی۔  
"میں کیسے مان لوں شاہ میر کہ آپ محبت کرتے ہیں؟؟ اسی طرح آپ بھی اپنی شادی میں خوش تھے لیکن پھر کیسے آپ اتنے بدل گئے؟؟" مروا کے چہرے پر دکھ کے تاثرات تھے۔

"سوری میری جان! آئندہ نہیں کرونگا اور اگر کیا بھی تو آپ جان لے لئے گا۔ یہاں سب اپنی بیویوں کے ساتھ فنکشن انجوائے کر رہے ہیں لیکن ہم لوگ ایسے لگ رہے ہیں جیسے کنوارے ہو"۔ شاہ میر کے شکوے پر وہ کھلکھلا کے ہنسی تھی اور یہی شاہ میر جی جان سے فدا ہوا تھا۔



"چل ناں بے کیوں اتنی روٹھی محبوبہ بنا ہوا ہے، تجھے مل تو گی ناں اور پھر تیری ہی ہے لے لیو سارے بدلے"۔  
شاہ میر نے شریر لہجے میں اسکا موڈ بدلنا چاہا۔

"تو خود دیکھ یار"۔ شاہ رخ کی بات پر وہ اسکے پہلو میں کھڑا ہوا۔

"چل ساری باتیں چھوڑ اس نے یہ قدم تیری محبت میں اٹھایا ناں، تو اتنا خوش قسمت ہے ایک لڑکی پاگل ہو کے بیٹھی ہے تیرے پیچھے اب غصہ تھوک دے یار، وہ تیرے سے محبت کرتی ہے اور تجھے پتا ہے تجھ سے شادی کرنے کے لئے پورے گھر کو منایا ہے اس نے، بچی ہے کر دے معاف"۔ شاہ میر کی بات پر وہ مبہم سا مسکرایا تھا۔

"میں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا سب کچھ کرے گی لیکن تیرے ہینڈ سم بھائی کو منع نہیں کرے گی"۔ شاہ رخ ازلی انداز میں بولا تو شاہ میر نے دھموکا جڑا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"سیدھا ہو جا اور ہوش کی دنیا میں آجانا ورنہ گھسیٹ کے لیکے آؤں گا"۔ شاہ میر کے انداز پر وہ گہرا یا مسکرایا تھا جبکہ شاہ میر نے شکر کا کلمہ پڑھا۔ وہ اسکا موڈ خوشگوار بنا چکا تھا اور یہ کام شاہ میر کے علاوہ کوئی کر بھی نہیں سکتا تھا۔



"چلو بی لے آؤ نہیں"۔ شزا کی آواز پر صفا کی دھڑکنیں تو بے ترتیب ہونے لگی تھیں۔ جبکہ عشا سے دیکھتے مسکرائی تھی لیکن غیر معمولی انداز پر صفا کی ہتھیلیاں پسینے سے تر ہونے لگی تھیں۔

گھر کا ہی فنکشن تھا سب نے ایسا ہی ظاہر کیا حقیقتاً اسکی شادی حسن سے ہی ہو رہی ہے۔ شاہ رخ کا تھوڑا بہت غصہ اسکا قیامت خیز حسن دیکھ کے ہی کم ہو گیا تھا لیکن اس نے تہہ کر لیا تھا جب تک وہ صفا کا دماغ درست نہیں کرے گا چین نہیں لینے والا۔

"دیکھو حسن کتنا پیارا لگ رہا ہے"۔ عشا نے اسے چھیڑنا چاہا تھا لیکن اسکی بات سن کے دونوں ہی ہنس پڑیں۔ "مجھے نہیں دیکھنا کسی کو بھی، میں صرف قبول ہے کہو گی اور اسکے بعد مجھے شاہ رخ نہیں ملا تو میں اسی ہال کی ٹشکی میں کود کے اپنی جان دے دوں گی"۔ صفا کی باتوں پر تبکیر کا قہقہہ بلند ہوا۔ جواد کی نظریں وہ خود پر محسوس کر سکتی تھی لیکن ایک سرسری نگاہ بھی اس نے جواد پر ڈالنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

اسٹیج کے بیچ میں پھولوں کی لڑیاں لگی ہوئی تھیں کیونکہ پہلے نکاح کی تقریب منعقد کی گئی تھی۔ ایک سائڈ پر شاہ رخ کو جبکہ دوسری جانب صفا کو آمنے سامنے بٹھادیا گیا تھا۔

مولوی صاحب نے سہیل صاحب کے اشارے پر نکاح پڑھانا شروع کیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

لیکن اس کی صرف ایک ہی ضد تھی قبول ہے کہنا ہے۔ جس کے ساتھ نکاح ہو رہا ہے کیا شناخت ہے اسکی اس سے صفا کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ دوبارہ قبول ہے کہہ چکی تھی جبکہ تمام فریقین حیرت انگیز طور پر ایک دوسرے کو ہی دیکھ رہے تھے۔ صفا اتنی کم عقل ہونے کے ساتھ اپنی سوچ میں اتنی ڈوبی ہوئی تھی اسے نام سے کوئی مقصد ہی نہیں تھا۔

"کیا آپ کو شاہ رخ ولد فاروق احمد سے ایک لاکھ حق مہر اپنے نکاح میں قبول ہے؟؟" مولوی صاحب نے تیسری مرتبہ تصدیق لینی چاہی۔ صفا بالکل ساکت بیٹھی تھی اب کی بار اس نے رضامندی ظاہر نہیں کی تھی۔ مولوی صاحب نے دوبارہ پوچھا تھا لیکن اب اسکا دھیان شاہ رخ پر آ کے ختم ہو گیا تھا۔ جھٹ سے گھونگھٹ اٹھایا تھا اور اسی بار مولوی صاحب نے پھر سے پوچھا تھا۔

"شاہ رخ تم؟؟؟ بیچ میں حائل پردے کو سائڈ کئے وہ خوشی سے چینخی تھی۔ ایک پل کو تو شاہ رخ بھی دنگ رہ گیا تھا۔

"قبول ہے!!" مانک اٹھاتی اس نے قدرے چینختے ہوئے اپنی خوشی کا اظہار کیا تھا۔ ہال میں موجود کچھ رشتے دار اسکی بیتابی پر خوش تھے اور کچھ سرگوشیوں میں مگن تھے۔

مروا، شہزاد حنان سب اسکے چہرے پر یہی خوشیاں دیکھنا چاہتے تھے اور نکاح کے بعد سے ہی اسکے چہرے پر الوہی سی چمک تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تکبیر میری جان؛ لویو یار لویو"۔ صفا کا نکاح مکمل ہو گیا تھا اور سب سے پہلے وہ تکبیر سے جا کے چپکی تھی کیونکہ یہ کام اسکے علاوہ کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"لویو ٹو"۔ تکبیر نے اسکے گال چومے تھے اور ایک ایک کر کے وہ سب کے گلے ملتی دعائیں وصول کر رہی تھی۔  
تعبیر نکاح کے تمام مراحل میں صفا کے ساتھ ہی تھی جبکہ اولیس اور شیراز شاہ رخ کے ساتھ ہی تھے۔  
شاہ رخ کا نکاح ہونے کے بعد وہ دونوں اسٹیج پر ہی بیٹھے تھے جبکہ صفا کی زبان اور ہنسی بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ جو اد کی شادی کی طرح ان دونوں بھائیوں کی شادی بھی دھوم دھام سے ہوئی تھی لیکن صفا جتنی خوش تھی اتنا تو تکبیر اور مروا بھی نہیں تھیں۔

مروا کا برتاؤ شاہ میر کے ساتھ کچھ کچھ بہتر ہو گیا تھا اور غیر ارادی طور پر سہی وہ شاہ میر سے بات کر رہی تھی لیکن معاف اب تک نہیں کیا تھا۔ تعبیر کچھ دیر تکبیر کے پاس رہی تھی لیکن پھر ایک ایک کر کے وہ سہیل، فاروق صاحب کی گود میں ہی رہی جبکہ شہزاد کی چھوٹی بیٹی اور احد کا چھوٹا بیٹا وہ تو سو ہی گئے تھے۔

جواد نے تکبیر سے تفصیلی گفتگو کرنی چاہی تھی لیکن وہ بھی تکبیر تھی ایک بھی بات نہیں سنی تھی اس نے جواد کی۔  
رسم و رواج سے فارغ ہونے کے بعد ان کا فوٹو سیشن شروع ہو گیا تھا۔ شاہ رخ کے بولنے سے پہلے ہی صفا کی باتیں نان اسٹاپ جاری تھی۔

"کیا ہوا چاچو چچی لفٹ نہیں کروا رہی؟؟؟ تمام بڑوں کے ساتھ تکبیر گروپ میں ہی کھڑی تھی۔ سہیل صاحب سے براہ راست مخاطب ہوتی وہ سنجیدگی سے ہی استفسار کر رہی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اب اس عمر میں کیا لفٹ کروائیں گی ہمیں"۔ انکی بچاری شکل پر سب مبہم سا مسکرائے تھے۔  
"تو دوسری لے آئیں"۔ اتنی سادگی سے دیئے گئے مشورے پر ریحانہ بیگم نے اسے گھورا تھا جبکہ مبین صاحب نے اسکا ہاتھ تھاما۔

"بیگم مشورہ تو اچھا ہے"۔ سہیل صاحب نے خوشدلی کا اظہار کیا۔

"تکبیر اپنے چاچو سے کہنا دوسرے گھر کا بھی انتظام کر لیں"۔ شابانہ کی تیوریوں کو نظر انداز کرتے وہ فاروق صاحب کو دیکھ کے مسکرائے تھے۔ مزید انکے درمیان سوالات کا تبادلہ ہوتا تکبیر سرعت سے تعبیر کی آواز سے پلٹی۔

"بیر! بیر"۔

"جی بیٹا کہو"۔ تکبیر نے اٹھا کے اسے فرحت آپا کی گود میں تھمایا تھا لیکن اسکی بات سن کے سب کے دے دے قہقہے گونجے۔

"بے بی آپ تو بلا رہے ہیں اور تہہ رہے تھے میلانا نام نہیں لینا"۔ اسکی بات پر تکبیر کو سہی معنوں میں جواد کا خیال آیا تھا۔

"اور کیا کہہ رہے تھے بے بی؟؟ حنان اور شہزاد بھی انکی اور بڑھ رہے تھے لیکن تعبیر کی بات سنتے ہی حنان نے شوخی سے پوچھا۔

"بے بی تہہ رہے تھے آپ دیتھ (دیکھ) رہی ہو بیر نہیں ارہی ہیں"۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"پھر؟؟؟ سوال سزانے کیا تھا جبکہ حنان نے اسے اپنی گود میں لیا۔

"پھل بے بی نے تہاتا (تھا) بیر تو آپ لیتے آؤر نہ بے بی لونے (رونے) لگیں گے۔" وہ تو سارے راز فاش کرنے کے لیے تیار تھی یکدم تکبیر ڈپٹ پڑی۔

"چپ تعبیر!! کیا بول رہی ہو۔"

"چلیں بے بی بلا لہے (رہے) ہیں آپ تو۔" تعبیر حنان کی گود سے اتر کے تکبیر کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔

"آپ میرے پاس آؤ بیر چلی جائیں گی۔" ریحانہ بیگم نے کرسی سے اٹھ کے اس کو گود میں لیا تھا جبکہ تکبیر کو نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے پاس جانا پڑا تھا جو شاہ میر اور مردا کے ساتھ کھڑا تھا۔ تکبیر کو آتا دیکھ اسکے لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ رینگی تھی۔

"آجائیں مردا۔" تکبیر اسکے پہلو میں ہی کھڑی تھی جبکہ شاہ میر مردا کو لیکے سائڈ ہو گیا تھا۔

"کہو کیا کہنا ہے۔" تکبیر کا انداز روکھا سا تھا۔

"میں کب سے بلا رہا ہوں میسج کر رہا ہوں آکیوں نہیں رہی تھیں؟؟؟" تکبیر نے اچھنبے سے دیکھا۔

"لے عزتی کر کے بدلہ لے تو لیا ہے تم نے، اب کیا ہو رہے ہال کے سامنے بے عزتی کرنے کا ارادہ ہے؟؟؟ جواد

اسکے انداز پر ٹھٹھکا ضرور تھا لیکن ہر جگہ وہ بے عزتی کا موضوع کہاں سے لاتی تھی؟ وہ صرف سوچ ہی سکا۔

"میں جارہی ہوں دماغ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے کہتے ساتھ چند قدم آگے بڑھائے تھے جواد

نے اسکی کلائی تھامی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میرے ساتھ ڈریسنگ روم میں آئیں ورنہ جو مجھے اکیلے میں کہنا ہے یہاں سب کے سامنے بلند آواز میں کہوں گا اور خود آپ کو اٹھا کے اسٹیج پر لیکے جاؤنگا۔ چوائس از پورز"۔ اسکی معنی خیزی پر تکبیر کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑی۔ تکبیر نے پلٹ کے اسے دیکھا تھا اور یہی جا کے جواد سرشاری سا مسکرایا۔ کچھ منٹ بعد ہی وہ ڈریسنگ روم میں موجود تھے جبکہ انکے درمیان خاموشی حائل تھی۔

"تکبیر یار میں"۔

"ہاں یار میں بے عزتی کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن میں نے کر دی"۔ تکبیر تو جیسے اسکے بولنے کی منتظر تھی فوراً سے پہلے اسکی بات کاٹ گئی۔

"میں نے بے عزتی کب کی ہے؟؟؟ جواد کی صدمے سے گنگ آواز ابھری۔

"جو کچھ گھنٹوں پہلے کیا تھا کیا وہ میری شان میں قصیدے پڑھے تھے؟؟؟ تکبیر بری طرح برسی تھی۔

"غلطی آپ کی نہیں ہے میں نے بگاڑا ہوا ہے آپ کو اسی لئے میں کچھ سمجھاتا بھی ہوں تو آپ کو وہ بے عزتی لگتی ہے"۔ جواد اسکے پہلو میں بیٹھا تھا تکبیر نے اسکے بازو پر دھموکا جڑا۔

"چپ کر جاؤ وہ بے عزتی ہی کہلاتی ہے"۔ تکبیر نے افسوس کا اظہار کیا۔

"میں تو آپ کی محبت میں سمجھا رہا تھا اور وجہ یہی تھی کہ آپ اب بھی عقل سے کام لیں۔ اب دیکھیں آپ کی کسی بھی اوٹ پٹانگ باتوں کو گھر والے ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں ایسے میں صفا کی خبر گھر والوں تک پہنچتی تو انکا آپ سے اعتبار اٹھ جاتا کیونکہ منایا تو آپ نے تھاناں سب کو شادی کا پھر آپ کی عزت پہلے جیسی نہیں رہتی کوئی آپ پر یقین نہیں کرتا

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

لیکن میرے ہوتے کوئی آپ کو ایک لفظ بھی کہے پھر وہ زندہ سلامت نہیں بچے گا لیکن احتیاط کے طور پر سمجھانا تو پڑتا ہے نا۔ اب ناراضگی بھول جائیں بس اور مسکرا کے دکھائیں۔" جو اد نے اسے سمجھاتے آخر میں جنونی انداز اپنایا تھا۔ تکبیر نے چند ثانیے ٹھہر کے طنزیہ نظروں سے گھورا۔

"آپ کو تو میری محبت نظر ہی نہیں آتی جب دیکھیں میری باتوں کو نیگیٹو لے جاتی ہیں پوزیٹو تو آپ نے کبھی میرے بارے میں سوچا ہی نہیں۔" جو اد اسے منانا اب خود شکوہ کناں نظروں سے دیکھتا معصوم سا شکوہ کر گیا۔ تکبیر نے بے قراری سے اسکی سمت دیکھا جبکہ تکبیر کے ساتھ رہتے وہ بلیک میلنگ سیکھ گیا تھا۔

"تمہیں غصہ کرنا یاد تھا لیکن میں تیار تھی تعریف کرنا تو تمہیں یاد نہیں رہا۔ میں تو اس دنیا میں صرف بے عزت ہونے کی آئی ہوں۔" وہ دل برداشتہ ہو گئی تھی۔

"میں نے کب کی ہے بے عزتی آپ کی تکبیر؟؟؟ جو اد نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے بھی آپ سے ایک ہزار شکوے ہیں کیا میں آپ سے خفا ہوتا ہوں؟ مجھے بھی کچھ کچھ باتیں آپ کی پسند نہیں آتیں لیکن میں نے کبھی کچھ کہا؟؟؟ جو اد نے رخ موڑ کے اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

"کیا واقعی؟؟؟ تکبیر حیران ہوئی۔

"بالکل!" جو اد نے یک لفظی جواب دیا۔

"اچھا بتاؤ کیا شکوے ہیں؟؟؟ تکبیر ساری ناراضگی بھلائے اسکی بات سے حقیقتاً پریشان ہوئی تھی۔ ایک یہی بات ان دونوں میں لاکھوں کی تھی دونوں ایک دوسرے کی باتوں کو نظر انداز نہیں کرتے تھے۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"فرصت سے بتاؤں گا۔" جواد نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"میں اب بھی ناراض ہوں تم سے، تمہیں اکیلے میں سمجھانا چاہیے تھا۔" تکبیر نے پھر سے اپنی بات پر دباؤ ڈالا۔  
"لڑکی! وہ بے عزتی نہیں تھی لیکن آپ کو وہ بے عزتی لگی تو میں اگلی بار دھیان رکھوں گا فلحال کے لئے میں معافی چاہتا ہوں ایم سوری۔" جواد اسکے گال تھپتھپاتا محبت سے اپنی غلطی کا اعتراف کر گیا تھا۔

"ابھی معاف کر رہی ہوں اگلی بار نہیں کرنا اور تمہاری شکوے والی بات سن کے مجھے پریشانی لاحق ہوئی ہے گھر جا کے بتا دینا اور ہاں! تمہاری بیٹی نے سب کے سامنے بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔" عجلت میں اپنی بات گوش گزار کرتی چند پل کور کی۔ جواد دلکشی سے مسکرایا تھا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہیں ماشاء اللہ سے۔" اسکی تعریف پر تکبیر مسکراتی اسکے ساتھ ہی کمرے سے نکلی تھی۔  
فلنشن اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا۔ شزا وغیرہ سب اسٹیج پر چڑھے جوتا چھپائی کی رسم کر رہے تھے۔  
"لالا یہ جوتا میں نتالوں گی۔"

تعبیر جوتا نکالنے کی تگ و دو میں لگی پڑی تھی لیکن اس سے پہلے ہی شاہ رخ پیر سے جوتا نکال گیا تھا اور اسکے ساتھ ہی تعبیر نے ہاتھ آگے کیا۔

"کتنے بولوں؟؟؟" تعبیر نے سوچ بچار کے بعد شزا کو مخاطب کیا تھا۔

"پانچ روپے کہہ دو۔" شاہ میر کی بات پر اس نے حیرت سے حنان کو دیکھا۔

"پانچ روپے کتنے اوتے (ہوتے) ہیں؟؟؟ حنان نے خفیف سا قہقہہ لگاتے تعبیر کو اپنے پاس کیا۔

## مرا سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"پانچ ہزار کہو تعبیر"! مروانے مسکراتے ہوئے اسے آگاہ کیا تو تعبیر سب چھوڑ چھاڑ کے شاہ رخ کے پاس چلی آئی۔  
"ملو جتنے تہہ لمی ہیں اتنے دیں"۔ اسکی معصومیت پر شاہ رخ اس کے گال چومتا چیک پکڑا گیا تھا جو کہ سب سے پہلے وہ  
تکبیر کے پاس لائی تھی جبکہ اسکی چالاک حرکت پر سب کے قہقہے گونجنے لگے۔

کچھ دیر بعد اسی طرح ہنستے مسکراتے فنکشن اپنے اختتام کو پہنچا تھا اور یہی مسکراتے چہرے کمرے کی آنکھ نے محفوظ  
کئے تھے۔ جتنا انجوائے شاہ رخ اور صفا نے اپنی شادی میں کیا تھا مشکل ہی تھا کوئی اور کرتا۔

شرزا، مروا اور تکبیر اسے کمرے میں بٹھا کے کچھ دیر پہلے ہی شاہ رخ کی جیب ڈھیلی کر کے کمرے سے نکلی تھیں اب  
چونکہ صفا کیلی تھی اور غیر لاشعوری طور پر اسکی نظریں شاہ رخ کے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کتنا مسحور کن  
احساس تھا کہ وہ شاہ رخ کے نکاح میں ہے۔ اسکی زندگی کے ساتھ ساتھ وہ اس کمرے اور شاہ رخ کی ہر چیز پر برابر کی  
حصہ دار تھی۔ شاہ رخ سے وہ بہت زیادہ فری تھی لیکن یوں تو وہ اسکا شوہر تھا لیکن اس طرح اس کے انتظار میں وہ آج  
پہلی بار بیٹھی تھی۔ شاہ رخ کو جتنا غصے میں اس نے کچھ دیر پہلے دیکھا تھا اب تک کہیں نہ کہیں اسکی خون اگلتی آنکھوں  
سے خوف بھی محسوس ہو رہا تھا۔ ہلکی سی نمی اسے اپنے ماتھے پر محسوس ہوئی تو بے ساختہ خوبصورت سی مسکراہٹ  
اس کے لبوں پر رینگ گئی۔

شاہ رخ نوب گھماتا کمرے میں داخل ہوا تھا اور وہیں صفا کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔ پورا کمرہ موم بتیوں اور سرخ  
گلابوں سے سجا تھا فسوں خیز سا منظر اور صفا کا قیامت خیز حسن شاہ رخ کے دل کو بھایا تھا۔ اس نے تو یہ سوچ سوچنا بھی

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ترک کر دیا تھا کہ شاید ہی صفا سے کبھی ملے مگر کہیں نا کہیں اسے اپنی دعاؤں پر بھروسہ تھا اور یہی اسکے لئے خوش قسمتی کا باعث بنا کہ اس نے اسکی دعا سن کے صفا کے دل میں محبت ڈال دی تھی۔ اور صفا اسکی بیوی کے طور پر اسکی آنکھوں کے سامنے موجود تھی۔

شاہ رخ قدم قدم بڑھاتا اسکے پاس چلا آ رہا تھا جبکہ صفا کی بے ترتیب دھڑکنیں الگ ہی ساز میں دھڑک رہی تھیں۔ شاہ رخ گھڑی اتار کے صفا کے برابر رکھے صوفے پر رکھتا عین اسکے پہلو میں بیٹھا۔ جتنا ہنسی مزاق اور لڑائی ان دونوں کے بیچ ہوتی تھی اب اتنا ہی وہ دونوں کنفیوژ سے تھے۔ شاہ رخ کتنی ہی باتیں اس سے کرنا چاہتا تھا اور صفا کے پاس بھی بہت کچھ تھا لیکن دونوں ہی چپ بیٹھے تھے۔

"کیا حال ہیں صفا بی بی؟؟؟ کچھ دیر بعد شاہ رخ کی گھیر آواز سکوت کو توڑتی کمرے میں گونجی۔  
"بھئی تم سے شادی ہوئی ہے تو ٹھیک ہی ہوں ناں"۔ صفا نے تیکھی نظروں سے گھور کے دیکھا اس چہرے پر الگ ہی خوشی کے تاثرات تھے، یہ سوچ سوچ کے اسے تبکیر پر بہت پیار آ رہا تھا کہ اس نے ہمیشہ کی طرح ان لوگوں کی خوشی اور خواہش کو فوقیت دی۔

"دیکھو شاہ رخ! جس طرح پہلے رہتے تھے اسی طرح اب رہیں گے بھول جاؤ بیچ میں جو بھی ہوا ہے اور ہنسی خوشی زندگی گزارو"۔ شاہ رخ بخوبی واقف تھا وہ کس بارے میں بات کر رہی تھی۔ پچھلے کچھ مہینوں کی افیت، دکھ سہ لینے کے بعد وہ اسے موضوع سے ہٹنے کا کہہ رہی تھی جو شاید اتنا آسان نہیں تھا اور دیکھا جائے تو ناممکن بھی نہیں لیکن اسکی پہلے کی طرح زندگی بسر کرنے والے آئیڈیا سے وہ محظوظ سا مسکرایا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میرا سوال ہے ایک تم سے اور وہ یہی ہے کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا میں اسٹیشن گی ہوں اور کیسے تم بروقت وہاں پہنچے؟؟؟ یہی سوال پوچھتے وہ جھجھکی تھی۔ چور نگاہ اس نے شاہ رخ پر ڈالی وہی غصہ اسکی آنکھوں میں آن سما۔ لوگوں کی خباثت بھری نظریں صفا کے وجود پر پڑ رہی تھیں اور یہی سب دیکھ اسکی آنکھوں میں پھر سے جنون دیکھ کے صفا بوکھلا ہٹ کا شکار ہوئی۔ شاہ رخ تھوڑا سا اسکی جانب کھسک کے اسکی کمر کے گرد حصار باندھ کے خود سے قریب کر گیا اسکی آنکھوں کی وحشت سے صفا خوف کھاتی مزاحمت کرنے لگی لیکن شاہ رخ کی سخت گرفت پر وہ سہمی ضرور تھی۔

"آپکو پتا ہے لوگ آپکو کن نظروں سے دیکھ رہے تھے؟؟؟ جہاں مسکراہٹ تھی وہیں چہرے کے تاثرات سرد و سپاٹ تھے۔ روکھا کاٹ دار لہجہ صفا کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر گیا تھا۔ صفا تو اثبات و نفی میں بھی سر جو جنبش نہ دے سکی۔ شاہ رخ اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا جس صفا کو اس نے نڈر، دلیر دیکھا تھا، آج اس کے چہرے پر اس قسم کے اطمینانی اسے کہیں دور تک بھی نہ دکھی۔ شاہ رخ کی قربت اور تیز مردانہ پرفیوم کی مہک اس کے حواس معطل کر رہی تھی۔

"گی کیوں تھیں؟؟؟ شاہ رخ اسکی ڈری حالت سے مزے لیتا مزید اس کے قریب ہوا۔ صفا کا دل سینہ توڑ کے باہر آنے کو تھا لیکن وہ دونوں بہت ہی عجیب تھے شاہ رخ اس سے سوال کر رہا تھا جبکہ صفا نے اس کے گال پر اتنی زور سے چٹکی کاٹی کہ وہ بلبلا تا خود ہی اسے چھوڑ گیا تھا۔

"تم بھول رہے ہو یہاں صفا ہے زیادہ رومینٹک بننے کی ضرورت ہے اور کنجوس آدمی منہ دکھائی نکالو شاہ رخ جلدی۔" صفا اپنے ہی عمل پر قہقہہ لگاتی شاہ رخ کے دل میں اپنے متعلق ایک خوف اور دہشت انڈیلنا چاہتی تھی



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

لیکن شاہ رخ تو ساری باتیں بھلائے اسکی جلت رنگ جیسی ہنسی میں ہی کھو گیا تھا۔ صفا کی محبت میں کتنے ہی سالوں سے شاہ رخ مبتلا تھا لیکن اسے اپنی قسمت پر بے ساختہ رشک ہوا۔ صفا پوری کی پوری اسکی ملکیت تھی اس سے جڑا ہر ایک شخص اسے عزیز تھا۔ وہ تو مزید بھی کچھ کہہ رہے تھے لیکن شاہ رخ اسے قہقہہ لگاتا دیکھ اپنا دل ڈوبتا محسوس کر رہا تھا۔ "دو بھی جلدی"۔ صفا اسکے دائیں بائیں جانب جھک کے تحفہ تلاش کر رہی تھی لیکن وہاں ہوتا تو شاید مل بھی جاتا۔ "ہزار بار کا دیکھا ہوا ہے یہ میکپ زدہ حسن کیا تحفہ دوں آپکو"۔ وہ اسکی بات سے تپ چکی تھی۔

"دیکھو اس طرح مجھے پریشان نہیں کرو، تم منع کرو گے اور میں ضد کرونگی تو ایسا تو نہیں چلنے والا۔ بہتر ہے ایک بات یاد رکھ لو کوئی فضول چیز دینے کا سوچنا بھی مت"۔ صفا اسکی دماغی خرافات سے اچھی طرح واقف تھی اور یہی متوقع تھا وہ ضرور اسکا دل جلائے گا۔

"اب تو میں لے آیا ہوں ابھی کام چلا لو باقی بعد میں دیکھ لیں گے"۔ شاہ رخ کی شیطانی مسکراہٹ پر اس نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔ شاہ رخ باکس اٹھاتا اسکے پاس آیا جس طرح اسے پیک کیا گیا تھا مانو کوئی قیمتی چیز ہوگی لیکن باکس کے اندر موجود اشیاء دیکھ کے اسے اپنی قسمت پر رونا آیا۔ میکپ ریموور تھا جو شاہ رخ نے صفا کی جانب خوش دلی سے بڑھایا۔

"واٹ!! تمہیں کیا لگتا ہے میں یہ لونگی؟؟ صفا صدمے سے چینجی۔"

## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میری کبھی شادی ہوئی نہیں نہ جی جی مجھے تجربہ نہیں ہے، میں تو تمہارے لئے پرفیوم لینا چاہ رہا تھا لیکن پھر میں نے مچھر مار اسپرے لے لیا، ابھی میکپ ریموور رکھ لو کل مچھر مار اسپرے اچھا سا پیک کر کے دوں گا۔" شاہ رخ نے سر کو آہستگی سے جنبش دیتے جتنی خوشی سے اسے آگاہ کیا تھا صفا کا دل چاہا خون کر دے اسکا۔

"دماغ درست ہے تمہارا یا بننے کی اداکاری کر رہے ہو؟؟؟" وہ تلملاتے ہوئے پوچھ بیٹھی۔

"پہلے تو سر سے نکل کے کہیں کھو گیا تھا لیکن جب سے شادی ہوئی ہے تم سے اپنی جگہ پر ہے اور بالکل درست ہے۔" صفا زچ ہو گئی تھی، رہ رہ کے میکپ ریموور دیکھ کے اسے رونا آ رہا تھا جبکہ غصہ ضبط کی حدوں کو چھو رہا تھا۔

"شرم کر لو تھوڑی انسان کچھ گھنٹوں پہلے بنی دلہن کی تعریف کرتا ہے اور یہاں تم مچھر مار اسپرے دینے کے لئے

پر جوش ہو۔ مجھے تو لگا تم ڈائمنڈ نیکیس دو گے یا چلو یہ زیادہ سستا ہے تو بطور تحفہ تم مجھے "Maldives" گھمانے لے جاؤ گے اور اگر چلو تھوڑی دیر کے لئے مان لیتے ہیں یہ بھی سستا ہے تو شاید تم۔۔۔" صفا کی باتوں سے اسکی آنکھیں حیرت انگیز طور پر پھیلیں۔

"موصوفہ غریب آدمی ہوں میں نے تو نام بھی پہلی بار سنے ہیں اور میں اتنے مہنگے تحفے افورڈ نہیں کر سکتا بہتر ہے اس تھوڑی سی سیلری والے شوہر کے ساتھ دکھ غم ساتھ بانٹا اور ہاں ایک کڑوڑ کی بات بتا رہا ہوں میاں بیوی میں صرف محبت ہونی چاہیے چیزوں کا کیا ہے، آج ہیں کل خراب۔" شاہ رخ اسکی بات بچ میں ہی اچک گیا تھا جبکہ صفا کی آنکھیں بے یقینی اور چہرہ بلا وجہ سرخ ہوا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بہت ہی کنجوس ہو سارے ارمانوں کا خون کر دیا ہے۔" ایک دھموکا جڑا تھا اس نے شاہ رخ کے سینے پر جبکہ وہ خفیف سا قہقہہ لگاتا اسکے سامنے ہی بیٹھ گیا۔

"سارا موڈ خراب کر دیا۔" ڈھیروں دکھ سموئے وہ بیڈ سے اٹھنے لگی تھی جبکہ شاہ رخ نے اسی کی اتری ہوئی پازیب اسکے ہاتھ میں رکھی۔

"کیا یاد رکھیں گی آپ، کیسے سخی شوہر سے پالا پڑا ہے۔" احسان جتانے کے اسٹائل میں وہ پازیب کی طرف اشارہ کر رہا تھا جبکہ صفا کا خون مزید کھولا۔

"منہ بند رکھ لو تم سمجھے! یہ میں اپنے باپ کے گھر سے لیکے آئی ہوں۔" سنجیدہ چہرہ لئے وہ بیڈ سے اٹھنے لگی تھی شاہ رخ نے اسکی کلائی تھامی۔

"جیسا چہرہ ہو گا ویسی ہی منہ دکھائی ہو گی نہ، اب آپ بتائیں میں بیچارہ کیا کروں؟؟؟" شاہ رخ نے ہلکی سی مسکراہٹ اسکی طرف اچھالی۔

"میں ہی تھی جو تم سے شادی کرنے کے لئے پاگل ہو رہی تھی۔" اسکی آہنی گرفت میں اپنی کلائی پا کر وہ وہیں بیٹھ گئی۔

شاہ رخ نے جیب سے ڈائمنڈ پینڈینٹ نکالا اور صفا کو اپنے ساتھ لیتا آئینے کے روبرو کھڑا ہوا۔  
"مجھ سے زیادہ غریب تو آپ ہیں!!" اسکی لبوں پر مسکراہٹ تھی لیکن آنکھیں مسکائی ضرور تھیں۔ شاہ رخ پینڈینٹ اسے پہنا رہا تھا جبکہ اسکی انگلیاں گردن پر محسوس کرتے وہ بے ساختہ خود میں سمٹی۔ ایک لالی سی اسکے

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

خوبصورت چہرے پر پھیلتی شاہ رخ کو دیوانہ بنا گئی تھی۔ شاہ رخ نے لاکٹ پہنانے میں اتنی دیر کر دی جبکہ صفا ساکت سی کھڑی تھی۔

"جو لڑکی مجھ سے اتنی محبت کرتی ہو اور حتیٰ کے اتنا بڑا خطرہ مول لیکے سب سے بے حد ہو کے" مجھے شاہ رخ سے محبت کرنی ہے، اس پگی کا دل میں کیسے توڑ سکتا ہوں؟ صفا آئینے میں اس کا عکس دیکھتی مسکرائی۔

"یہ بات درست ہے میں تمہاری حرکت سے خفا ہوں لیکن جب تم بھا بھی سے یہ کہہ رہی تھیں کہ تم خود کشی کر لو گی مجھے تب سے تم پر شک ہو گیا تھا۔" پیڈینٹ گلے میں ڈالے صفا کو اپنے حصار میں لئے کان کے قریب جھک کے وہ طلسم سا پھونک رہا تھا صفا کی دھڑکنوں نے رفتار پکڑی۔

"جب آپ سلون گی تھیں میں تب سے ہی آپ پر نظر رکھا ہوا تھا۔ میں رگ رگ سے واقف ہوں آپ کی اور مجھ سے بہتر آپ کو جان کون سکتا ہے؟ میں کار میں آپ کی تاک لگائے بیٹھا تھا اور پھر مجھے محترمہ سیلون سے اکیلی نکلتی دکھائی دیں، اتنے معصوم چہرے کے پیچھے ایسی گھناؤنی حرکت آپ پر سوٹ نہیں کر رہی تھی صفا!۔" صفا کے تاثرات بدلے تھے وہ ڈریسنگ کا کونا تھا مے مضبوطی سے کھڑی تھی۔ شاہ رخ نے محبت میں ہی تو اسے رسوا ہونے سے بچایا تھا۔ بھلا اس سے اچھا بھی محبت کا ثبوت ہو سکتا ہے؟؟

"نہیں!!" صفا بے ساختہ خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیرتی ہو لے سے منمنائی تھی۔

"میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا آپ ضرور کچھ نہ کچھ کریں گی لیکن محبت سے کہیں زیادہ آگے ماں باپ ہیں، ان کو ذلیل و رسوا کر کے اپنی خوشیوں کا نہیں سوچا کرتے، مان لیں میں وہاں بروقت نہیں پہنچتا تو آپ کے ساتھ کیا ہو جاتا۔"



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

لمحہ بھر کو وہ لفظوں کو تلاشتارک چکا تھا۔ وہ اسے سمجھا رہا تھا اور شاید کسی نے پہلی بار ہی غلطی کا احساس اتنے انوکھے انداز میں کروایا ہوگا۔

"ماں باپ سے بڑھ کے کوئی خوشیاں نہیں ہوتیں اگر وہ ہی جیتے جی مرجائیں تو کون کم بخت زندگی کے خوبصورت لمحے خوش حالی سے گزارے۔ صفائے دل سے رب کا شکر ادا کیا تھا جتنا شرارتی اور پر شوخ سا شاہ رخ تھا اس سے کہیں زیادہ وہ حساس اور رشتوں کو سنبھالنے والا تھا۔ اس کے چہرے پر ندامت کے تاثرات دیکھ وہ اسے موضوع سے ہٹا کے شرارت سے گویا ہوا۔

"میکپ ریموور آہی گیا ہے تو ڈسٹمبر ہٹا کے قدرتی چہرے کی خوبصورتی دکھا ہی دو۔" شاہ رخ کے لہجے میں شرارت گھلی تھی اور اتنی سنجیدگی کے بعد وہ بلند سا تہقہ لگا گی۔

اس نے صفا کارخ اپنی جانب کیا اور اپنے لب عقیدت سے اسکی پیشانی پر رکھ گیا۔ شاہ رخ کی بے تاب نگاہیں اور منہ بولتے جذبات پر صفا آنکھیں بند کئے کھڑی تھی اسکا نرم سانس محسوس کرتے جہاں وہ شرمائی تھی وہیں پر سکون بھی تھی۔

"دوست؟؟؟ صفائے دوستی کا ہاتھ بڑھاتے مان سے پوچھا جبکہ شاہ رخ ہاتھ ملاتا اثبات میں سر ہلا گیا۔

"جو کچھ بھی ہو سیدھا منہ پے بولنے کا! اب بتاؤ حسن چیکو کا پتہ کس نے کاٹا تھا؟؟؟ شاہ رخ اسکی چالاکی پر کھل کے

ہنسا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تکبیر بھا بھی سے پوچھئے گا اور جتنا ہرٹ آپ نے ان کو کیا ہے میرا نہیں خیال کوئی اور بھی ہوا ہو گا۔ تمہارے پیچھے پاگلوں کی طرح سب گھر والوں کو ایک ایک کر کے منایا تھا کہاں کہاں خواری نہیں کی آپ کے پیچھے لیکن آپ نے ان ہی کی پیٹھ میں خنجر گھونپ دیا، اچ"!! ملامت کرتا شاہ رخ اسے اپنے ساتھ ہی شرمندگی کے دریا میں بہا لے گیا تھا۔

"اچھا بھی چپ رہو تم! ہماری بات ہو گی ہے"۔ تکبیر کا سوچتے ہی وہ پہلو بدل گی جبکہ شاہ رخ اسکی ناک کھینچتا سینے سے لگا گیا۔

"ساری زندگی اس لڑکے کے ساتھ گزارنے کے لئے تیار رہنا میڈم"۔ شاہ رخ نے مدھم آواز میں سرگوشی کی تھی جبکہ صفا خوشی سے اسکی کمر کے گرد حصار باندھ گی تھی۔

"آدمی ہو پورے، لڑکے تو کسی اینگل سے نظر نہیں آتے"۔ اسکے سینے سے لگے صفائے دل کھول کے برائی کی۔  
"چلیں آپ آدمی ہی سمجھ لیں اور ساتھ یہ بھی سوچ لیں اسی آدمی کے پیچھے پاگل تھیں آپ"۔  
"اب بھی ہوں"۔ بے ساختہ وہ اعتراف کر گی تھی شاہ رخ کو لگا اسکی محبت نے اسے سرشار سا کر دیا۔



"ہم باپ بیٹی تو آپ کو نظر ہی نہیں آتے جب دیکھیں ہمیں سائڈ کر کے آگے بڑھ جاتی ہیں"۔ وہ بیس منٹ پہلے تکبیر کے بے حد اصرار پر اس سے شکوے کر رہا تھا ورنہ وہ تو کبھی ان چیزوں کا ذکر تک نہیں کیا کرتا تھا اور یہ بھی اسے بخوبی معلوم تھا تکبیر جب تک شکوے شکایات سن نہ لے چین سے نہیں بیٹھے گی۔ جواد کے ایک اور شکوے پر وہ پھیکا

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

سامسکرائی۔ تعبیر انکے قریب ہی بھالو پکڑے سو رہی تھی۔ تکبیر بیڈ پر دو زنانوں ہو کے بیٹھی ہوئی تھی جبکہ جواد اسکی گود میں سر رکھے شکوے کر رہا تھا۔

"اچھا اور؟؟؟" تکبیر نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔ جبکہ اسکے اور کہنے پر جواد نے شکوؤں کی لسٹ کھول کے سامنے رکھ دی۔

"جب کوئی ایونٹ آتا ہے آپ ایسی ہو جاتی ہیں جیسے مجھ سے آپ کا واسطہ ہی نہیں ہے۔" اسنے گزرے حالات پر چوٹ کی شاہ رخ کی شادی کے دوران وہ اتنا مصروف تھی کہ دھیان ہی نہیں دیا کہ بچاری کا بچا راشوہر بھی ہے۔ تکبیر ایک ہاتھ اسکے بالوں میں چلا رہی تھی جبکہ دوسرا ہاتھ جواد کے ہاتھ میں قید تھا۔

"شاہ میر کی شادی ہو یا شزا کی برات، احد کا ولیمہ ہو یا شیراز کی برتھ ڈے، سب میں آپ بھول جاتی ہیں مجھے! اگر اللہ نے شوہر اتنا انڈر اسٹینڈنگ دیا ہے جو بات بات میں ٹوکتا نہیں ہے روکتا نہیں ہے اب اسکا ہر گز یہ مطلب تو نہیں ہوا کہ شوہر کو ہی نظر انداز کر دیں۔" تکبیر نے جھک کے جواد کو دیکھا لیکن وہ تو بس اسکے دوسرے ہاتھ پر انگلیاں چلاتا مدھم سی آواز میں سرگوشی نما کہہ رہا تھا۔

اسکے اتنی معصومیت سے کہنے پر تکبیر کو سخت احساس محرومی نے آں گہرا۔ سہی تو کہہ رہا تھا وہ۔ ہمیشہ تکبیر اسکے ساتھ یہی کرتی تھی۔

"تعبیر کو بھی میں سمنبھال لیتا ہوں وہ الگ بات ہے شادی سے پہلے میرے ہاتھ میں موبائل ہوتا تھا اب میرے ہاتھوں میں تعبیر ہوتی ہے، پہلے میں اپنی مرضی سے گھر آتا تھا لیکن میری شادی آپ سے ہوئی تو میں بارہ بجے سے

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

پہلے ہی گھر آنے کا پابند ہوں، پہلے کی زندگی اور اب کی زندگی میں واضح تبدیلیاں آئی ہیں، پہلے تو میں صرف آرام کرتا تھا لیکن اب آپ مجھے فارغ دیکھتی ہیں تو اپنا ہی سوٹ پریس کروانے لگادیتی ہیں۔ جہاں جانا ہوتا تھا کبھی بھی نکل جاتا تھا لیکن اب مجھے اپنی ماما کے بعد آپ کی رضامندی بھی ضرور لینی ہوتی ہے، اب زندگی ہے ناں اور ذمہ داری وہ بھی اسی کی بیک بون ہے تو کرنا پڑتا ہے ناچاہتے ہوئے بھی۔ اچھی زندگی ہے خوش ہوں لیکن اب اتنی ذمہ داریوں کے بعد بھی بیوی دیکھے نہ، یہ کہاں کا انصاف ہوا بیگم؟؟؟ وہ اپنی داستان غم تکبیر کو سنارہا تھا جسکی دبی دبی ہنسی کمرے میں گونجی رہی تھی۔ یہ شکوے تو جائز تھے اسکے لیکن تکبیر بھی کبھی بہت غلط کر دیا کرتی تھی جو اد کے ساتھ۔

"سب کے معاملے میں آپ حساس ہیں لیکن جہاں 'جواد' آیا، وہیں تکبیر میڈم ایسے ہو گئیں جیسے جانتی ہی نہ ہو۔" وہ ہنوز اسی لہجے میں گویا ہوا۔

"کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔" وہی ازلی ڈھیٹ لہجہ اور پر شوخ سی آواز جو اد کی سماعت سے ٹکرائی تو وہ اٹھ بیٹھا۔ دونوں آمنے سامنے ہی بیٹھے تھے جبکہ جو اد نے تعبیر پر ایک پیار بھری نگاہ ڈالتے تکبیر کو دیکھا۔

"جام پے جام پینے سے کیا فائدہ

صبح تک تو ساری اتر جائے گی

ہم نے آپ کی آنکھوں سے پی ہے

خدا کی قسم! ساری عمر نشے میں گزر جائے گی۔"



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد اسکے قریب ہوتا نیم تاریکی میں گھمبیر اور دلکش سی آواز میں شعر پڑھتا اب تکبیر کے ردِ عمل کا منتظر تھا جس کو شاعری کچھ دیر بعد سمجھ آئی تھی اور سمجھ آنے پر اسکا نہ رکنے والا قہقہہ جاری تھا۔ جواد جواد بھی مسکرایا تھا۔ "تو تم شاعر بھی ہو، اہم اہم!! دلچسپ"۔ تکبیر نے اسکی پرکشش آنکھوں میں جھانکتے پھر سے ہنسی ضبط کرتے قدرے حیرانی سے اپنی بات گوش گزار کی تھی۔

"صرف آپکے لئے"۔ بڑی فرصت سے وہ دونوں پر سکون سے بیٹھے اپنا اپنا حالِ دل بیاں کر رہے تھے۔ "مجھے تو احان بھی شاعریاں بھیجتا تھا اور اسکی لکھائی بھی بہت خوبصورت تھی"۔ تکبیر نے ماضی کا حوالہ دیا تھا جبکہ جواد ان خوبصورت پلوں اور گزرے لمحات کو یاد کرتا مسکرایا لیکن اسے تکبیر کے لبوں سے احان نام پسند نہیں آیا تھا۔

"جب پتا ہے وہ میں ہی تھا تو کیوں بار بار نام لیتی ہیں"۔ تکبیر اسے احان نام سے چڑاتی تھی جبکہ یہ جانتے ہوئے بھی وہ اسکا ہی تذکرہ کرتی ہے پھر بھی دل کے ہاتھوں مجبور وہ جیس ہو جایا کرتا تھا۔

"تو وہ ہے ہی اتنا اچھا، ایئرنگ ڈھونڈ کے دیئے تھے، پھول بھی دیتا تھا اور تصویریں بھی، تمہارے پاس کیا ہے مجھے دینے کو غریب؟؟" تکبیر نے شرارتاگاہا تھا جبکہ جواد مکمل طور پر زچ ہوتا موضوع بدلنے کی تگ و دو میں لگا پڑا تھا اور درحقیقت اسے جلا کے وہ قلبی خوشی محسوس کرتی تھی۔ تکبیر اس سے پہلے مزید کچھ کہتی کہ جواد اسکا ہاتھ تھام کے قریب کر گیا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سبز ۲ ملائیکہ خان

"چھوڑیں کچھ اچھی بات کرتے ہیں، ویسے آج آپ بہت حسین لگ رہی تھیں، بالکل پٹاخہ!! جب سے آپ زندگی میں آئی ہیں میری مجھے محسوس ہوتا ہے میری ہر صبح خوبصورت اور ہر شام خوشگوار ہے۔ اب تک کی میری زندگی کو آپ نے رنگوں سے بھر دیا ہے۔ جب بھی میں آپ کو اور تعبیر کو دیکھتا ہوں اندر سے آواز آتی ہے یہی تو مکمل زندگی ہے۔ مجھے اب کسی چیز کی خواہش نہیں ہے، سب کچھ ہے میرے پاس، نہ مزید دولت کی چاہت اور نہ شہرت کی خواہش! اللہ نے ایک نور جیسی بیٹی عطا کی ہے اور یہ میرے لئے باعثِ فخر ہے وہ آپ کی طرح ہے۔" جواد نے ڈھیروں شدت سموئے اپنی والہانہ چاہت کا اظہار کیا تھا اور اسی کے ساتھ اپنا پسندیدہ شغل اسکے بالوں میں ہاتھ چلانے کا بھی جاری تھا، یہ کام کسی صورت وہ ترک نہیں کرتا تھا۔ تکبیر مسکراتے ہوئے جواد سے اپنے ہی بارے میں ساکت ہوتی سن رہی تھی اور یہ بھی کسی خوش قسمتی سے کام نہیں تھا۔ تکبیر کا پاگل پن اسکی محبت کی وجہ سے ہی برقرار تھا کیونکہ وہ جیسی تھی جواد نے اسے ویسے ہی اپنایا تھا۔

"مجھے کبھی شک ہونے لگتا ہے تم پر، ایسا محسوس ہوتا ہے تمہاری محبت کسی طوفان جیسی ہے! ہے تو بہت پر جوش لیکن کسی دن تھم جائے گی، جنونی محبت ہوتی ہے اور جب جنون ختم ہوتا ہے سب کچھ مٹ جاتا ہے کھو جاتا ہے۔ مجھے ڈر لگتا ہے تمہاری اتنی محبت پر، سب کچھ ہو جائے لیکن تمہاری محبت ویسی نہ ہو جیسے میرے دل میں خدشات ہیں۔ جب سب کچھ من چاہا مل جاتا ہے تو انسان کو کھونے کا ڈر بھی زیادہ رہتا ہے اور یہ سو فیصد درست ہے مجھے تمہیں کھونے کا ڈر لگا رہتا ہے۔" جواد اسکے نرم ہاتھوں کو بہت مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔ جہاں دونوں کے

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

چہرے پر مسکراہٹ تھی وہیں تکبیر حد درجہ سنجیدہ تھی اور جواد کی مسکراہٹ تو مزید گہری ہوتی چلی گئی تھی۔ یہ تو فطری بات تھی من چاہے کو کون کھونے کا سوچ سکتا ہے؟ یہ سوچ بھی جان لیوا ہے پھر بھلا وہ کیوں نہیں ڈرتی؟ جب دو جسم ایک جان ہو تو میری جان محبت نہیں بدل سکتی، اگر محبت بھی بدل جائے تو کیا وہ محبت کہلانے کے بھی قابل ہے؟ اتنا فضول نہیں سوچا کریں کیونکہ اس سے انسان ڈپریشن میں چلا جاتا ہے۔ میری تو سوچیں، سارے راستے آپ پر آ کے ختم ہو جاتے ہیں اور جس کے آگے کوئی راستہ ہی نظر نہ آئے اس سڑک پر انسان جانے کی حماقت بھی نہیں کرتا۔ جواد اسے اپنے سینے سے لگائے تکبیر کے بالوں میں ہاتھ چلاتا اسکی پریشانی دور کر رہا تھا۔ "وعدہ کرو کبھی نہیں بد لوگے، نظر انداز نہیں کرو گے؟؟" تکبیر نے باقاعدہ طور پر اسکے سامنے ہاتھ کیا تھا جبکہ جواد اسکے معصوم سے انداز پر مسکرایا۔

"وعدہ!!" ہاتھ میں ہاتھ پیوست کئے وہ اسے مطمئن کر گیا تھا۔

"میرا بھی ایک سوال ہے؟؟" ہاتھ اوپر کئے اس نے معصومیت سے کہا تھا۔

"ایک نہیں سو پوچھو"۔ تکبیر نے اجازت دی تھی۔

"بیویاں اتنی جلدی محبت کا اظہار نہیں کرتیں لیکن آپ مجھ سے محبت کے سمندر میں کافی گہرائی تک غوطہ زن ہیں، کیا یہ جنونی محبت نہیں؟ یا میں یوں سمجھ لوں آپ مجھے چھوڑ کے چلی جائیں گی؟؟" اب کی بار سنجیدہ جواد تھا جبکہ تکبیر کو کھونے کا ڈر دن رات اسے بھی لگا رہتا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جتنا بھروسہ مجھے تم پر ہے اور میری چھٹی حس کے مطابق تم مجھے کہیں جانے نہیں دو گے اور رہی بات جنونی محبت کی تو میں بلا جھجک یہی کہوں گی ہاں کرتی رہوں گی تم سے محبت اور مرتے دم تک کرونگی۔ تمہارا دوسرا سوال بہت دلچسپ ہے کہ میں عورت ہو کے تم سے کیسے اظہار کر لیتی ہوں؟ جو اد نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تمہارے جیسے مرد دنیا میں بہت کم ہیں اور تم جیسے سے مراد بہت نایاب اور منفرد۔ تم سے اظہار نہ کرنا سب سے بڑی حماقت ہے اور تم خوش قسمت ہو جس سے میں نے محبت کا اظہار کیا ورنہ عورت کی فطرت میں حیا ہے اسکی نسوانیت، اسکا وقار کبھی بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ پہل کرے، کھل کے محبت کا اظہار کرے لیکن مجھے تم پر بھروسہ ہے کہ میں کتنی بھی بار چاہت کروں تم مان نہیں توڑو گے، ذلیل نہیں کرو اور ان سب کی بڑی وجہ یہی ہے کہ تم مجھے بہت عزیز ہو، بے حد، بے انتہا۔ تم میں کوئی تو بات ہے ناں جو میں تمہارے پیچھے پاگل ہوں۔" تبکیر نے اسکے گالوں کو کھینچتے نہایت ہی فرصت اور محبت سموئے لہجے میں اسکی ساری تشنگی مٹا دی تھی۔ جتنے شکوے اس نے کئے تھے بڑی مہارت سے تبکیر دور کر گئی تھی۔ جو اد حیران تھا اور ہر بار تبکیر اسے حیران کر دیتی تھی۔ ہلکی سی نمی اسکی آنکھوں میں در آئی تھی اور بے ساختہ وہ تبکیر کو شدت سے خود میں بھینچ گیا۔

"میں قربان آپ پے۔" جو اد کی سرگوشی کان کے پردوں پر لہرائی تو وہ کھل اٹھی۔

READERS CHOICE



حنان اور شہزادہ تحریم کو سلانے میں ہلکان ہو رہے تھے۔ کچھ دیر پہلے تو وہ چاروں بے خبر سو رہے تھے لیکن تحریم کی گلہ پھاڑنے کی آواز سے جہاں شہزادہ اٹھی تھی وہیں حنان بھی بیدار ہوا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"شزا چپ کرائیں نہ"۔ شزا کے لاکھ تھپکنے کے بعد بھی اسکے رونے میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

"کرو اتور ہی ہوں لیکن دیکھیں آپ ہو ہی نہیں"۔ شزا در حقیقت اسکے رونے سے پریشان آجایا کرتی تھی۔ بیڈ سے اٹھ کے کاندھے پر اسکا سر ٹکا کے وہ تھپک رہی تھی لیکن وہ ہنوز ویسے ہی روئے جارہی تھی۔

"السا خیر کرے! کیا ہو گیا ہے"۔ شزا ہول گئی تھی پھر سے بیڈ پر بیٹھ کے اس نے گود میں لٹایا۔ حنان فیڈر بنارہا تھا اور جیسے ہی اس نے حنان کو دیکھا فوراً سے قلقاریاں گونجنے لگی۔

"باپ کو دیکھنا تھا تو بیٹا سیدھا کہہ دیتیں"۔ شزا نے اسکے گال چومتے گہری سانس خارج کی جبکہ حنان اسے اٹھاتا اپنی گود میں لٹا گیا۔ ننھے منے ہاتھوں سے اسکی طرف ہاتھ بڑھاتی وہ زور زور سے عجیب و غریب آوازیں نکال رہی تھی۔

"شزا وہ ابھی بول نہیں سکتی تو کیسے بتاتی آپ کو؟؟" حنان نے قہقہہ لگایا تھا جبکہ دونوں کی نیندیں برباد ہو گئی تھیں۔

"میرا بیٹا اچھا ہے"۔ شزا نے سوئے شیراز پر محبت بھری نگاہ ڈالی۔

"یہ بیٹا میرے ساتھ کیا کیا کر چکا ہے میں دہرانا نہیں چاہتا"۔ شیراز کی ساری شرارتوں کو یاد کرتی وہ ہنسی تھی اور اسکا گال چومتی پھر سے مسکرائی۔

"تو اسکی بہن مجھے تنگ کرتی ہے اور وہ تحریم کے بدلے آپ سے لیتا ہے، سمپل"۔ شزا نے شانے اچکائے اور حنان صرف مسکرا کے رہ گیا۔

"حنان کل ہی چلیں گے بھائی نے اسلام آباد آنا ہے اور بہت ساری تیاریاں بھی رہتی ہیں"۔ شزا یہی بات کوئی چوتھی دفع دہرا رہی تھی حنان نے سر پیٹا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہاں شزاہاں"۔ حنان نے اسکی دلی تسلی کے لیے عام سا جواب دیا۔

"اچھا ناں"۔ لاڈ کا اظہار کرتی وہ حنان کے ساتھ بالکنی میں ہی تھی۔ موسم چونکے سرد تھا تو تحریم کے ساتھ وہ دونوں بھی خود کو کور کئے ہوئے تھے۔

"اس میں، میں تھاں ہوں؟؟؟" برات کی صبح ہی وہ جواد اور تکبیر کی تصویر جواد کے ہی موبائل میں دیکھتی جواد سے مخاطب ہوئی، وہ تصویر ان دونوں کی تعبیر سے پہلے کی تھی لیکن آخر وہ اسے کیا جواب دے کہ وہ کہاں ہے؟؟ جواد کی خاموشی نوٹ کرتی وہ اسی کے کاندھے پر چڑھ بیٹھی۔

"بے بی! اس میں، میں تھاں ہوں؟؟؟" موبائل پھر سے اسکی جانب کرتے تعبیر نے لاڈ سے پوچھا۔  
"بیٹا اس میں آپ"۔ جواد کو اسکا دل بہلانا ہی نہیں آیا عین اسی وقت تکبیر واشروم سے نکلتی تو لیے سے منہ صاف کرنے لگی۔

"بیر سے پوچھو انکے پاس ہے اسکا جواب"۔ جواد نے اوپر سے ہی اسے پکڑ کے گود میں بٹھایا۔ ساری ٹوپی وہ تکبیر کے سر ڈال دیا کرتا تھا۔

"بیر"۔ تعبیر نے اسے پکارا لیکن اسکا سوال تو پہلے ہی وہ جان گئی تھی مزید اسے دہرانے کے کشت سے بچاتی تکبیر اسی کے پہلو میں بیٹھی۔

"آپ کنچے لینے گی تھیں"۔ یہ کہہ کے اس نے اپنے پیروں میں خود ہی کلہاڑی ماری تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تنچے!! وہ تیا ہوتے ہیں؟" جواد نے سر پیٹا جبکہ تعبیر کی آنکھیں خوشی سے چمکیں، یہ نام بھی اس نے پہلی بار تعبیر کے منہ سے ہی کچھ دیر پہلے سنا تھا۔

"چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور انہیں مٹی والی جگہ پر کھیلتے ہیں! بہت مزا آتا ہے میں نے تو بہت کھیلے ہیں۔" تعبیر خوش ہوتی اپنے کارنامے بتا رہی تھی جبکہ اسکی سوئی کنچے پرائٹ گئی تھی۔

"بے بی مجھے بھی تنچے دلائیں۔" جواد کی طرف رخ کر کے کھڑی وہ لاڈ سے بولی۔

"بچے تھوڑی کھیلتے ہیں بیٹا اور میں نے بھی نہیں کھیلے تو آپ بھی میری جیسی ہوناں تو آپ بھی نہیں کھیلو گی۔" جواد نے پوری توجہ سے اسے منانا چاہا۔

"تو آپ بچے نہیں ہون دے (ہونگے) جبھی آپ نے نہیں تھیلے (کھیلے) لیٹن میں تو بچی ہوں ناں اتو (اتنی) سی۔"

اس نے باقاعدہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے زمین سے تھوڑا سا ہاتھ اٹھاتے اپنی چھوٹی بچی ہونے کا ثبوت دیا۔

"بیٹا منتیں نہیں کرو! تمہاری بیر دلائے گی تمہیں کنچے، پتنگ، لٹو، بڑا والا بللا اور سب کچھ۔" بالوں کو ڈھیلے سے

جوڑے میں مقید کئے تعبیر نے تعبیر کو گود میں اٹھایا اور چٹا چٹ اسکے گال چوم ڈالے۔

"لو یو بیر!!" تعبیر نے اسکے گلے میں بائیں ڈالیں اور پیار کرنے لگی۔

"لو یو ٹو انگریزن۔" اسکی انگریزی پر چوٹ کرتے تعبیر جل کے بولی جبکہ جواد کا قہقہہ کمرے میں گونجا اور تعبیر وہ تو

انگریزن لفظ ہی سمجھ نہیں پائی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میری راج دلاری میری کلیجی کو انگریز بنادیا"۔ منہ منہ میں بڑبڑاتی وہ جواد کو گھورنا نہیں بھولی تھی کیونکہ ہر شام کچھ کلاس وہ تعبیر کو دیا کرتا تھا۔

ناشتے کی ٹیبل پر سب ہی براجمان تھے۔ تکبیر سے ضد کرنے کے باوجود بھی وہ شاہ رخ اور شاہ میر کے پیچھے پڑی تھی۔

"لالا تجھے"۔ اسکے پیروں میں بیٹھ کے وہ ضد پوری کروانے کی تگ و دو میں لگی پڑی تھی۔

"تجھے کیا ہوتے ہیں؟" شاہ میر تو سمجھ ہی نہیں پایا تھا لیکن جواد نے لفظ دہرایا تو اس نے اپنا سر پیٹا۔

"کنچے گندے بچے کھیلتے ہیں"۔ شاہ رخ نے نیچے سے اٹھا کے اسے کرسی پر بٹھایا جبکہ اسکی انوکھی فرمائش پر سب ہی حیران تھے۔

"کہاں سے سن لئے اس نے کنچے؟؟؟" فاروق صاحب نے جواد اور تکبیر کو دیکھتے استفسار کیا۔

"ڈیڈ کون بتا سکتا ہے سوائے ایک شخصیت کے؟" جواد کا اشارہ وہ سمجھ چکے تھے لیکن انکے کچھ کہنے سے پہلے ہی تکبیر بول پڑی۔

"انکل آپ خود بتائیں کیا غلط کیا میں نے؟ اپنی بچی کو اپنے ٹیلیفون سے آگاہ نہیں کروں کیوں پھپھو آپ بتائیں"۔  
تکبیر نے دونوں کو بیچ میں گھسیٹا۔

"ہاں اچھا کیا ہے بیٹا! کیوں بیگم؟؟؟" فاروق صاحب کی ہاں میں ہاں ملا تیں فرحت آ پا ضبط سے مسکراہٹ روک گئیں۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

'بھابھی نے سہی مزے کئے ہیں'۔ شاہ میر نے ستائش کا اظہار کیا۔

"تو ہم کسی سے کم تھوڑی تھے"۔ مروانے بیچ میں لقمہ دیا۔

"تو اور کیا؟ ہم نے سائیکل بھی چلائی اور تکبیر نے تو بائیک بھی چلائی ہے! لوگوں کی بیل بجابجا کے ہم نے تنگ بھی بہت کیا ہے"۔ صفانے گزرادور یاد کیا۔ سب ہی مبہم سا مسکرائے تھے لیکن تکبیر کے ساتھ وہ دونوں بھی ماضی میں کھو گئی تھیں۔

"اس بات سے میں اتفاق کرتا ہوں"۔ فاروق صاحب نے دل سے تسلیم کیا۔

"سب میرے ٹیلیفون سے اتنا متاثر ہیں سوائے تمہارے"۔ تکبیر نے مصنوعی دکھ کا اظہار کیا۔

"ہاں اوٹ پٹانگ ٹیلیفون"۔ جواد نے مسکراتے ہوئے اسے سلگایا۔

"جل ککڑے آدمی"۔ بے ساختہ جواد ہنس پڑا۔ وہ سب اپنی ہی باتوں میں مشغول تھے جبکہ تعبیر کو اپنا نظر انداز کرنا زیادہ نہیں بھایا تھا۔ خاموشی سے اپنی نشست سے اٹھ کے وہ صوفے کے پیچھے چلی گئی۔ جبکہ شاہ میر اور شاہ رخ بنا وقت ضائع کئے بغیر اسکے پاس چلے آئے۔

"آج لالا کی شادی ہے ناں پھر میں اپنی گڑیا کو کنچے لاکے دوں گا"۔ شاہ میر نے اسے منایا۔

"اور تنگ (پتنگ) بھی؟" ضد پوری ہوتی دیکھ وہ پھیل گئی تھی۔

"ہاں بابا! پتنگ بھی"۔ ہاتھ ملاتے شاہ رخ نے بلا آخر گٹھنے ٹیک دیئے تھے۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کردو یار بچارے کو معاف"۔ ولیمے کا فنکشن زور و شور سے جاری تھا۔ پورے ہال میں موسیقی کے ساتھ لوگوں کے قہقہوں کی آواز بھی گونج رہی تھی لیکن اسکا دل تاریک ہوتا ایک ہی شخص کے گرد گھوم رہا تھا۔ مروا اکیلے ہی ٹیبل پر بیٹھی تھی جبکہ اسی کے دوران ہی تکبیر کی آواز ذہن میں گونجی۔ اس نے سرسری نگاہ ہی ہال میں ڈالی تھی اور اسٹیج کا منظر دیکھتے ہی بے ساختہ وہ ہنس پڑی۔ شاہ رخ اور صفا فوٹو سیشن کے پیچھے لڑ رہے تھے جبکہ جواد تکبیر کے ساتھ غالباً ہنستی ہوئی نظر آرہی تھی۔ عشاق اور احد حنان کے ساتھ تھے اور شزا وہ تو اپنے بھائی کے ڈراموں سے ہی لطف اندوز ہو رہی تھی۔ شاہ میر بھی مروا کی طرح اکیلے کہیں ویران سا بیٹھا تھا جیسے سب کچھ ہی اجڑ سا گیا ہو۔ مروا نے تو خوب محفل سے لطف اٹھایا تھا جبکہ شاہ میر بھی خوش ہی تھا لیکن اپنا سابقہ رویہ سوچ سوچ کے ہر بار شرمندگی کے احساس تلے دب کے رہ جاتا تھا۔

"اوائے مروا تم تو آؤ"۔ دور سے ہی صفا حلق کے بل چلاتی مروا کو پکار رہی تھی جبکہ اسکی آواز اتنی بلند تھی سب نے ہی تقریباً مڑ کے دیکھا ضرور تھا۔

"دلہن بنی ہیں زرا نزاکت دکھائیں"۔ کیمرہ مین کو رکنے کا اشارہ کرتا وہ صفا کو کہنی مار کے ڈپٹ پڑا۔

"تو میں اپنی بہن کو بلاؤں نہیں؟" صفا میکسی اٹھائے سرعت سے اسکی جانب رخ کر کے کھڑی ہوئی۔

"میں نے کب منع کیا ہے بلائیں لیکن"۔ شاہ رخ وضاحت دینے کی ادنیٰ سی کوشش کر رہا تھا صفا بیچ میں ہی ٹوک گئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ارے بس بس! سب سمجھتی ہوں میں۔" مصنوعی سختی برتے وہ شاہ رخ کو حیران کر گئی تھی مزید وہ اپنی زبان سے کچھ لفظ ادا کرنے کی زحمت کرتا کہ مروا وہاں چلی آئی۔

"صفا آرام سے کہہ لیتی یار اتنا عجیب لگا مجھے، اور شزا آپ آپ تو سمجھائیں اس پاگل کو۔" صفانے تیوری چڑھائے شاہ رخ کو گھورا جو مروا کی بات سنتے ہی قہقہہ لگاتا ہنس پڑا تھا اور شزا وہ تو اپنے بھائی کو دیکھ کے ہی واری نیاری جارہی تھی جبکہ مروا کے مخاطب کرنے پر شانے اچکا گئی۔

"اچھا بس ناں لیکچر نہیں دو۔" صفا سرے سے ہی پہلو بدل گئی۔

"آپ لوگوں کا ہو گیا ہو تو میں تصویریں بنالوں؟؟؟" فوٹو گرافر انتہائی مسکین شکل بنا کے جبراً ہی مسکرایا تھا۔

"ہاں تو بناؤ ناں۔" صفانے کھلے دل سے اجازت دی جبکہ شاہ رخ کے پوز اسٹائل سے وہ چڑی ضرور تھی اور کچھ دیر بعد تو کیمرہ مین بھی زچ ہو گیا تھا۔ جو صفا بتا رہی تھی شاہ رخ کو وہ پسند نہیں آرہے تھے اور جو شاہ رخ کی خواہش تھی صفا وہ کرنے سے ہی انکاری تھی۔ دونوں کی عجیب و غریب سی شکلیں دیکھ کے شزا اور مروا کا ہنس ہنس کے برا حال ہو گیا تھا۔



"احدا گر نظر آرہا ہے تو امان کو لے لو کب سے عشا کے پاس ہی ہے۔" شابانہ احد کے پاس آتے ہی اس پر برس گئی تھی۔

"کب سے کہاں ماما، ابھی دس پندرہ منٹ تو ہوئے ہیں عشا کو لئے ہوئے۔" احد نے نپے تلے انداز میں جواب دیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بیٹا تم خود دیکھو وہ تیار ہے ایسے میں بچے سمنبھالے گی؟ نہیں نہ! تو جاؤ اور امان کو لے لو"۔ شاہانہ شفقت سے سمجھاتی اوئیں کو لیکے چلی گی تھی جبکہ احد بیچاری سی شکل بناتا عشا کے پاس ہی چلا آیا جو حنان کے ساتھ باتوں میں مشغول تھی لیکن امان! وہ تو اسے کہیں نظر نہیں آیا تھا۔

"عشا امان کہاں ہے؟" سوالیہ نظروں سے اس نے عشا کو دیکھا جبکہ اسکی الجھن پہچانتی عشانے فرحت آپا کی طرف اشارہ کیا جو تعبیر کو ساتھ لگائے دونوں سے کھیل رہی تھیں۔

"پھپھو ان دونوں کو مجھے دے دیں خوا مخواہ میں آپ تھک جائیں گی"۔ احد انکے قریب ہی بیٹھ گیا لیکن وہ پیار بھری نظروں سے دیکھتیں اسکے کاندھے پر چپت لگائیں۔

"میں نے تمہیں بھی کھلایا ہے لہذا تھکنے کا سوال تو پیدا ہی نہیں ہوتا اور تب تو تم اتنے چیٹو ہوا کرتے تھے بس مت ہی پوچھو! جتنا تنگ تم نے بھا بھی کو کیا ہے اتنا تو اوئیں اور امان نے بھی نہیں کیا تمہیں"۔ ریحانہ بیگم انکے ساتھ ہی بیٹھی تھیں جبکہ دونوں ہی اسکا اور تبکیر کا بچپن یاد کرتیں کھل اٹھی تھیں۔

"آپ نے تیسے تھلایا؟؟؟" تعبیر نے پرسوچ نظروں سے انکی جانب دیکھتے نا سمجھی سے استفسار کیا۔

"جس طرح میں اور دادو آپ کو کھلاتے ہیں"۔ ریحانہ بیگم نے اسکے چھوٹے سے ہاتھوں کو لبوں سے لگاتے جواب دیا جبکہ وہ سمجھ ہی نہیں سکی۔

"بیرتہاں تی پھل"؟ احد نے اس چھوٹی پٹانہ کی قینچی کی طرح چلتی زبان پر داد تھی جتنا معصوم اسکا انداز تھا کوئی بھی آسانی سے اسکی طرف کسی مقناطیس کی طرح کھینچا چلا جاتا تھا۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اسکی باتیں بھی بالکل تکبیر جیسی ہیں"۔ احد ہمیشہ کی طرح کہے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔

"تس تی بات تل (کر) لہے ہیں ادی"؟؟ براہ راست تعبیر احد سے ہی مخاطب ہوئی تھی۔

"آپکی بیر کی"۔ احد نے اسکے گال چومتے تکبیر کی طرف اشارہ کرتے اسکی کنفیوژن دور کرنے چاہی تھی۔

"میلی بیر تی باتیں مجھ جیسی تھیں"؟؟ احد کی گود میں چڑھ کے تعبیر اسکی بیر ڈسے کھینچانی کر رہی تھی۔ فرحت آپا

اور ریحانہ بیگم نے ایک دوسرے کو دیکھتے احد پر ترس کھایا کیونکہ تعبیر آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑتی تھی۔

"چلیں بھابھی ہم تو چلتے ہیں یہاں سے"۔ امان کو احتیاط سے اٹھا کے وہ ریحانہ بیگم کے ہمراہ ہی دوسرے ٹیبل پر گئی

تھیں۔

شاہ میر کی موجودگی سوائے چند کے سب نے ہی نوٹ کی تھی جس میں مروا بھی شامل تھی۔ ترس تو اسکی حالت پر

بہت آیا تھا لیکن وہ بھی مجبور تھی۔

"شاہ میر کو دیکھو اس طرح کیوں اکیلا بیٹھا ہے"۔ تکبیر کی آواز سے اسکی محویت ٹوٹی۔

"ہیں! کیا"؟؟ چونک کے اس نے تکبیر سے استفسار کیا۔

"شاہ میر کو دیکھو ناں کیوں اکیلا بیٹھا ہے"۔ تکبیر نے لفظوں کے انتخاب کے ساتھ آنکھوں کی مدد سے شاہ میر کی

جانب اشارہ کیا اور بحر حال مزید کوئی بھی سوال جواب کا تبادلہ کرتی وہ مرے قدموں سے شاہ میر کے پاس چلی آئی۔

"کیا ہوا ہے آپکو شاہ میر"؟؟ مروا کی پریشان کن سی آواز ابھری تو شاہ میر انجان بنا رہا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"شاہ میر؟؟؟" مروانے اسکے کاندھے پر دباؤ ڈالا وہ سہی معنوں میں پریشان ہوئی تھی، اسکے نزدیک رکھی کر سی گھسیٹ کے وہ بھی شاہ میر کے برابر ہی بیٹھ گئی۔

"مجھے کچھ ہو رہا ہے؟" کتنی بار خود سے جواب کی تصدیق کر کے شاہ میر نے بلا آخر لب کھول ہی ڈالے تھے۔ مروا پھر سے اس پہیلی زرہ جواب پر ابھی۔

"کچھ ہو رہا ہے کا کیا مطلب؟؟؟" مروا کی الجھن زدہ نظروں سے نگاہیں چراتا شاہ میر بے سبب کی ادھر ادھر کی تانکہ جھانکی میں لگا رہا۔

"میرے دل میں درد ہو رہا ہے"۔ یہ سنتے ہی مروا کو لگا اس نے شاید غلط سن لیا ہے۔

"ہو سکتا ہے ایسی ہو رہا ہو"۔ مروا خود کو بھی تسلی دیتی اسے مطمئن کر رہی تھی لیکن شاہ میر کے حد درجہ سنجیدہ تاثرات دیکھ کے مروا کے چہرے کا رنگ زرد پڑا۔

"کچھ بھی ایسی ہی نہیں ہوتا! مجھے دل کی بیماری ہے اور میرے دل میں سوراخ ہے! میں کبھی بھی اللہ کو پیارا ہو سکتا ہوں"۔ جتنی اداسی اور افسردگی سے اس نے یہ لفظ ادا کئے تھے مروا کو محسوس ہوا اسکے کانوں میں کسی نے سیسہ انڈیل دیا ہو۔

"شاہ میر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیوں اس طرح کی فضول باتیں کر رہے ہیں"۔ مروا کی آواز آخر تک روندھ گئی تھی۔ جس مشکل سے اس نے یہ جملے گوش گزار کئے تھے یہ صرف وہی جانتی تھی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میرے دل میں سوراخ تو بچپن سے ہے، لیکن ایک بہت بڑی دل کی بیماری کا پتا مجھ ایک ہفتہ پہلے معلوم پڑا ہے۔" مروا باقاعدہ رونے لگی تھی۔ شاہ میر کے چہرے پر مزاق یا شرارت کی رمت تک نہیں تھی۔ کیا وہ سچ کہہ رہا تھا؟؟؟ یہی سوچ ہی مروا کی جان نکال رہی تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟ وہ ابھی بھی حیران و پریشاں سی بیٹھی دلبرداشتہ ہوئی تھی۔ اتنی بڑی خبر وہ کس سفاکی اور سنگدلی سے اسے سنارہا تھا مروا کو اب تک یقین نہیں آیا تھا یا وہ کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

"ایسا ہو گیا ہے مروا۔" شاہ میر نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، ان کو مل ہاتھوں کی کپکپاہٹ اسے مخفی نہیں رہ سکی تھی جبکہ شاہ میر نے اسکے ہاتھوں پر دباؤ ڈالا لیکن وہ ہلکی تو آنکھیں بند کئے کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ لبوں میں جنبش ہوئی تھی لیکن آواز ندادار۔

"میں چاہتا ہوں آپ میرے ساتھ اچھا وقت گزار لیں تاکہ میں احساسِ محرومی سے بچ کے سکون سے قبر میں اتر سکوں۔" مروا کے دل میں ٹیس سی اٹھی جن شکوہ کناں نظروں اور آنسوؤں بہاتی آنکھوں سے اس نے شاہ میر کو دیکھا تنہا میسر ہوتی تو عین ممکن تھا وہ اسے قربت بخشتا اپنی جانب سے مطمئن کرنے کی فقط کوشش کرتا لیکن ارد گرد لوگوں کا جم غفیر دیکھ یہ خواہش بھی دل میں دفن کر گیا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔" وہ ہولے سے منمناتی کسی سحر میں جکڑی سن سی بیٹھی تھی۔

"مجھے معاف کر دیں یار! ورنہ یہ احساس ہی مجھے جلد مار دے گا کہ میں نے آپ کا دل دکھایا ہے۔" مروا کا بندھا ضبط ٹوٹ گیا تھا وہ ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر اسکے شانے پر سر رکھے سسکنے لگی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یہ کیسا تقاضا ہے چاہت کا؟ کیا مجھے اتنا سب سہنے کے باوجود ناراضگی کا بھی حق نہیں حاصل؟ ہاں میں بہت خفا ہوں آپ سے لیکن محبت بھی تو کرتی ہوں ناں! آپ کو کچھ نہیں ہوگا، آپ ٹھیک ہو جائیں گے شاہ میر۔ پلزاب اسطرح کچھ نہیں کہیں۔" شاہ میر تو ہمدردی کے چند بول بھی نہیں کہہ سکا جبکہ اپنے کاندھے پر نمی محسوس کرتے شدت سے اسکا دل چاہا اسکے اشک اپنی پوروں سے چن لے لیکن وہ چاہ کے بھی ایسا نہیں کر سکا۔

"مروا خاموش ہو جائیں یار۔" شاہ میر کی مدھم سی آواز پر وہ حواسوں میں لوٹی اپنی بے اختیاری پر سہی سے ملامت کرتی رخ موڑ گئی جیسے کونسی بڑی چوری پکڑی گئی ہو۔

"چلیں ناں ہم ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں، آپ پھپھو کو تو بتائیں۔" مروا اپنی کیفیت خود بھی سمجھ نہیں پائی تھی۔ "میں کسی کو بتانا نہیں چاہتا! اور ماما کو تو بالکل بھی۔" شاہ میر نے اسکے ہاتھ پر دباؤ ڈالتا آس بھری نگاہ مروا پر ڈالی۔ "اٹھیں! اسطرح اکیلے نہیں بیٹھیں۔" مروا اسے شانے سے پکڑتی اپنے ساتھ ہی لیکے چل پڑی تھی لیکن دماغ میں اب بھی سنساہٹ جاری تھی۔ سب کچھ ہی ویران نظر آ رہا تھا۔ دل کے ہاتھوں مجبور وہ شدید ردِ عمل کا اظہار بھی نہیں کر سکی۔

"میرے ساتھ ہی رہیں! میرا دل کہہ رہا ہے آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔" مروا نے جیسے خود کو ہی دلا سہ دیا۔ "اور کیا کہہ رہا ہے آپکا دل؟" شاہ میر کو دلچسپی سی ہونے لگی۔ مروا نہ تو صرف اس نے بات کر رہی تھی بلکہ اسے اپنی کمپنی سے بھی انجوائے کر وار ہی تھی۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یہی کہ اپنے غلط دیکھا ہو گا وہ کسی اور کی رپورٹس ہونگی! ایسا تھوڑی ہو سکتا ہے، ابھی گھر جا کے میں خود دیکھوں گی تو آپکو اندازہ ہو گا وہ غلط رپورٹس ہیں۔" ساری سوچوں کو جھٹکی مروا خود کو مطمئن کرنے کے ساتھ شاہ میر کو بھی دلا سہ دے رہی تھی جو 'ہوں، ہاں' میں جواب دیتا ایسا ظاہر کر گیا شاید وہ درست ہو۔



"ماموں! ماموں"۔ شیراز مسلسل اسکی باتوں کے درمیان خلل ڈالتا جو اد کو ہی پکارے جارہا تھا۔  
"کتنی مرتبہ سمجھایا ہے ناں، جب بڑے بات کر رہے ہوتے ہیں تو بیچ میں نہیں بولتے۔" شزانے اسے گھوری سے نوازتے ڈانٹا تھا جبکہ شیراز براسا منہ بنائے حنان کو دیکھتا رہا۔  
"کوئی بات نہیں بیٹا! بچہ ہے۔" جو اد شزانے سے مخاطب ہونے کے بعد شیراز کو اٹھا کر کرسی پر بٹھا گیا۔  
"بولو بڈی!" ان دونوں کے درمیان خاصے دوستوں والے تعلقات تھے شیراز فوراً اسے ہنس پڑا۔  
"تعبیر نہیں مل رہی۔" جو اد اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بے اختیار تعبیر کی طرف اشارہ کر گیا جو فاروق صاحب کے پاس تھی۔

"تھینک یو!!" ایک پیاری سی مسکراہٹ جو اد کی طرف اچھالتا دوڑتے ہوئے وہ فاروق صاحب کے پاس چلا گیا تھا جبکہ حنان اسے جو بات بتانے والا تھا وہ ادھوری ہی رہ گئی۔  
"سالے صاحب آپکی بہن کو آپکے آنے کی اتنی خوشی تھی کہ وہ چاہتی تھیں ہم کل کی شب ہی اسلام آباد کے لئے نکل جاتے ہیں بنا ولیمہ اٹینڈ کئے۔" شزانے اپنے جذباتی انداز پر نخل ہوئی تھی جبکہ جو اد نے پیار سے اسکے گلے لگایا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہماری فیملی میں یہ ہمارا پیارا بچہ ہے۔" جواد نے مخصوص گھبیر آواز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا جبکہ شزا نے چور نگاہ حنان پر ڈالی۔

"یہ تو پیارا بچہ ہیں پھر شیراز کس پے چلا گیا؟" وہ جواد کو دیکھ کے حیران ہوا تھا۔

"شاید ممائی پر۔" تینوں ہی بے ساختہ قہقہہ لگاتے ہنس پڑے۔

"بہن بھائیوں کا پیار ختم ہو گیا ہو تو کیا میں شزا کو لے جاؤں؟" تبکیر نے حسرت بھری نگاہ سے جواد اور شزا کی جانب تھا۔ ان چاروں بہن بھائیوں کے مابین بہت پیار تھا اور یہ بات اس نے دل سے تسلیم کیا تھا اور کہیں نہ کہیں وہ اداس ہو جایا کرتی تھی لیکن شزا، صفامروا اور باقی سارے کزنس کے ساتھ یہ بات اداسی بھی دب جاتی تھی۔

"شیور!" جواد نے کھلے دل سے اجازت دی۔

"ابھی آپ کو ہی یاد کر رہے تھے۔" حنان نے صاف گوی کامظاہرہ کیا۔

"کوئی غیبت تو نہیں کر رہے تھے ناں آپ؟؟" تمام بڑوں کے بعد ایک آپ جناب والی زبان کا شرف صرف حنان کو ملا تھا ورنہ تو لوگوں کی خواہش، خواہش ہی رہی۔

"نہیں! نہیں۔" شزا فوراً سے بول اٹھی۔

"اہاں! چور کی داڑھی میں تنکا، سب سمجھتی ہوں میں۔" مخاطب وہ حنان سے تھی لیکن نظروں کی تپش جواد کو باسانی محسوس ہوئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کسے نے صاف گوئی کا مظاہرہ کرتے خطرہ تھوڑی مول لینا ہے۔" جواد اسکے سچے سنورے سراپے پر نظر ڈالتا زیر لب بڑبڑایا لیکن آواز اتنی تھی کہ اسکے علاوہ وہ تینوں سن سکتے تھے۔

"اچھا سہی ہے کریں مل کے برائی۔" شزا کا ہاتھ دبوچتی وہ تلملا کے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

"تمہاری بیوی نے میری بیوی پر ظلم کر دیا۔" اسکی دبوچنے والی حرکت پر غور کرتا حنان تمسخر سے مسکرایا۔

"ڈر کے آگے جیت ہے! بیوی اور وہ بھی اتنی خطرناک میاں ہر کوئی نہیں جھیل سکتا۔" جواد کا انداز شریر تھا جبکہ

حنان بے ساختہ قہقہہ لگاتا ہنس پڑا۔



"اب کیا ہو گیا ہے بھی؟؟؟ شاہ رخ اور صفا ڈریسنگ روم میں ہی بیٹھے تھے۔ کھانا لگ چکا تھا لیکن وہ مورت سی بن کے بیٹھی تھی۔

"تم عجیب آدمی ہو اور تمہاری طرح تمہاری فرمائشیں بھی عجیب ہیں! مجھے کتنا مسئلہ ہو رہا ہے کھانے میں۔" صفا لب کچلتی بیزاریت کا مظاہرہ کرتے سخت جھنجھلائی۔

"اب کیا کر دیا میں نے؟ نہیں کھانا تو مت کھائیں ناں! مجھ بیچارے کا وقت کیوں ضائع کر رہی ہیں؟؟؟" چچہ سختی سے پلیٹ پر پیچ کے وہ بیچارگی سے صفا کی جانب متوجہ ہوا۔

"اچھی خاصی لونگ پہن رہی تھی تم نے یہ عذاب پلے پڑوا دی۔" صفا نے ناک میں پہنی نتھنی کی طرف اشارہ کیا۔ عموماً ویسے میں لونگ پہنائی جاتی تھی لیکن شاہ رخ کی بہت ضد کے بعد اس نے نتھنی پہننے کی ہنکار بھری تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کھانے کے دوران ہی وہ بیچ میں آتی صفا کو طیش دلارہی تھی۔ ایک نوالہ منہ میں نہیں ڈالا تھا اور بھوک سے کلیجہ منہ کو آنے کو تھا۔

"کھو لو اس کو اب! بھوک سے میری جان نکل رہی ہے اور خود نے اتنا کچھ کھا بھی لیا۔" شاہ رخ کو غصے سے گھور کے وہ نتھنی اتارنے کی بھی کوشش کر رہی تھی۔

"خود ڈرائے کریں جب تک میں تھوڑا سا کھا لیتا ہوں۔" شاہ رخ نے اسے زچ کرتے چاول منہ میں ڈالے۔ صفا عجلت میں اتار کے میکسی اوپر کر کے دوزانوں ہو کے بیٹھ گی جبکہ شاہ رخ کا ہتھ بے ساختہ تھا۔

"توبہ! کھانے کے پیچھے لوگ کس حد تک گزر سکتے ہیں مجھے ابھی ابھی اندازہ ہوا۔" شاہ رخ نے اسکی پوزیشن پر چوٹ کی لیکن وہ تو جیسے سن ہی نہیں رہی تھی۔ مروا، تکبیر، عشا اور شزا کچھ دیر بعد اسکے پاس چلی آئیں تو وہ بھی مسکرائے بغیر نہیں رہ سکی تھیں۔

"شاہ رخ تم بھی سوچتے ہوئے ہم نے کونسی جاہل لڑکی تمہیں دے دی۔" عشا ہنستے ہوئے گویا ہوئی۔

"بالکل بھابھی! میں ابھی یہی سوچ رہا تھا۔" بنا لگے لپٹی کے وہ سیدھا سا جواب دے گیا۔

"سیدھے رہو تم، سمجھے۔" صفانے زوردار کہنی ماری۔

"دیکھا کتنا ظلم کرتی ہیں آپکی نند۔" شاہ رخ نے معصومیت سے عشا کو اشارہ کیا۔

"اچھا ہے تمہارا دماغ درست رہے گا۔" شزا نے صفا کی سائڈ لی تو وہ فوراً سے اپنی نشست سے اٹھ کھڑی ہوئی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سبز ۲ ملائیکہ خان

"کیا بات ہے بلی! جیتی رہو"۔ فخریہ انداز میں کہتی وہ تکبیر کو فلائنگ کس اچھال رہی تھی اور اسکے پیچھے کا مطلب بھی واضح تھا۔



فنکشن اختتام کو پہنچ گیا تھا انکی تمام فیملی گروپ بنائے بیٹھے تھے۔ شیراز اور اویس تعبیر کو اپنے ساتھ بٹھائے اپنی اپنی فیملی کی تصویریں دکھا رہے تھے۔

"دیکھو یہ میرے ڈیڈ اور ماما"۔ شیراز نے موبائل اسکی جانب بڑھایا جہاں شہزاد، حنان کے ساتھ وہ اور تحریم تھی۔

"Beautiful".

تعبیر نے خوشی سے تعریف کی۔

"اور یہ میرے پیرنٹس"۔ شیراز کے بعد اویس کی باری آئی۔ ٹھیک اسی طرح اس نے بھی اپنی تصویر کے ساتھ عشا اور احد کی تصویر دکھائی۔

"Cute".

اسکا انداز ہنوز وہی تھا جبکہ وہ گروپ کے بیچ و بیچ کر سیوں پر براجمان ایسے میٹنگ کر رہے تھے گویا بہت بڑے ہو گئے ہوں۔

READERS CHOICE

"اب آپ دکھاؤ؟؟؟ ہم آواز وہ دونوں گویا ہوئے۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جب میرے بے بی اور بیر پکچر کلک کرواتے ہیں میں تنچے لینے چلی جاتی ہوں۔" جتنی سادگی سے اس نے کہا تھا سب کے درمیان خاموشی چھا گئی تھی۔ اسکا ذہن صبح والی بات میں اٹک گیا تھا جبکہ جواد کا بلند و بانگ قہقہہ گونجا۔ تکبیر ہنسی اور ہنستی ہی چلی گئی جبکہ اس کی بات کا خلاصہ کیا تو وہاں موجود سب کا حال بھی تکبیر اور جواد جیسا ہی تھا۔ اسی کے ساتھ پورے ہال میں اسکا ایک ہی نعرہ تھا۔ 'تنچے اور تنگ'۔ اپنی نانی اور نانا کے علاوہ اس نے شابانہ بیگم اور سہیل سے بھی فرمائش کی تھی اور یقیناً فنکشن گزار لینے کے بعد وہ ضرور اسے کنچے لاکے دیں گے۔



بہت ساری یادیں اکٹھا کرتے فنکشن اپنے اختتام کو پہنچا تھا۔ اگلے دن شام تک شہزاد اور حنان اسلام آباد کے لئے نکل گئے تھے جبکہ کچھ دنوں میں ہی جواد کا میچ بھی اسلام آباد میں ہی تھا۔ میچ دیکھنے اسٹیڈیم میں سب نے ہی جانا تھا لیکن تعبیر کا یہ پہلا موقع تھا جو وہ اپنے باپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے کھیلتا ہوا دیکھتی ورنہ اس سے پہلے سارے میچز اس نے لائیو ہی دیکھے تھے جبکہ تعبیر کے ساتھ تکبیر بھی بہت ایکسائیٹڈ تھی۔



صبح 9 بجے کی ہی جواد کی فلائٹ تھی، احتیاط اس نے پوری کی تھی کہ تعبیر اسکے جانے تک بیدار نہیں ہوئے لیکن وہ جواد سے پہلے ہی اٹھ بیٹھی تھی۔ پیننگ تورات میں ہی ساری مکمل ہو گئی تھی لہذا تکبیر جواد کے لئے اپنے ہاتھوں کو زحمت دیتی ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔ انکا پورا گھر ہی بیدار ہو گیا تھا جبکہ جواد فریش ہوتا آئیے کے سامنے کھڑا تھا

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اور تعبیر بیڈ پر چٹ لیٹی جواد اور تکبیر کے فوٹو فریم کو گھورے جارہی تھی۔ وہ اتنی محبت سے اسے تک رہی تھی کہ جواد کی پکار بھی نہیں سن سکی اور اسی اثناء میں تکبیر دھپ دھپ کرتی کمرے میں داخل ہوئی۔

"کب سے نیچے انتظار کر رہی ہوں ڈائننگ ٹیبل پر! اب آ بھی جاؤ"۔ پھولی سانسیں بحال کرتی وہ صوفے پر ہی بیٹھ گئی جبکہ جواد مسکراتی نگاہ ڈالتا اپنے کام میں مصروف رہا۔

"تمہاری بیٹی کو صدمہ ہو گیا ہے تمہارے جانے کا"۔ تکبیر اسکے قریب آتی تعبیر کا حوالہ دینے لگی۔

"مجھے بھی یہی لگتا ہے"۔ دونوں کی نظریں تعبیر پر ہی ٹکی تھیں۔ جواد کو پریشانی نے آگھیر اور نہ اتنا خاموش تو وہ کسی صورت نہیں رہتی تھی۔

دونوں اضطرابی سے ہی اسکی جانب بڑھے۔

"تعبیر کیا ہوا ہے بیٹا؟؟" جواد اسکے قریب ہی بیٹھا فکر مندی سے استفسار کرنے لگا جبکہ اسکی آہٹ محسوس کرتے ہی اس نے اپنی ٹانگیں باپ کی گود میں رکھیں۔

"بیراب تو ایسی نہیں ہیں"۔ تعبیر نے ایک نظر تکبیر کو دیکھتے جواد کو تصویر کی جانب اشارہ کیا وہ تعبیر کے پیدا ہونے سے پہلے کی تھی جس میں نے تکبیر کافی موٹی ہو گئی تھی اور سوجن کے باعث ہاتھ پیر بھی کافی پھولے ہوئے تھے۔

جواد نے ایک طائرانہ نگاہ تصویر پر ڈالی اور گہری سانس بھرتا مطمئن سا ہوا اور نہ تعبیر نے تو اسے پریشان کر دیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بیرتنی (کتنی) موتی ہیں، اب تو نہیں ہیں ایسی"۔ تعبیر نے اپنے سامنے کھڑی گندمی رنگت اور دبلی پتلی سی کھڑی لڑکی کو الجھن زدہ نظروں سے دیکھا اسکا دیکھنا کم گھورنا زیادہ تھا جیسے وہ کوئی انجان ہو۔

"بیر ہوں تمہاری گھور کیوں رہی ہو؟" تبکیر نے کڑے تیور سے جواد کو دیکھا جو استہزاء بہنستا اسکا سیر تا پیر جائزہ لے رہا تھا۔ تبکیر کو اچھنبے سا ہوا۔

"بیر موٹی ہو گی تھیں بالکل غبارے کی طرح اور پتا ہے آپ کی طرح کول نیچر کی نہیں تھیں ہمیشہ لڑتی رہتی تھیں"۔ مسکراتے ہوئے جواد وہی وقت یاد کر رہا تھا جس میں تبکیر حد سے زیادہ چڑچڑی ہو گی تھی۔

"تم کیا باتیں بتا رہے ہو اسکو! خاموش رہو"۔ تبکیر نے تنبیہ کرتے اسکے خاموش رہنے کا حکم دیا۔ تعبیر جو مزے سے سن رہی تھی سخت بد مزہ ہوئی لیکن اسکے تاثرات جواد کی تابعداری پر بدلتے چلے گئے۔

"بیر نے تھا اور بے بی خاموش ہو گئے"۔ تعبیر بیڈ سے اچھلتی کودتی خود سے بڑبڑائی۔

"بے بی جائیں؟" جواد نے خود میں بھیچے محبت سے استفسار کیا لیکن شوق شوق میں وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"چلو میں تمہارا منہ دھلاؤں"۔ تبکیر نے بیڈ سے پکڑ کے اسے نیچا اتارا اور تعبیر نفی میں سر ہلا گئی۔

"میں صفو سے دھلاؤندی (دھلاؤں گی)"۔ بغیر کوئی دوسری بات سننے بغیر وہ نیچے چلی گئی۔

"میں نے کتنی بار کہا ہے ناں یہ تصویر پھینک دو"۔ تبکیر نے خفگی کا کھلا اظہار کیا۔

"اے شش! میں اپنی جان کو نہیں پھینکوں گا"۔ جواد نے وہ تصویر شدت سے اپنے سینے سے لگا گئی۔

"دیکھو ناں میں اس میں کتنی بھدی سی دکھ رہی ہوں"۔ تبکیر کی گونجتی آواز جواد کو مسکراتے پر مجبور کر گئی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تمہیں مزہ آتا ہو گا ناں میرا مزاق اڑا کے"۔ تکبیر کے چہرے پر چھائی سنجیدگی دیکھ جواد محفوظ سا ہوا۔ یہ فن بھی اسکے پاس موجود تھا بات کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی تھی اگلا سر پیٹ کے رہ جاتا تھا۔

"جان کہہ رہا ہوں تو مزاق کیوں اڑاؤں گا؟ اور بیوی کا مزاق کون بناتا ہے خاص کر جب بیوی آپ جتنی خوشخوار ہو"۔ آغاز میں محبت بھری نظروں سے تکتے ڈھیروں شدت لئے وہ نرمی سے گویا ہوا جبکہ آخر کا لہجہ کب میں شریہ ہوا تھا تکبیر کو پہنچانے میں زیادہ دکتہ نہیں لگی۔

"تم مجھے بار بار خوشخوار نہیں کہا کرو مجھے یہ لفظ مجھے تمہارے منہ سے اچھا نہیں لگتا"۔ تکبیر نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے قدرے لاڈ سے کہا اور عین اسکے پہلو میں ہی بیٹھ گئی۔

"پھر کیا کہوں اپنی بلبل کو؟؟؟ جواد کے لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ رینگئی۔

"میری جان! جو تم ہمیشہ کہتے ہو"۔ ناموں کے لحاظ سے پہلی فرمائش تھی جس میں تکبیر کی جانب سے پہل ہوئی تھی۔

"میں قربان اس نازک سی فرمائش پر"۔ جواد کی لودیتی نگاہوں سے نگاہیں چرائے تکبیر بلاوجہ خفت زدہ ہوئی۔

"تم جارہے ہو میرا دل نہیں لگے گا"۔ تکبیر مدعے کی بات پر آئی تھی جواد نے بھنویں اچکائیں! یعنی صرف وہ ہی اس دوری سے ادا اس نہیں تھا تکبیر بھی بے چین تھی۔

"ویسے کونسا لفٹ کرواتے ہیں؟ اچھا ہے میں جارہا ہوں"۔ اسکی یہ بات سنتے ہی تکبیر سلگ کے رہ گئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ٹھیک ہے چلے جاؤ پھر! ایک تو اتنا لاڈ بھی کر رہی ہوں حسین آدمی سے اور حسین آدمی کے نکھرے ختم نہیں ہو رہے۔" جواد صرف یہی سننا چاہتا تھا ورنہ دن رات پانڈا کے ساتھ بھالو بھی اسکے کان میں گونجتے تھے اور اسکی 'حسین آدمی' کہنے کی ادا جواد کو بہت پسند تھی۔

"اتنی جلدی روٹھ کیوں جاتی ہیں! آپ حکم کریں میں پھر بھی جاؤنگا ظاہر ہے روزی روٹی کا انتظام بھی تو اس ناچیز کے کاندھوں پر ہے۔" تکبیر ناراض سی بیڈ سے اٹھنے لگی تھی جواد نے اسکی کلائی پر مضبوط گرفت کرتے آہستگی سے پیچھے کیا۔

"تو کماؤ روزی روٹی میں نے منع کیا ہے بلکہ مشقت کرو کام آئے گی۔" تکبیر نے کراہ سا جواب دیا۔

"مجال ہو جو یہ لڑکی کوئی پیار بھری باتیں کر لے۔" جواد سخت چڑھتے ہوئے بولا۔

"نہیں لگتا ناں تمہارا بغیر دل اب جان لوگے کیا بچی کی۔" سابقہ لہجہ اپناتی تکبیر ڈھیروں شدت لئے گویا ہوئی۔

"ارے!! ٹھاہ کر کے دل پے لگا۔" جواد نے ایک دھموکا اپنے دل پر جڑا۔

"اب تم بھی تو بولوناں! میری طرح۔" تکبیر دوزانوں ہو کے بیٹھتی پر جوش سی ہوئی۔

میری محبت، میری جان میری بلبل میرا بھی آپکے بغیر دل نہیں لگے گا۔" جواد نے گھمبیر آواز میں اسکے سارے گلے مٹا دیئے جبکہ تکبیر محبت سے اسکے شانے سے سر ٹکا گئی۔

"کیا بومب بندے ہو بالکل تم! سیدھا کہہ دیتے پاگل ہو میرے پیچھے۔" تکبیر نے شرمانے کی اداکاری کرتے

دونوں ہاتھ منہ پر رکھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں پاگل ہوں آپکے پیچھے"۔ جو ادب اسکی خواہش کو رد کرتا تھا اسکی دلی خوشی کی خاطر وہ سب کچھ کہنے کو تیار تھا جیسا تکبیر حکم دیتی تھی۔

"آ کے شرمائوں گی ابھی بھوک لگ رہی ہے چلو نیچے"۔ اسکا ہاتھ گھسیٹ کے تکبیر نیچے لیکے جارہی تھی جبکہ جو اد کا خفیف سا قہقہہ گونجا۔



"انکے گھر میں موجود تمام فریقین ناشتے کی ٹیبل پر ناشتے سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ گوش گپیوں میں مصروف تھا۔ یہ قانون تو تکبیر کے آنے کے بعد سے ہی بدل گیا تھا جبکہ مروا اور صفا کے بعد تو وہ کوئی چڑیا گھر لگتا تھا لیکن اسی اودھم دھاڑی میں فرحت آپکا دل لگا رہتا تھا۔

جو اد اپنے ساتھ تعبیر کو بھی ناشتہ کروا رہا تھا یکدم فون کی گھنٹی سے سب کی زبانوں کو بریک لگی۔

"یس؟؟"

"سر میچ کینسل ہو گیا ہے خراب موسم کے باعث، آپ نیوزچیک کریں اور ساتھ میں میلز بھی کر دیئے گئے ہیں"۔ فون کی دوسری جانب تفصیلی وضاحت پیش کی گئی تھی۔

"اوکے"۔ مختصر کہہ کے اس نے رابطہ منقطع کر دیا تھا جبکہ جو اد نے فوراً اپنی ٹیم کے بندوں سے رابطہ کیا صد شکر تھا انہیں ایئر پورٹ نکلنے سے پہلے ہی اطلاع کر دی گئی تھی اور اسلام آباد کا بگڑتا موسم میچ کے لئے بہت ناساز ثابت ہوا

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تھا۔ پچھلے پندرہ بیس منٹ سے اسکے موبائل پر آتی کالز سے کوئی اور تو نہیں لیکن تعبیر بہت میزا رہی تھی۔ اپنی پشت جواد کے بازو سے لگائے وہ ناشتے میں مگن تھی۔

"اس تو بند ترس"۔ اسکی چڑچڑی سی آواز پر بلا آخر وہ فون سائلینٹ کرتا فرحت آپا اور فاروق صاحب کے سوالات کے جواب دے رہا تھا۔

"ملو آج ہم جائیں دے ناں؟؟؟ دونوں آنکھیں پٹیاتی تعبیر معصومیت سے گویا ہوئی۔

"کہاں جانے کا ارادہ ہے؟؟؟ صفا شرارت سے گویا ہوئی۔

"تنچے لینے"۔ پچھلے ایک ہفتے سے ان لوگوں نے اسکا ذہن بھٹکا کے رکھا تھا لیکن تعبیر بھی اپنے نام کی ایک ہی تھی۔

"میں لے جاؤں گا آپکو"۔ شاہ رخ کی بات پر صفا کے اوسان خطا ہوئے۔

"میں لیکے جاؤنگی اسے"۔ دو ٹوک لہجہ اپنائے صفا نے اپنی بات گوش گزار کی۔

"میں لیکے جاؤنگا تعبیر کو"۔ ان دونوں کے درمیان بحث جاری ہو گئی تھی۔ فاروق صاحب مسکراتی نگاہ ان سب پر ڈالتے آفس کے لئے نکل گئے تھے۔

"چپ کر جاؤ شاہ رخ! اسے میں لیکے جاؤنگی"۔ بلا آخر شاہ رخ بحث ترک کرتا خاموش ہوا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ابھی مورنگ میں میر نے بھی بے بی تو تھا تھا تو بے بی بھی کوائٹ ہودے (ہو گئے) تھے۔" وہی معصوم سالب و لہجہ سب کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔ جواد اور تکبیر نے ایک دوسرے کو دیکھا اور بے ساختہ خفت زدہ ساہنس پڑے۔

"یہ سارے راز کھول کے رہے گی۔" تکبیر کے کہنے کی ہی دیر تھی فرحت آپا کا قہقہہ گونجا۔  
"تعبیر کے آنے سے کتنی رونق ہو گی ہے ناں مام۔" شاہ میر نے اسکی زندگی سے بھرپور شرارتوں کو یاد کرتے محبت کا اظہار کیا۔

"میری لاڈلی بیٹی۔" فرحت آپا اپنی نشست سے اٹھ کے تعبیر کے پاس آئیں اور وہ انکو قریب آتا دیکھ کر سی پر چڑھ کے بائیں پھیلائی۔

"ماشاء اللہ رونق لگی رہتی ہے۔" فرحت آپا نے خوشدلی سے اسکے گال چوم ڈالے۔  
"کیوں ناں اس گھر میں بارہ پندرہ بچے آجائیں کتنی رونق ہی رونق ہو گی پھر تو، نہیں شاہ میر؟؟؟ وہی ازلی شوخی پن سے کہتے شاہ رخ نے لب کچلا۔

"ہمم!!" فرحت آپا سے پیار کرنے میں اس حد تک غرق تھیں کہ شاہ رخ کی بات پر دھیان نہیں دے سکیں۔

مام پندرہ پندرہ بچے، لائیک سیریلیسی؟؟؟ جواد نے حیرانی سے استفسار کیا۔

"نہیں بیٹا اب اتنے بھی نہیں! مجھے میرے بال سلامت چاہیے۔" فرحت آپا نے تعبیر کی حرکت کا حوالہ دیا تھا وہ سوائے جواد کے سب کے بالوں کے ساتھ دشمنی نکالتی تھی۔

## مقام سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شاہ میر کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

"مروا بیٹا تمہیں کیا ہوا؟" جواد نے فکر مندی سے استفسار کیا جو ناجانے کیا سوچتی کسی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں جواد بھائی"۔ اسکی آواز سے چونکتی وہ مکمل طور پر متوجہ ہوئی جبکہ شاہ میر نے چور نگاہ تکبیر پر ڈالی اور وہ اسے دیکھتے ہی شانے اچکا گئی۔ کچھ دنوں سے مروا کا کھویا کھویا سا انداز سب نے ہی نوٹ کیا تھا اور اسی کے ساتھ وہ شاہ میر کو نظر انداز کرنا بھول گئی تھی۔ پچھلے ایک ڈیڑھ ہفتے سے شاہ میر تو ہواؤں میں اڑ رہا تھا کیونکہ وہ جیسا مروا کو دیکھنا چاہتا تھا وہ ویسے ہی اسکے معیار پر پوری اتری تھی۔



تکبیر پانچ بجے کے قریب پارک میں موجود تھی لیکن اپنی ہی مقرر کردہ بیچ چھوڑ کے وہ پارک کے دوسرے سائڈ تکبیر کو لیکے بیٹھی تھی اور یہ اسکی طرف سے ناراضگی کا کھلا اعلان تھا۔ گزشتہ کچھ دنوں سے تکبیر پارک بھی نہیں آرہی تھی اور سامعہ کی کالز بھی اٹینڈ نہیں کر رہی تھی جس سے اسے مزید پریشانی نے آگھیرا۔

"اما تعبیر آج بھی نہیں آئی"۔ عزیز اپنی ماں کی انگلی پکڑے افسردگی سے بولا۔

"رکو میں کرتی ہوں کچھ"۔ وہ عزیز کو جواب دیتی کال ملانے لگی لیکن وہی ہوا جو پچھلے دنوں سے جاری تھا۔ تکبیر نے کال نہ اٹھانی تھی اور نہ اٹھائی اس نے۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تکبیر تم جہاں کہیں بھی ہو جلدی آؤ میرا پاؤں کٹ گیا ہے۔" یہی مسیح چارپانچ مرتبہ سینڈ کر کے وہ عزیر کے لیے وہیں بیٹھ گئی تھی۔ اور دیکھتے دیکھتے ہی تکبیر مسیح پڑھ کے فوراً سے کال ملانے لگی۔

"کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو؟ کہاں ہو تم بتاؤ مجھے میں آرہی ہوں۔" سانس لئے بغیر ہی وہ پریشانی سے گویا ہوئی۔

"یہی پارک میں۔" سامعہ اسے ایڈریس سمجھا کے کال کاٹ گئی تھی جبکہ تین چار منٹ کی مشقت کے بعد ہی اسے سامعہ مل گئی تھی۔ تعبیر کا ہاتھ تھامے وہ عجلت میں اسکی جانب بڑھی۔

"کیا ہوا تمہیں؟؟؟" تکبیر تو نیچے بیٹھ کے اسکا پاؤں ٹٹول رہی تھی جبکہ عزیر تعبیر کو دیکھ کے اچھل پڑا اور یہی ردِ عمل تعبیر کا بھی تھا۔

"یہاں بیٹھو پھر بتاتی ہوں۔" تکبیر کو اپنے پہلو میں بیٹھنے کا حکم دیتی وہ جیسے ہی گویا ہوئی تکبیر کے تاثرات غصے میں تبدیل ہوئے۔

"مجھے کہیں نہیں لگی تم کال نہیں ریسو نہیں کر رہی تھی اور یوں چھپ کے بیٹھی مجھ سے مل بھی نہیں رہی تھیں جبھی میں نے تمہیں بلانے کا یہ پلان بنایا۔" سامعہ شوخی سے اس کے گلے میں بانہیں ڈال گئی اس کے لاپرواہ سے انداز پر

تکبیر نے منہ بسور اور اس کے ہاتھ اپنے کاندھے سے ہٹائے۔ تکبیر اور سامعہ ہم عمر ہی تھیں اور ایک سال پہلے ان دونوں کی دوستی پارک میں ہی ہوئی تھی لیکن گھر جانے کا اتفاق ان کے درمیان آج تک نہیں ہوا تھا۔

"خفا کیوں ہو رہی ہو سوری ناں۔" تھک ہار کے اس نے کان پکڑ کے غلطی کا اعتراف کر ہی لیا۔

"رہنے دو بس! میں نے برات میں بھی انتظار کیا اور ویسے میں بھی لیکن تم نہیں آئیں۔" تکبیر رخ موڑے بیٹھ گئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یار عزیز بیمار تھا پھر میری ساس بھی گی ہوئی تھیں! تم خود بتاؤ کیسے آتی میں؟؟"

"تم دوست سمجھتی تو آ جاتی۔" تکبیر کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات دیکھ وہ اسے منانے کے نئے طریقے ڈھونڈنے لگی جبکہ تعبیر اور عزیز تو بچھڑے یاروں کی طرح مزے کر رہے تھے۔

"اب اتنی سی بات پر خفا ہونے والی کیا بات ہے ہو گی ہے ناں غلطی! تم تعبیر کی برتھ ڈے میں بلاؤ گی تو میں ضرور آؤنگی۔" تکبیر کا رخ اپنی جانب کر کے سامعہ نے کان پکڑے۔

"اب ایسی غلطی نہیں کرنا۔" تکبیر نے اسکے کان کھینچے۔

"اور تم بھی میری کال اب نہیں کٹ کرنا سمجھ آرہی ہے ناں؟؟" سامعہ بھی اسی کے انداز میں گویا ہوئی۔

"اوکے بابا۔" تکبیر نے خوشدلی کا اظہار کیا۔

"آج ہم لوگ جھولا جھولیں؟؟" سامعہ تکبیر کو بازو سے پکڑتی جھولے کی طرف اشارہ کرنے لگی۔

"ہم بھی جھولیں گے۔" وہ دونوں بھی انکی آواز سنتے ہی ٹپک پڑے۔

"ہاں بیٹا ضرور۔" تکبیر اور سامعہ ان دونوں کو لیکے ہی جھولے کی طرف بڑھ گئیں۔



شاہ رخ کے ساتھ صفامروا تعبیر کا سامان لینے گئے ہوئے تھیں اور ابھی کچھ دیر پہلے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ اسے کنچے اور پتنگ دکھا رہے تھے جو تعبیر کافی محو ہو کے دیکھ رہی تھی۔

تکبیر اور مروا کچن میں کافی بنا رہی تھیں اور ساتھ ساتھ مروا کو لیکچر دینے کا کام بھی جاری تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بھابھی"۔ شاہ رخ نے زوردار آواز میں ہانک لگائی۔ رات کے تقریباً گیارہ بج رہے تھے اور انکے گھر میں سب ہی لاؤنچ میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"آرہی ہوں"۔ تکبیر اور مرواہم آواز کہتیں ٹرے ہاتھ میں لئے ٹیبل پر رکھنے لگی۔

"ماما یہ گھر میں دو بھابھیاں ہو گئی ہیں کیسے پتا چلے گا تکبیر بھابھی کو بلایا ہے یا مرواہم بھابھی کو؟؟" شاہ رخ نے کافی گہری سوچ میں ڈوبتے بڑا مسئلہ پیش کیا۔

"بے بی کی بیوی اور اونٹ کی بیوی کہہ لیا کریں گے کیوں بھائی؟؟" شاہ میر نے ماحول کو خوشگوار بناتے چٹکلہ چھوڑا۔

تعبیر جو اپنی چیزیں دیکھنے میں مگن تھی سب چھوڑ چھاڑ کے جواد کے پاس کھڑی ہوئی۔

"یہ آپ تے بے بی نہیں ہیں"۔ وہ بڑی بڑی آنکھوں سے شاہ میر کو گھورنے لگی۔

"یہ میرے بے بی ہیں"۔ شاہ میر بضد ہوا جبکہ باقی سب انکے درمیان ہونے والا تماشہ دیکھ رہے تھے۔

"نہیں! یہ میلے بے بی ہیں"۔ تعبیر نے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھتے غصے کا اظہار کیا۔

"نہیں تو! آپکو غلط فہمی ہے، یہ تو میرے بے بی ہیں"۔ شاہ میر نے مسکراہٹ ضبط کی۔

"نہیں! یہ میلے بے بی ہیں"۔ جواد کی طرف رخ کر کے وہ ضدی انداز اپنا گی۔

"بے بی"۔ شاہ میر نے جواد کو پکارا اور تعبیر دھاڑے مار مار کے رونا شروع ہو گئی تھی۔

"شاہ میر!! فاروق صاحب برہم ہوئے وہ پوتی کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بے بی میر تو بولیں آپ صلف (صرف) میلے بے بی ہیں۔" جواد نے اسے اپنی ٹانگوں پر بٹھایا لیکن وہ ایک ہی رٹ لگائے ہوئی تھی۔ اسکے گال سرخ ہو چکے تھے جبکہ جواد نے اسکے آنسو صاف کئے۔

"میں صرف اپنی تعبیر کا بے بی ہوں باقی کسی کا نہیں۔" جواد کی بات سے وہ قدرے مطمئن ہوتی اسکی گود سے نکل کے فاروق صاحب اور فرحت آپا کے درمیان آ بیٹھی۔

"ڈیڈی میر تو دندا (گندا) بولیں۔" انکی داڑھی کھینچ کے تعبیر پھر سے ضدی ہوئی۔

"میر گندا بچہ۔" فاروق صاحب نے اسکا ماتھا چوما جبکہ تعبیر انکے پاس سے بھی اٹھ کے مروا کے برابر آ گئی۔

"ملو امیر سے ناراج (ناراض) ہو جائیں۔ یہ میلے بے بی تو بے بی تہہ لہے ہیں۔" مروا نے اسکی پیار بھری باتوں پر اسکے گال کھینچے جبکہ پوری طرح مطمئن ہوتی وہ صفا کی گود میں لیٹ گئی۔ بارہ بجے کے قریب ہی سب اپنے کمروں میں آرام کی غرض سے جا چکے تھے جبکہ جواد بھی تعبیر کو لیکے اوپر کمرے میں موجود تھا اور تکبیر صفا مروا کے ساتھ لاؤنچ میں ہی بیٹھی تھی۔

"تم لوگ پوچھ رہی ہوناں مجھے کیا ہوا ہے؟؟" مروا نے تصدیق چاہی۔ پچھلے دونوں سے وہ دونوں اس سے بہت ضد کر رہی تھی آخر وہ کیوں منظر سے کھو جاتی ہے اور اسی بات کا راز مروا نے فاش کرنا چاہا۔

"ہاں بتاؤ۔" تکبیر تو خاموش تھی جبکہ مروا اضطرابی سے پوچھنے لگی۔

"یار صفا۔" مروا کی آواز بھینگنے لگی جبکہ تکبیر نے میسج ٹائپ کیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اچھا نہیں کیا تم نے میری بہن کو رلا کے"۔ موبائل رکھ کے وہ توجہ سے اسے سننے لگی۔ مروا شاہ میر کی بیماری کا بتا رہی تھی جبکہ بے یقینی کی کیفیت سے صفا کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"مروا؟؟؟ صفا کی آواز بامشکل کی حلق سے نکلی تھی۔

"ہاں"۔ مروا تو متواتر سے آنسوؤں بہائی جا رہی تھی جبکہ صفا بھی اسکا بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔ ایک دو دن پہلے ہی تکبیر نے مروا اور شاہ میر کے تعلقات خراب ہونے کی اطلاع دی تھی اور یوں ایک بار پھر صفا شرمندہ ہوئی تھی۔ اسکی بیوقوفی نے کیا کیا کام سرانجام دے دیئے تھے اور انکے نتائج پاکے وہ بری طرح ادا اس ہوئی تھی۔

"مروا یاد اس طرح نہیں رو"۔ تکبیر اسکے آنسوؤں صاف کرتی آسودگی سے بولی۔

"وہ تمہیں پاگل بنا رہا ہے صرف اس لئے تاکہ تم اس پر نظر کرم کر کے اسے اپنی محبت دے کے یہ ظاہر کرو کہ اسے کچھ نہیں ہوگا ورنہ پھپھو انکل اور جواد اتنے بھی پاگل نہیں جو اپنے بچوں سے اتنا غافل رہیں۔ یوں رو کے خود کو اذیت نہیں دو اور گلے شکوے کر کے آپس کی رنجشیں مٹالو۔ غلطی کر کے اسکا احساس ہو جانا بڑی بات ہے اور خاص کر تب، جب وہ اپنے منہ سے قبول بھی کر رہا ہے کہ اس سے بڑی غلطی ہوئی ہے۔ شاہ میر کو معاف کر دو وہ اچھا لڑکا ہے پلز یار"۔ یہ بات سن کے اسکے کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی تھی اور فوراً سے پہلے اس نے اسکا شکریہ ادا کیا کہ شاہ میر بالکل ٹھیک ہے لیکن اتنا گھٹیا مزاق؟ وہ جارحانہ تیور لئے وہاں سے اٹھ کے اپنے کمرے میں آگئی جہاں شاہ میر کھانسی کی بری طرح اکیٹنگ کرنے لگا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"شکر ہے مروا آپ آگئیں! مجھے لگ رہا ہے میرا آخری وقت چل رہا ہے اور ایسا محسوس ہو رہا ہے میری سانسیں اکھڑنے لگی ہیں میں جا رہا ہوں مروا"۔ بالکل سیدھا لیٹا وہ سہی اداکاری کر رہا تھا اگر تکبیر اسے سچ سے آشنا نہیں کرواتی تو عین ممکن تھا وہ اسکی حالت کو سچ مان لیتی۔



"دیکھا تمہاری وجہ ہے کیا ہوا ہے؟؟" تکبیر نے اسے شرمندگی دلانی چاہی۔  
"یار مجھے اندازہ نہیں تھا! اب تم شاہ میر لوگوں کو ٹھیک کروناں"۔ مروا نے انگلیاں آپس میں پیوست کئے سنجیدگی سے نیا مشورہ پیش کیا۔

"میرے میاں نے مجھے اب گھر سے نکال دینا ہے! اب خود دیکھو اب تک اوپر نہیں گی ہوں بیچارہ بے حال ہو رہا ہوگا"۔ تکبیر نے جواد سے متعلق سوچتے نیا شوشہ نکالا۔  
"چپ سے بیٹھی رہو تم اور یہ بتاؤ دل کی بیماری کے ساتھ دل میں سوراخ ہے یہ تمہارا ہی مشورہ تھا ناں"؟ صفا اسکی سوچ سے واقف تھی

جبھی اپنی ہی سوچ کو لفظوں کے ذریعے ترتیب دے کے اس نے تصدیق کرنا چاہی۔  
"تو اور کیا! مجھے اچھا تھوڑی لگ رہا تھا کہ وہ اس طرح اداس بیٹھے"۔ تکبیر کا جذبہ ہمدردی کسی کے لئے بھی جاگ سکتا تھا اور بات تو یہاں شاہ میر کی تھی پھر کیسے وہ اسے اداس دیکھ سکتی تھی۔



## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم قدر کیا کرو شاہ رخ کی! محبت کے ساتھ محبت نبھائی بھی اور تمہاری حفاظت کے لئے کہاں تک خواری بھی کی اگر تم گزر اوقت سوچو تو تمہیں اندازہ ہو گا تم نے کتنا اسے دھتکارا اور وہ میرے کہنے پر ایک دفعہ ہی راضی ہو گیا اسکی جگہ اگر تم ہوتیں تو شاید تم نہیں مانتیں"۔ تکبیر ماں کی طرح سمجھاتی ہوئی بولی جبکہ صفا خاموش تھی۔

"پھپھو کے بارے میں کہا جائے تو ہماری پھپھو بہت اچھی ہیں جو کبھی فساد نہیں پھیلاتیں، جب تم نے شاہ رخ سے شادی کے لئے منع کیا تھا تو پھپھو نے ہی تمہارے فیصلے پر سر خم کیا تھا ورنہ وہ چاہتیں تو چاچو کو باتوں میں ورغلا کے زبردستی بھی کر سکتی تھیں! ہر پھپھو بری نہیں ہوتی اور خاص کر ہماری تو بالکل نہیں، بچپن سے اب تک ہماری حمایت لیتی آئی ہیں اور جیسے زندگی گزار وائف بھی نہیں کرتیں۔

شاہ رخ تم سے بہت محبت کرتا تھا لیکن تمہاری محبت میں ہی وہ حسن کے گھر گئیں پھر منگنی میں بھی شرکت کی اور شاہ رخ تک کو بھی زبردستی لائیں تو یہ انکی بے لوث محبت ہی ہے ناں پیاری!! یہ سب بتانے کا مقصد یہی ہے جب ہمارے بڑوں میں محبت ہے تو ہمیں ہی یہ محبت بڑھانی ہے باہمی تعلقات سے کیونکہ میں نہیں چاہتی ہمارا خاندان تباہ ہو یا حسد کی نظر ہو جائے اور کسی بھی رشتے کی پائیداری کے لئے برداشت بہت ضروری ہے۔ کوئی بھی بات کسی کی بھی ناگوار گزرے فوراً سے کلیئر کر لے ناں لیکن دل میں بات رکھ کے دوری کبھی اختیار نہیں کرنا"۔ تکبیر اسکا گال تھپتھپاتی نہایت ہی نرمی سے اسے سمجھا رہی تھی جبکہ صفا مبہم سا مسکرائی۔

"پھپھو واقعی بہت اچھی ہیں لیکن انکا بیٹا بہت تنگ کرتا ہے بالکل عذاب آدمی ہے"۔ صفا چڑکے بولی۔

"گلے میں ڈھول باندھا ہے بجانا تو پڑے گا"۔ تکبیر نے شرارتا کہا تھا جبکہ وہ دونوں ساتھ ہی ہنسی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم نکلوا اپنے کمرے میں تب تک میں بھی اپنے میاں کو آگے پیچھے گھمالوں۔" بے نیازی سے اسکے حکم کی تائید کرتے صفا اپنے کمرے میں چلی گئی جبکہ دس منٹ ہی گزرے تھے تعبیر جواد کے ساتھ نیچے آئی اور آتے ساتھ اسکے پیروں میں لپٹ گئی۔

"ہیزل سو گئی؟" چھوٹے ہی یہ سوال اس نے تعبیر سے کیا جو بڑے ہی معصوم انداز میں اثبات میں سر ہلا گئی۔ "پھر مجھ سے کیوں لپٹ رہی ہو اپنے بے بی کے پاس جاؤ۔" تکبیر نے یوں ظاہر کیا جیسے وہ اس سے ناراض ہو لیکن تعبیر اسکے ساتھ ہی چپکی جا رہی تھی جبکہ دوسری طرف جواد مسکراتی نگاہ ان دونوں پر ڈالتا موبائل میں مصروف تھا۔ "بیر ناراج ہیں؟" تعبیر اسکی گود میں چڑھ کے بیٹھتی کبھی اسکے گال کھینچ رہی تھی تو کبھی ناک۔ "میں اپنی منی سے کیوں ناراض ہو گئی؟ میں یہ دیکھ رہی تھی تم اب تک سوئی کیوں نہیں۔" تکبیر کی بات سنتی وہ نظریں جھکائے مسکرائی۔

"بے بی تو آپ تے بغیر نیند نہیں آرہی تھی اور مجھے بھی۔" دانتوں کی نمائش کرتے وہ صاف گوئی سے بولی۔ "چلو تمہارے بے بی کو سیدھا کروں۔" تعبیر کو ہاتھوں میں اٹھائے وہ خود سے بڑبڑائی جبکہ جواد محفوظ سا ہوا کتنے اٹے کام تو اسکے تعبیر ہی سیدھے کر دیا کرتی تھی۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ تکبیر کے پیچھے ہی چل دیا۔

READERS CHOICE

"زیادہ نخرے نہیں ہو رہے آپکے جب دیکھو مجھے ہی آگے پیچھے گھماتیں ہیں محترمہ۔" جواد تکبیر اور تعبیر کے ساتھ ہی کمرے میں داخل ہوا تعبیر تو آتے ہی صوفے پر جواد کا موبائل لیکے بیٹھ گئی تھی جبکہ جواد نے ہلکا سا اسکی

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جانب جھکتے سر گوشیانہ انداز میں اپنی بات کہی وہ تکبیر پر طنز کرنا نہیں بھولا جوا بابتنا کوئی جواب دیئے بغیر اس نے زور سے اپنی کہنی جواد کو ماری۔

"یا میرے خدا"۔ اپنا بازو سہلاتا وہ کراہیا تھا۔ تکبیر صرف جسامت سے ہی کمزور تھی بے ساختہ وہ سوچ بیٹھا۔  
"تعبیر آ کے لیٹو"۔ تکبیر نے سخت آواز میں تعبیر کو پکارا لیکن وہ ہنوز موبائل پر نظریں جمائے کارٹون دیکھ رہی تھی۔

"بیٹا میرے کو دیکھ لو ہر لحاظ سے کارٹون ہی ہیں"۔ جواد کی آواز دھیمی تھی لیکن جس کو وہ سنانا چاہتا تھا وہ سن چکی تھی۔  
"بہت عیب نہیں نظر آرہے تمہیں مجھ پہ؟" سرعت سے پلٹی اسے سینے سے ٹکراتی وہ دور ہوئی۔ آنکھوں سے گھورتی تکبیر دانت پیس کے غرائی لیکن ان دونوں کی آواز بہت مدھم تھی جو کم از کم تعبیر تک کو تو نہیں پہنچ رہی تھی۔

"قریب آئیں پھر خوبیاں ہی خوبیاں آپ کی شان میں پیش کرونگا"۔ جواد کی زومعنی باتوں پر جان لیوا سا انداز تکبیر کی بولتی بن کر واگیا۔

"شرم کرو ایک بیٹی کے باپ ہو"۔ تکبیر اسے اپنے ساتھ لیتے ہوئے آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی۔  
"ایک بیٹی ہے ہماری اور آپ تو ایسے پریسٹنڈ کرتی ہیں جیسے پانچ جوان بیٹیاں ہوں دس کی شادی کرنی ہے باقی پانچ بیٹیوں کے نانانی بن گئے ہیں اور آٹھ بیٹیوں کو ابھی پالنا ہے"۔ تکبیر کی بات سے وہ چڑکے بولتا اسے کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گیا تھا۔

## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"غصہ بھی سوٹ کرتا ہے تم پر"۔ بے ساختہ اسکے کسرتی بازو پر ایک ہاتھ رکھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اسکا گال تھپتھپایا۔

"اچھا مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے سونا نہیں اور تعبیر کے سونے کے بعد کہو گی"۔ تکبیر اسے حکم دیتی سیدھا تعبیر کے پاس آئی۔

"میں سمجھاتی ہوں ناں بچے موبائل نہیں لیتے! چلو آ کے لیٹو ٹائم ہو گیا ہے"۔ اسکے ہاتھ سے موبائل چھینتے تکبیر نے بیڈ پر جانے کا اشارہ کیا اور تعبیر براسا منہ بنائے بیڈ پر آڑی ترچھی لیٹ گئی۔

"پیٹا سہی سے لیٹو"۔ نرم پیار بھری مسکراہٹ جو اد کی طرف سے اسکی سماعت سے ٹکرائی اور بنا اسکی بات نظر انداز کئے وہ سیدھی ہو کے لیٹ گئی لیکن نظریں چھت کو گھورے جارہی تھیں۔

جواد بھی شانے اچکا تا بیڈ پر ہی دراز ہوا تھا۔ تعبیر اسکے ساتھ ہی چپکی سونے کے ارادے سے آنکھیں بند کئے لیٹی تھی لیکن دوسرے ہاتھ سے تکبیر کا ہاتھ بھی تھامے ہوئی تھی۔

"کیا ہوا ہے تکبیر؟؟؟ دس منٹ گزرنے کے بعد ہی جواد نے فکر مندی ظاہر کرتے استفسار کیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانک رہے تھے اور بیچ میں تعبیر گہری نیند میں سوتی خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔

"میں آج سوچ رہی تھی کہ"۔ تکبیر اول تو پہلیاں بھجواتی نہیں تھی لیکن یہ آدھی ادھوری باتیں اسے کسی طور پسند نہیں آتی تھیں۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کہ؟" جواد نے اسی کا بولا آخری لفظ دہرایا۔

"جب تعبیر بڑی ہو جائے گی تو اسکی شادی کرنی ہوگی تو کس سے کریں گے؟؟" تبکیر کی بات سنتے ہی اسکا اٹکا سانس بحال ہوا۔

"حد ہوگی ہے یار! تعبیر صرف تین سال کی ہے اور ابھی سے شادی کا بورنگ ٹاپک کہاں سے آگیا؟؟" جواد زچ ہوا۔

"دوبارہ سے دہرانا کیا کہا تم نے؟" آہستگی سے اپنا ہاتھ تعبیر کے ہاتھ سے نکالتی وہ ہتھے سے اکھڑگی اور یہیں جواد ماتھا پیٹ کے رہ گیا۔

"غلطی سے زبان پھسل گئی تھی! آئی مین شادی جیسے دلچسپ موضوع پر ہم کسی اور دن ڈسکس کریں گے ناں"۔ جواد بیڈ کی پشت سے سرٹکاتا اسے ٹھنڈا کرنے لگا ورنہ تو کوئی بھروسہ نہیں تھا وہ کب میں بپھری ہوئی شیرنی بن جائے۔  
"تم تو جب کوئی بات کرنا میرا دل توڑ کے ہی جان لینا"۔ تبکیر کی بات سنتے ہی وہ بیڈ سے اٹھ کے تبکیر کو اٹھائے صوفے پر لے آیا۔

"اب اتنا بھی ظالم نہیں میں جو بلبل کا دل توڑوں گا۔ ہاں، لیکن یہ بلبل جان نکال دیتی ہے۔ آپ نے کہا تھا کوئی بات کرنی ہے مجھے لگا اسلئے خیر کرے کوئی مسئلہ نہیں ہو ورنہ بھلا میں یوں شادی کو بورنگ کہنے لگا"۔ اسکی ناک کھینچ کے وہ اطمینانی سے بولا ہی تھا کہ تبکیر نے یک ٹک اسے دیکھا۔

"باتیں بنانا بہت سیکھ لی ہیں تم نے"۔ تبکیر نے جیسے بہت بڑی بات سے اسے آگاہ کیا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اگر اتنے سالوں میں، میں نے آپ سے یہ بھی نہیں سیکھا تو لعنت ہے مجھ میں کی میں محبت میں سفل کیسے ہوا۔" اسکے انداز نے تکبیر کو چونکا یا تھا۔

"تم بھی ناں۔" باقاعدہ وہ اسکے سینے پر سر ٹکائے مسکراتے ہوئے بولی۔

"میں بھی ناں! کیا تکبیر؟؟؟ جو اد نے اسکے بالوں میں منہ چھپائے محبت سے بولا ہی تھا کہ تکبیر کی دھڑکنیں آہستہ آہستہ رفتار پکڑنے لگیں۔

"تکبیر یا بتائیں کیا میں بھی ناں؟؟؟ جو اد کی گھبیر، خمار آلود سی اواز اتنی قریب سے سنائی دی گویا وہ فاصلہ قائم کرتے ہوئے بھی نہیں کر سکی۔

"کیا کسی چیز کی پیشکش کی جا رہی ہے؟؟؟ اسکی زو معنی باتوں پر وہ کانوں تک سرخ پڑتی مزاحمت کرنے لگی۔ جو اد کی گرفت سخت ہوتی جا رہی تھی جبکہ گردن کو تر چھا کر کے وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتے لودیتی نظروں کی تپش سے نظریں جھکا گئی۔

جو اد نے بازو سے پکڑ کے اسکا رخ اپنی جانب کیا اور اسے نظروں کے حصار میں لیتا کچھ اور اسکی جانب کھسک سے بیٹھا اور اسے اپنی گرفت میں جکڑتا تکبیر کو خود سے قریب کر گیا۔

"اب تو بتادیں کیا کہنا چاہ رہی تھیں؟؟؟ تکبیر اسکی قربت میں تھی اور سانسوں کی رفتار بڑھتی جا رہی تھی۔

"بنا امتحان کے نتائج ایسا تو نہیں چلنے والا۔" جو اد محظوظ سا مسکرایا اور خفیف سا اسکی حالت پر طنز کر گیا گویا وہ پہلے ہی دل کی دھڑکنیں سمنبھالتی بلا وجہ ہلکان ہو رہی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"چھوڑوں مجھے نیند آرہی ہے۔" زو معنی سی خاموشی بھی آج جواد کے حق میں تھی جبکہ تکبیر گھبرائی سی التجا کر گئی۔  
"ابھی ہاتھ آئی ہیں اور کیا چھوڑنا اتنا آسان ہے؟؟" جواد نے سوال کیا تھا جبکہ وہ بری طرح پزل سی ہوئی۔ تکبیر کو  
خود میں بھیچے وہ اپنے لب اسکے بالوں پر رکھتا مبہم سا مسکرایا۔

"تعبیر ڈر جائے گی چلو ہمیں بھی سو جانا چاہیے۔" ایک دوسرے کی سانسیں وہ آسانی سے سن سکتے تھے جبکہ جواد  
تکبیر کی خوشبو خود میں اتار تا پر سکون سا ہوا۔

"میں اتنا دریا دل نہیں ہوں تکبیر۔" اب کی بار وہ ہلکا سا اسکی کان کی لو کو بائٹ کرتا تکبیر کی رہی سہی جان نکال گیا۔  
شرم و حیا کی پوٹلی بنے وہ بنا کچھ سہے بلا وجہ سرخ پڑتی جواد کو پھر سے اپنا اسیر کر گئی۔

"بلبل بھی آپ جسی نازک ہوتی ہے کچھ کرتے ہوئے بھی ترس اتا ہے۔" اسکی کان کے قریب جھک کے وہ بولا اور  
ساتھ بلند و بانگ قہقہہ لگاتا گرفت ڈھیلی کر گیا۔ تکبیر کی جان میں جان آئی اور وہ نظریں ملائے بغیر ہی عجلت میں منہ  
چھپائے لیٹ گئی۔ جواد کا قہقہہ اب بھی جاری تھا جبکہ وہ منہ منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔  
"مجھ پے ہنس رہا ہے۔" تکبیر نے جل کے سوچا۔



"شاہ میر آپ کو کچھ نہیں ہو گا میں آپکے ساتھ ہوں۔" اسکی اداکاری پر وہ داد دیئے بغیر نہیں رہ سکی تھی لیکن سب  
کچھ بھلائے وہ بھی وہی کھیل، کھیل رہی جسکی شاہ میر نے بنیاد رکھی تھی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مروا، مروا"۔ شاہ میر اٹھنا چاہتا ہی نہیں تھا لہذا ہاتھ بڑھا کے مروا کا ہاتھ تھاما۔ دل میں کہیں صلاواتیں سنا کے وہ مصنوعی پریشانی کے تاثرات چہرے پر سجائے دل گرفتگی سے اسکے پاس ہی بیٹھ گیا رہا سہا فاصلہ شاہ میر مٹاتا مزید اسکے قریب ہوا۔ اسکی حرکت پر وہ جی جان سے کانپی تھی اور غیر محسوس طریقے سے دوہڑنا ہی چاہتا تھا کہ شاہ میر اسکی کمر کے گرد حصار باندھے بلا وجہ ہی نڈھال ہوتا اسکے شانے سے سر ٹکا گیا۔ مروا کا لڑتا موجود اسکی آنکھ سے مخفی نہیں رہ سکا تھا لیکن وہ جان کے بھی انجان بنا رہا۔ شاہ میر اسکے بہت قریب تھا جبکہ مروا کی تیز ہوتی سانسوں کی آواز باآسانی اپنے کانوں سے سنتا وہ محظوظ سا مسکرایا لیکن مسکراہٹ بھی کچھ پل کی ہی تھی۔

مروا کی نظریں تو اپنی کمر سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں اور شاہ میر کی انگلیاں اسے دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

"مجھے دھندلا دھندلا نظر آرہا ہے"۔ بنا کوئی تاثر ظاہر کئے وہ سنجیدگی سے بولا۔ چہرے پر اب پریشانی اور دکھ کے تاثرات دور دور تک نہیں تھے۔ مروا کے وجود سے اٹھتی مہک وہ اپنے اندر انڈیلنا کافی ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ وہ شاہ میر کی دسترس میں تھی اسکے پاس اسکی زندگی میں شامل تھی اور یہ احساس ہی باعث سکون تھا۔ دل پر منوں بوجھ جیسے ہلکا ہوتا محسوس ہو رہا تھا اور اسکی قربت فی جینے کی امنگ پیدا کر رہی تھی۔ منہ زور ہوتے جذباتوں کو لگام ڈالتا اپنی ہی پیدا کی ہوئی صورت حال سے بری طرح چڑکے وہ اپنے دل کی خواہش دل میں ہی دبا گیا۔ مروا تو منہ پر زپ لگائے بالکل ششدر سی بیٹھی تھی۔ شاہ میر کی مضبوط گرفت پر کسی چڑیا کی طرح قید ہوتی ایک انچ بھی نہیں ہلی۔ یہاں تو وہ اسے مزہ اچکھانے آئی تھی لیکن اسکے اذہال ہوتی قربت پر خود ہی پھنس کے رہ گیا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیا ہوا ہے آپکو؟" بامشکل لبوں کو کھولتے وہ آہستگی سے اسکی خیریت دریافت کر رہی تھی لیکن شاہ میر بھی اتنی آسانی سے اسے بخشنے والا نہیں تھا۔

"دل میں سوراخ ہے بتایا تو تھا۔" ایک تو گہری سانس خارج کرتے وہ مروا کو ڈرانے کی بھرپور اداکاری کر رہا تھا۔  
"آپ بتائیں میں کیا کروں؟؟" مروا نے بائیں کاندھے کو جنبش دی تھی لیکن وہ دونوں ہاتھ اسکی کمر پر باندھے بالکل خود سے لگا گیا۔

"ڈاکٹر نے کہا تھا بیوی سے پیار بھری باتیں سننے تاکہ طبیعت میں کچھ بہتری آئے۔" مروا ساکت سی بیٹھی اشتعال کا شکار ہو رہی تھی۔ یہ لڑکا اسے اتنی ڈبو سمجھتا ہے کہ اسے سائنس تک کا علم نہیں؟

"ایسا تو کوئی ڈاکٹر نہیں کہتا! عموماً ڈاکٹر ز تو خشک مزاج ہوا کرتے ہیں اور یہ محبت وغیرہ تو انکے بس کی بات ہی نہیں ہے تو پھر کیسے اس نے اتنا بے تکا مشورہ دیا؟؟" مروا کے لہجے میں لغزش صاف واضح تھی جبکہ شاہ میر اچھے سے سمجھ گیا تھا وہ اسکے قریب آنے پر ہی بوکھلاہٹ کا شکار تھی۔

"ڈاکٹر نے کہا تھا میرے دل میں بھی پہلے سوراخ تھا اور میری بیگم نے ہی محبت سے بھرا تھا۔" اسکی معنی خیزی پر مروا کے کان تک سرخ ہوئے۔ آہستگی سے اسکا سراپنے کاندھے سے ہٹا کے بہت مشقت کے بعد وہ اسکے روبرو بیٹھی۔

READERS CHOICE

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں انٹرنیٹ پر سرچ کیا تھا اور وہاں سوراخ ٹھیک کرنے کا ایک قہوہ بتایا تھا ایک سیکنڈ رکیں بنا کے لاتی ہوں اب مجھ سے تو آپ کی اتنی تکلیف دیکھی ہی نہیں جا رہی میں کیا بتاؤں؟" روایتی بیویوں والا خول خود پر چڑھا کے وہ بولتے ساتھ ہی کمرے سے نکل گئی جبکہ شاہ میر مطمئن سا ہو کے لیٹا۔

"سوری مروا! مگر یہ کرنا تھا"۔ شاہ میر اس کا تصور کرتا خود سے بڑبڑایا۔

پانچ منٹ بعد وہ بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوئی۔

"یہ بہت مؤثر قہوہ ہے یوں دل کا درد بھاگے گا پتا ہی نہیں چلے گا"۔ چہک کے بتاتی وہ ٹرے سائڈ ٹیبل پر رکھ کے بیڈ

اس سے فاصلہ قائم کر کے بیٹھی یہ بات وہ اپنی شادی کے اگلے دن سے ہی نوٹ کر رہا تھا کہ مروا سے دوستانہ

تعلقات نہیں رکھتی، دل کا حال بیاں نہیں کرتی اور اپنی ضروریات کے ساتھ اپنی تکلیف تک اسے نہیں بتایا کرتی تھی۔ مروا تو اس کے جواب کی منتظر تھی لیکن شاہ میر کہیں کھو گیا تھا۔

"اتنی دوری کا سبب کیا ہے؟" حال میں لوٹا وہ مروا کی حرکت پر بغور ملاحظہ کرتا تاسف سی نگاہ ڈال کے افسردگی سے پوچھ بیٹھا۔

"کیا آپ کی تکلیف کی وجہ میں ہوں؟" مروا نے چونک کے دیکھا وہ اس سے نظریں نہیں ملا رہا تھا لیکن لفظوں کے پیچھے اسکی شرمندگی سے بھی وہ بے خبر نہیں تھی۔

READERS CHOICE

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"انسان خطا کا پتلا ہے ہو جاتی ہیں غلطیاں لیکن میرے لئے ایک ایک سانحہ بن جائے گا میں نے اس حد تک کبھی سوچا نہیں تھا۔" مروا کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا۔ وہ چاہ کے بھی کچھ نہیں کر پار ہی تھی دل رضامندی پر آمادہ نہیں ہو رہا تھا اور پھر وہ اتنی بے مول بھی تو نہ تھی کہ کوئی بھی کچھ بھی کر کے چلتا بنے۔

"محبت میں آنا نہیں ہوتی اور خاص کر مردوں کی انا کو غلطی سے بھی چھیڑنا نہیں چاہیے یہ بہت خطرناک ثابت ہوتی ہے اور اگر اسی طرح انا کے محل میں قید رہینگے تو خوشیوں سے محروم ہو جائیں گی۔ اب چونکہ میری تو گنتی کی سانسیں ہیں جو آج نہیں توکل ختم ہو جائیں گی اور پھر۔" شاہ میر ٹھہرے لب و لہجے میں اسے سمجھاتا اور پھر آگاہ کرنے کے ساتھ بلیک میل بھی کر گیا۔ اسکے آخر کے جملے پر مروا کا سانس جیسے اٹکنے لگا۔ فضا میں جیسے آکسیجن کی کمی ہو گئی اور یوں کی اُشک اسکے رخسار پر پھسلنے چلے گئے۔

مروانے فوراً سے پہلے چالاکی کا مظاہرہ کرتے آنسوؤں صاف کئے لیکن وہ شاید بھول گئی تھی اسکے پاس بیٹھا شاہ میر ہے جو اسکی کسی حالت سے بے خبر نہیں ہے پھر کیسے وہ ایک اتنی بڑی غلطی کر سکتا تھا؟ یہی آ کے مروا تذبذب کا شکار ہوتی تھی۔

"اف شاہ میر قہوہ ٹھنڈا ہو رہا ہے جلدی پی لیں۔" چونکنے کی باری شاہ میر کی تھی۔ ساری باتیں بنا جواب دیئے بغیر وہ سن کے بھی انجان کیوں بنی تھی؟ کیوں وہ نارمل برتاؤ کر رہی تھی؟ کیا اسے شاہ میر کے مر جانے کا انتظار تھا؟ یا اسے شاہ میر کی حالت سے کوئی غرض نہیں؟ وہ سن سا بیٹھ گیا تھا لیکن ان سب سوچوں کے باوجود بھی اس نے مروا کا مسکراتا چہرہ دیکھا تھا جو ٹرے اسکے سامنے رکھتی اسے قہوہ پینے کی پیشکش کر رہی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کس ڈاکٹر نے آپ کو مشورہ دیا تھا؟" لب کچلتے مروانے سمجھداری سے استفسار کیا۔

"ڈاکٹر نعمان تھے۔" جو نام فلوقت ذہن میں گونجتا تھا وہی دھڑلے سے کہہ کے جان چھڑانے چاہی۔

"ڈاکٹر نعمان اور انکی وائف سے میری تفصیلی بات چیت ہوئی ہے انکی بیوی نے ہی قہوے کا مشورہ دیا تھا کیونکہ وہ بھی ڈاکٹر نعمان کو یہی دیتی تھیں۔" شاہ میر کا دماغ بھک سے اڑا وہ مشکوک سامروا کو بے یقینی کی کیفیت میں دیکھ رہا تھا جس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوتی چلی گئی۔

"میں قہوہ نہیں پیتا مروا۔" شکل سے ہی وہ اتنا خطرناک معلوم ہو رہا تھا شاہ میر نے اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"کیا میری محبت میں بھی نہیں پی سکتے؟ اور میں تو چاہتی ہوں آپ جلدی ٹھیک ہوں تو ہم نارمل لائف گزاریں۔" مروانے آگے بڑھ کے کپ اسکے سامنے کیا اور وہ بنا کچھ کہے کپ کے ساتھ اسکا ہاتھ بھی پکڑ گیا۔

"میرا ہاتھ تو چھوڑیں۔" اسکا لمس محسوس کرتی وہ التجا کر گئی۔

"او پس!! سوری۔" شاہ میر تو ہاتھ چھوڑنا ہی نہیں چاہتا تھا لیکن ہر بار دل کی کہاں سنی جاتی ہے۔ ایک کڑوا گھونٹ بھرتا وہ بری طرح جھرجھری لیتا کپ ٹرے میں پٹخ کیا۔ مروانے اسکے تاثرات دیکھ کے ہنسی ضبط کرنی چاہی۔

"مروا یہ اتنا کڑوا ہے! میں تو نہیں پیوں گا۔" کاندھوں کو جھٹک کے وہ سخت بد مزہ ہوتا دو ٹوک لہجے میں کہنے لگا۔

"ارے ایسے کیسے نہیں پیئیں گے؟ مروا حیران کن سی پوچھ بیٹھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یار محبت کو ثابت کرنے کے لئے میں کچھ اور پی لوں گا لیکن یہ! بالکل نہیں"۔ شاہ میر جگ کے قریب ہاتھ بڑھا کے پانی گلاس میں انڈیلنے ہی لگا تھا مروانے زور سے اسکا ہاتھ دبوچا۔

"یہی پیئیں جلدی اور فٹافٹ"۔ اتنا کوئی برا ذائقہ تھا کہ اسکا دماغ بھونچکا کے رہ گیا لیکن مروانے تو بضد تھی آخرا وہ کیا کرے؟؟ شاہ میر منہ کے زاویے تبدیل کرتا کپ اٹھانے کی ہمت مجتمع نہیں کر پاتا تھا لیکن مروانے سے آنکھوں آنکھوں میں حوصلہ دے رہی تھی۔

جی کڑا کر کے اس نے مروانے کے لاکھ اصرار پر نہ چاہتے ہوئے بھی قہوہ پی لیا تھا اور پیتے ساتھ حلق تک میں کڑواہٹ گھل گئی اسکے تاثرات دیکھ کے مروانے کو مزہ آیا تھا جتنا وہ اسے ڈبو سمجھتا ہے اب وہ بن کے دکھائے گی۔

"پانی"۔ بامشکل اس نے جھنجھلاتے ہوئے پانی مانگا لیکن مروانے اسے نیم گرم پانی دیا تھا اور ایک گھونٹ بھرتے ساتھ ہی اسکا دل جل کے رہ گیا۔

"ڈاکٹر نعمان کی وائف کا ٹوٹکا تھا یہ پینا پڑے گا"۔ مروانے شان بے نیازی سے کاندھے اچکائے۔ شاہ میر کو رہ رہ کے خود پر غصہ آ رہا تھا آخر کیا وہ قہوہ اور نیم گرم پانی پیئے گا؟ سوچ کے ہی وہ بھنا اٹھا لیکن لبوں کو کھلنے کی زحمت دیئے بغیر چپ چاپ لیٹ گیا۔

"کل میں نے دل کے مریضوں کا ناشتہ دیکھا ہے انشاء اللہ صبح اپنے ہاتھوں سے بنا کے دوں گی، یوں چٹکیوں میں سوراخ بھرے گا کہ آپ بھی حیرت زدہ بس دیکھتے ہی رہیں گے"۔ مصروف سے انداز میں مسکراہٹ ضبط کرتی وہ ایسے گویا ہوئی جیسے اس سے بڑھ کے شاہ میر کا کوئی خیر خواہ ہی نہیں۔ شاہ میر اسی چاہت مدارت پر مبہم سا مسکرایا تھا

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جبکہ مرد اپنے سائڈ پر لیٹی لیمپ آف کر کے گھٹ گھٹ کے ہنسی جا رہی تھی۔ قہقہہ ضبط کرنے کے باعث اسکی دبی دبی ہنسی کی آواز بہت ہی آہستہ آواز میں بہت توجہ کے بعد کوئی بھی سن سکتا تھا لیکن شاہ میر دھیان دینے کے باوجود بھی نظر انداز کر گیا۔



"اگر اب مووی فار فورڈ کی ناں بتا رہی ہوں ریمورٹ توڑ دو گی"۔ شاہ رخ ریمورٹ پر قبضہ جمائے مووی آگے بڑھائے جا رہا تھا جبکہ اسکی یہ حرکت صفا سے برداشت نہیں ہوئی تو تنک کے گویا ہوئی۔

"اتنے بورنگ سینرز میں کیا دیکھنا ہے آپکو؟" ماتھے پر بے شمار شکنیں لئے وہ بیزاریت سے بولا۔

"تو اسٹوری تو معلوم ہوئے زرا ساسین دماغ کو سمجھ آتا ہے تم آگے بڑھا دیتے ہو، حد ہے"۔ صفا کے لہجے میں اکتاہٹ صاف واضح تھی۔

"یہ رونادھونا میں نہیں دیکھتا اور اگر آپکو دیکھنا ہے تو الگ دیکھیں"۔ شاہ رخ نے مسکراتے ہوئے اسے سلگایا تھا اور اسکے ساتھ ہی پھر سے مووی آگے بڑھائی۔

"ٹھیک ہے آئندہ پھر شکایت نہیں کرنا، دیکھتے رہو خود"۔ کشن زور سے اسکے منہ پر مارتی وہ لائٹ آف کر کے لیٹ گئی۔

READERS CHOICE

"لائٹ تو کھولو یا ایسے اندھا کرو گی کیا"۔ شاہ رخ نے اسے زچ کرنا چاہا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"دیکھنا ہے تو ایسی ہی دیکھو 4 بجادیئے ہیں اور زرامووی انجوائے کرنے نہیں دی"۔ بلند آواز میں وہ اسے صلاواتیں سنارہی تھی اور ساتھ ساتھ اسکی کمر پر دھموکا جڑتی پھر سے لیٹ گئی۔

"گڈ نائٹ صفا"۔ دل جلی مسکراہٹ کے ساتھ وہ شرارتا گویا ہوا۔

"شوہر بیویوں کے ہاتھ میں ریمورٹ دیتے ہیں اور تم خود ہی قبضہ کر لیتے ہو! نئی نئی شادی کا ہی بندہ لحاظ کر لیتا کوئی شرم ہوتی ہے مروت ہوتی ہے لیکن تم جیسے بے شرم سے بندہ کیا توقع رکھے"۔ بقول اپنے وہ سونے کے ارادے سے لیٹی تھی لیکن دل کی بھڑاس بھی تو نکالنی تھی۔

"تو بندہ رکھے ہی نہیں توقع اور توقعات تو تب رکھے جب سامنے والا کوئی سگنل تو دے"۔ شاہ رخ اسکی باتوں کے پیچھے پوشیدہ شکوہ جانتا تھا لیکن اسے تنک بھی تو کرنا تھا۔

"تم تو ہو ہی عذاب، آہ!!" سرپیٹ کے وہ بلینکٹ میں منہ چھپاگی اور عین اسی وقت شاہ رخ، رخ موڑ کے اسے دیکھنے لگا اور لبوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

"لینا ہے ریمورٹ؟؟؟ تھوڑا سا آگے بڑھ کے اس نے لاڈ سے استفسار کیا۔

"نہیں"۔ یک لفظی جواب بہت طیش کے عالم میں دیا۔

"اچھا لونہ اب نخرے نہیں کرو اور تم جو دیکھو گی میں بھی وہی دیکھوں گا اور تم فار فورڈ نہیں کرو گی تو میں تب بھی تمہیں جوائن کروں گا"۔ صفانے فوراً سے بلینکٹ دور پھینکا اور جھپٹے کے اسٹائل میں ریمورٹ کھینچ کے اسے بھی اپنے ساتھ جبراً باندھے رکھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اب یہیں سے جاری کریں گے اور تم آنکھیں کھول کے سارے سینہ دیکھو گے اگر مجھے ذرا بھی تمہاری عدم دلچسپی دکھی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" انگلی کے اشارے سے وارن کر کے وہ کچھ مووی کے سینے پیچھے کر رہی تھی شاہ رخ سخت بد مزہ ہوا۔

"اب مزے آئے گانہ۔" خود سے بڑبڑاتی وہ بہت خوش ہوئی تھی ریمورٹ پے قبضہ کر کے۔ دس پندرہ منٹ گزر گئے تھے اور ہیر وئن کی امی کوئی رونیٹنا ڈال رہی ہیں شاہ رخ کو نیند آنے لگی اور جبکہ صفا کی آنکھیں آنسوؤں سے جھلملانے لگی۔

"یہ لڑکی پاگل ہے۔" ایک نظر صفا پر ڈال کے وہ اسکی گود میں سر رکھ گیا۔ صفا کی ساری توجہ ہوا ہوتی اسکی حرکت پر ساکت ہوئی۔

"سو تو نہیں رہے؟؟؟ جھک کے اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتی وہ تیزی سے بولی۔

"اتنی اچھی مووی پر کون کمبخت سو سکتا ہے۔" دانتوں کی نمائش کر کے وہ بولا ہی تھا کہ صفا نے سکون کی سانس ہوا کے سپرد کی۔

"عجیب زبردستی ہے دل نہیں بھی ہو تو بھی دیکھنا ہے۔" بامشکل بھاری آنکھوں کو کھول کے نظریں نہ چاہتے ہوئے بھی اسکرین پر جمائیں اسے کوئی مقصد نہیں تھا ایل ای ڈی پر کیا سین چل رہے ہیں بس یہ معلوم تھا اسے بہت نیند آرہی ہے لیکن یہ کوشش بھی کچھ دیر بعد ناکام ہوتی نظر آئی تھی کیونکہ شاہ رخ گنتی کے دس منٹ بعد اسکی گود



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

میں سر رکھے سو گیا تھا۔ صفائے اسکا بھاری موجود اور تیزی ہوتی سانسوں کو اپنی سماعتوں سے ٹکراتے سنا تو پہلے اس نے ایل ای ڈی بند کی اور شاہ رخ کو اپنی پوری قوت کے ساتھ اسکی جگہ پر لٹایا۔

"کتنا زنی ہے یہ! اماں میرا بازو"۔ اپنے بازوؤں کو سہلاتی وہ شاہ رخ کی طرف دیکھتی معصومیت سے بولی۔ اور بلا آخر خود بھی کچھ دیر بعد نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔



"کیا ہو گیا ہے بھی؟ اٹھا بھی لیں شیراز کو ٹائم ہو رہا ہے اسکول کا"۔ چولہے کی آنچ دھیمی کر کے وہ بگڑے موڈ سے حنا پر برسی۔

"اٹھ جا بھائی"۔ شیراز زبردستی آنکھیں بند کئے بے سود لیتا رہا مقصد اسکا یہی تھا کہ اسکول سے دیری ہو اور شزا حنا کو ڈانٹے۔

"حنان شیراز اٹھا؟؟؟ چائے کپ میں نکال کے وہ ڈائننگ ٹیبل پر رکھ کے پھر سے کچن کی جانب روانہ ہوئی۔

"شیراز دیر ہو رہی ہے اٹھو بیٹا"۔ حنا نے پھر سے پچکار تے ہوئے اٹھانا چاہا لیکن وہ اپنے باپ کو تنگ ہوتا دیکھ بہت خوش ہوتا تھا۔

"مما اٹھائیں گی تو اٹھوں گا ورنہ تو نہیں"۔ مغرور سا انداز لئے وہ آنکھوں کو وا کر کے پھر سے بند کر گیا۔

"بیٹا تمہاری ماں بہت غصے میں ہے آتے ہی تمہارا دماغ درست کر دینگے اس سے بہتر ہے اٹھ جا جلدی"۔ حنا نے گویا منت کی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تو آپ ماموں کو لے آتے ناں۔" اب کی بار شیراز نے اسکی دھکتی رگ پر پاؤں رکھا اور بے ساختہ وہ اسکے قریب آتا غصے سے دیکھنے لگا۔

"غصہ بھی آپکے فیس پر پیارا ہی لگ رہا ہے۔" اسے زچ کرتے وہ استہزایہ ہنسا اور کروٹ بدل کے لیٹ گیا۔  
"اٹھ جا میرے باپ۔" حنان نے ہلکا سا اسکی گردن پر دباؤ ڈالا تھا جبکہ شیراز ہزیانی انداز میں چیخ پڑا اور عین اسکی وقت حنان بھی سٹیٹا یا اور شزا عجلت میں پریشان صورت لئے کمرے میں داخل ہوئی جبکہ بے بی کارٹ میں سوتی تحریم بھی اس شور شرابے سے بیدار ہوتی رونے لگی تھی۔

"حنان یہ کیا کر رہے تھے آپ؟ نہیں اٹھانا تو کہہ دیتے یوں میرے بچے کا گلہ کیوں دبا رہے ہیں؟؟؟" شزا شعلہ جوار ابنی فوراً سے بیشتر حنان کے برابر کھڑی ہوئی۔

"میں گلہ نہیں دبا رہا تھا شزا۔" حنان نے کمزور سی وضاحت پیش کی، اور اگے بڑھ کے بے بی کورٹ سے تحریم کو اٹھا کے اپنے سے لگایا۔

"مام بابا میرا گلہ دبا رہے تھے اور کہہ رہے تھے چیخ چیخ کے ماما کو بلاؤ تاکہ ماما پریشان ہوئیں اور یہ بھی کہا تھا کہ جو بریک فاسٹ شزا بنا رہی ہیں وہ ریجیکٹ کر دینا۔" بازی پلٹتا وہ بالکل حنان کا مخالف بن گیا تھا جبکہ وہ تو صدمے سے گنگ اپنے بیٹے کی چالاکی کو ملاحظہ کر رہا تھا جو سکون سے اٹھتا شزا کو وضاحت دے رہا تھا۔

"حنان! آپ اتنے سے بچے کو یہ سب سکھا رہے ہیں؟؟؟" شزا ہنوز سنجیدگی سے استفسار کرنے لگی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ایک کام کہا تھا صرف آپکو کہ شیراز کو اٹھالیں وہ بھی آپ سے نہیں ہوا سارا دن جو میں گھن چکر بنی رہتی ہوں اسکا کیا؟؟؟ شزا اور تاسف سے دیکھتی افسوس سے بولی۔

"یہاں ہزار کام کر دیئے میں نے اور آپ ایک بیٹے کو نہیں اٹھاسکے"؟ شزا کے کڑوے کیلے جملے اسکی سماعت سے ٹکرا رہے تھے جبکہ اسکی نظروں کا رخ شیراز پر تھا جو بالوں پر ہاتھ پھیرتا مغرور انداز میں آنکھیں گھماتا شزا کے پیچھے چھپ گیا۔

"اب اس کو یونیفارم پہنائیں گے یا وہ بھی میں ہی پہناؤں؟ چائے ٹھنڈی ہوگی ہوگی وہ بھی میں دوبارہ گرم کروں! یہ سہی ہے سب"۔ محبت سے شیراز کا گال چومتی وہ حنان کو باتیں سنانے میں مگن تھی۔

"میں لے جاتا ہوں آپ پکڑیں تحریم کو"۔ تحریم کو اسکی جانب بڑھاتے وہ غصے سے شیراز کو گھور رہا تھا۔

"میں خود ہو جاؤں گا ورنہ ڈیڈ مجھے بھی لیٹ کر دیں گے"۔ وہ تو بلند آواز میں کہہ کے واشروم میں گھس گیا تھا جبکہ شزا تحریم کو بیڈ پر لٹاتی تنک کے کمرے سے نکل گئی۔

"بیٹالوں کا بدلہ"۔ تحریم کو گود میں اٹھائے وہ شیراز سے انتقام کی سازش رچ رہا تھا۔



ماحول میں خنکی کا احساس تھا اور سرد موسم کے باعث دھوپ بھی نہ ہونے کے برابر تھی۔ کمرے میں ہیٹر آن کیا گیا تھا جبکہ جواد دونوں کو اپنے حصار میں لئے گہری نیند میں ڈوبا تھا اور دفعتاً فون کی تیز بجتی گھنٹی سے وہ موبائل ٹٹولتا موبائل ڈھونڈے لگا انداز میں عجلت نمایاں تھیں غالباً کہیں تکبیر اور تعبیر کی نیند نہیں خراب ہو جائے۔

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

نون نمبر تھا اور جبکہ نام پڑھتے ہی وہ اچھنبے سے کال ریسیو کر کے کان سے لگا گیا۔

"گیس واٹ؟؟؟" دوسری جانب چہکتے ہوئے انگریزی جملہ ادا کیا گیا۔

"واٹ؟؟؟" جواد محبت بھری نگاہ بیٹی اور بیوی پر ڈال کے آہستگی سے ان دونوں کے ہاتھوں سے ہاتھ نکال کے گلاس ڈور کھول کے بالکنی میں چلا آیا۔

"Not fair"

اسکا انداز ہی ایسا تھا بے ساختہ وہ مسکرا اٹھا۔ جبکہ اندازہ لگانے میں وہ ناکام رہ تھا جیسی وہ خفگی کا اظہار کر گئی۔

"Tell me what happened"??

جواد نے اصرار کیا۔

"Vous ne pouvez pas deviner ce qui s'est passé"

(تم نہیں اندازہ لگا سکے ناں کہ کیا ہوا ہے)۔

دوسری جانب وہ فرینچ زبان میں منہ بسور کے بولی۔

"Pour être honnête, non"

(سچ پوچھو تو! نہیں)۔

جواد نے بھی اسکی کی زبان میں جواب دیا تھا وہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہوئی۔

"I am here at the airport and you are missing"

Page 236 of 710



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

(میں یہاں ہوائی اڈے پر ہوں اور آپ غائب ہیں)۔

اب کی بار وہ سنجیدگی سے بھنویں اچکاتی درشتگی سے بولی۔

"Oh my god , wht a pleasant surprise".

جواد نے خوشدلی کا اظہار کیا۔

"کیا میں لینے آؤں؟؟؟ جواد نے اسکی اجازت چاہی تھی جس پر فوراً ہی وہ ہامی بھر گئی۔

"آتا ہوں تھوڑا انتظار کرنا"۔ ایک نظر گھڑی پر ڈال کے وہ رابطہ منقطع کرتا فریش ہونے چلا گیا تھا اور لاش پیش سا

تیار تکبیر کو دیکھ کے کمرے سے نکلتا ایئر پورٹ جانے کے لئے روانہ ہوا۔ لاؤنج میں اسکی ملاقات فرحت آپا سے

ہوئی تھی جو ریشم کو کچھ ہدایت دے رہی تھیں۔ ان کو اپنے جانے کی اطلاع وہ کرتا کار سنجیدگی سے ڈرائیو کر رہا تھا اور

کچھ دیر بعد ہی وہ اسے رابطے میں رہتا عین اسکے سامنے کھڑا تھا لیکن جواد کو دیکھتے ہی کتنے ہی لوگوں کا جم غفیر اکٹھا تھا

جو سیلفی کے لئے اگے پیچھے ہوتے پاگلوں کی طرح پھر رہے تھے۔ بحر حال وہ ان سے نمبٹ کے اس خوبصورت

دوشیزہ کے پاس ہی کھڑا تھا جبکہ اسکے برابر میں ایک ادھیڑ عمر کی خاتون تھیں جن کو جواد نے فوراً سے پہلے اپنے ساتھ

لگایا اور غالباً وہ بھی اسے دیکھ کے بہت خوش ہوئی تھیں۔

جواد کے ساتھ وہ فرنٹ سیٹ پر ہی بیٹھی تھی جبکہ اسکی والدہ پیچھے تھیں۔

"اطلاع تو کر دیتیں"۔ ڈرائونگ کے دوران ہی وہ سنجیدگی سے انہیں مشورہ پیش کرنے لگا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں کہہ رہی تھی بلا وجہ تمہیں ڈسٹرب کر رہی ہے ہم خود ہی اپنے مینشن پہنچ جاتے ہیں لیکن جوادیہ کہاں کسی کی سنتی ہے۔" اسکی والدہ نے فوراً سے پہلے وضاحت پیش کی تھی۔

"اٹس ناٹ آگ ڈیل اور مجھے اچھا لگا کہ انہوں نے مجھے بلا یا اور نہ پچھلے مہینے تو اس موضوع پر کوئی ذکر نہیں ہوا۔" موڑ کاٹ کے وہ مسکراتا ہوا ان سے محو گفتگو تھا لیکن اس کے برابر بیٹھی لڑکی محبت سے اسے تنکئی حسرت سے مسکرائی۔

"یہ تمہیں سر پرانز کرنا چاہتی تھی۔" انہوں نے اپنی بیٹی کا پلان اسے بتایا۔

"اچھی بات ہے لیکن میں بہت حیران ہوں ٹرسٹ می۔" اسکے حیران سے تاثرات دیکھ کے وہ دونوں ہی مسکرائی تھیں۔ ان کو ڈراپ کر کے کچھ دیر بعد ان کے ساتھ بیٹھتا وہ شام میں ملنے کے کہہ کے گھر کی جانب بڑھا کیونکہ تکبیر کی کالز نے اسے پریشان کر دیا تھا۔

کہاں گئے تھے؟؟؟ جوادیہ کے گھر میں گھستے ساتھ ہی سب سے پہلے تکبیر نے اسکی غیر موجودگی پر سوال کیا تھا جبکہ فرحت آپا سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اپنے دوست کو ایئر پورٹ سے پک کرنے گیا ہے اب وہ لڑکی ہے یا لڑکا نہ جوادیہ نے انہیں بتایا تھا اور نہ فرحت آپا نے باقی گھر والوں کو۔ فاروق صاحب تو فرحت آپا کے ساتھ ان کے بھائیوں کے گھر گئے ہوئے تھے لہذا وہ بھی جوادیہ کا ڈھیر سارا انتظار کرنے کے بعد کچھ دیر پہلے ہی ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ایئر پورٹ"۔ چابی گھماتے ہوئے بہت ہی پیاری سی مسکراہٹ تکبیر کی جانب اچھالتے اس نے تعبیر کو اٹھایا۔  
"یونوناں میں آپ تے بغیر بریک فاسٹ نہیں تلتی (کرتی)۔ تعبیر نے اسکے گال گھینچتے زوٹھے پن سے جواد کو یاد دلا یا گویا اسے خدشہ ہو وہ کہیں بھول نہ جائے۔

"آئی نوڈیریسٹ! بٹ یو آلسونوناں بے بی کو کام تھا"۔ جواد براہ راست تعبیر سے مخاطب تھا وہ دونوں ہمیشہ کی طرح اپنی ہی باتوں میں مگن تھے اور وہ بغیر آرام کئے تعبیر کو گوڈ میں لیکے ہی کھڑا تھا اور اسکی باتوں پر کھلکھلاتی اسکے ساتھ ہی چپکی جارہی تھی۔ شاہ رخ وغیرہ کے ساتھ باقی سب کافی دلچسپ اور حسرت بھری نگاہوں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"بے بی آج تنگ اڑائیں گے"۔ لاڈ سے اس نے فرمائش کا اظہار کیا تھا۔  
"بے بی کو آتی ہی نہیں"۔ جواد نے مصنوعی افسردگی سے کہتے تعبیر کے تاثرات دیکھنے چاہے تھے۔  
"بیر سکھائیں گی ناں ہمیں"۔ گردن کو ترچھی کر کے اس نے تکبیر کی جانب اشارہ کیا تھا جو کرسی سے پشت ٹکائے ان دونوں کو ہی ملاحظہ کر رہی تھی۔

"آپکی بیر تو سب کچھ ہی سکھاتی ہیں ہمیں"۔ اس نے بہکتے انداز میں بڑی فرصت سے تکبیر کے نقوش کو تکتے اطمینانی سے تعبیر کو دیکھتے کہا تھا لیکن اسکا انداز تکبیر لاکھ کوشش کے بعد بھی پہنچانے میں ناکام ہوئی۔ بحر حال وہ نظر انداز کرتی رخ موڑ کے شاہ میر کی جانب دیکھ کے ہنس پڑی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

مروانے جس طرح کا ناشتہ اسکے سامنے پیش کیا تھا کوئی مر کے بھی کھانا پسند نہیں کرتا لیکن بحر حال اسکے بہت اصرار پر وہ پھسکی اور ابلی ہوئی سبزیاں اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی اُگل لیں تھیں۔

1 بجے کا وقت تھا اور چونکہ آج آفس میں زیادہ کام نہیں تھا۔ لہذا فاروق صاحب چھٹی پر تھے اور انکے ساتھ انکے دو سپوت بھی۔

"پوشاہ میر"۔ ضبط سے مسکراہٹ روکتی تکبیر نے اسے کریلے کا جوس یاد دلایا لیکن گویا وہ تو دیکھتے ہی صدمے کے گہرے مراحل سے گزرنے لگا۔

"بے بی فریش ہو جائیں"؟ جواد نے تعبیر کی اجازت چاہی جو اسکے کاندھے پر ہاتھ پھیلائے دانستہ خود کو جھولادے رہی تھی لیکن جواد کی بات سنتے ہی اثبات میں سر ہلا گئی۔

"پی لے ناں کیوں بھا بھی کو تنگ کر رہا ہے"۔ شاہ رخ نے ایک زوردار مکلا سکی کمر پر جڑا اور ساتھ حکم بھی جاری کر دیا۔

"تو چپ کر اور اتنا ہے تو خود پی لے"۔ شاہ میر بھی جل کے بولا۔

"دل کا مریض کون ہے؟ سو رخ کس کے ہے؟" شاہ رخ کی مسکراتی شکل دیکھ اسے محسوس ہوا گویا وہ اسکا مزاق بنا رہا ہو۔ کل ہی شاہ میر نے شاہ رخ کو اپنے پلین کا حصہ بنایا تھا اور ساتھ بہت بلیک ملینگ کے بعد شاہ رخ بضد تھا کہ وہ مروا کے سامنے ہمدردی کے بول بولے گا تاکہ شاہ میر کے معاملے میں اسکا دل نرم پڑے۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مروابھا بھی کادل ٹوٹ جائے گا کتنے پیار سے انہوں نے بنایا ہے اور تو نہیں پی رہا۔ بیویوں کادل نہیں توڑتے اب تو خود دیکھ تیری بھا بھی جو بھی ضد کرتی ہے میں تو کر لیتا ہوں فوراً لیکن شاہ میر تو کیسا ہے؟ افسوس ہوا۔" صفا کی گھوری کو خاطر میں لائے وہ اپنا ہی رونا، رونا شروع ہو گیا تھا مروانے اسکی اوور ایکٹنگ پر شاہ میر کی پشت سے مکھنا کے دکھایا۔

"آوے سیدھا ہو جائیں نے اپنے لئے ہمدردی کے بول بولنے کو کہے تھے، اور یہ کیا بول رہا ہے۔" شاہ میر نے سرگوشی نما انداز میں کہا ساتھ شاہ رخ کے پیٹ پر مکہ بھی جڑ دیا جس پر وہ بلبلا کے رہ گیا۔

"دیکھ بھا بھی کادل اداس ہو گیا۔" اب کی بار بھی وہ افسوس سے ہی بولا لیکن اداکاری کچھ بہتر تھی۔

"بھا بھی اس کے لئے کچھ اچھا بننا کے لائیں جیسے کچھڑی، دلیہ جیسا کچھ۔"

شاہ رخ شاہ میر سے بدلہ لیتا مروانے سے مخاطب ہوا جس پر وہ بے ساختہ قہقہہ روکتی سرخ ہوئی۔

"ارے بھی! دل کے مریضوں کو تکہ، کباب، بریانی، پیزا، مٹن کڑاہی، لزانہ۔"

"بلی کو خواب میں چھینچڑے ہی نظر آتے ہیں۔" اسکے خوابوں پر پانی تکبیر نے پھینکا تھا اور ساتھ بچ میں ہی بات اچکتی وہ شاہ میر کی مسکین شکل دیکھ کے ہنس پڑی۔

"مزا آرہا ہے نابیر۔" کمنیاں ٹیبل سے ٹکائے اور دونوں ہاتھوں کی مٹھی بنائے وہ تھوڑی تلے رکھتی بہت اشتیاق سے بولی جیسے کوئی مزاحیہ فلم چل رہی ہو۔ وہی پیارالب ولجہ اور معصومیت سجائے وہ ہر ایک کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر گئی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تعبیر بیٹا آپ ایسے پاگل لوگوں کے ساتھ انجوائے نہیں کیا کرو یہ آپکا ذہن خراب کر دیں گے۔" صفا کی بات کا اشارہ شاہ رخ کی جانب تھا جبکہ بہت دیر بعد شاہ میر کی مسکراہٹ لبوں پر رینگنی مطلب واضح تھا وہ شاہ رخ کی درگت بنتے دیکھنا چاہتا تھا۔

"صفو پھل تیاتروں؟" کرسی سے اٹھ کے وہ صفا کی جانب آئی۔

"چلو میں تمہیں کچھ دکھاتی ہوں۔" اسکی انگلی پکڑ کے وہ کمرے میں لے گئی تھی جبکہ مروا، شاہ رخ اور تکبیر اسکا حوصلہ بڑھاتے جو س پینے کا کہہ رہے تھے جو شکل سے بھی عجیب ہی لگ رہا تھا۔

پی لے بھائی۔" شاہ رخ نے گلاس اٹھا کے اسکے لبوں سے لگا گیا۔

"مروا کا دل جیتنا ہے تو پینا پڑے گا۔" تکبیر نے آنکھیں پٹیٹاتے مدھم آواز میں اسے مروا کو متاثر کرنے کا حوالہ دیا اور یہی آ کے وہ جی کڑا کر کے گلاس خود تھا متا مروا کے آنے کا انتظار کرنے لگا جو غالباً کسی کام سے گئی تھی۔

"مروا میں پینے لگا ہوں۔" ایک ترسی نگاہ مروا پے ڈال کے وہ ناک بند کر کے کلمہ کا ورد کرتا پورا کا پورا حلق میں انڈیل گیا لیکن جھر جھری لیتا وہ پانی بھی نہیں مانگ سکا کیونکہ مروا نے اسے نیم گرم پانی ہی دینا تھا۔

"ایسے توفٹ رہے گا۔ شاباش! اسکے زخموں پر نمک چھڑک کے شاہ رخ تو وہاں سے کھسک گیا جبکہ مروا اور تکبیر ہنس ہنس کے دوہری ہوئی جارہی تھیں۔



"کہاں ہو تم؟" پانچ بجے وہ تعبیر کو اپنے ساتھ لئے بیچ پر بیٹھی تھی لیکن سامعہ کو وہاں نہ پا کر کال ملائی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آج نہیں آسکوں گی کزن کے ساتھ ہوں یار"۔ سامعہ نے اپنی غیر موجودگی کی اطلاع کی۔

"چلو سہی ہے! کل لازمی آنا"۔ تکبیر نے عام سے لہجے میں بات مکمل کی اور فون رکھ دیا۔

"عزیر تیا (کیا) نہیں آئے گا؟" تعبیر نے دکھ سے استفسار کیا۔

"نہیں"۔ تکبیر نے یک لفظی جواب دیا اور کچھ دیر تک تعبیر کے ساتھ ہی بیٹھی باتیں ملانے لگی۔

"کچھ کھاؤ گی آپ؟" ادب کے دائرے میں تکبیر نے تعبیر سے پوچھا۔

"دول (گول) گپے اسے کہنا ہی نہیں آیا لہذا وہ فقرہ ادھورا چھوڑ گی۔

"چلو میری رانی"۔ اسکے گال کھینچ کے وہ اپنے ساتھ ہی اسے گول گپے کھلانے لے آئی۔ کچھ دیر بعد ہی وہ پارک

سے نکل کے ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے چل رہی تھیں اور کچھ دیر بعد وہ اپنے گھر میں داخل ہوئی جو اد اور شاہ رخ

گھر میں نہیں تھے اور صفامروا فرحت آپا کے ساتھ بیٹھی تھیں جبکہ شاہ میر فاروق صاحب کے ساتھ آفس کی کچھ

فائلز چیک اور میلز وغیرہ کی غرض سے انکے کمرے میں موجود تھا۔

"میری بیٹی آگئی"۔ فرحت آپا کے کہنے کے ساتھ ہی وہ انکی جانب لپکتی گال سے گال ملانے لگی۔

"دادو بہت مزا آیا"۔ تعبیر انکی گود میں لیٹی پارک کا سارا قصہ بتا رہی تھی جبکہ تکبیر بھی کچھ دیر بعد تعبیر کے ساتھ

صفامروا کو لیکے ٹیرس پر آگئی۔ سرد موسم میں بھی وہ چھت پر موجود تھیں لیکن تعبیر کو پوری طرح کور کیا ہوا تھا تاکہ

اسے ٹھنڈ نہ لگ جائے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"صفا تعبیر کو سکھاؤ ناں پتنگ اڑانا"۔ کافی سے لطف اندوز ہوتیں وہ اپنے اپنے شوہروں کے بارے میں مختلف قصوں کا تبادلہ کر رہی تھیں۔ ماحول میں خنکی بڑھنے کے ساتھ ٹھنڈی ہوا بھی چلنے لگی تھی جبکہ مغرب کی اذانیں تو بہت پہلے ہی ہو چکی تھیں۔ تکبیر کی بات پر اس نے ایک نگاہ آسمان پر دوڑائی۔

"اندھیرے میں کون پاگل اڑتا ہے؟؟"

"تعبیر بیٹا اندھیرے میں نہیں اڑاتے ہم کل اڑائیں گے"۔ مروا اسکے گھٹنوں میں بیٹھ کے سمجھانے لگی تھی لیکن ہر بار ایک ہی بہلاوے سے تنگ آتی تعبیر شکوہ کناں نظروں سے تینوں کو دیکھ کے روتی ہوئی ٹیرس سے اتر گئی۔ جواد کو آئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی اور تکبیر کو بلانے کی غرض سے وہ کمرے سے نکل ہی رہا تھا لیکن تعبیر کو روتا دیکھ ٹھٹک کے رکا۔ وہ بھی کمرے میں داخل ہونے ہی لگی تھی لیکن باپ کے پیروں میں بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا ہے؟؟؟ یکدم اس نے پریشانی سے استفسار کیا اور تعبیر کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا جو کہ حد سے زیادہ سرد تھے۔

"تعبیر میری جان کیا ہوا ہے؟؟؟ وہ گھٹنوں میں منہ دیئے ہنوز رونے میں مگن تھی اور عین اسی وقت تکبیر اندر آئی۔

"تعبیر کیوں رورہی ہے تکبیر؟؟؟ جواد نے سنجیدگی سے دریافت کیا اور تعبیر کو زبردستی بیڈ پر بٹھایا اسکا بھیگا چہرہ صاف کرتے ہوئے اس کا لہجہ عجیب ہوا تھا کیونکہ وہ تعبیر کے آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اندھیرے میں پتنگ اڑانے کی ضد کر رہی ہے تم خود بتاؤ کیا یہ فضول ضد نہیں"۔ تکبیر لا پرواہی برتنی تعبیر کے پہلو میں بیٹھی۔

"پیچھے بھی آپ نے ہی لگایا تھا کیا ضرورت تھی پتنگ جیسی فضول چیز کا حوالہ دینے کی؟ اور دیا تو دیا تو ٹائم سے اسے پتنگ اڑانا سکھانا چاہیے تھی! خود بھی اپنی صحت کا خیال نہیں اور تعبیر کو بھی آپ چھت پر لیکے بیٹھی ہوئی ہیں! یہ کیا حرکت ہے یار تکبیر؟ بیمار ہو جائیں گی آپ، پھر ہمارا دھیان کون رکھے گا؟" اسکی فکر مندی پر وہ تکبیر کو ڈپٹا پیار سے سمجھانے لگا۔

"بس خود غرض بن کے اپنا ہی سوچنا"۔ تکبیر نے جل کے کہا جبکہ تعبیر تو رونا ہی بھول گئی تھی۔

"محبت میں خود غرضی بھی جائز ہے"۔ بے قراری سے کہتا وہ مسحور کن سی مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتا فلوقت اسکے پاس سے ہٹ کے تعبیر کے ساتھ وقت گزارنے کا ارادہ کرتا اسکے پزل باکس لیکے بیٹھ گیا۔



"شزا دیکھیں اس نے پھر لنچ نہیں کیا اور بچوں کو بانٹ کے آگیا"۔ رات کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حنان نے شیراز کو ڈانٹ کھلوانی چاہی۔ تحریم کو سلا کے وہ تینوں کمرے میں بیٹھے تھے شیراز نظریں ایل ای ڈی پر مرکوز کئے بڑے انہماک سے ریسلنگ دیکھ رہا تھا لیکن حنان کی بات سنتے ہی اس نے چورنگاہ سے حنان کو دیکھا۔

"شیراز"۔ شزا کا موبائل پر چلتا ہاتھ رکا کچھ دیر پہلے ہی وہ اپنے گھر بات چیت سے فارغ ہوئی تھی لیکن ان سب کے ساتھ وہ شیراز کی اس حرکت سے بہت تنگ تھی۔ شیراز بغیر ڈرے اسکے سامنے کھڑا ہوا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیا یہ صحیح ہے؟؟؟ اس نے غصے سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں تو!! میں نے تو بالکل فینش کر دیا تھا"۔ وہ سرے ہی مکر گیا۔

"حنان"۔ شز نے حنان کو پکارا جو شیراز کو دیکھ کے استہزایہ ہنس رہا تھا اسکی پکار پر سنجیدہ ہوا۔

"اسکے پر نسل نے خود مجھے فون کر کے کہا تھا کہ یہ بچوں کو کھلا رہا تھا"۔ اسکی بات سنتے ہی شز کے اوسان خطا

ہوئے۔ وہ پر نسل ہیں یا لکڑی؟ جو خاص کر کلاس روم میں صرف اور صرف شیراز پر نظر رکھتے ہیں؟ بات عجیب نہیں بہت عجیب تھی۔

"ہیں پر نسل نے آپ کو کال کی؟؟؟ شز کی حیرانی کسی طور کم نہیں ہوئی کچھ پل تو حنان بھی گڑبڑایا لیکن پھر سمنجھل کے گویا ہوا۔

"ہاں وہ میرے بڑے خاص بندے ہیں آپ یہ چھوڑیں اور اسکے کرتوت دیکھیں"۔ حنان اپنی بات سے اسکا ذہن بھٹکا تا شیراز کو دیکھنے لگا۔

"شیراز میں کتنی محنت سے بناتی ہوں ناں صبح اور آپ دوسروں کو بانٹ آئے"۔ شز ادکھ سے بولی۔

"ہاں اسکول کے لڑکوں اور لڑکیوں کو بانٹ آیا"۔ بیچ میں حنان نے لقمہ دیا۔

"ویری بیڈ"۔ شز نے ناراضگی کا اظہار کیا۔

"میں نے تو"۔ شیراز اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہ رہا تھا لیکن حنان بیچ میں اچک گیا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تمہارے پرنسپل نے مجھے پکڑ بھی بھیجی ہے بچوں کو لٹچ بانٹتے ہوئے کی! اب جھوٹ بولنے کی غلطی نہیں کرنا۔" حنان نے اسے گھورا لیکن شزا تو اسکی اوٹ پٹانگ باتوں پر حیران و پریشانی سے دیکھ رہی تھی۔

"ڈیڈ جھوٹ کہہ رہے ہیں وہ تو میں نے مون کو کھلایا تھا میرا دوست! اسکول میں تو نہیں دیا تھا۔" شیراز نے جلدی سے صفائی پیش کی لیکن جذباتی انداز میں وہ سچ کہہ گیا تھا حنان کا سینہ چوڑا ہوا۔ مون انکے پڑوسی کا بیٹا تھا جس کے ساتھ شیراز کی بہت اچھی بات چیت تھی۔

"ڈیڈ نے کہا تھا می نے سولٹ (نمک) بہت کم کر دیا ہے اسے بچوں کو کھلا دینا۔" شیراز معصوم شکل بنائے ہی مزید گویا ہوا۔

"اوئے میں نے کب کہا تھا؟؟ کلائی سے پکڑ کے حنان نے اب کی بار سختی سے پوچھا۔

"آپ نے کہا تھا۔" وہ مطمئن سا شانے اچکا گیا۔

"آپ نے نہیں کہا صبح مون کی ماما کھانا بہت اچھا بناتی ہیں اپنا دے کے اسکا کھانا لے آنا۔" شزا اسکی بات سنتے ہی ہتھے سے کھڑی ہوئی۔ سارا دن وہ مزے مزے کے کھانے بنا کے حنان کا دل خوش کرنے میں لگی رہتی تھی اور یہ سنتے ہی اسکا دل ٹوٹا تھا۔

شیراز دلکشی سے مسکرایا۔

"شزا میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا ان فیکٹ میں نے تو مون کی ماں کے ہاتھ کا کبھی کھانا بھی نہیں کھایا تو میں کیوں بولوں گا؟" حنان نے بیچارگی سے اسے منانا چاہا اسکے سخت اور افسردہ تاثرات دیکھ کے وہ خود بے بس سا ہوا۔

## میرے ہی محبت کے رنگ سبزین ۲ ملائیکہ خان

"میرے ہاتھ کا کھانا کھا کے بور ہو گئے ہوں گے ناتو جی سوچا ہو گا آپ نے کہ نئے ذائقہ دار کھانا ڈرائے کروں۔" شزرا نے کاٹ دار لہجے میں سارا ملبہ حنان پر گرایا وہ جو شیراز کی خبر لگوانے والا تھا خود اپنے آپ کو گڑھے میں گرتا دیکھ خود کو ہی کی صلاواتیں سناڈالیں۔

"میں ہی پاگل ہوں جو اتنا دل جمعی سے کام کرتی ہوں۔" ایک تو آنسو آنکھوں میں لائے وہ کمرے سے شیراز کو لیکے نکل گئی۔

"سالے! اُلو کی اولاد، پھر باپ کو پھنسا گیا۔" بیچارگی سے بڑبڑاتا وہ شیراز کو یوں گھورنے لگا جیسے وہ اسکے سامنے کھڑا ہو۔

"میری ہی اولاد ہے سب سے بڑا گدھا تو میں ہوں۔" کلس کے سوچتا وہ شزرا کے پیچھے لپکا۔

"شزرا جانو! بے بی میں نے نہیں کہا تھا یار۔" حنان نے اسکے آگے منت کی تھی جبکہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے شیراز مسکرایا۔

"اوکے مام! گڈ نائٹ۔" دل جلی مسکرا ہٹ حنان کی طرف اچھال کے وہ کمرے میں چلا گیا جبکہ حنان اسے منارہا تھا جو کہ کسی طور ماننے کو راضی نہیں ہو رہی تھی۔

READERS CHOICE



"کہاں رہ گیا ہے یہ پانڈا؟؟؟ بارہ بج چکے تھے اور جو جو اد بغیر کھانا کھائے بغیر دس بجے گھر سے نکلا تھا اب تک آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا لیکن ان دونوں کو کھانا اپنی نگرانی میں کھلا کے گیا تھا۔ تعبیر کی طبیعت بہت بو جھل سی تھی



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شاید اسے سردی لگ گئی تھی زکام کے ساتھ کھانسنے بھی ہو رہی تھی لیکن جواد کا انتظار کرتے وہ دوہری ہوتی بلک بلک کے رو رہی تھی۔ تکبیر اسے اپنی گود میں لٹائے تھپک کے سلانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اسکی ایک ہی رٹ تھی بے بی کے بغیر نہیں سوئے گی۔

نمبر بھی وہ مسلسل ملائے جارہی تھی لیکن موبائل بند تھا اور اب تو اس کو پریشانی بھی ہونے لگی تھی۔  
"اے بی۔" وہ غنودگی میں جواد کو ہی پکار رہی تھی اور سہی معنوں میں تکبیر کو تعجب ہونے لگا تھا چاہے کتنا ہی ضروری کام ہو وہ بارہ بجے تک آجاتا تھا لیکن اب تو اس نے جاتے ہوئے بھی اس قسم کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔  
تعبیر کی خراب ہوتی طبیعت دیکھ وہ ہلکان ہوتی نیچے چلی آئی۔ فرحت آپا اور فاروق صاحب اسکی طبیعت کا سنتے ہی اوپر آئے جبکہ انکے پیچھے شاہ رخ، صفا، مروا اور شاہ میر بھی تھے۔

"بیٹا پریشان نہیں ہو! ابھی دوائی دلائی ہے ناں اثر ہو جائے گا۔" فاروق صاحب تسلی آمیز لہجے میں گویا ہوئے۔  
"جی!!" تکبیر مختصر جواب دے گی۔

"میرا بچہ پریشان نہیں ہو موسم کی تبدیلی کے باعث شاید ٹھنڈ ہوگی ہے تعبیر کو! تم پریشان نہیں ہو۔" اس کو گلے لگاتی فرحت آپیپار سے سمجھانے لگیں۔

"جی پھپھو۔" اتری شکل لئے وہ پریشانی سے ہی بولی اور کچھ دیر کیلئے خاموش بیٹھی تھی۔ ایک بجے تک تو اسکے پاس سب ہی تھے پھر تکبیر کو آرام کرنے کی ہدایت دیتے کمرے سے نکل گئے۔ تکبیر تعبیر کے معاملے میں حد سے زیادہ

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

حساس تھی۔ سوتے ہوئے بھی اسکے سینے سے عجیب عجیب آوازیں آرہی تھیں جو کہ اسکی خراب طبیعت کا پتہ دے رہی تھیں۔

تکبیر اسکے برابر میں لیٹتی وہ اسکے ہاتھ چومتی پیار کر رہی تھی۔ ماتھا بھی بخار کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا اور وہ گہری نیند میں جا چکی تھی۔ تکبیر کو جواد سے اس قسم کی لاپرواہی کی امید نہیں تھی لیکن پھر کیسے وہ اتنا غافل رہ سکتا ہے؟ شاید کوئی ضروری کام ہو۔ تکبیر نے جیسے خود کو دلاسا دیا۔

دوبجے کے قریب وہ گھر میں داخل ہوا تو لاؤنچ کے سناٹے میں عجیب ویرانگی تھی۔

فرحت آپا اور فاروق صاحب اسکی کار کی آواز سنتے ہی لاؤنچ میں چلے آئے۔

"کہاں گئے تھے جو اتنی دیر ہو گئی؟" رعب دار لہجے میں انہوں نے استفسار کیا۔

"ڈیڈ وہار جنٹ تھا سو جیجی"۔ جواد نے عام سے لہجے میں جواب دیا۔

"ہر کوئی تمہیں کالز کر رہا ہے لیکن تمہارا فون ہی بند ہے! جواد اتنی لاپرواہی؟؟؟" فرحت آپا غصے سے گھورتے

ہوئے بولیں۔

"مام بیٹری ڈیڈ ہو گئی تھی"۔ جواد نے بھنویں اچکاتے بند موبائل کو پاکٹ سے نکال کے باقاعدہ انہیں ثبوت پیش

کیا۔

READERS CHOICE

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تعبیر کی اتنی طبیعت خراب ہے ہم دوائی بھی دلالائے اور تمہیں ہوش ہی نہیں ہے۔" یہ سنتے ہی اسکے چہرے کا رنگ بدلا۔ تعبیر کو وہ سہی سلامت چھوڑ کے گیا تھا لیکن اچانک اسے کیا ہو گیا؟ بنا کوئی دوسری بات کئے بغیر وہ دوڑتا ہوا کمرے میں آیا تکبیر تو اسکا سر گود میں رکھے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے تعبیر کو؟ ابھی تو ٹھیک تھی اچانک کیا ہوا ہے؟ کیا کہا ڈاکٹر نے اور آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟؟؟" جواد نے آتے ہی کتنے سوال کر دیئے جبکہ تکبیر کو سخت غصہ آ رہا تھا تعبیر کی نیند کا لحاظ کرتے وہ چپ ہی رہی۔

"نہیں معلوم مجھے! ڈاکٹر نے یہی کہا ہے ٹھنڈ ہو گئی ہے۔" روکھائی سے جواب دیا۔

"مگر اس طرح کیسے تکبیر؟؟؟ بنا فریش ہوئے وہ بیڈ پر بیٹھ کے اسے اپنی گود میں لٹا گیا تھا۔

"آپ بتا دو دیتیں۔" جواد نے الجھ کے اس سے شکوہ کیا۔

"بہت جلدی نہیں خیال آ گیا تمہیں؟ محترم کافون کھلا ہو تو میں کچھ بکواس کر کے اطلاع دوں ناں! بچی بے بی، بے بی کئے جارہی ہے اور بے بی کو اپنی عیاشیوں سے فرصت نہیں مل رہی۔" اسکے غصے کا اندازہ جواد اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ اور فضول کے القابات سے لگا سکتا تھا بحر حال وہ نظر انداز کر گیا کیونکہ اسکے ساتھ رہتے وہ واقف تھا وہ غصے میں اسے ہی الفاظ کا چناؤ کرتی تھی۔

"یار بیٹری لو ہو گئی تھی، آپ اسے چارج پے لگائیں۔" موبائل اسکی جانب بڑھاتے وہ تعبیر کو اٹھانے لگا تھا۔

"ایسی عادت ڈالنی ہی نہیں چاہیے کہ بچی ہلکان ہو۔" موبائل جھپٹتی وہ اسے سخت سے سخت سنانے کے موڈ میں تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں کہہ رہا تھا تکبیر! تعبیر کو لیکے اس سرد موسم میں کہیں نہیں جایا کریں اب ہو گئی وہ بیمار"۔ جواد نے اسے صرف بتایا تھا لیکن وہ بڑے عجیب انداز میں دیکھ کے شانے اچکا گئی۔

"الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے! یہ بھی درست ہے، سب فساد کی جڑ تکبیر ہی تو ہے"۔ دکھ سے بڑبڑاتی وہ صوفے پر جا بیٹھی۔

"تکبیر یہاں میں ویسی ہی پریشان ہوں ابھی تھک کے آیا ہوں اوپر سے آپ کے طنز ختم ہی نہیں ہوتے"۔ وہ چڑ کے بولا۔

"تم سے کون بحث کرے! مغرور آدمی"۔ تکبیر نخوت سے سوچ کے پہلو بدل گئی۔

"تعبیر بیٹا بے بی آئے ہیں! گیٹ آپ"۔ جواد نے اسکے گال تھپتھپاتے بیدار کرنا چاہا۔

"ہری اپ! ہری اپ"۔ تعبیر ہلکا ہلکا بیدار ہونے لگی تھی اور ہلکی سی آنکھوں کی جھری سے جواد کو دیکھ وہ سوتے ہوئے بھی مسکرائی۔

"ڈٹیس لائنک مائے لٹل گرل"۔ جواد نے جھک کے اسکے گال کے بوسہ دیا۔ وہ آپس میں لگے ہوئے تھے تعبیر جاگ چکی تھی جبکہ تکبیر ٹانگیں پھیلائے صوفے پر ہی بیٹھی رہی۔

READERS CHOICE

"ہو گی نا چھوٹی سی بے دھیانی اتنا کیوں روٹھ رہی ہیں"۔ جواد سے اسکا کیلے بیٹھنا رہا نہیں گیا تو تعبیر کو لیکے وہ اسکے پاس ہی بیٹھ گیا تکبیر بخوبی جانتی تھی اسکی ناراضگی میں ہی جواد کی جان نکل جاتی تھی اور وہ تکبیر کو خود سے زیادہ دیر



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ناراض ہونے ہی نہیں دیتا تھا۔ وہ الگ بات تھی کہ وہ کم ہی اس سے ناراض ہوتی تھی۔ اسکی چھوٹی سی لاپرواہی پر تکبیر جو پریشان ہوئی تھی اسکا حساب کون برابر کرے گا؟ وہ سوچ رہی تھی لیکن لفظوں کا کھیل جاری نہیں کیا تھا۔ "تکبیر یار! آئندہ نہیں ہوگا ایسا"۔ تھوڑا سا اسکی جانب کھسکا، انگشت شہادت سے اسکی تھوڑی اوپر کی اور باقاعدہ غور سے اسکی آنکھوں میں جھانکا۔ تعبیر کی بیماری کو وہ ایسے ہی سر پر سوار کر لیا کرتی تھی۔ "تعبیر بیر کو مسکرا کے دکھاؤ"۔ تعبیر بھی بنا پلک جھپکائے تکبیر کو ویسے ہی سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے دیکھ رہی تھی جیسے جواد متفکر تھا۔ جواد کی آواز سے چونک کے وہ عین تکبیر کے مقابل کھڑی ہوئی۔

"Beer , i'm fine. Look i am smiling".

تعبیر نے نظریں اٹھا کے اسکی جانب نظر کرم کیا درحقیقت وہ بھی تکبیر کو دیکھ کے پریشان ہوئی تھی۔ تکبیر نے پیار بھری نگاہ بیٹی پر ڈالی اور اسکو خود میں بھیج گئی۔ وہ ماں بیٹی کا پیار دیکھ دلکشی سے مسکرایا۔ تکبیر کو خود سے لگائے وہ ناجانے کس سوچ کے ماتحت یہ بات کر رہی تھی۔

"تمہیں پتا ہے جب میں 6 سال کی تھی مجھے اچھے سے یاد ہے میں بروس سے ملی تھی اور اسوقت می مجھے سینے سے لگا کے بہت روئی تھیں حالانکہ میں بیمار نہیں تھی لیکن وہ اس حد تک بلک بلک کے رو رہی تھیں میں سمجھ ہی نہیں پائی۔ ناجانے اسکے دل میں کیا آیا جو اس نے اچانک یہ بات کہہ دی تھی۔ میں نے بہت پوچھا لیکن انہوں نے کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ میں پریشان تھی لیکن پھر میں بابا کے پاس گئی وہ تو تب سے ہی رو رہے تھے جب سے مجھے کار میں بٹھایا تھا اور صرف اس وقت تک نہیں! می ایک ڈیڑھ مہینہ مجھے خود سے لگائے روتی رہتی تھیں۔ میں نے وعدہ

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کیا تھا میں اب سے باہر کی چیزیں نہیں کھاؤنگی، مٹی میں نہیں کھیلوں گی، درختوں پر نہیں چڑھوں گی لیکن پھر وہ روتے ہوئے بھی ہنس دیا کرتی تھیں! "جواد لب بھینچے سپاٹ چہرہ لئے مزید نہ سننے کا ارادہ کرتا وہاں سے اٹھ گیا تھا، وہ باخوبی سمجھ رہا تھا وہ کس بارے میں بات کر رہی ہے اسکے چہرے کا رنگ پل بھر میں تبدیل ہوا تھا وہ حیران ہونے کے ساتھ ساتھ ششدر بھی تھا پتھر لی نظریں لان میں گاڑھے وہ ساکت تھا۔ قدم قدم چلتا وہ کب گلاس ڈور کھول کے وہ کب بالکنی میں جا کھڑا ہوا شاید خود بھی انجان تھا۔

تکبیر نے ایک نظر جواد کو دیکھا پھر مبہم سا مسکرائی۔

"تم سن نہیں رہے کیا مجھے؟" تعبیر کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں تکبیر نے اسے وہیں لٹا دیا۔

"میں سن رہا ہوں! کہیں"۔ جواد نے سختی سے بھینچے گئے جبروں کو سختی سے واکئے حتی الامکان لہجہ نرم رکھتے اسے مزید اپنی بات جاری رکھنے کی اجازت دی، مگر دل سے وہ زرا برابر راضا مند نہیں تھا کہ وہ ایسی کوئی بات کرے مگر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کے اسے حامی بھر دی تھی آخر سامنے اسکی محبوب من چاہی بیوی تھی جسے وہ کسی طور نظر انداز نہیں کیا کرتا تھا۔

"تمہیں پتا ہے جب تم نہیں آئے تھے تعبیر نے مجھ سے وہ سب کہا جو میں نے اس دوران اپنی مٹی کو کہا تھا تاکہ وہ رو کے خود کو ہلکان نہیں کریں۔ کتنا عجیب ہے ناں! جو میں نے اپنی مٹی سے کہا وہ تعبیر نے مجھ سے کہا! یہ فطری محبت ہے ناں"۔ اسکے کاندھے پر ہاتھ کے وہ بے ساختہ ہنس پڑی تھی۔ جواد کی جان میں جان آئی۔ وہ کس پہلو سے سوچ رہا تھا اور تکبیر کس پہلو سے بتا رہی تھی۔ صرف سوچ کا تو فرق تھا!

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تعبیر بھی آپکو پریشان کرتی ہے یہ بھی فطری عمل ہے۔" اپنے ذہن میں پیدا ہونے والی سوچوں کو جھٹکتا جواد بھی ہلکا سا مسکرایا تھا۔ فریش تو وہ ہو گیا تھا لیکن رف سے حلیے میں بھی بہت جاذب نظر آ رہا تھا۔ تکبیر ایک قدم بڑھا کے اسکے پہلو میں کھڑی ہوئی۔

"تو تم بھی مجھے بہت تنگ کرتے ہو تعبیر کے ساتھ خود بھی بچے بن جاتے ہو۔" اسکا الزام یا حقیقت دونوں سر کو خم کئے خوش اسلوبی سے قبول کر گیا۔ اسکے اسی انداز پر وہ کھلکھلا دیا کرتی تھی۔

جواد نے اسکے کوئل ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا تکبیر اسکا سر دہاتھ محسوس کرتی فکر مندی ظاہر کر گئی۔  
"اندر چلو ٹھنڈ ہو رہی ہے۔" تکبیر نے آنکھ بڑی کئے اسے گھورا وہ جواد کو کمرے میں لے جانے کے لئے بضد تھی لیکن وہ کچھ دیر اس تنہا فضا کی خنکی میں سکون چاہتا تھا۔

"چلو ناں بھی۔" وہ اسکی بات نہیں سن رہا تھا، تکبیر جھنجھلائی آج تھوڑا بہت جواد اسے کھویا کھویا سادہ رہا تھا۔  
"تھوڑی دیر رک جائیں ناں۔" اس نے تکبیر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے لاڈ سے اسے بھی رک جانے کا کہا لیکن وہ محفوظ سی ہوتی مسکرائی جواد نے اچھنبے سے دیکھا گویا مسکرانے کا سبب پوچھ رہا ہو۔

"میں جانتی ہوں تم تنہا رہنا چاہتے ہو مزاج ہے انسان کا بدلتا رہتا ہے لیکن بے فکر رہو میں تمہاری خاموشی بھی سن لوں گی۔" اسکی آواز بہت مدھم تھی جواد نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھ کے اپنے حصار میں لیا۔  
"مجھے تنہائی میں بھی آپکا ساتھ چاہیئے۔" وہی بھاری گھبیر اور پرکشش آنکھوں سے وہ اسے تکتا رہا۔  
"آخر بھالو کس کے ہو۔" تکبیر نے فخر یا کالر جھاڑا۔

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بالکل"۔ جواد مبہم سا مسکرایا۔

"ویسے آپ نے آج ہی صرف اس بات کا تذکرہ کیوں کیا؟" جواد کا ذہن اسکی سابقہ گفتگو میں اٹکا ہوا تھا۔ تکبیر نے صرف سرسری طور پر وہ واقعہ جواد سے شئیر کرنا چاہا لیکن نہ جانے کیوں وہ پریشان سا ہوا۔

"تم اس وجہ سے پریشان ہو؟" تکبیر نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"جسٹ ایسی ہی"۔ اب کی بار وہ سہی سے مسکرایا تھا تکبیر کچھ ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگی۔

"چلو اب اندر"۔ تکبیر نے کمرے کی جانب اشارہ کیا۔

"چلیں میڈم"۔ اسکا ہاتھ پکڑ کے وہ بلا آخر کمرے میں لے آیا تھا۔

"اب بتاؤ کہاں تھے اتنی دیر سے؟" تکبیر ازلی انداز میں اسکی دیر رات واپسی پر استفسار کرنے لگی کچھ پل تو جواد خاموش ہوا۔

"یار یاد رکھ کزن فورن کنٹری سے آئی ہیں اسی سلسلے میں اس نے بلایا تھا۔ خیر! آپ بتائیں آگے کا کیا سین ہے؟" بڑی مہارت سے جھوٹ بولتا وہ آخر میں شوخی اختیار کر گیا۔

"آگے کا کوئی سین نہیں ہے میں ویسی ہی پریشان ہو رہی تھی ظاہر بات ہے! تم اتنی دیر تک آتے نہیں ہو اور آج"۔ گہری سانس ہوا کے سپرد کرتی وہ بات ادھوری چھوڑ گئی۔

"سو سو ری یار"۔ شانے اچکا تا وہ معذرت خواہ لہجے میں گویا ہوا۔

"تم کھانا کھا کے آئے ہو؟" جواد جو موبائل اٹھا کے بیڈ پر لیٹنے لگا تھا اسکے سوال پے مسکرایا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آف کورس یار"۔ اب کی بار وہ تعبیر کو اٹھا کے وہ اپنے سائڈ پر لایا تھا۔

"سہی"۔ مختصر جواب دے کے وہ اپنے سائڈ پر لیٹ کے لائٹس آف کر گئی۔

"پتا ہے آج میں بہت تھک گئی ہوں"۔ بھاری آنکھوں کو وا کرتی وہ بیزاریت سے بولی۔

"لائیں میں سرد بادیتا ہوں"۔ تکبیر اسکی اتنی فکر پر مسکرا کے رہ گئی۔

"نہیں نہیں! اب اتنا بھی نہیں ہے"۔ جو ادا ٹھ گیا تھا لیکن وہ تردید کرتی پھر سے اسے بیٹھنے کا کہنے لگی لیکن وہ بیٹھنے

کے بجائے دوائی نکال کے تکبیر کے پاس آیا۔

"یہ میڈیسن لے لیں پھر"۔ جو اد نے خود کی اس کے منہ میں گولی ڈالی جو وہ باآسانی پانی سے نگل گئی۔

"اب ریٹ کریں! گڈ نائٹ"۔ تکبیر کا گال تھپتھپاتا کمفرٹر درست کر کے وہ اپنی جانب آ گیا۔

جو اد آج کا گزر ادن ہی یاد کر رہا تھا وہ الگ بات تھی اپنی دوست کے ساتھ وقت گزارتے اسے وقت کا پتا ہی نہیں چلا

اور پھر ان کے درمیان بونڈنگ ہی ایسی تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی کمپنی بہت انجوائے کرتے تھے۔ جو اد کی

دوست (سارہ) اس کے ساتھ کالج کا دورانیہ پاس کر کے یونیورسٹی کے آخر سفر تک اس کے ساتھ رہی تھی۔ وہ پچھلے بہت

سالوں سے ایک دوسرے کو نہ صرف جانتے تھے بلکہ بہت اچھے سے پہچانتے بھی تھے۔ سارہ فیشن ڈیزائنر بن چکی

تھی اور خاص کر اس بار جو اد سے ملنے آئی تھی کیونکہ تین سال پہلے وہ پاکستان آئی تھی لیکن زیادہ دن ٹھہری نہیں

تھی اسی باعث جو اد سے بھی اسکی صرف دو تین ملاقات ہوئی تھی سارہ کی فیملی میں صرف اسکی ایک والدہ تھی جو اسی

کے ساتھ ہی پاکستان آئی ہوئی تھیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد جب سے تعبیر ہوئی تھی اسی کے بعد سے ہی تعبیر کی تصویریں اسے سینڈ کرتا تھا اسکے اصرار پر ہی لیکن ان دنوں وہ جواد سے بار بار تعبیر سے ملنے کے لئے ضد کر رہی تھی۔

آفیشلی وہ میریڈ ہے اس راز سے پردہ تو کب سے اٹھ گیا تھا لیکن اس حقیقت کا ادراک بھی جواد نے اپنے انٹرویو میں کیا تھا۔ سوشل میڈیا پر تعبیر کی کچھ تصویریں موجود تھیں لیکن تبکیر کو اب تک کسی نے روبرو نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ دکھانا چاہتا ہی نہیں تھا۔

یہ سب سوچتے ہی کچھ منٹ پہلے ہی اسکی آنکھ لگی تھی لیکن اچانک موبائل رنگ ہوا تبکیر تو بہت پہلے ہی سو گئی تھی جبکہ موبائل پر اسکی دوست کے دھڑا دھڑ میسجز آرہے تھے۔

"جاگ رہے ہو اب تک؟" اس نے سوچنے والے ایموجی کے ساتھ استفسار کیا۔

"جی جناب! اور تم؟" جواد نے مسکراتے ہوئے میسج لکھا۔

"لیسن جے تم مان لو تم بہت بدل گئے ہو۔" یہ بات وہ جب سے جواد سے ملی تھی کوئی سینکڑوں بار کہہ چکی تھی۔ جواد کا مزاج کافی بدل گیا تھا وہ اس پر بھی حیران تھی۔

"مان لیا میں نے! اب خوش؟" وہ تو جیسے اسکے میسج کے انتظار میں ہی بیٹھی تھی فوراً سین کر کے میسج لکھنے لگی۔

"ہاں بہت! اور تعبیر کہا ہے؟؟"

"سورہی ہیں! یونو واٹ؟ شی از سفرنگ فروم ہائی فیور، فلو اینڈ کف۔" جواد نے محبت بھری نگاہ تعبیر پر ڈال کے

افسر دگی سے پیغام بھیجا۔

# میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آہ گاڈ! بٹ کیسے یار؟؟"

"آئی ڈونٹ نو ہاؤ۔" جواد نے لاپرواہی ظاہر کی۔ انکی گفتگو چار بجے تک جاری تھی۔

"آرہے ہونا کل؟؟" اس نے آخری بار تصدیق چاہی۔

"یس۔" جواد نے یک لفظی جواب دیکے موبائل سائڈ پر رکھ دیا گویا بہت دیر ہو گئی ہے اب سو جانا چاہیے۔



اگلی دوپہر بھی وہ ہشاش بشاش سا تعبیر کو ساتھ بٹھائے کھانا کھلا رہا تھا طبیعت میں کچھ بہتری تھی لیکن وہ چڑچڑی ہوتی روئے جارہی تھی لیکن چونکہ جواد کی نیند پوری نہیں ہوئی تھی تو اسکی آنکھوں کے ڈورے سرخ ہو رہے تھے تبکیر نے مشکوک نظروں سے تکتے بہت دفعہ سوال کیا تھا لیکن وہ مہارت سے بات ٹال مٹول کر گیا۔ شام تک وہ تعبیر کا موڈ فریش کرنے کا سوچتا اسے کہیں گھمانے کا سوچ رہا تھا۔

"چلیں رہی ہیں آؤٹنگ پے؟" کمرے میں گھستے ساتھ ہی اس نے شوخی سے دریافت کیا۔ کچھ دیر پہلے تبکیر ریحانہ بیگم سے بات کر کے فارغ ہوئی تھی وہ بھی اسکی طبیعت کا سن کے پورے گھر والوں کے ساتھ دوپہر میں ہو کے چلی گئی تھیں۔ بیڈ کی چادر درست کرتے اس نے کن اکھیوں سے دیکھا۔

"کس کے ساتھ؟" غیر متوقع سوال پر وہ چونکا۔

"یار میرے ساتھ۔" قدرے نرمی سے جواب دیا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بھی میں نہیں جا رہی"۔ الفاظ کے برعکس اسکا لہجہ لا تعلق سا تھا۔ جو اد طویل سانس بھرتا دھر ہی رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔ ذہن میں ڈھیروں الجھن سوار تھی۔ تکبیر کا رویہ ناجانے کیوں باقی دنوں کے معاملے میں بہت بو جھل تھا۔ شاید وہ تعبیر کے لئے پریشان ہو! لیکن اب تو اسکی طبیعت کافی بہتر تھی پھر ایسا کیا ہوا ہے؟ نظریں جھکائے کنپٹی مسلتا وہ تذبذب سے سوچنے لگا تھا۔

تکبیر استری شدہ کپڑے پیگ کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ واڈروب کی بھی صفائی جاری تھی۔ جو اد نے سرتاپیر جائزہ لیا لیمن کلر کی چھوٹی سی قمیض پر بلیک ٹراؤزر زیب تن کئے وہ کافی گندے سے حلیے میں تھی یا یوں کہو آج اپنے کمرے کی تفصیلی صفائی آسکے اس حلیے کا پتادے رہی تھی۔

"تکبیر کوئی پریشانی ہے؟" سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے وہ اسکی خیریت دریافت کرتا تکبیر کے عین مقابل کھڑا تھا تکبیر پلٹ کے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے پر سوچ نگاہیں اس پر جمائے خاموش تھی۔

"ایسا تو کچھ نہیں ہے"۔ لہجے میں صاف لا پرواہی تھی۔

"پھر کیوں میرے ساتھ وقت گزارنے سے آپ کتر رہی ہیں؟" اپنے دونوں ہاتھ اسکے کاندھے پر رکھے وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں کب کتر رہی ہوں؟ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے! رات سے سر میں بہت درد ہے باقی ایسا کچھ بھی نہیں ہے بھی"۔ جو اد کے لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھلے اسکے سامنے وہ جوں کا توں ہی کھڑا سر کو جنبش دینے لگا۔

"میں اگر آپکا موڈ خوشگوار کر دوں تو؟" بڑے پر عزم لہجے میں وہی خاص لب ولہجہ بہت چلیج کرتا ہوا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اب تیار ہو جائیں تکبیر بالکل میلی لگ رہی ہیں"۔ جواد نے خفیف سا اسکی حالت پر طنز کیا جبکہ تکبیر اسکی جانب لپکی۔

"کیا کہہ رہے ہو؟؟؟" آتے ہی ہتھے سے اکھڑتی اسکے گلے پر دباؤ ڈالنے لگی۔

"میلی لگ رہی ہیں"۔ وہ بنا اسکی حرکت کو خاطر میں لائے بغیر صاف گوی کی انتہا کر گیا۔

"مجھے آواز نہیں آرہی پھر سے بولو"۔ تکبیر نے اسکی گردن پر ہلکی سی گرفت سخت کی۔

"مارنے کا ارادہ ہے؟" کمر سے پکڑ کے اپنے قریب کرتا وہ شوخی سے پوچھ بیٹھا۔

"مار کے میں نے کیا کر لینا ہے مزہ تو تب ہے جب محبت خود ہی یہ کام سرانجام دے لے"۔

"دل پے لگا سیدھا، ٹھاہ کر کے"۔ جواد نے آنکھ کا کوناد بایا لیکن تکبیر کوئی بھی تاثر ظاہر کئے سنجیدہ ہی کھڑی تھی۔

"تم تعبیر کو لے جاؤ میں صفا مروا کے ساتھ ہوں"۔ اب کی بار وہ دور ہٹ کے مصروف انداز میں گویا ہوتی پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"چلیں جیسی آپکی مرضی، باقی یہ چھوڑیں آرام کر لیں"۔ اسکی مرضی پر چھوڑ کے وہ تعبیر کو لے جانے نیچے چلا گیا تھا جو شاہ رخ اور شاہ میر کے ساتھ کنچے کھیل رہی تھی۔

READERS CHOICE



تعبیر تو جواد کے ساتھ جاچکی تھی جبکہ تکبیر کھڑکی کی جھری سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ جواد کا انداز بدلہ ہوا تھا یہ وہ بہت پہلے سے نوٹ کر رہی تھی اور صبح ہی اسکا موبائل چیک کرنے کے بعد ایک چھت اسکے سر پر گری تھی۔ صبح

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

چار بجے کے بعد سے بھی صبح ہونے اور دوپہر میں ہونے والی انکے درمیان گفتگو پڑھ کے وہ بے یقین سی تھی۔ سارا صدمہ تو اسکے جھوٹ کا ہوا تھا آخر اس نے کیوں چھپایا؟ جیسے جیسے اس نے میسجز پڑھے تھے دل و دماغ میں ایک حشر سا برپا ہوا تھا۔

آنکھوں دیکھا کیسے جھٹلایا جاسکتا ہے؟ وہ چاہ کے بھی یقین نہیں کر پار ہی تھی لیکن جو حقیقت تھی اس سے بھی تو منہ موڑا نہیں جاسکتا ناں۔

دنیا یہاں کی وہاں ہو جائے یہ شخص مجھے دھوکا نہیں دے سکتا۔ وہ اضطرابی سے سوچتے تھکی ہاری سی بیڈ پر بیٹھی۔ چاہتی تو خود کا موڈ ایک منٹ میں خوشگوار کر لیتی چہکتی ہوئی گھر میں پھرتی لیکن دل نہیں مان رہا تھا وہ عجیب کیفیت کا شکار تھی ایک ایسی کیفیت جو دھاگوں کی مانند الجھی ہوئی ہونہ بتایا جائے اور نہ شکوہ کیا جائے۔

کام تو صرف ایک بہانہ تھا وہ خود جو اد کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی یہ کیفیت اسکی رات سے ہی تھی وہ بے چین تھی سکون سے سو بھی نہیں سکی۔ جو شخص اسکے بغیر رات میں کھانا نہیں کھاتا کیسے وہ کسی غیر لڑکی کے ساتھ اپنے اصول بدل گیا؟ کتنا ہی ضروری کام ہو وہ کسی بھی طرح اسے اطلاع دے دیتا تھا لیکن کل ایسا کیا ہوا جو وہ ان دونوں سے ہی غافل ہو گیا۔ خیر!! گہری سانس خارج کر کے وہ بیٹھ سے اٹھ بیٹھی اور نیم گرم پانی سے ہاتھ لینے کے بعد ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگی۔

"تکبیر نام ہے میرا کوئی مجھے دھوکہ دینے کا سوچے تو اپنے کئے کا خود ذمہ دار ہوگا۔" ساری منفی سوچوں کو جھٹکتی وہ نارمل سے انداز میں بالوں کو ڈرائیئر کی مدد سے سوکھا رہی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

سب کچھ دیکھ لینے کے بعد بھی دل و دماغ ماننے کو تیار نہیں تھا۔

دل تو جیسے اسکی ہمدردی میں چین چین کے صفائی پیش کر رہا تھا وہی دماغ میں ایک الگ جنگ چھڑی تھی۔

بالوں کو سوکھا کے وہ ڈھیلی سی چوٹی باندھے نیچے صفامروا کی جانب چلی آئی جو غالباً کچن میں گھسے اپنے اپنے مجازی خدا کے لئے ہاتھوں کو زحمت دیتیں کھانا بنانے میں مصروف تھیں۔

صفا تو چکن کڑاھی بنا رہی تھی جبکہ مروا پر ہیزی کھانا بہت مزے سے مسکراتے ہوئے بنا رہی تھی۔ بنانا بھی کیا تھا صرف سبزیاں ابال دیتی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے میری بلیوں کے درمیان؟؟؟" تبکیر کچن کے سلیپ پر بیٹھتی وہاں کا جائزہ لیتے ہوئے بولی۔

"آنکھوں کا استعمال کرو اور دیکھو نا"۔ صفانے دانتوں کی نمائش کی۔

"میری آنکھیں تو میرا شوہر لے گیا، کچھ نظر ہی نہیں آ رہا"۔ تبکیر کی شکل دیکھ کے مروا چوہے کی آنچ ہلکی کرتی اسکے پاس آئی۔

"بھائی کے ساتھ تم کیوں نہیں گئیں؟" بھنویں اچکائے سوال کیا۔

"جیٹھانی جائے اور دیورانیاں گھر میں رہیں نا بابا یہ انصاف نہیں"۔ عجیب و غریب باتیں کرتی وہ سلیپ سے اتر کے چوہے پر رکھے ڈھکن ہٹا ہٹا کے دیکھنے لگی۔

"صفا کیوں بیچارے کو اپنے ہاتھ کا بنا کھانا کھلانے کا سوچ رہی ہو؟؟؟" اسکی کوکنگ اسکلز بہت ہی بدتر تھیں۔ کوئی بھی ڈش اسے سہی بنانی نہیں آتی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تو سیکھ جاؤنگی! تم نے بھی توجو ادبھائی پر تجربے کیے ہیں۔" صفا کو اپنی برائی پسند نہیں آئی تو چڑ کے بولی۔ وہ تینوں گروپ کی شکل بنائے کچن میں کھڑی محو گفتگو تھیں۔

"شادی کر کے زندگی بورنگ ہو گئی ہے۔" مروانے ایسے ظاہر کیا جیسے وہ شروع سے ہی شرارتیں کرتی آئی ہو۔  
"بی بی ہلکا ہاتھ رکھو تم تو شادی سے پہلے بھی ایسی ہی رہتی تھیں مزے تو ہم نے کئے ہیں۔" تکبیر مروا پر استہزایہ ہنسی۔

"دفعہ ہو تم! منہ س عورت۔" مروا جل کے بولی۔

"تکبیر تم چکھ کے دیکھو نا کیسا بنا ہے۔" صفا نے بھولی صورت بنائی تاکہ اس سے بات منواسکے۔

"بہن مجھے معاف کرو! میں اپنی ذات پر اتنا تشدد برداشت نہیں کر سکتی۔" تکبیر کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔

"تکبیر پھر شاہ میر کا سوپ ہی ٹرائے کر لو۔" مروا کے کہنے کی ہی دیر تھی ان تینوں کے قہقہے گونجے۔

"یار مروا زیادہ ہو گیا ہے۔" صفا نے شاہ میر کی حمایت میں مروا کو دیکھ کے افسوس سے سر ہلایا جو لو کی اور ٹنڈے

کے جو س کے ساتھ اب گاجر ڈال کے جو س بنانے میں مگن تھی۔ تکبیر تو صرف ہنسی جارہی تھی۔

"یار مزے کی بات ہے میں جو بھی دیتی ہوں کھاپی بھی لیتا ہے، کیا کیا میں نے نہیں دیا، انڈے کی سفیدی، ابلی ہوئی

سبزی، تیز پتی کا قہوہ، گرین ٹی اور تو مجھے یاد بھی نہیں ہے۔" مروانے ایسے بتایا گویا بہت عظیم کام سرانجام دیا

ہو۔ ہنسنے کے دوران ہی تکبیر گویا ہوئی۔

"لائی کہاں سے ہو یہ سب؟؟"



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"فیس بک پر نیا ڈانٹ چارٹ والا ایک پیج ہے وہی لائک کیا تھا جس میں وہ اچھی اچھی چیزیں بتاتی ہے وہ میں دیتی ہی نہیں ہوں۔" سہی سے شاہ میر کا مزاق اڑاتی وہ وضاحت دینے لگی۔

"فٹ رہے گا میرا شوہر کر یلا کو جو س پی کے"۔ شاہ میر کی بچاری شکل یاد کرتی وہ مسکراتے ہوئے بتانے لگی۔  
"بہن اتنا فٹ رکھنے کے خواب نہیں دیکھو! سیلبرٹی جواد بھائی ہیں لیکن وہ بھی اتنے کو نشیز نہیں ہیں"۔ جواد کے ذکر پر اسکی مسکراہٹ سمٹی لیکن پھر سر جھٹک گئی۔

"بیٹا جیٹھ کو بدنام نہیں کرو وہ کتنے گھٹے ایکسر سائز کرتے ہیں بھول گئی"۔ تکبیر زور و شور سے اسکی حمایت میں بولی۔ صفامروا ہوٹنگ سی کرنے لگی تھی لیکن وہ ایک ایک چپت لگائی لاؤنچ میں ٹانگیں فولڈ کئے ریمورٹ اٹھا کے ایل ای ڈی کی طرف متوجہ ہوئی۔ فرحت آپا اپنی کسی دوست کے ہاں گئی ہوئی تھیں جبکہ وہ تینوں آفس گئے ہوئے تھے۔ 8 بج چکے تھے جواد تو نہیں آیا تھا لیکن وہ تینوں فریش ہونے کے بعد سکون سے لاؤنچ میں بیٹھے تھے۔ ان دونوں سے بات چیت کر کے اسکا موڈ کافی خوشگوار ہو گیا تھا ورنہ سوچ سوچ کے اسکے دماغ خراب ہونے لگا تھا۔  
شاہ رخ تو مزے سے چائے کے گھونٹ بھرتا شاہ میر کو تپا رہا تھا اور وہ چڑتا وہاں سے اٹھنے لگا تھا لیکن تکبیر چائے کا بھرا کپ ٹیبل پر رکھ کے اسکے سامنے صوفے پر براجمان ہوئی۔

"میں نہیں پی رہا قہوہ"۔ شاہ میر نے برا سامنہ بنایا۔

"ارے چائے ہے پاگل"۔ تکبیر نے ہنستے ہوئے اطلاع دی۔

"تو گرین ٹی ہوگی"۔ وہ چڑ کے بولا۔ جبکہ شاہ رخ کا قہقہہ گونجا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بھابھی اس غریب کی کیا زندگی ہے نا، بیچاری کو بیگم کے ہاتھ کا بنا چھا کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا"۔ شاہ رخ نے اس کے زخموں پر نمک چھڑکا۔

"میری بیوی نے تو چکن کڑھائی بنائی ہے"۔ انداز مغرور سا ہوا۔

"کھا کے بتانا اپنی بیویوں کا کھانا کہ کس طرح بناتی ہیں"۔ تکبیر نے عام سے لہجے میں بات گوش گزار کی۔

"کتنی خوبصورت دکھ رہی ہے چائے"۔ شاہ میر نے ٹھنڈی اہ بھر کے چائے پر تبصرہ کیا۔

"الہ تیرا شکر! آج کتنے دن بعد چائے نصیب ہوئی ہے"۔ ایک گھونٹ بھرتا وہ دل سے رب کا شکر گزار ہوا۔ جبکہ اسکو آہیں بھرتا دیکھ تکبیر اور شاہ رخ ہاتھ پہ ہاتھ مار کی ہنسے۔



"بیر تو نہیں لائے میلاد دل نہیں لد (لگ) رہا"۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تعبیر تکبیر کو یاد کرتی جواد کو بھی اپنے دل کی بات بتانے لگی۔

"میرا بھی"۔ وہ بھی بچوں جیسے انداز میں کارڈ رائیو کرتا بیچاری سے بولا۔

"چلیں بیر تو لے آئیں"۔ ایک نیا مشورہ بڑی خوشی سے دیا گیا۔

"ابھی میری ایک فرینڈ ہیں ہم ان سے مل کے گھر جائیں گے"۔ جواد نے جیسے اسے دلا سے دیا۔

"Is she a girl or a boy?"

(وہ لڑکی ہے یا لڑکا)۔

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تعبیر نے پر سوچ نظروں سے سوچتے جواد سے پوچھا۔

"She is a girl".

جواد نے اسی کے انداز میں جواب دیا لیکن وہ یہ سن کے خوش نہیں ہوئی تھی۔

"I will not meet them."

(میں تو نہیں ملوں گی ان سے)۔

تعبیر نے خفگی سے منہ پھلائے صاف نفی کی۔ جواد نے اس چھوٹی سی تتلی کو دیکھا جو اپنی ماں کے برابر بھی کسی کا نہیں سوچ سکتی تھی۔ بحر حال جواد سے وہ پتا نہیں کون کون سی باتیں کئے جارہی تھی جس کا جواب وہ بہت سنبھل کے بڑی فرصت سے دے رہا تھا۔ جواد نے گاڑی کیفے کے سامنے روکی اور تعبیر کو لیکے اندر بڑھ گیا وہاں پہلے سے سارہ بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی۔

دس بج چکے تھے انکے گھر کے تمام فریقین تعبیر اور جواد کا کھانے پر انتظار کر رہے تھے لیکن وہ گیارہ بجے کے قریب پہنچا تھا چونکہ کھانا تو باہر سے ہی کھالیا تھا لیکن گھر والوں کا خیال کر کے وہ فریش ہونے کے بعد کھانے کی میز پر بیٹھ گیا تھا۔

تعبیر پہلے تو سارہ سے مل کے خوش نہیں ہوئی تھی لیکن کچھ دیر اسکی دی گئی محبت سے متاثر ہوتی وہ اسکی جانب مانوس ہوئی تھی۔

## قمر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کھانے پر جو ریکارڈ صفا کا لگا تھا وہ تو کبھی نہ بھولنے کا عہد کر چکی تھی۔ بہت ہی بد ذائقہ کھانا تھا شاہ رخ نے ایک ہی لقمے کے بعد دھرا کا دھرا چھوڑ دیا۔

"بھابھی ایسا کھانا بنانے کی بھی کیا ضرورت تھی؟؟؟ شاہ میر ضبط سے مسکراہٹ روکتا صفا سے براہ راست مخاطب ہوا۔

"پہلی بار تھا۔" نظریں جھکائے درحقیقت وہ شرمندہ ہوئی تھی۔

"کوئی بات نہیں بیٹا ہو جاتا ہے ایسا۔" فاروق صاحب نے اس کا حوصلہ بڑھانا چاہا۔

"میری بیوی نے تو چکن کڑاھی بنائی ہے، تو کیسی لگی چکن کڑاھی؟" ایک واحد شاہ میر تھا جس نے شاہ رخ کے ساتھ صفا کا بھی بہت مزاق بنایا تھا۔ لیکن وہ مزاق کے حد تک لیتے خود بھی مسکرائے۔

"بیٹا اپنی تو ابلی ہوئی سبزی کھا لو۔" فرحت آپا نے شوخی سے اسے یاد دلایا اور سوائے شاہ میر کے سب کے قہقہے گونج اٹھے۔

"بھائی یہ چیٹنگ ہے ناموم ہمیشہ ایسی ہی کرتی ہیں۔" ایک کڑی نگاہ سبزیوں پر ڈال کے وہ سارا ملبہ جو ادھر پر گرا گیا۔

"تم لوگ خود ہی سوٹ آؤٹ کر لو۔" نیپکن سے منہ صاف کرتے بظاہر وہ مسکراتا ہوا کہہ کے کال ریسیو کرتا وہاں

سے ہٹ گیا تھا۔ تکبیر اسکی پشت کو تکتی رہی پھر سیدھی ہو کے بیٹھی۔ اس نے ایک لقمہ تک حلق میں نہیں ڈالا تھا

مطلب واضح تھا وہ آج بھی کھانا باہر سے ہی کھا کے آیا ہے اور جہاں تکبیر کی چھٹی حس کام کر رہی تھی وہ یہی تھی وہ

کال کی بھی کسی اور کی نہیں سارہ کی ہی تھی۔



# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان



تعبیر کو اپنے ساتھ سلانے کے بعد وہ ساڑھے بارہ ہی کپڑے تبدیل کرتا گھر سے نکل کی مکمل تیاری میں تھا۔ تکبیر بڑے دلچسپ انداز میں اسکی تیاری کا ملاحظہ کر رہی تھی نہ اس نے کچھ پوچھا اور نہ ہی جواب دے اسے کچھ بتانا چاہا۔ تاثرات حیرت میں بدلتے چلے گئے تھے ایک تو وہ جتنا کسی کے ساتھ باہر اور دیر رات وہیں رہتا تھا اور جھوٹ بولنے میں بھی کمال حاصل کر لیا تھا۔ ایک طائرہ نگاہ اس نے جواب پر ڈالی جو گھڑی پہن رہا تھا اپنی طرف اسے تکتا پا کے مبہم سا مسکرا دیا۔

"میں شاید لیٹ ہو جاؤں! آپ سو جائیے گا۔" اسکے قریب ہی آتے ہر نرمی سے اسکا گال تھپتھپا کے وہ تعبیر کو پیار کرنے لگا تھا۔

"زیادہ دیر سے نہیں سوئے گا ورنہ سر میں درد ہو جائے گا۔" مصروف سے انداز میں ہدایت بھی جاری تھی لیکن یہ سن کے اس نے کوئی تاثر ظاہر نہیں کیا وہ دیر سے ہی سوتی ہے روزانہ، شاید! وہ یہ تک بھول گیا۔

"خدا حافظ۔" الوداعی کلمات کہہ کے وہ دروازہ بند کرنے کے ساتھ سیڑھیاں عبور کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ ایک تاسف سی نگاہ اس نے کھڑکی کی جھری سے دیکھتے تالی اور پھر تلخی سے مسکرائی۔

"خدا کی قسم تمہارا جینا حرام نہ کر دوں تو میرا نام تکبیر نہیں۔" وہ ریلیکس سی ہوئی، سارے بوجھ کم ہوتے محسوس ہوئے۔ بیڈ پر موبائل نکال کے وہ خود کو لاپرواہ ثابت کرنا چاہتی تھی لیکن خیر بری طرح ناکام ہو گئی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد تین بجے دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوا احتیاط سے دروازہ بند کرنے کے بعد وہ بیڈ پر تکبیر کے پیروں کے پاس بیٹھتا تھا کاہار اس اپنے شوز کی لیسز کھولنے لگا تھا۔ تکبیر نے عجلت میں آنکھ کھولی اور ہلکی سی جھری سے اسکی حرکت و سکنت پر ملاحظہ کرنے لگی۔ شو لیسز کھولنے کے بعد وہ آئینے کے سامنے کھڑا پا کٹ سے کچھ ٹٹول کے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کے اپنی سائڈ پر آیا۔ تعبیر کو بے ساختہ پیار کرنے کے فوراً بعد وہ گھڑی، والٹ اور چابی وہاں رکھتا لائٹس آن کرنے لگا۔ ایک عجیب سی خاموشی چھائی تھی دل کی دھڑکنیں اسے اپنے کانوں میں سنائی دی تھیں بحر حال جبراً وہ آنکھیں بند کئے ہنوز کوئی بھی حرکت کئے بغیر لیٹی رہی۔ جواد کپڑے چنچ کرنے جا چکا تھا اس نے پیٹ سے آنکھیں کھولیں اور موبائل تلاشنا چاہا جس کو جواد نے ٹریسنگ ٹیبل پر ہی رکھا تھا۔

"دور اس لئے رکھا ہے تاکہ میں چیک نہیں کرو"۔ ناگواری سے سوچ کے وہ گردن ہلکی سی اونچی کئے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔

جواد تو لیے سے منہ خشک کرتا موبائل اٹھا کے صوفے پر بیٹھا جہاں پہلے سے دو مس کالز آئی ہوئی تھیں کال بیک کرتا وہ کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا۔ تکبیر کا پارہ ہائی ہونے لگا اس کا دل تو چاہا موبائل اس سے چھین کے دور پٹخ دے لیکن یہ تو اس کا دل ہی جانتا تھا اس نے اپنے جذباتی پن کو کیسے اتنی دیر قابو رکھا۔

"اسکی ٹیشن نہیں لو سب کچھ ہو جائے گا"۔ جواد نے سارہ کو دلا سہ دینا چاہا۔

"ٹیشن تو ہوتی ہے پھر میں کب سے سونے کی کوشش کر رہی ہوں، نیند ہی نہیں آرہی"۔ سارہ نے ڈرتے دل سے اپنی پریشانی ظاہر کی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"فضول نہیں سوچو! ریلکس رہو، میں ہوں ناں تمہارے ساتھ"۔ جواد کی تسلی پر وہ کچھ مطمئن سی ہوئی۔

"اگر اس نے کچھ کیا تو؟" اس نے اضطرابی سے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

"سارہ میں ہوں تمہارے ساتھ یار ڈونٹ وری! اب سکون سے سو جاؤ، گڈ نائٹ"۔ اسکے ڈر کا اندازہ جواد اسکی آواز

سے لگا سکتا تھا وہ درحقیقت بہت پریشان تھی اور جواد اسے اس طرح ہلکان ہوتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"تھینکس یار! تم بتاؤ تعبیر کیسی ہے اب؟" اس نے شکریہ ادا کرتے تعبیر کا حال احوال دریافت کیا۔

"الحمد للہ بہتر ہے"۔ جواد کی بات سنتے ہی وہ مبہم سا مسکرائی۔

"اوکے ٹیک کئیر"۔ سارہ رابطہ منقطع کر کے سونے کے لئے لیٹ گئی تھی جبکہ جواد تعبیر کے پاس آیا اور چونکہ

لحاف ہٹایا ہی تھا کہ اسکے سونے کی جگہ پانی سے بالکل تر تھی۔ جواد بھونچکا کے رہ گیا جبکہ تکبیر لحاف میں منہ چھپائے کھلے دل سے مسکرائی۔

"تکبیر"۔ بہت سوچنے کے بعد وہ تکبیر کے سر پر کھڑا جھک کے اسکا گال تھپتھپاتا بیدار کرنے لگا تھا۔ تکبیر مردے کی طرح پڑی رہی لیکن آنکھ تک کھول کے نہیں دیکھی۔

"یار تکبیر"۔ جواد نے آواز کو تھوڑا بلند کیا اور تکبیر مکمل اداکاری کرتی ہڑبڑاہٹ میں اٹھی۔

"سوری یار میں نے آپکو اٹھایا! بٹ میرے سونے کی جگہ نہیں ہے، یہ سب کیسے؟؟" اس نے پانی کی طرف اشارہ

کیا اور ساتھ سوال بھی کر ڈالا۔

"کیا سب؟؟؟ تکبیر آنکھیں مسلتی انجان بنی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اس سائڈ بہت سارا پانی گرا ہوا ہے اب میں کہاں سوؤں گا؟" جواد نے بیزاریت ظاہر کی۔

"کچھ گھنٹے پہلے تعبیر کو معمولی سی حرارت تھی میں جیسے ہی اسے سیرپ پلا کے ہٹی بے دھیانی میں اسکا ہاتھ لگا اور سارا پانی گر گیا لیکن میں نے اسے ڈانٹا ضرور تھا کہ۔"

"یار ڈانٹنے کی کیا ضرورت تھی؟ اتنی کوئی بڑی بات تو نہیں۔" بیچ میں ہی اسکی بات اچکاتا وہ سخت خفا سا ہوا۔

"یار پورے آدھے بیڈ پر پانی اتنا سارا کیسے گر سکتا ہے؟" جواد اب بھی حیران و پریشان سا تھا۔

"گر ادیانانچی ہے اب سو جاؤ۔" بات کو ٹال کے وہ پھر سے سونے کے ارادے سے لیٹی۔

"تم ایسا کرو میری جگہ پے آ جاؤ میں صوفے پر چلی جاتی ہوں۔" تبکیر نے ضبط سے مسکراہٹ روکی۔

"چلیں ساتھ ہی صوفے پر سو جاتے ہیں۔" جواد مسکراتا ہوا بھنویں اچکاتا اسے پیشکش کرنے لگا تبکیر اسکے زو معنی انداز پر سٹپائی لیکن پھر نگڑی گھوری سے نوازا۔

"مزاق کر رہا تھا۔" اسکی نظروں سے خائف ہوتا وہ خود سے ہی شانے اچکا کے وضاحت دے گیا۔

جواد تو صوفے پر آ گیا تھا لیکن اسکا کسرتی جسم صوفے پر ایڈ جسٹ ہی نہیں ہو پا رہا تھا جس کی وجہ سے وہ کافی وقت تک بے چین رہا۔

تکبیر چوری چوری اسے دیکھ کے بھرپور مزالے رہی تھی۔

"تکبیر۔" جواد نے کلس کے پکارا جبکہ اسکی آواز نہ سن کے وہ خود سے ہی اخذ کر گیا شاید سوگی ہو۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

آدھے گھنٹے کی مشقت کے بعد وہ پھر سے تکبیر کے سر پہ کھڑا ہوا اور درحقیقت وہ سوچکی تھی۔ تکبیر کے برابر میں جگہ بناتا جو اس سکون کا سانس بھر کے رہ گیا ورنہ اپنی جگہ کے علاوہ نہ تو وہ ایڈجسٹ ہو پاتا تھا اور نہ اسے نیند آتی۔ تعبیر کو اپنے سینے پر لٹا کے وہ ایک ہاتھ سے تکبیر کے گرد حصار باندھ گیا۔ تھکاوٹ کے باعث نیند کا غلبہ جلد ہی طاری ہو گیا تھا۔



دو پہر تین بجے کے قریب مروا شاہ میر کے آفس میں موجود تھی اسکا مقصد شاہ میر کے علاوہ باقی سب بھی سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کس کام کے تحت اتنی مشقت اٹھا کے آئی ہے۔ شاہ میر کے کین میں ہی سکون سے صوفے پر دراز وہ اسی کا ہی انتظار کر رہی تھی جو غالباً لپ ٹاپ میں مگن تھا۔ کوئی وقت ہوتا تو وہ ضرور اسے دیکھ کے خوش تھا لیکن اسکے آنے کا ارادہ بھانپتا بے تاثر سا بیٹھا رہا۔ ایک ہی طرح کا مریضوں جیسا کھانا کھا کے وہ سخت تنگ آچکا تھا لیکن مروا کو اس پر رحم نہیں آیا تھا۔

"شاہ میر آ بھی جائیں"۔ مروا نے کوفت سے اکتاتے ہوئے اسے بلایا جو جان کے بھی نہیں آ رہا تھا۔  
"آپ نے اتنی مشقت اٹھائی بہت شکریہ لیکن مجھے نہیں کھانا ہے یہ گھانس پھونس وغیرہ"۔ شاہ میر نے راکنگ چئیر پر جھولتے مصروف سے انداز میں ہانک لگائی۔

READERS CHOICE

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جان کے لُچ باکس بھول گئے تھے ناں آپ تو جہی میں لے آئی ہوں اور انکل ملے تھے ابھی! انہوں نے یہی ہدایت دی ہے اپنی نظروں کے سامنے بیٹھ کے کھانا"۔ شاہ میر نے نظریں لیپ ٹاپ سے اٹھا کے اسے دیکھا اور قدم قدم چلتا اسکے پاس آ بیٹھا۔

"مروامیری جان! میں دل کا مریض ہوں کوئی موٹاپے کا نہیں جو اس طرح کا سخت بد ذائقہ کھانا کھاؤں گا"۔ اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتا وہ بری طرح جھنجھلایا ہوا تھا۔

"کھانا ہے یا نہیں؟" مروانے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"کھا لیتا ہوں"۔ افسردگی سے اس نے لُچ باکس نکالا اور پھر ابلی ہوئی سبزیوں کے ساتھ گرین ٹی دیکھ کے اسکی وہ کیفیت ہوئی تھی جس کو بتانے کے لئے شاید الفاظ بھی نہیں ملتے۔

"کھائیں"۔ مروانے مسکراتے ہوئے اسے یاد دلایا جو سبزیاں دیکھ کے ہی بجھ سا گیا تھا۔

"جی! بہت نوازش"۔ وہ بیچارہ مسکرا بھی نہیں سکا تھا اور بنا چوں چراں کئے اپنے ہر نوالے پر کلمہ پڑھتا جبراً کھاتا رہا۔

"اچھا میں چلتی ہوں اور ہاں رات میں جلدی آئیے گا بیگن کی سبزی بناؤں گی"۔ اسکے اطمینان میں کوئی کمی نہیں

آئی تھی پورا کھانا مکمل کروانے کے بعد وہ چیزیں سمیٹتی بہت فرصت سے اسے جلدی گھر بلانے کی دعوت دے رہی تھی۔

READERS CHOICE

"ضرور! میں اپنی بیوی کا کہا کیسے رد کر سکتا ہوں"۔ اسی کالا یا نیم گرم پانی حلق میں اندھیلتا وہ دانتوں کی نمائش کر گیا

جبکہ مروا اسکے کیمین سے نکلتے ہی بے ساختہ ہنس پڑی۔ اب تو حقیقتاً شاہ میر پر اسے ترس آنے لگے گا تھا لیکن اس نے

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تہہ کر لیا تھا جب تک وہ اپنے جھوٹ کو اپنے ہی منہ سے نہیں قبول کرے گا تب تک اسی طرح کھانے پر ٹارچر ہوئے گا۔

شاہ رخ کے ساتھ مختصر مصافحہ کرتی وہ گھر کے لئے نکل گئی تھی۔



"پھپھو میری دوست بلار ہی ہے کیا میں جاؤں؟" تکبیر کی دوست سامعہ اسے اپنے ساتھ شاپنگ میں مدد کروانے کے لئے بلار ہی تھی جبکہ وہ جواد سے پوچھنے کے بجائے فرحت آپا سے اجازت لینے لگی۔

"ہاں بیٹا جاؤ لیکن جلدی آنا۔" انہوں نے خوشدلی سے رضامندی ظاہر کی جبکہ تکبیر تعبیر کو انکے پاس چھوڑ کے ہی مال گئی تھی عموماً وہ شاپنگ کرتے ہوئے تکبیر کو بہت بد ظن کیا کرتی تھی۔

جواد معمول کے مطابق 2 بجے سے ہی گھر میں موجود نہیں تھا اور تکبیر نے بھی زیادہ رخ کے دے بات نہیں کی تھی بلکہ وہ تو اسکے سامنے بھی بہت کم آئی تھی اور یہ چوٹ بھی اسکے دل کو دل پر گہری لگی تھی کہ کیسے اس نے تکبیر کا رویہ نہیں پہچانا؟؟

تکبیر سامعہ کے ساتھ اسکی کزن کے لئے شاپنگ کروا رہی تھی اور تقریباً ان کو دو گھنٹے تو گزر چکے تھے۔ یکدم ہی سامعہ کا موبائل بج اٹھا جس میں اسکی کزن تھی اور اپنے آنے کی اطلاع کرتی وہ انہوں کو ڈکارٹ میں انتظار کرنے کا کہہ کے کال کاٹ چکی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں پارک اسی کی وجہ سے نہیں آرہی تھی"۔ سامعہ اور وہ آمنے سامنے ہی بیٹھی تھیں جب سامعہ نے اسے کزن کے متعلق کچھ معلومات فراہم کرنی چاہی۔

"اچھا تو اس کو بھی پارک لے آتیں"۔ تکبیر لا پرواہی سے بولی۔ انکے درمیان گفتگو جاری تھی اور کچھ دیر بعد ہی میسج ٹون کے ذریعے سامعہ نے لوکیشن سینڈ کی جس سے وہ آسانی پہنچ سکتی تھی۔ سامعہ نے ہاتھ ہلا کے اشارہ کیا اور اسی پل تکبیر کی رنگت متغیر سی ہوئی وہ بلاشبہ بے حد حسین تھی بلیک ٹاپ پے مرون پینٹ پہنے وہ خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھی۔ ہاف آستین کے باعث اسکے گوری رنگت بہت دمک رہی تھی اور ساتھ براؤن کاندھے تک اتے بال کھلے چھوڑے تھے۔ وہ سامعہ کو دیکھ کے مسکرائی تھی اور لڑکی ہونے کے باوجود وہ اسکے سحر میں کھو سی گئی تھی۔ اسکی بدلی رنگت سامعہ سے مخفی نہیں تھی لیکن وہ سر جھٹک کے جواباً مسکرائی۔ تکبیر تو سارے عالم میں تھی وہ پڑمردہ اور مضحل سی لگ رہی تھی دل کی رفتار نہ جانے کیوں سست سی پڑی یہ کیسا اتفاق تھا وہ اسی کی دوست کی کزن نکلی جس کے ساتھ جواد وقت گزارتا تھا۔

اس نے تصور کی آنکھ سے جواد اور سارہ کو ساتھ دیکھا تھا اور انہیں دیکھ کے یوں لگتا گویا وہ ایک دوسرے کے لئے ہی بنے ہوں۔

تکبیر کو اپنا آپ بے مول سا گاہ اسکے آگے تو بالکل پھیکی سی محسوس ہو رہی تھی۔ تکبیر کا رنگ سانولا تھا لیکن وہ تب تک خود میں جیتی آئی تھی جب تک اس نے سارہ کو نہیں دیکھا تھا گزشتہ دنوں سے وہ اسکی دو تین تصویریں دیکھ چکی



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تھی لیکن وہ حقیقت میں تصاویر سے زیادہ دلنشین تھی۔ ایک احساسِ کمتری نے اندر تک ڈیرا جمایا اور وہ منظر کو دھندلاتی نظروں سے دیکھتی کسی اور ہی دنیا میں کھوسی گئی تھی۔

کیا یہ بھی دیکھنا اسکے مقدر میں لکھا تھا؟ کیا جواد اس سے بور ہوتا اب خوبصورتی کی چاہ میں نکلا تھا؟ اگر ایسا تھا تو وہ درست تھا وہ جتنی حسین تھی جواد اسکی چاہ کر سکتا تھا۔ تکبیر کا دم گھٹنے لگا تھا وہ یہاں بیٹھنا نہیں چاہتی تھی لیکن تکبیر خود کو گرانا بھی نہیں چاہتی تھی۔ وہ سختی سے بھیجنے گئے لبوں پر سپاٹ چہرہ لئے نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔ بے شک وہ حسن کی دیوی نہیں تھی لیکن سیرت اور اخلاق کے معاملے میں اسے یہ والی خوبصورتی قدرتی طور پر ملی تھی۔ تکبیر کو پہنچانے میں زیادہ نہیں لگا تھی وہ سارہ ہی تھی جس سے جواد وقت گزارنے کے ساتھ رات بھر چیٹنگ کرتا تھا۔

"میڈم؟؟؟" سامعہ نے اسکی طرف ہاتھ لہرایا تو وہ حواسوں میں لوٹتی خود کو کمپوز کرنے لگی۔

سارہ محبت سے اسے دیکھتی مسکرائی۔

"کیسی ہیں؟؟؟" سارہ نے مصافحہ کرتے اسکی جانب ہاتھ بڑھایا جس کو تکبیر بہت سوچ کے ملاتی فوراً اسے اپنا ہاتھ پیچھے لے گئی۔ گوری رنگت میں سانولا سا ہاتھ عجیب نہیں تھا لیکن اسے لگا تھا۔

"اللہ نے دیا ہے شرمندگی کی کیا بات ہے؟" تکبیر کیوں کسی کے سامنے خود کو گراتی؟ وہ خود کو ہی دلا سے دیتی اب کی بار دونوں پر نظر ڈالتی مسکرائی۔ رنگ روپ نکھار پر کسی کا اختیار تو نہیں پھر کیوں ہم خود کو کمتر ثابت کر کے دوسروں کو اپنے آپ پر ہنسنے کا موقع دیں۔ وہ جیسی بھی تھی اپنی جانب بہت خوبصورت تھی اور یوں مصور کی تخلیق کردہ چہروں پر نقص نکالنے پر ہم کون ہوتے ہیں؟؟؟

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں ٹھیک! تم؟؟؟" جواباً اس نے بھی خیریت دریافت کروانی چاہی۔

"فائن!! ٹیل می اباوٹ یور سیلف"۔ اسکو تکبیر کے بارے میں مختصر سامعہ بتا چکی تھی لیکن یوں روبرو بات کرنا بہت الگ بات تھی۔

"نتھنگ جسٹ۔۔۔ تکبیر سوچ میں پڑ گئی،

"مائے نیم از تکبیر! آئی ایم میریڈ اینڈ ای ہیوون ڈوٹر اینڈ نتھنگ جسٹ اتنا ہی! یو ٹیل می اباوٹ یور سیلف"۔ تکبیر کالب ولجہ تبدیل ہوا تھا اسکا انداز سامعہ کے ساتھ سارہ کو بھی بہت بھایا تھا۔

"فیشن ڈیزائنر ہوں اور ٹورسٹ بھی ہوں اس بار خاص ایک ضروری کام اور اپنے فرینڈ سے ملنے آئی ہوں"۔ اسکی بات پر تکبیر کے کان کھڑے ہوئے۔

"اوہ گڈ! تو یہاں تم اکیلی؟" تکبیر نے جان کے یہ موضوع چھیڑا تھا ویٹر کو آرڈر دے کے وہ تینوں محو گفتگو تھیں۔

"ہاں سامعہ ہے اسکے علاوہ انکے ہسبنڈ باقی میرا فرینڈ ہے تو اکیلے تو نہیں"۔ فرینڈ کے نام پر بے ساختہ ایسے لبوں پر مسکراہٹ رینگئی۔ تکبیر کو اچھنبے سا ہوا۔

"کہاں کہاں گھومیں تم پاکستان میں؟" یہ بھی تحقیقات کرنے کا اسکا اپنا ہی انداز تھا۔

"میں تین چار دن پہلے ہی آئی ہوں تو ابھی صرف کراچی وزٹ کر رہی ہوں باقی انشاء اللہ آگے کا ارادہ ہے"۔ اس نے تفصیل پیش کی جبکہ تکبیر نے جواد کا لاسٹ سین چیک کیا وہ آن لائن تھا، لیکن کس کے ساتھ؟ اس سے باتوں کے درمیان وہ جواد کے بارے میں بھی سوچ رہی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم اپنے فرینڈ کے ساتھ ہی پورا پاکستان گھومو! آئی ہو پ تم انجواؤ کرو گی۔" تکبیر نے جلے کٹے لہجے میں کہا جبکہ سامعہ اور وہ حیرانی سے اسے تنکے لگیں تکبیر فوراً ہی گڑ بڑائی۔ ویٹر کیک اور کافی وغیرہ رکھ کے جاچکا تھا جبکہ تکبیر نے بات جاری کی۔

"آئی مین! دوستوں کے ساتھ ٹریول کرنے میں مزا آتے ہے سو جیجی۔" عجلت میں خود پر قابو پاتے وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"بٹ وہ میریڈ ہے! میں کہوں گی منع تو نہیں کرے گا لیکن یوں کسی کی پرسنل لائف میں مداخلت کرنا اچھا نہیں لگتا۔" تکبیر کے دل میں غصے کا لاوا ابل رہا تھا دل تو چاہا تھا جواد کے ساتھ اس کو بھی سیدھا کرے لیکن وہ ترک کر گئی۔ "اوسیڈ"۔ تکبیر نے دکھ کا اظہار کیا۔

"کیا تم کرکٹ دیکھتی ہو؟" اب کی بار اس نے تکبیر کو تم کر کے مخاطب کیا تھا جیسے وہ بہت گہری دوستیں ہوں۔ "نہیں! دلچسپی نہیں ہے۔" صاف جھوٹ کا مظاہرہ کیا تھا لیکن ایک پل بھی اسکی زبان نہیں لڑ کھڑائی۔ "اوہو!! اب کیسے حوالہ دوں؟" اس نے سامعہ کو دیکھ کے افسوس سے پوچھا۔

"تکبیر کرکٹ جواد کو جانتی ہو؟ یا کہیں نہ کہیں تصویر وغیرہ تو دیکھی ہو گی نا؟" سامعہ نے تکبیر سے استفسار کیا۔ "ہاں انسٹا گرام پے دیکھی ہیں۔" تکبیر بالکل انجان بنی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہی ازمائے کلوز فرینڈ ہم کالج لائف سے یونیورسٹی کے آخر دن تک ساتھ رہے ہیں، سچ آنالس اینڈ ڈیشننگ پرسن۔" اس نے انگریزی زبان میں جواد کے متعلق قصیدے پڑھے۔ تکبیر کو سخت ناگوار گزرا تھا اسکا جواد کو کلوز فرینڈ کہنا وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچتی اپنے غصے کو قابو کرنے لگی۔

"سہی ہے زیادہ خاص تو نہیں ہے۔" لفظوں کے ذریعے تکبیر نے ادا تو کر دیا تھا لیکن نہ جانے کیوں وہ خود بھی ایک خالی پن سا محسوس کرتی دل کی آواز سننے کے بعد بھی اسکی سحر کر دینے والی شخصیت کو جھٹلائی۔

"نہ کرو یاد! ایک وقت سے پسند کرتی آرہی ہوں۔" دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی سارہ والہانہ انداز میں بولی۔ تکبیر کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں نا جانے کیوں اسے جواد بے وفا نظر آ رہا تھا یہ سالوں سے اسکے عشق میں مبتلا ہے تو کیا جواد مرد ہو کے اتنا پار سا ہے جس نے کوئی امید نہ دلائی ہو۔ تکبیر کے دل میں ہول اٹھنے لگے تھے ایک جنونی محبت کرتی آئی تھی وہ جواد سے اور اب تک اس سے محبت کی دعوے دار تھی لیکن سب کچھ ختم ہوتا نظر آ رہا تھا۔

"تو سر جواد نے تمہیں اپنی وائف سے نہیں ملایا؟" جواد کو اتنی عزت سے مخاطب کرنے پر تکبیر سنجیدگی سے استفسار کرنے لگی اور یقیناً اگر یہاں جواد ہوتا تو صدمے سے ہی گنگ رہ جاتا۔

"اس نے اپلوڈ ہی نہیں کی تھیں سوشل میڈیا پر اسکی تصویر اور یہی کہتا ہے ہر بار وہ زیادہ ملتی جلتی نہیں ہیں لیکن ہاں اسکی مدر ہیں ناں فرحت انٹی وہ بہت اچھے سے جانتی ہیں مجھے! ان فیکٹ میں جاؤنگی اسکے گھر تو وہیں مل لوں گی اسکی بیوی سے۔" تکبیر کا ضبط جواب دینے لگا تھا مطلب اسکی جڑیں انکے گھر تک بھی پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ ششدر سی بیٹھی رہی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"گلدوستوں کے گھر آتے جاتے رہنا چاہیے۔" تبکیر بجھتے دل سے بولی۔

"اصل میں سارہ اسکے شوہر کا نام بھی جواد ہی ہے۔" سامعہ کی سنتے ہی سارہ تو کھلکھلا اٹھی۔

"جواد نام کے لڑکوں میں بہت کشش ہوتی ہے اور ناجانے کیوں مجھے یہ نام اور جواد نام کے انسان اپنے دل کے قریب قریب لگتے ہیں۔" سارہ خود پر ہی ہنسی۔ تبکیر کو مزید بیٹھنا محال لگا وہ جانے کے ارادے سے اٹھنے لگی تھی لیکن سامعہ کے کہنے پر سارہ اسے اپنی اور جواد کی تصویریں دکھانے لگی جو کالج کے دور کی بہت پرانی پیکجز تھیں، کچھ یونیورسٹی کی تھیں اور کچھ دو تین پہلے کی تھیں۔

"لوکنگ کیوٹ بوتھ آف یو۔ نائس ٹومیٹ یو سارہ! اب میں چلتی ہوں۔" ایک ہاتھ اسکی طرف بڑھاتی تبکیر چبا چبا کے بولی۔

"تھینک یو سو مچ۔" وہ تو بوتھ آف یو سن کے ہی کھل اٹھی تھی۔ تبکیر نے سر تا پیر جائزہ لیا۔

"نائس ٹومیٹ یو ٹو۔" اس نے بھی پر جوش انداز میں اس سے ہاتھ ملا یا اور تبکیر خدا حافظ کہتی وہاں سے نکل گئی۔ غصے کی تمازت سے اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور اس وقت وہ جتنے جلال میں تھی عین ممکن تھا سب کو آگ لگا دے۔ سارہ کی کہی ساری باتیں اسکے زہن میں گونجتی افیت پہنچا رہی تھیں اور جواد کا وہ مسکراتا چہرہ اسے بہت حد تک ناگوار گزرا تھا۔

"میں اس سب کا حساب سود سمیت وصول کرونگی یاد رکھنا۔" وہ جواد سے مخاطب تھی۔ ڈرائیور کو تیز گاڑی چلانے کا کہہ کے وہ پھر سے اسکی باتوں کو سوچ رہی تھی اور خود کو تکلیف دے رہی تھی۔ آنکھ میں نمکین پانی بھرنے لگا تھا

## مر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

لیکن اسکی پوری کوشش تھی وہ پلکوں کی باڑ توڑ کے نہ نکلیں اور اپنی ہی کوشش کو یقینی بناتی وہ تلخی سے مسکراتی ہوئی بے دردی سے انگلی کے پوروں سے آنسوؤں چننے لگی۔

جواد کی کالز آر ہی تھیں لیکن وہ موبائل بند کر گئی تھی۔

وہ گھر میں بہت استحقاق سے لوٹی بہت خوش باش دکھائی دے رہی تھی۔ تعبیر اسکے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی رونا شروع ہو گئی تھی کیونکہ جواد بھی نہیں تھا اور زیادہ دیر وہ تکبیر سے الگ بھی نہیں رہتی تھی تکبیر اسکی دو پونیوں کو ٹھیک کرتے نرم سے لہجے میں معذرت کر گئی۔

"اٹس اوکے"۔ تکبیر کی گود میں منہ چھپائے وہ شرارت کرنے لگی تھی۔

"بے بی تب آئیں دے (گے)؟ اب کی بار وہ معصومیت چہرے پر سجائے اداسی سے پوچھنے لگی تھی۔ ساڑھے آٹھ بجے کا وقت تھا لیکن جواد کا آتا پتا تک نہیں تھا۔

"نہیں معلوم چندا مجھے"۔ اس کو گود میں اٹھائے وہ کمرے میں لے آئی۔ اداس تو بہت تھی لیکن آخر کس سے دل کی بات کرتی؟

"جس وقت آپ بے بی کے ساتھ گئی تھیں! مزا آیا تھا آپکو؟" تکبیر فریش ہونے کے بعد اس کے ساتھ ہی بیٹھی محو گفتگو تھی۔ جواباً تعبیر نے زور و شور سے اثبات میں سر ہلایا۔

"بٹ انتی (انکی) آئیز آپ جیسی نہیں ہیں"۔ تعبیر موبائل میں گیم اسٹاپ کر کے سرعت سے اسکی جانب مڑی۔ "کس کی؟" وہ بخوبی سمجھ رہی تھی لیکن تصدیق کرنا اس نے بہتر سمجھا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"انتی آیز استائے تکر (اسکائے کلر) تہیں، چکس (گال) دولابی (گلابی) تھے، ادھل۔۔ اس نے پلکوں کی سطح کی طرف اشارہ کیا۔

"ادھل بی بلیت بلیت (بلیک) تجھ تھا۔" کبھی آنکھیں، کبھی گال کی طرف اشارہ کرتی وہ اسے تفصیل سے سارہ کا حلیہ پیش کر رہی تھی۔ تکبیر کو یہ بہت حد تک ناگوار گزرا۔ اب اس نے چپ نہ رہنے کی قسم کھائی تھی! وہ خود ملتا ہے ٹھیک ہے لیکن بچی کو ان معاملات میں کیوں داخل کر رہا تھا؟

"بیر؟" تکبیر کو کھویا دیکھ وہ اسکی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہراتے ہوئے پکارنے لگی۔

"کیا آپ کو وہ اچھی لگیں؟" نہ جانے کس احساس کے تحت وہ سست پڑتی دھڑکنوں کی رفتار سے پوچھ بیٹھی۔

"Not at all , she is so cute but i don't like her ".

انگریزی جملوں کا استعمال کرتی وہ سہی سے بد مزہ ہو کے منہ پھلائے اپنی ناپسندیدگی ظاہر کر رہی تھی۔

"ایسے نہیں کہتے وہ اچھی ہیں۔" تکبیر نے پیار سے اسکے ہاتھوں کو لیتے سمجھانا چاہا۔ تعبیر نفی میں گردن ہلاتی بیڈ سے اٹھ گی گویا اور کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتی ہو۔

تکبیر گہری سوچ میں گم تھی غیر مرئی نقطے کو گھورتی بے سبب وہ انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ موسم سرد تھا، ٹھنڈی ہوا ریڑھ کی ہڈی میں گھستی محسوس ہو رہی تھی کچھ شبنم جیسے قطرے ماتھے پر چمکتے واضح تھے۔

"تو تم یہ کھیل کھیل رہے ہو! دلچسپ۔" سوچوں کا سارا بھنور صرف جواد کے نام پر ٹھہرا تھا۔ حواس میں وہ مروا کی آواز سے لوٹی جس نے یہی اطلاع دی تھی لینڈ لائن پر جواد ہے جو کہ غالباً اس سے بات کرنا چاہتا ہے۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

دھیمے قدموں سے چلتی وہ ریسپور اٹھا کے بے دلی سے کان پر رکھ گی۔

"تکبیر آپ ٹھیک تو ہیں؟ کب سے کال کر رہا ہوں نمبر بند ہے آپکا، طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" اسکی آواز سننے بغیر ہی وہ بے قراری سے اسکی خیریت دریافت کرنے لگا تھا انداز میں بے چینی صاف واضح تھی۔

آس پاس فرحت آپا کے ساتھ صفامروا بھی بیٹھی تھیں جو تعبیر کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ تکبیر اسکی کسی بات کا جواب دینا نہیں چاہتی تھی لیکن یوں سب کر کے تماشہ بنانے کا بھی اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"میرے نمبر پر کال کرو"۔ ریسپور رکھ کے وہ رکھائی سے جواب دیکے جبراً مسکراتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی آئی۔ بند موبائل کھولا ہی تھا جو ادکی دس مس کالز آئی ہوئی تھیں اور یکدم ہی دوبارہ سے موبائل بج اٹھا۔

"تکبیر از ایوی تنگ آل رائٹ نا؟" تکبیر اسکی فکر مندی پر جھنجھلائی تھی۔

"کام کہو"۔ لہجہ کسی بھی جذبات سے آری تھا۔

"آئی ہیو آسرپرائز فار یو، گیس واٹ؟" جو اد نے در حقیقت اسکے انداز پر دھیان نہیں دیا تھا ورنہ وہ اس کی وجہ نہیں جانتا یہ ناممکنات میں سے تھا۔

"میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تکتے لگاتی پھروں! جو بھی سرپرائز ہے خود کو ہی دے لو"۔ وہ تنک کے گویا ہوئی تھی۔ خاصا بد تمیزی بھرا لہجہ تھا جو اد ٹھٹکا ضرور تھا اور مزید کچھ کہنے کے لئے لب کھولتا تکبیر کال کاٹ چکی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کتنی ہی بار اس نے پھر سے کال ملائی تھی لیکن دوبارہ نمبر بند جا رہا تھا۔ جواد کو پریشانی ہونے لگی تھی شاید اسکی طبیعت خراب ہو جیسی وہ اتنی چڑچڑی ہو رہی ہو! اس نے جیسے خود کو دلا سہ دیا۔ گاڑی کی رفتار تیز کی تھی اور اسی اثناء میں موبائل کی گھنٹی بج اٹھی، نمبر سارہ کا تھا جبکہ موبائل ڈیش بورڈ پر رکھ کے اسپیکر آن کیا۔

"وہ اتنی جلدی نہیں مانے گا تم حوصلے سے کام لو"۔ سارہ نے کچھ کہا تھا جس کے بعد جواد نے حقیقت سے آگاہ کرتے ساتھ تسلی بھی دی۔

"زندگی عذاب ہو گئی ہے میری"۔ وہ نخوت سے بولی۔

"بیٹھ کے بات کریں گے ابھی ار جنٹ ہے مجھے گھر جانا ہے"۔ وہ بہت عجلت میں کہہ رہا تھا سارہ حیران سی ہوئی۔

"جے سب ٹھیک ہے نا، کوئی پریشانی ہے تو بتاؤ مجھے"۔ وہ متفکر سی گویا ہوئی جبکہ جواد ٹال مٹول کر گیا۔ آج کافی حد تک وہ تھکا ہوا تھا سارا دن کی بھاگ دوڑ میں ذہن الجھا ہوا تھا اور تکبیر کا انداز بھی اسکی پریشانی کو مزید ہوا دینے کے لیے کافی تھا۔

گیارہ بجے وہ گھر پہنچا تھا اور تکبیر اتفاق سے کچھ دیر پہلے ہی اوپر کمرے میں گئی تھی لیکن تکبیر کو وہاں نہ پا کے وہ بے چین سا ہوا۔ اپنی جانب جلدی آنے کی جتنی کوشش وہ کر سکتا تھا اس نے کی تھی لیکن پھر بھی وہ لیٹ ہو گیا تھا۔

"تکبیر کہاں ہیں؟؟؟ لاؤنچ میں بیٹھے ان چاروں سے مخاطب ہوتا وہ صوفے پر ہی ڈھے سا گیا۔

"تکبیر تو کافی وقت سے اوپر ہی ہے"۔ صفانے یہ جھوٹ بھی تکبیر کے کہنے پر ہی کہا تھا لیکن جواد تھکا ہوا سا سیڑھیاں عبور کرتا کمرے میں داخل ہوا۔

## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تعبیر سو گئی تھی اور تکبیر کا ارادہ بھی جلدی سونے کا ہی تھا لیکن بد قسمتی کہو یا خوش قسمتی جو اد پہلے ہی آ گیا تھا۔ موبائل، چابی صوفے پر پھینکتا وہ فوراً سے پہلے اس کے سر پر کھڑا ہوا جھک کے اسکی پیشانی کو چھوتا وہ ٹیمپر چرچیک کرنے کے لئے ہی کھڑا تھا لیکن تکبیر گنودگی کے باعث اور اسکا لمس پہچانتی ہڑ بڑاہٹ کا بری طرح شکار ڈر گئی تھی۔ ملگجے سے اندھیرے میں جو اد پر نظر پڑتے ہی اسکا دل بند ہونے کو تھا۔ تعبیر اسکے ساتھ چپکی خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی فوراً ہی اس نے لائنس آن کیں۔

"تھینک گاڈ آپ ٹھیک ہیں اور موبائل بند کیوں ہے آپکا؟ تکبیر میں کتنا پریشان ہو گیا تھا آپکو کچھ اندازہ ہے؟ میں کب سے ٹرائے کئے جا رہا ہوں لیکن یہاں آپ تو سکون سے سونے میں مگن ہیں۔" خفیف سا طنز کرتا وہ صوفے پر جا بیٹھا۔ کنپٹی مسلتا وہ بری طرح خفا ہوا تھا۔

"میں نے کہا تھا آؤ؟" تکبیر ناگواری سے کہتی برہم ہوئی۔

"کہا نہیں تھا لیکن ارادہ تو ایسی تھا نا آپکا؟ یہاں میں اتنا ضروری کام چھوڑ کے آیا ہوں پتا نہیں آپکو کیا ہو گیا ہے اور محترمہ یہاں کہہ رہی ہیں میں نے کہا تھا! واؤ ٹو گڈ۔" تکبیر کو اسکے انداز پر مزید غصہ آیا۔

"یہ تم رعب کس پر جمار ہے ہو؟ بات سنو میری خرید کے نہیں لائے ہو تم مجھے جو اس طرح میں دبو گی تم سے! رہی بات تمہارے کام کی تو وہ سب کو ہی معلوم ہے کونسا کام کرنا ہے تمہیں، تو بہتر ہے واپس چلے جاؤ۔" بیڈ سے اٹھ کے وہ تنفر سے گویا ہوئی۔ جو اد کی نظریں بے ساختہ اسکے چہرے پر پڑیں وہ کہنا کیا چاہ رہی تھی وہ سمجھ نہیں سکا، جبکہ وہ اسکی اچانک کی جانے والی بد تمیزی پر حیران تھا۔ وہ کیا کہہ رہا تھا اور وہ کیا جواب دے رہی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیا کہنا چاہ رہی ہیں؟" وہ سوالیہ انداز میں پوچھ بیٹھا۔

"وہی جو تم سمجھ رہے ہو۔" بھینچے گئے لبوں کو وا کئے وہ چبا چبا کے بولی۔

"تکبیر جو کہنا چاہتی ہیں کھل کے کہیں! یوں لفظوں کا کھیل نہیں کھیلیں۔" جواد بے نیازی سے شانے اچکاتا خائف نظروں سے گھورتا فریش ہونے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن تکبیر کا انداز کچھ اور ہی تھا لہذا وہ خاموش بیٹھا رہا۔ فریش تو بعد میں بھی ہو جائے گا لیکن تکبیر کو نظر انداز بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کچھ کچھ تو وہ سمجھ گیا تھا کہ پھر اسکی پاگل بیوی کو کوئی دور اپڑا ہوگا۔

"اتنی فارغ نہیں بیٹھی ہوئی ہوں جو تمہیں وضاحتیں دوں اور آئندہ مجھے اس طرح اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ غصے سے پھنکارتی بیڈ کی پشت سے سرٹکا گی۔ تکبیر اور اپنی بھڑاس نہ نکالے ناممکنات میں سے تھا۔ "کس انداز میں بات کر رہی ہیں آپ مجھ سے؟ شوہر ہوں کوئی ملازم نہیں جس کو آپ اپنے پیر کی جوتی سمجھ رہی ہیں۔" وہ تیز قدم اٹھاتا اسکے پاس آیا اور بازو سے پکڑ کے اسے اپنے مقابل کھڑا کیا۔ اسے تکبیر کا یہ رویہ خاص پسند نہیں آیا تھا۔ سب کچھ اسے برداشت تھا سوائے تکبیر کی بد تمیزی کے جو ہر لحاظ اور مروت بھلائے چڑھ دوڑتی تھی۔ "چھوڑو میرا ہاتھ۔" اسکا ہاتھ جھٹکتی وہ چینی۔

"مجھے میرے سوال کا جواب چاہیے تکبیر۔" جواد سپاٹ چہرہ لئے لفظوں پر زور دیتا بولا۔ تکبیر نے بھنویں سکیرے اسے دیکھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"او تو غلطی بھی خود کروالزام بھی دوسروں کو دو!.. بہت اعلیٰ"۔ جواد نے اسکی من گھڑت باتوں پر تاسف سے دیکھا لیکن پھر نظریں چرا گیا۔ وہ جو سمجھ رہا تھا شاید اس پر یقین کرنے سے قاصر تھا۔

"کون سی غلطی"؟ جواد نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"ابھی میں نے کچھ دیر پہلے یہی بکو اس کی ہے میں تم سے بحث کرنا ہی نہیں چاہتی! اب جو میں کرونگی تم خاموش تماشائی بنے دیکھو گے اور سوچتے رہ جاؤ گے تکبیر نے کیا کیا ہے میرے ساتھ"۔ بھری ہوئی شیرنی کی مانند وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے دبا دبا غرائی۔ آواز دھیمی رکھنے کی پوری کوشش کی تھی تاکہ تعبیر کی نیند میں خلل پیدا نہ ہو۔

"کس موضوع پر بات کر رہی ہیں"؟ اب کی بار اسے یقین ہو گیا تھا لیکن جو تکبیر سوچ رہی تھی دل تو چاہا تھا بلند و بانگ قہقہے لگائے لیکن ضبط کرتا خاموش ہی رہا۔

"تمہاری محبوبہ کی بات کر رہی ہوں جس کے ساتھ اپنے"۔ وہ آگے بھی کچھ کہہ رہی تھی جواد کا قہقہہ گونجا۔ اسکا سارا سر دپن تو جیسے بھک سے اڑ گیا تھا۔

"آپ سارہ کی بات کر رہی ہیں؟ اور اسی وجہ سے خفا ہیں! کانٹ بلیو تکبیر، یو آر سوانو سینٹ"۔ وہ اسکا گال تھپکتا پھر سے ہنسا تھا جبکہ تکبیر کا غصہ سوانیزے پر پہنچا۔

"تمہیں ہنسی آرہی ہے"؟ وہ افسردہ سی ہوئی۔

"تکبیر میری جان"۔ بمشکل مسکراہٹ ضبط کرتا وہ فریش ہونے چلا گیا۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر منہ کھولے کھڑی رہی، آخر ہوا کیا ہے اس کے ساتھ؟ اسکا جواب تو بعد میں تلاشتی وہ جواد کا موبائل چیک کرنے لگی۔ واٹس ایپ پر چار میسج پہلے سے آئے ہوئے تھے تکبیر نے سین تو نہیں کئے تھے لیکن کال وغیرہ چیک کرنے لگی جس میں ٹائمنگ صاف واضح تھی! آنے سے پہلے وہ اس سے ہی بات کر کے آیا تھا۔ یہ دیکھ اسکا خون مزید کھولا۔

فریش ہوتا وہ باہر نکلا لیکن نظریں آئینے پر تکبیر کے عکس پر ہی جمی تھیں محظوظ سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ تکبیر کو بھسم کر دینے کا ارادہ رکھتا تھا صدمہ شکر تھا وہ پہلے ہی اسکا موبائل رکھ کے سائڈ ہو چکی تھی۔  
"جب آپ کو کچھ نہیں ملتا تو آپ مجھے مشکوک سمجھنے لگتی ہیں۔" جواد گہرا مسکرایا۔ تکبیر کا ہاسبا صبر اب جواب دینے لگا تھا۔

"وہ میری دوست ہے بس وہ بھی بہت اچھی! باقی ویسا کچھ نہیں جس پر شک کیا جاسکے۔" وہ مطمئن سا وضاحت دے رہا تھا۔ تکبیر تن فن کرتی اسکے پاس جا کھڑی ہوئی۔

"یہ نہیں پوچھوں گا کیسے پتا چلا! میں اپنی بیوی کی جاسوسی سے بہت اچھے سے واقف ہوں اور یہ بھی مجھے معلوم ہے آپ سارے میسجز پڑھ چکی ہیں اور ابھی میں ڈریسنگ روم میں گیا تھا آپ نے موبائل کا چپا چپا چھان مار لیا ہے۔" وہ تکبیر کو جھٹکے پے جھٹکے دیئے جارہا تھا، وہ تو بہت کچھ سنانے آئی تھی لیکن اسکا دماغ ایک ہی جگہ اٹک گیا تھا۔ اسے اتنا سب کچھ کیسے معلوم ہے؟ تکبیر پر اچھتی نگاہ ڈالتا وہ صوفے پر دراز ہوا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"چلو کوئی بات نہیں! اتنا تو چلتا ہے اور مردوں کو تو دوستی کی اجازت ہے"۔ حیران ہونے کی باری جواد کی تھی وہ جو ٹانگ پر ٹانگ رکھے ایل ای ڈی پر نظریں مرکوز کئے بیٹھا تھا ٹھٹھک کے رکا۔

"اٹس نارمل"۔ اسکا انداز ایسا تھا گویا کوئی فرق ہی نہیں پڑا ہوا۔ جواد کو کسی انہونی کا احساس ہو رہا تھا ورنہ تکبیر اور اتنی خاموش رہے ناممکن تھا۔

"دسمبر کی سرد راتوں میں باہر گھومنے کا زیادہ مزا آتا ہے! اور مزا تو سارا دھمی رات کا ہے یوں اتنی جلدی آگئے، اصل انجوائمنٹ کرنا تو ترک ہی کر دیا تم نے"۔ وہ موبائل میں مصروف تھی لیکن جواد پوری توجہ سے اس کی جانب متوجہ تھا۔ وہ کیا کہہ رہی تھی وہ شاید سن ہی نہیں رہا تھا۔

"مجھے کال کرو"۔ صفا کو میسج کر کے وہ لاپرواہی سے بیٹھی رہی۔ جبکہ اسکا میسج سین کر کے صفانے فوراً ہی کال ملائی اور تکبیر نے دیر تک فون کی گھنٹی بجنے دی۔

"اوہ علی! سیریل سیلی یہ تم ہو؟ نہیں مطلب مجھے یقین نہیں آرہا۔ کہاں تھے تم یار؟" گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتی وہ حسرت سے بولی جواد دور سے اسے سنتا رہا لیکن تاثرات بدلتے چلے گئے تھے۔

"کیا ہو گیا ہے تکبیر؟ کون علی؟" صفا کو اسکی ذہنی حالت پر شبہ ہوا۔

"ہاں وہ سم! یار وہ تو بند کر دی تھی نا لیکن یونو واٹ مجھ سے تمہارا نمبر ہی ڈیلیٹ ہو گیا تھا، سوری"۔ اب کی بار تکبیر کی آواز بلند ہوئی تھی۔ جواد کو قطعی یہ انداز پسند نہیں آیا۔ وہ کس سے بات کر رہی تھی اور یوں بے تکلفانہ انداز میں؟؟ جواد الجھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیا بولی جا رہی ہو؟" صفا نے سوال کیا۔

"سوری نا بابا! اب نہیں بھولوں گی تمہیں، ویسے تم بھولنے والی شے بھی نہیں ہو یار۔ میں نے کل ہی احد سے تمہارا پوچھا تھا۔ خیر! تم بتاؤ کیسے ہو؟ کہاں ہو بھی؟" وہ تو جیسے اس سے بات کرنے کے لئے بے قرار تھی جو اد چلتا ہوا اسکے پاس آیا۔

"ہاں کل لینے آ جانا، ڈونٹ وری میں آ جاؤنگی اور ہاں یار علی تم رات کامیٹ اپ رکھنا! مطمئن رہو میں تعبیر کو لیکے نہیں آؤنگی۔" جو اد جتنے غصے سے اسے دیکھ رہا تھا عین ممکن تھا وہ اسکا موبائل پھینک دیتا کتنی بار تو چھیننے کی بھی کوشش کی تھی لیکن تکبیر بھی اپنی جگہ بہت دلیر تھی۔

"نہیں نہیں! جو اد تو اپنی دوست کے ساتھ ہوتا ہے، ان فیکٹ ہم رات میں وقت گزارتے نہیں ہیں اور تعبیر کو تو اسکے لالا کے پاس چھوڑ دوں گی۔" صفا کو کچھ سمجھ آنے لگا تھا۔ دبی دبی ہنسی اسکی دوسری طرف گونج رہی تھی جبکہ جو اد سرد نظروں سے گھور رہا تھا۔

"جی تکبیر کی جان! کل ملتے ہیں ناب کال کاٹو تعبیر کے بابا آگئے ہیں۔" جو اد غصے سے سرخ ہوا تھا پتھر پلے تاثرات چہرے پر سجائے وہ کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا اور یکدم ہی اسکے ہاتھ سے موبائل لے کے زمین پر پھینکا جو چکنا چور ہوتا اپنی بے قدری کو رو رہا تھا۔ اسکے انداز سے اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ فون پر کوئی لڑکا ہے، تکبیر اسکی حرکت سے ساکت ہوتی ہر اسماں نظروں سے زمین پر پڑے اپنے موبائل کو تک رہی تھی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یہ کیا کیا تم نے؟؟؟ وہ طیش کے عالم میں آگے بڑھی جو ادغصے سے بازو دبوچے وہ جھٹکے سے قریب کر گیا اسکی سانسوں کی تپش تکبیر کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں۔ دل ڈوب کے ابھرا اور چہرے پر خوف کے سائے لہرانے لگے لیکن وہ عجلت میں خود کو کمپوز کرتی مضبوط ظاہر کئے آنکھوں میں آنکھیں گاڑے کھڑی رہی۔

"علی نام ہے اسکا، دوست ہے میرا! جگری یار جسے کہتے ہیں نا وہ۔ احد کے ساتھ علی اور باقی پانچ دوست اور تھے میرے۔ اسکا شکر ہے یہ مل گیا ورنہ میں تو کچھ دنوں سے بہت اداس تھی۔ کل بلا رہا تھا میں نے ڈن کر دیا، ساتھ شعیب، فراز، حذیفہ، ریان اور اسامہ بھی آئیں گے۔ تمہیں پتا ہے بہت۔" اسکا دباؤ بازو پر سخت پڑتا جا رہا تھا بے ساختہ اسکے منہ سے سسکی نکلی تھی لیکن پھر بھی اسکی آگ اگلتی آنکھوں سے نظریں چرائے وہ اپنے دوستی کے گینگ سے آگے کر رہی تھی۔ جو اد کی انگلیاں اسے اپنے بازو پر دھنستی محسوس ہو رہی تھیں اور فوراً سے پہلے وہ سختی سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ گیا۔

"جسٹ شٹ اپ!! آپ میرے ہی سامنے اور مردوں کے قصیدے پڑھ رہی ہیں! جان لے لوں گا میں آپکی، آپ نے بات کی کیسے؟؟ وہ دھاڑا تھا تکبیر سہم سی گی۔ کچھ وقت کے لئے وہ موبائل کا صدمہ بھولے دندنائی ہوئی اسکے سامنے ہی کھڑی تھی۔ جو اد کی نظریں اسے اپنے جسم کے آر پار محسوس ہو رہی تھیں۔ دونوں اتنے غصے میں تھے کہ دھیان ہی نہیں دیا وہ کتنے قریب ہیں۔

"آپکی ہمت کیسے ہوئی کہ آپ کسی غیر مرد کا تذکرہ میرے سامنے کریں؟ آپ ہوتی کون ہیں ہمارا رشتہ ڈسکس کرنے والی؟؟؟ جو اد کی آواز بہت بلند تھی وہ اسے گھسیٹتا ہوا ڈریسنگ روم میں لے آیا تھا تاکہ تعبیر انکی درمیان ہونے



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

والی لڑائی سے ڈرنے جانے اور نہ اس نے تو کبھی بلند آواز تک برداشت نہیں کی تھی۔ تکبیر کو اپنا جسم آگ میں جھلتا محسوس ہو رہا تھا۔ اسکا دل دھڑکنے میں تیزی اختیار کر گیا تھا۔ جواد بھیچے ہوئے لب اور سختی سے رگے تنے بہت غصے میں سب کچھ تباہ کر دینے کو تھا۔ اسکی آنکھوں میں عجیب جنون تھا تکبیر خوف کھاتی مزید دیکھ نہیں سکی۔

"چھوڑ مجھے"۔ تیزی سے اسے دھکادے وہ مزاحمت کرتی جانے لگی تھی جواد نے پھر سے پوری قوت سے اسے الماری کے ساتھ لگایا۔

"میرا بازو چھوڑ مجھے درد ہو رہا ہے"۔ وہ درد کی شدت سے چیخنی۔

"رات کو ملنے کی اجازت آپ کو دیتا کون ہے؟ سہی سلامت بچیں گی تو ہی جائیں گی نا؟ وہ عجیب سے انداز میں ہنسا۔ تکبیر نے اس دھوپ چھاؤں جیسے شخص کو دیکھا۔ پہلے جیسی نرمی تو جیسے اس شخص کے مزاج کا حصہ ہی نہیں تھی اور اسے اعتراف کرنے میں چند سیکنڈز ہی لگے تھے کہ وہ صرف اسکے لئے بدلہ تھا، لہجے میں نرمی صرف اور صرف اسکے لئے پیدا کی تھی۔ وہ کوئی اور ہی جواد لگ رہا تھا لیکن تکبیر شرمندہ نہیں ہوئی تھی۔

"جان سے مارو گے نا؟ مارو!" تکبیر تیکھے چتونوں سے گھورتی ہوئی بلند آواز میں بے تاثر لہجے میں بولی۔ اسے اپنے ہاتھ دکھتا محسوس ہو رہا تھا جواد سر تا پیر سلگا۔

"میں مرونگی تو تمہیں بھی جینے نہیں دوں گی"۔ جواد کا ہاتھ بازو سے ہٹاتی اس نے اپنی گردن پر رکھا۔

"مارو جان سے"۔ ایک ضدی سا انداز تھا وہ جواد کا ضبط آزمایا ہی تھی۔ جواد نے مٹھیاں بھیچنی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"علی میرا بھی دوست ہے! ایسا ویسا کچھ نہیں ہے جس پر شک کیا جاسکے۔" تکبیر نے مسکراہٹ لبوں پر سجاتے جواد کے کہے لفظ دہرائے اور اسکے رگ و پے میں بھونچال سا آگیا۔

"آپ برابر کی کرینگی میری؟؟" تکبیر کو جھنجھوڑتا زہر خند لہجے میں استفسار کرنے لگا۔ تکبیر کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں لیکن ایک آنسو تک آنکھ سے گرنے نہیں دیا تھا۔

"تکبیر کی جان! اسی منہ سے کہا تھا نا؟" اس نے پھر سے اسکے منہ پر رکھا تکبیر کا لہجہ نم ہونے لگا تھا۔ آنسوؤں تو جیسے گرنے کو بیتاب تھے وہ تڑپ اٹھی تھی لیکن شکوہ کناں نظریں اب تک نہیں اٹھائی تھیں۔

"ہٹاؤ اپنا ہاتھ درد ہو رہا ہے میرے۔" اچانک افتاد تھا جواد کا ہاتھ اسکے ہونٹوں پر اتنی عجلت میں لگا تھا ہونٹ کا کونہ زخمی ہوا تھا جس نے ننھی سی خون کی بوند برآمد ہوئی۔ جواد نے دھیان دیتے ہوئے بھی نہیں دیا۔

خون اتنا نہیں نکلا تھا جتنا شور مچاتی وہ خون رگڑ رگڑ کے مزید نکالنے کی کوشش کر رہی تھی تاکہ نئے سرے سے پھر سے جواد کو ٹارچر کر سکے۔

"ہمارا خیال نہیں ہیں لیکن اپنی لختِ جگری کا پتا ہے تمہیں! میڈم پاکستان میں اکیلی ہیں تو انکا دل بہلا دوں۔" تکبیر نے لفظوں سے وار کیا۔

"حقیقت جب نہیں پتا تو چپ رہا کریں۔" وہ دور ہٹ گیا تھا۔

"وہ اور ہی لڑکیاں ہونگی جو یہ سب برداشت کرتی ہوگی تکبیر نام ہے میرا! اللہ کی قسم تمہارا سانس لینا دشوار نہیں کر دیا تو میرا نام بدل دینا۔" تکبیر نے پر عزم لہجے میں سیدھا سیدھا اسے دھمکانا چاہا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"سارہ کو بیچ میں مت لائیں! وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں اب صرف یہ بتائیں وہ باسٹر ڈکون ہے؟" جواد سب بات ترک کرتا علی کے بارے میں جاننے کے لیے بضد تھا۔

"آئی سیڈ ہوا ز علی؟؟؟ جواد نے پھر سے لفظوں پر زور دیا۔

"سارہ کے ساتھ راتیں گزارتے ہو میں نے تو نہیں پوچھا کہاں ٹچ کیا؟ کیا کیا کیا؟ کیسا وقت گزارا؟ تو تمہیں بھی میں جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔" ہلکا سا خون صاف کرتی وہ سیدھا سیدھا اسکے کردار پر وار کرتی جانے لگی تھی جواد اسکے راستے میں حائل ہوا۔

"اتنی چھوٹی اور گری ہوئی سوچ ہے آپکی! حیرت ہے مجھے۔" جارحانہ انداز میں غراتا وہ اسکی دونوں کلائیاں ہاتھ میں دبوچتے بے بس کر گیا۔ تکبیر بری طرح مچلنے لگی تھی۔

"گری ہوئی سوچ ہے لیکن تمہاری طرح گری ہوئی نہیں ہوں جس کو رشتے کے تقدس کا نہیں معلوم سوائے اپنی عیاشیوں کے۔ بولورات بھر کیا کرتے ہو اسکے ساتھ؟ نماز پڑھنا سکھاتے ہو یا بہن بنی ہوئی ہے تمہاری؟ نامحرم عورتوں سے ملتے ہو شرم نہیں آتی تمہیں؟ دوسروں کو تب کچھ بولو جب خود امل کرتے ہو یوں بلا وجہ مجھ پر پابندیاں لگانے کی ضرورت نہیں ہے! ملوں گی میں اور بلا جھجک ملوں گی۔ شعیب، فراز، حذیفہ، ریان، آسامہ اور علی سب سے ملوں گی۔ دوست ہیں میرے خیال رکھتے ہیں میرا اور پھر ہمارے درمیان بھی ایسا کچھ نہیں ہے۔" تکبیر کی تند نگاہیں اور چنگھاڑتی ہوئی آواز جواد کے حواس معطل کر گئی۔ وہ ایسی بھی ہو سکتی ہے یہ انکشاف آج ہوا تھا۔ مزید

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کلائیوں پر دباؤ ڈالا تھا اور وہ پورا خون سمیٹتی سرخ ہو چکی تھیں۔ درد کی شدت سے پھر سے اسکے آنکھوں میں آنسوؤں تیرنے لگے تھے۔

"میں گرا ہوا ہوں؟ مجھے رشتوں کے تقدس کا نہیں معلوم؟ دن رات آپ نے مجھے کہاں کہاں عیاشیاں کرتے دیکھا ہے؟" تصدیق چاہتا وہ آخر میں صدمے کی کیفیت لئے بولا۔ سب کچھ تو سن سکتا تھا لیکن تکبیر کے منہ سے بدکاری کا الزام اسے گہری کھائی میں دھکیل گیا تھا۔

"ایسی کونسی تمہاری نفس کی بھوک تھی یا کونسی تمہاری ضروریات تھیں جس کے بابت تمہیں دوسری عورت کے درپے جانا پڑا۔" جواد کو بری طرح خود سے پرے دھکیلتی وہ دکھتی نگاہ ڈال کے بھی اسکی آشام نگاہوں سے نہیں ڈری۔ ایک جنون اسے بھی سوار تھا کتنے دنوں کا پکتا لاوا نکالتی وہ سفاکی اور سنگدلی کی آخری حدوں جو چھوتی جواد کی انا کو لکارتی اسے خود کے ساتھ جاہل بننے پر مجبور کر رہی کہ تھی۔

"Enough is enough takbeer, shut your mouth and don't dare to challenge me".

کاندھوں سے جکڑ کے وہ اسے سائڈ کرتا پوری قوت سے اپنا ہاتھ شیشے پر مار گیا۔ چھن سی آواز پر پورا شیشہ گر کے چکنا چور ہو گیا تھا اور ساتھ اسکا لہو متواتر سے ٹپکتا تکبیر کو دہلا گیا اسکی آنکھیں دھندلانے لگی تھیں۔ ضبط کا بندھ توڑتی وہ خاموش آنسوؤں بہا رہی تھی۔ چھوٹی سی ناک سرخ ہو چکی تھی لیکن دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا اس نے غصے میں بھی



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ خوف سے اسکا دل سکڑ کے رہ گیا، حراساں نظروں سے جواد کو تکتی درحقیقت وہ تڑپ اٹھی تھی۔

جواد کا طیش بڑھتا جا رہا تھا وہ تھکا ہار اسانگل صوفے پر بیٹھ گیا۔ ایک نظر دشمن جاں کو دیکھا جسکا بھیگا چہرہ یکایک ذہن میں گھومتا اپنے ہی اوپر ملامت کر رہا تھا۔ سرتاپیر جائزہ لیتا وہ جان گیا تھا وہ خوف کے زیر اثر رہا ہے۔ تعبیر کے رونے کی آوازیں بلند ہوئی جارہی تھیں مطلب صاف تھا وہ شور سے بیدار ہوئی ہے۔ تکبیر کے قدم تو ساکت و جامد تھے وہ ہل ہی نہیں پارہی تھی۔ جگہ جگہ کانچ کی کرچیاں بکھری ہوئی تھیں۔ تکبیر کا حوصلہ نہیں تھا وہ یہاں سے جائے لیکن۔۔۔ مزید وہ کچھ نہیں کر پارہی تھی۔ خون بہہ بہہ کے کارپیٹ ترچکا تھا جبکہ کچھ کرچیاں اسے ہاتھ میں ہی پھنسی ہوئی تھی۔ وہ درد نہیں دے رہی تھیں! بے قصور ہوتے بھی ہوس پرست کا الزام افیت پہنچا رہا تھا۔ وہ نہیں سمجھتی تھی بس کہہ دیتی تھی۔ دل کو لہو لہان کر کے وہ شاید خوش ہوتی تھی۔ اتنے سالوں بعد بھی وہ جان نہیں پائی؟ تحقیق نہیں کی؟ صفائی پیش کرنے کا موقع نہیں دیا اور براہ راست کردار کو داغ دار کر دیا۔ اسکا دل بری طرح دکھاتا، مرد ہونے کے باوجود اسکا وجود ریزہ ریزہ ہوا تھا۔

تکبیر سے نفرت نہیں ہو رہی تھی لیکن اسے دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

READERS CHOICE

"فضول میں اتنا مہنگا شیشہ توڑا اور خود کو بھی تکلیف پہنچائی۔" رونا بھول کے وہ تنفر سے بات کا آغاز کرتی آخر میں فکر مند سی ہوئی۔ جواد نے نظریں نہیں اٹھائی تھیں۔ تکبیر اسکے قریب جانا تو چاہتی تھی لیکن پتا تھا وہ اسے دیکھنے کا

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

بھی روادار نہیں ہے اور پھر وہ ہی کیوں جائے اسکے پاس؟ انانے دل میں ڈیرہ جماتے اسے عمل کرنے سے باز رکھا۔ تکبیر اچھے سے جانتی تھی وہ مر جائے گا لیکن اسے کچھ نہیں کہے گا حتیٰ کہ وہ غصے میں بھی تمیز کا دامن نہیں چھوڑتا تھا۔ لفظوں کے ذریعے لہو لہان نہیں کرے گا پھر وہ کیوں ہمیشہ غصے میں آپے سے باہر ہو جاتی تھی۔ رونا ب بھی جاری تھا اور اس کا درد وہ خود محسوس کرتی نڈھال ہوئی تھی۔ کس منہ سے اسکی مسیحائی کرتی؟ کیا وہ کرنے دیتا؟ ہر گز نہیں !

اس نے جو کیا تھا وہ خود کو حق پر سمجھتی بالکل مطمئن تھی سوائے ایک چیز کے! جو خون اسکی ہتھیلی اور اطراف کی جگہ رنگ گیا تھا وہ ملامت کر رہا تھا۔ جواد کا وحشت زدہ چہرہ جھک کے تکتی وہ فوراً سے آنسو صاف کر گئی۔

"جان کے تم ایسا کر رہے ہونا کیونکہ تم جانتے ہو میں تم سے محبت کرتی ہوں اور خود کو اذیت پہنچا کے تم مجھ سے بدلہ لے رہے ہو۔" لہجہ بھرا یا تھا اور ساتھ ایک آنسو ٹوٹ کے اسکی ہتھیلی پر گرا۔ جواد نے خمار زدہ نظریں اٹھائیں اور دیکھتے دیکھتے تکبیر کے کتنے ہی آنسو اسکی ہتھیلی پر جما ہوتے چلے گئے۔

کتنی عجیب تھی وہ یا یوں کہو پاگل! غصہ بھی نکالتی تھی اگلے کو توڑ مڑوڑ کے رکھتے ہوئے بھی محبت کے گن گاتی اسی کے دکھ میں روتی بھی تھی۔

تکبیر نے اسکا ہاتھ ٹٹولا زخم کافی گہرا تھا اسکی ہتھیلی پر انگلیاں چلاتی وہ چوٹ کا معائنہ کر رہی تھی۔

"تم سے ہمدردی نہیں کرونگی کیونکہ غصے میں پاگل تم ہوتے ہو! جو چوٹ خود کی ہی دی ہوئی ہو اسکا ازالہ بھی کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔" وارڈروب سے سفید رومال لا کے اس نے جواد کے ہاتھ میں رکھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ کب ہمدردی چاہتا تھا؟ ٹھیک کہا تھا اس نے تکلیف دینے والا ہی اذیت اور کرب کا ازالہ کر سکتا ہے پھر وہ کیسے اس سے کہہ دیتا۔ روح پر لگے زخم جسم پر لگے زخموں سے زیادہ گہرے ہوتے ہیں۔ صدیاں بیت جاتی ہیں عمریں گزر جاتی ہیں لیکن یہ زخم نہیں بھرتے! وقفے وقفے سے ریسے ہوئے یہ اس تکلیف سے گزارتے ہیں دینے والا بھی مسیحائی نہیں کر سکتا۔

شیشوں کا کیا ہے آج ہاتھ میں پیوست ہیں کچھ دن میں ٹھیک ہو جائیں گے لیکن ان کرچیوں کا کیا جودل میں چبھتی ہوئی لہو لہان کر رہی تھیں۔ نظریں تک ملانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا اس نے۔ وہ ہر خند جملوں چاک کی طرح بدن میں گھستے محسوس ہو رہے تھے اور درحقیقت اس درد سے زیادہ اسے دل کا درد بری طرح محسوس ہو رہا تھا۔ کیا کردار پے داغ لگانا اتنا آسان ہے؟ وہ حیرت میں مبتلا تھا۔ تعبیر روتے روتے سو گئی تھی لیکن تکبیر اب یہاں سے اٹھنا چاہتی تھی۔ دل گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور خون سے رنگا سفید رومال اب سرخ رنگ میں تبدیل ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے ہی جوداٹھ کے ہاتھ سہی طرح دھوکے اپنے ہاتھ پر نظر ثانی کر رہا تھا۔ خون نہیں رکا تھا اور ایسے میں وہ تعبیر کے پاس نہیں جانا چاہتا تھا۔ بلیک موٹا سا کپڑا ہاتھ پر لپیٹا وہ اسکے پاس آیا۔ بلک بلک کے روتی تعبیر سو گئی تھی۔ اس کو پیار کرتا وہ کمرے سے نکلنے کے ساتھ ساتھ گھر سے ہی نکل گیا تھا۔ تکبیر نے دیکھا وہ چاکا تھا مطلب اسکی ناراضگی کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہے؟ وہ بری طرح خجل ہوتی اپنی بے قدری پر دھپ سے صوفے پر بیٹھی۔ موبائل پوری طرح ٹوٹ چکا تھا اور اپنے قیمتی موبائل کی یہ حالت دیکھ وہ رونا شروع ہو گئی تھی۔ بازو میں درد کی شدید لہر دوڑاٹھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جاہل آدمی"۔ اپنا بازو سہلاتی وہ جواد کو کوسنا شروع ہو گئی تھی۔

"اس کے بہت زیادہ لگ گئی"۔ دہل کے سوچتی وہ پھر سے فکر مند ہوئی۔

"میں نے تو نہیں کہا تھا خود کو چوٹ پہنچاؤ"۔ وہ سرے سے اپنے آپ سے مکر تی خود سے ہمکلام ہوئی۔

"لیکن اس نے میری وجہ سے ہی کیا نا"۔ اب پھر سے وہ اسکی کیفیت سے پریشان ہوتی پیشانی مسلنے لگی۔

"گیا ہے اپنی محبوبہ کے پاس تو لگوا لے گا اس سے مرہم"۔ ایک بار پھر سارہ کو نفرت سے سوچتی وہ جواد کو بھی برا

بھلا کہہ رہی تھی۔ گھڑی میں نظر دوڑائیں ڈھائی کاہندسہ بجا رہی تھیں۔ نیند تو اسکو تکلیف میں دیکھ کے ہی غائب

ہو گئی تھی لیکن اسکا ماننا تھا اگر فکر مندی ظاہر کر دی تو کمزور پڑھ جائے گی۔ جواد کا خیال دل و دماغ پر حاوی تھا وہ تو اس

سے بھی احتیاط برتنا چاہ رہی تھی لیکن دل نے کس کمبخت کی بات سنی ہے؟

جھنجھلا کے لیٹ تو گئی تھی آنکھیں بھی جبراً بند کر ڈالی تھیں لیکن وہی سرخ لہو آنکھوں کے پردوں پر لہراتا خود پر ہی

لعت بھیج رہا تھا۔

"یا اللہ!! تنک کے اٹھتی وہ ڈریسنگ روم میں ہی چلی آئی۔ کانچ کے ٹکڑوں کو احتیاط سے اٹھاتی وہ اسکا گرا خون

صاف کر رہی تھی۔ چونکہ تھوڑا بہت خون تو سوکھ چکا تھا لہذا وہ جتنا صاف کر سکتی تھی کر کے کمرے میں چلی آئی۔

"اتنا مہنگا شیشہ توڑ دیا"۔ شیشہ کا خیال آتے ہی وہ غصے سے سوچتی منہ بسور گئی۔

"لیکن شیشہ سے کہی گنا مہنگا اسکا درد تھا وہ لہو تھا جس کو بے قدری سے اس نے بہنے دیا تھا"۔ دل نے حمایت لی تو

تکبیر اب ضد چھوڑتی تسلیم کر گئی تھی جو ہوا اچھا نہیں ہوا، اسے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا۔ بے قرار نگاہیں موبائل



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کی طرف اٹھیں، اب تو کال بھی نہیں کر سکتی اسے! لب کچلتی وہ دھیرے دھیرے چلتی بیڈ پر چلی آئی۔ تعبیر کے بالوں میں ہاتھ چلاتی وہ ششدر سی بیٹھی۔ تعبیر کا چہرہ ہو بہو جواد جیسا تھا۔ اسے یوں ہی محسوس ہوا جیسے جواد لیٹا ہو۔ ذہن ساری سوچوں میں الجھا ہوا تھا اور ساتھ ریحانہ بیگم کی بات بھی یکایک ذہن میں گونجی۔

"سرد موسم میں لگے زخم دیر سے ٹھیک ہوتے ہیں"۔ وہ بے بس سی ہوتی آنکھیں مسلتی بالکنی میں چلی آئی۔ "دیکھو تبکیر! لڑکیوں سے آفیر اسکا چل رہا ہے اور ابھی بھی لڑائی ہونے کے بعد یہ سارہ کے ہی درشن کرنے گیا ہے! تم نے اس کو نہیں کہا تھا نا کہ اپنا ہاتھ زخمی کرے؟ اس نے خود کیا ہے اب جلد ٹھیک ہوتا ہے دیر سے اسکی اپنی مرضی ہے"۔ دونوں ہاتھ رینگ پر ٹکائے گھر اسانس ہوا کے سپرد کرتی وہ جواد کی طرف سے نرم گوشہ پیدا ہی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ٹھنڈ کا احساس زیادہ ہوا تو کمفر ٹراوڑھ کے تعبیر کے برابر میں ہی لیٹ گئی۔

جاگ جاگ کے بھی آنکھیں دکھنے لگی تھیں اور دیکھتے دیکھتے پانچ بج گئے، نماز کا ارادہ کرتی وہ وضو بنا کے جائے نماز بچھا کے نماز ادا کرتی دعا مانگنے کے ساتھ کافی دیر تک وہیں بیٹھی تھی۔ جواد نہیں آیا تھا، کیا وہ سارہ کے پاس ہے؟؟ یہ سوچ کے وہ افسردہ ہونے لگی تھی۔ جائے نماز تہہ کر کے کچھ دیر تک کمرے میں بے سبب چکر کاٹے لیکن ذہن کی گھٹی سلجھ ہی نہیں سکی۔ بحر حال وہ مخصوص جگہ پر لیٹتی غیر مرئی نقطے کو گھورتی لیٹی رہی۔ پونے چھ بج چکے تھے اور وہ آہستہ آہستہ نیند کی طرف لوٹنے لگی تھی۔ جواد ساتھ بچے کے قریب کمرے میں داخل ہوا نظریں بے ساختہ تبکیر کی جانب اٹھی تھیں اور فوراً سے پہلے وہ اسکے پیروں کی جانب آیا۔ ہلکا سا کمفر ٹراوڑھ کے اسکے پیر ٹٹولتا وہ یہ دیکھنا چاہ رہا تھا کچھ کر چیاں اس کو تو نہیں زخمی کر گئیں؟ دل کی حالت پر مطمئن ہوتا وہ فریش ہونے چلا گیا۔ اپنے آپ پر توجہ

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

نہیں دی تھی ہارف آستین کی شرٹ اتنی ٹھنڈی میں پہن کے وہ گھر سے باہر رہا تھا، لیکن وجہ کیا تھی؟ فریش ہو کے نکلتا وہ تکبیر کی پشت کو ہی تکے جا رہا تھا وہ اسکی نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتی جبراً لیٹی رہی۔ قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی تو اسے معلوم پڑا وہ اسکے سر پر ہی کھڑا ہے۔ چہرہ پسینے سے بھگنے لگا تھا اور دل کی دھڑکنیں بھی رفتار پکڑ گئی۔

"یہ کیا کرنے والا ہے؟؟؟" خوف زرہ سے سوچتے وہ پریشان ہوئی تھی۔

جواد نے کمفر ٹراسکے چہرے سے ہٹا کے بالوں کی لٹیں کان کے پیچھے آڑیں۔

"نفیساتی"۔ یہ واحد یک لفظی القاب اس نے تکبیر کی شان میں گوش گزار کیا تھا۔ تکبیر کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

اسکے ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور تھکن سے چور جسم لئے وہ صوفے پر دراز ہوا۔ پاؤں ٹٹولتے ہوئے بھی اسکے سرد ہاتھوں کا لمس محسوس کرتی تکبیر اٹھ چکی تھی۔

کیسا انسان تھا وہ؟ اتنا سب کچھ ہو جانے کے باوجود بھی وہ اسکی طرف سے غافل نہیں ہوا تھا! دھیان رکھتا تھا خیال رکھنے کے ساتھ اس پر توجہ دیتا تھا۔ اپنا زخم اتنا حد تک گہرا ہونے کے باوجود بھی وہ اسکے لئے پریشان ہوا تھا گویا بے دھیانی میں اسکے چوٹ نہ لگی ہو۔ تکبیر کو اس سب صورتحال پر دکھ تھا یا افسوس وہ نہیں سمجھ سکی۔

جواد نے بو جھل زدہ پلکیں اٹھائیں اسکی سمت دیکھا اسے شاید ٹھنڈ لگ رہی تھی اور بار بار وہ ہل جل کرتی کمفر ڈرست کرنے کا سوچ رہی تھی۔ غصہ بھی کیا صرف افسوس تھا! ناراضگی کا ٹیک تو بنتا ہی نہیں تھا اور یہ بھی درست تھا

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ اس سے ناراض بھی نہیں ہو سکتا تھا پھر کیوں وہ اپنی طرف سے اس سر پھری کے ذہن میں شک و شبہات پیدا کرے۔

جواد قدم چلتا اسکے پاس آیا کمر ٹر دست کر کے تعبیر کو بیچ میں کر کے خود دوسری طرف لیٹ گیا۔  
تکبیر کے کہے جملے ذہن پر ہتھوڑے برسا رہے تھے اور نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ دس منٹ گزرے تھے  
تکبیر نے اٹھنے کا ارادہ کر ہی لیا۔

"سنو سو گئے کیا؟؟؟" جھجک تھی اس کو پکارنے میں لیکن پھر اسکے سونے کی تصدیق بھی تو کرنی تھی۔ جواد کی طرف  
سے جواب نہ پا کر وہ بیڈ سے اتر کے اسکے پاس چلی آئی۔ بندھی پٹی دیکھ کے اسکا خون جل گیا تھا۔ زمین پر بیٹھ کے اسکا  
ہاتھ پکڑے معائنہ کر رہی تھی۔ جواد ساکت سالیٹا تھا۔ لڑائی تو اول انکے درمیان ہوتی کم تھی لیکن جب ہوتی تو  
رات بھر یہی ڈرامہ چلتا تھا۔

"اسکی محبوبہ نے کہا ہو گا تو بندھوالی پٹی"۔ پٹی کو گھور کے دیکھتی وہ تنک کے گویا ہوئی۔ معلوم تو ایسا ہی ہوا جیسے وہ  
پٹی اسکی رقیب ہو۔

"میں اپنی پٹی باندھوں گی! تاکہ یہ خوش فہم نہ ہو"۔ اب کی بار اس نے جواد کو دیکھا تھا۔

"یاد رکھنا تم میرے بغیر تم کسی کو سوچو بھی تو دماغ نکال دوں گی تمہارا"۔ وہ خود سے ہی اتنی بلند آواز میں بڑبڑا رہی  
تھی جواد تو کیا کوئی سن سکتا تھا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"سوچ رہا تھا خود کے چوٹ لگے گی تو میں خاموش ہو جاؤنگی! نہیں بیٹا، تم میرے سارے حساب چکاؤ گے۔" وہ دھمکانہ انداز میں کہتی وہاں سے اٹھ کے فرسٹ ایڈ باکس لینے چلی گئی تھی۔

"اس نے کہا ہو گا نا بے پٹی کر لو یا۔" اس نے بھرپور اداکاری کی تھی سارہ کی۔ یقیناً سارہ خود بھی دیکھتی تو داد دیئے بغیر نہیں رہتی۔

"میری کی ہوئی پٹی سے ہی تمہارے زخم کو سہی ہونا ہو گا۔" باکس سے روئی، پائیوڈین نکال کے وہ سائڈ ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔

جو اد کی پٹی اتارتے ہوئے نہ جانے کیوں اس کا دل اداس ہوا تھا۔ خود کی بڑ بڑاہٹ تو رک چکی تھی لیکن وہ پٹی کھولنے میں اتنا مگن تھی جو اد نے اسے دیکھا تھا لیکن وہ توجہ ہی نہیں دے سکی۔

پٹی کھل چکی تھی لیکن صاف واضح تھا وہ پرو فیشنل انداز میں کی گئی ہے۔ جگہ جگہ کٹ بہت گہرے لگے تھے۔ اس کے چہرے پر ادا سی چھا گئی۔

"اوہ!! تو وہ چڑیل ڈاکٹر ہے، سمجھ رہی ہوں میں یہ اس کے ساتھ وہیں ڈیٹ مارتا ہے! خود بھی آئی سی یو میں ہوتی ہوگی اور اس حسین آدمی کے عشق میں مبتلا ہوتی اس بھالو کو بھی وہیں بلا لیتی ہوگی۔" اپنی سوچوں کو الفاظ کی لڑی میں پرو کے وہ اب تک برائی کرنے میں مگن تھی۔

"باقی برائی بعد میں! پہلے زخم دیکھ لیتی ہوں۔" زخم سے روئی ہٹا کے ایک پل تو اس کی دل کی دنیا ہل گئی۔ جگہ جگہ کٹ لگے ہوئے تھے اور پھر سے اس کے آنسوؤں تیرنے لگے۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہمدردی کے آنسو ہیں محبت کے نہیں"۔ دو انگلیاں جواد کے ماتھے پر رکھ کے وہ ایسے بات کر رہی تھی جیسے وہ سن رہا ہو۔

اپنے ہی تشنہ لبوں سے اسکی زخم کی مسیحائی کی تھی اور کلائی پر نمی محسوس کرتے جواد کو سمجھنے میں زیادہ دشواری نہیں ہوئی تھی وہ رو رہی ہے۔

بہت دھیان اور احتیاط سے پٹی باندھ کے وہ چیزیں سمیٹتی بہت دیر تک کمرے میں چکر کاٹتی رہی۔ کھٹ پٹ کی آوازیں تو آرہی تھیں۔ ایک بال پین اور ایک پیلا مار کر ملا تھا لیکن وہ اس رنگ اور قلم سے مطمئن نہیں تھی سو جیھی تلاش کرنے میں جتی رہی۔

"اسکے دل کے ہاتھ اسکی چوٹ پر بھی میرا ہی نام ہوگا"۔ بلیک مار کر کو بیار بھری نظروں سے تکتی وہ پھر سے اسکے پاس آئی۔ ہاتھ اپنے ہاتھ پر رکھ کے بہت بڑی لکھائی سے انگریزی میں 'تکبیر' لکھا جبکہ اسکے کونے میں اردو زبان میں 'بھالو' لکھا تھا۔

نوک اپنے ہاتھ پر محسوس کرتا وہ سمجھ تو گیا تھا وہ کچھ لکھ رہی ہے لیکن کیا؟ یہ تو اسکے ادھر ادھر ہو جانے کے بعد ہی پتا چلتا۔

مرہم پٹی سے فارغ ہونے کے بعد وہ اسکے موبائل کی جاسوسی کر رہی تھی۔  
"ہاں جے!!" منہ بسور کے سارہ کے کہے الفاظ دہرائے اور غصہ تو اتنا تھا اسے ہلاک کر کے نمبر تک ڈیلیٹ کر دیا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جاہل آدمی نے میرا موبائل توڑ دیا ورنہ سہی سبق سکھاتی اس سارہ وارا کو"۔ سارا موبائل چیک کر لینے کے بعد موبائل رکھتی وہ کمرے سے ہی چلی گئی۔ جواد نے مکمل طور پر اس کی غیر موجودگی پر تصدیق کی تو فوراً سے آنکھیں کھول کے بیٹھ گیا، بے ساختہ نظریں اپنی کلائی اور ہتھیلی پر پڑیں جہاں اسکی بچکانہ حرکت دیکھ کے اسکا ہتھہ گونجا۔

"Really crazy girl but innocent".

اسکی مسکراہٹ گہری تھی اور تکبیر کی بیوقوفانہ حرکت سوچتا وہ محظوظ سا ہوا تھا لیکن وہ اتنی بے اعتبار تھی؟ یہ بات درحقیقت پریشان کن تھی۔



شاہ رخ دس بجے آفس کے لئے تیار ہو رہا تھا لیکن صفا کی پریشان حالت دیکھ اسے اچھنبے سا ہوا۔

"صفا کیا ہو گیا ہے؟ یہ روتی صورت کیوں بنائی ہوئی ہے؟؟" وہ شوخ لہجے میں استفسار کرتا ہی درست کرنے لگا۔

"تمہیں کیا ہے؟ اپنے کام سے کام رکھو نا"۔ وہ اس پر بھڑک اٹھی تھی۔

"یہ بھی سہی ہے پسند کی شادی کے لئے گھر میں فتنہ پھیلا دو اور شوہر کی عزت بھی کوئی نہیں"۔ تاسف سے اسے

دیکھتا وہ رسائیت سے بولا۔

"اے کیا کہہ رہے ہو تم؟" تیوری چڑھائے وہ خفا سی ہوئی۔

READERS CHOICE

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"سو فیصد درست کہہ رہا ہوں! مجال ہو جو کبھی تم نے پیار کے دبول بھی بولیں ہوں، ایک مہینہ گزر گیا ہے شادی کو اب تک آپ نے محبت کا وہ اظہار نہیں کیا جس کا میں حقدار ہوں۔" کلون خود پر چھڑکتا وہ گہری نظروں سے صفا کو حصار میں لیتا چہرے پر سنجیدگی سجائے بولا لیکن لہجہ اس کا کافی حد تک پر شوخ سا تھا۔

"تو؟ ایک مہینہ گزر گیا کیا تم نے اس خوشی میں مجھے کوئی تحفہ دیا؟"؟ نزو ٹھٹھے پن کا اظہار کرتی وہ جو شاہ رخ کو ہی تک رہی تھی خفاسی رخ موڑ گئی۔

"ایک تو خوبصورت لڑکیوں کے کبھی شکوے دور ہوتے ہی نہیں اور نا وہ زیادہ دیر خفا رہنے دیتی ہیں۔" گھڑی کلائی پر باندھتا وہی ازلی شوخی بھرا لہجہ تھا۔

"تم جیسا انسان میں نے اپنی بائیس سالہ زندگی میں آج تک نہیں دیکھا! تحفے تحائف سے بچ جاؤ اسی لئے تم تعریف کر دیتے ہو! کنجوس کہیں کے۔" وہ بالوں کو درست کرتی جل کے گویا ہوئی شاہ رخ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"یہی انڈرسٹینگ میاں بیوی کے درمیان ہونی چاہیے۔" اس کا گال تھپکتا وہ اندر تک اسے سلگا گیا۔

"احد بھائی روز بھابھی کو تحفہ دیا کرتے تھے میں نے سوچا تھا تم بھی دو گے تو میں باقی سب کو چڑاؤں گی۔" اسکی شرٹ کو مٹھی میں جکڑتے وہ نظریں ملائے بغیر ہی بولی۔

"اج شام بہت اچھا تحفہ لاؤنگا آپکے لئے۔" انداز مغرور سا ہوا۔

"دیکھ لیتی ہوں کیا لاتے ہو تم! اچھا سنو۔" وہ عام سے لہجے میں جواب دیتی کچھ سوچنے لگی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کونسا میں نہیں سنوں گی تو آپ نہیں سنائیں گی! بیوی کا پٹھو ہوں جو دل میں آئے سنائیں"۔ شاہ رخ اسکو چڑھانا ہنسا، اور یہی ا کے صفات پ گئی تھی۔

"کبھی سنجیدہ بھی ہو جایا کرو"۔ وہ ڈپٹ کے بولی۔

"تم نہیں ملتی تو شاید کسی کونے میں پڑا ملتا! لیکن کسر بھی نہیں چھوڑی تھی تم نے"۔ اسکا لہجہ عجیب ہوا تھا سنجیدگی چہرے پر در آئی تھی۔ صفائے یک ٹک اسے دیکھا وہ آخر میں مبہم سا مسکراتے کمرے سے نکل گیا۔

"کتنا عجیب ہے یہ"۔ وہ حیرت سے سوچنے بیٹھی، ایک مہینے میں شاہ رخ کے علاوہ اس نے تکبیر اور مرو اسے بھی ضد کی تھی آخر وہ اسے بتائے کہ حسن نے کس طرح منگنی توڑی لیکن کسی نے بھی اس کو معلومات فراہم نہیں کی تھیں۔

صبح گیارہ بجے کے قریب جواد اٹھ کے جو نیچے گیا تھا دوبجئے کو آگئے تھے اس نے سرسری طور پر بھی کمرے کا جائزہ لینا ضروری ہی نہیں سمجھایا یوں کہو اسے عجیب سی بد سکونی محسوس ہو رہی تھی اپنے ہی کمرے میں، جہاں تکبیر کی ہنسی اور مسکراہٹ کی آوازیں آتی تھیں وہیں اسکی سماعت میں وہ طنزیہ اور تیز بھرے لفظ گو بجتے مزید اسے خود کی نظر میں گرا رہے تھے۔ بناصفائی کا موقع دیئے بغیر تکبیر نے اسکے کردار پر وار کیا تھا، وہ جاننا تھا اس نے کہاں کہاں اسے وحشی بننے دیکھا ہے؟ جواد کردار کی صفائی دینا ہی نہیں چاہتا تھا البتہ اسکی نادانی پر ماتم ضرور کر چکا تھا جو دیکھتی کچھ اور تھی اور عمل کچھ اور کرتی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

فرحت آپا نے بارہا اس کی چوٹ کا سبب پوچھا تھا لیکن وہ بڑی مہارت سے نہ تو صرف چھپا گیا بلکہ اس موضوع سے بھی ہٹا گیا تھا۔ لاؤنچ میں آنے سے ہی وہ تکبیر والی پٹی سرے سے اپنے ہاتھ سے الگ کر چکا تھا۔ اسکی مسیجائی میں محبت تھی یا احساس، وہ سوچ کے بھی نہیں سوچ سکا تھا۔

غلطی کر کے غلطی کا احساس ہو جانا اعلیٰ ظرفی کی نشانی ہے لیکن درد دیکے اپنے غلطی تک نہیں مان لینا وہ انا کی نشانی ہے۔ یہ بات تکبیر بھی مانتی تھی جو درشتوں میں انا لگانے کا قائل نہیں ہے پھر کیوں وہ اتنی خود سر ہو جاتی تھی؟؟ ہر پوشیدہ بات کو ظاہر کرنے کا ایک مناسب وقت ہے پھر تکبیر نے پوچھنے کے بجائے لفظوں کے تیر چلانا ضروری کیوں سمجھا تھا؟

وہ حد سے زیادہ جذباتی تھی اور جذباتی لوگ ہمیشہ سوچنے سمجھنے سے پہلے ہی ردِ عمل ظاہر کر کے خود بھی پچھتاتے ہیں اور دوسروں کو بھی لہو لہان کرتے ہیں۔

وہ میگزین پکڑے سوچوں کا جال بئے بہت باریکی سے گزشتہ رات کو یاد کرتا صرف دکھ ہی کر سکتا تھا۔

فرحت آپا بیٹے کا جائزہ بہت باریک بینی سے لے رہی تھیں وہ ظاہر نہیں کر رہا تھا وہ سوچوں کے درمیان الجھا ہوا ہے لیکن ماں تھیں انکو الہام ہو جاتا ہے۔

"بیٹا کوئی بات ہوئی ہے؟؟" اسکی جانب کھسکتی وہ شانے پر دباؤ ڈالتیں شفقت بھرے لہجے میں استفسار کرنے لگی۔  
"نہیں مام"۔ مبہم سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ انکی گود میں ہی سر رکھ گیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جواد بیٹا! ماں سے کب سے باتیں چھپانے لگے؟ تم کتنے ہی بڑے ہو جاؤ میرے لئے بالکل بچے ہو ہی، کوئی پریشانی ہے تو بیٹا مجھے بتاؤ ورنہ میرا دل پریشان ہوتا رہے گا۔" وہ جواد کی طرف سے وہ فکر مند ہوتیں اسکی پیشانی چومتی بالوں کو سہلانے لگی تھیں۔ جواد نے ہلکی سی گردن اونچی کر کے انکی آنکھوں میں دیکھا جہاں فکر مندی کے ساتھ محبت ہی محبت تھی۔

"پریشان ہو تو آپ بتادیں کس بات پر؟" وہ اٹھ بیٹھا تھا زندگی سے بھرپور مسکراہٹ اسکے چہرے کی سمت اچھالتے وہ فرحت آپا کا دھیان بھٹکانے لگا تھا۔

"بڑے چالاک ہو تم! بچوں کی یہی سوچ تو غلط ہے وہ یہ تصور کرتے زرا سے بڑے کیا ہو جائیں ماں باپ ہم سے غافل ہو جائیں گے لیکن بچے ماں کے وجود کا حصہ ہوتے ہیں وہ چوبیس گھنٹے عقاب کی نظر رکھتی ہیں۔" جابجا اسکی پیشانی پر بوسہ دیتیں وہ اسے محبت اور نرم لہجے میں سمجھانے لگی تھیں۔ اول تو یہ سب محبت بھرا منظر بہت کم ہی دیکھنے کو ملتا تھا جواد نے خفیف سا قہقہہ لگایا تھا اور یہی ہنسی انکی بات پر متفق کی علامت تھی گویا وہ ایسا ہی تصور کرنے لگا تھا۔

تعبیر مروا کے ساتھ پکن کے سلیپ پر بیٹھی تھوڑی تلی مٹھی ٹکائے بہت محویت سے فرحت آپا اور جواد کو تک رہی تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہو تعبیر؟؟؟" سلیپ صاف کرتی وہ مصروف سے انداز میں تعبیر سے پوچھنے لگی جس نے جواب تک نہیں دیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ملو ادو بے بی تیری ہیں؟؟؟" اسکی بات کا مضموم خاصا گہرہ تھا کچھ پل تو مروا بھی نہیں سمجھ سکی لیکن دماغ کی گھنٹی بجتے ہی وہ بے ساختہ ہنس دی۔

بچوں کی نادان اور معصوم باتیں بھی زندگی کا کل اثاثہ ہوتی ہیں۔ پیارے ننھے ننھے بچے گھر میں چلتے پھرتے رونق لگائے رکھے بلاشبہ وہ گھر جنت کا ٹکڑا لگتا ہے۔

تعبیر نے ماں بولنا نہیں سیکھا تھا اور ماں جیسے انمول لفظ کو ہی 'بیر' سے تشبیہ دیتی تھی اور حقیقتاً اسکی بات کا مفہوم یہی تھا جیسے تکبیر تعبیر کی بیر ہے، اسی طرح کیا فرحت آپا بھی جو اد کی بیر ہیں؟؟؟

مروا کو اپنے لفظوں کا ذخیرہ کم ہوتا محسوس ہوا تھا اور وہ مختصر لفظوں کا استعمال کر کے ہی اسکی ننھے سے زہن کی کنفیوژن دور کرنا چاہتا تھی۔

"بیر پوری دنیا میں صرف ایک ہی لڑکی ہے اور وہ آپکی بیر ہیں! باقی آپکے بے بی کی جو مدر ہیں وہ بیر نہیں ہیں وہ ینگ لیڈی ہیں"۔ مروہ نے ٹہر ٹہر کے اسے سمجھایا تھا۔

"پھل میں بھی بیر تولیدی تھوں؟؟؟" ایک انوکھا سوال پھر سے اس نے داغا۔

"بیر کہا کرو وہ زیادہ پیارا ہے اور جاؤ بے بی کے پاس اور اپنی دادی کو تنگ کرو"۔ سلیپ سے اتار کے وہ اسے جو اد کی طرف اشارہ کر کے بھیجنے کی مکمل تیاری میں تھی۔ تعبیر سمجھ گئی تھی وہ اسے بھگانا چاہ رہی ہے کچھ قدم چل کے سرعت سے گردن موڑی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ملو املو اندی (گندی) ملو!"۔ چھوٹی سی ناک پھلائے وہ منہ بسور کے وہاں سے کھسک گئی جبکہ مروا پہلے تو حیران ہوئی پھر مبہم سا مسکراتے صفا کے کمرے میں چلی آئی۔

"اوئے صفا! گھر چلیں؟؟؟ کمرے میں آتے ساتھ ہی وہ اسے اپنے گھر جانے کی پیشکش کر رہی تھی صفا جو بیڈ شیٹ درست کر کے ہٹی تھی اسکے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"ایک شرط پے اگر تو مجھے ایک بات بتاتی ہے تو؟؟؟ صف نے خاصی چالاکی کا مظاہرہ کیا مروا نے بھنویں اچکائیں۔  
"کیا؟؟؟" ایک لفظی سوال کیا۔

"تو مجھے بتا حسن سے منگنی کس طرح ٹوٹی تھی؟؟؟ صف نے ایک ہی رٹی رٹائی بات پر زور دیتے بھولی شکل بنائی۔  
"اب تو شادی بھی ہو گئی ہے چھوڑ دے نا حسن کا خیال"۔ ایک دھموکا اسکے بازو پر رسید کرتے وہ دانت پیس کے بولی۔

"تو میری بہن ہے! اگر تو ہی نہیں بتائے گی تو میں کس کے درپے جا کے منت کرونگی؟؟؟ باقاعدہ مصنوعی دکھ کا اظہار کیا تھا۔

"تکبیر نے منع کیا تھا لیکن میں تجھے بتا رہی ہوں"۔ مروا رضامند ہو گئی تھی جبکہ صفا دو زانوں ہو کے بیٹھتی مکمل طور پر متوجہ ہوئی۔

"یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے حسن کو یہ کہا تھا کہ تمہاری منگنی شاہ رخ سے دوبار ہو چکی تھی لیکن پھر تم لوگ لڑتے بہت تھے سو ٹوٹ گئی! کہا تھا نا؟؟؟ مروا نے تصدیق کی، صف نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔



## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"پھر اسکے بعد سے حسن کی کال تکبیر کے پاس آئی تھی جس نے یہ درخواست کی تھی وہ تکبیر سے مل کے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہے! تکبیر شاہ رخ کے ساتھ ریسٹورنٹ میں گئی تھی اور پھر حسن نے ان تمام باتوں پر تذکرہ کیا جو تم نے اسکے ذہن میں فٹ کی تھیں۔

تم نے اسے بلاک کیا تھا اس نے اسکرین شوٹ بھی دکھایا تھا اور ساتھ یہ بھی کہا صفا کہہ رہی تھی میں شاہ رخ سے ہی کرونگی!

جہاں تکبیر نارمل تھی وہاں شاہ رخ بہت حیران تھا اور تمہاری دیداد لیری کے ساتھ انہیں تم پر غصہ بھی آیا۔ لڑکیاں محبت میں اتنی اندھی ہو جاتی ہیں کہ اپنا کردار تک خراب کرنے کی ٹھان لیتی ہیں۔" مروانے شاہ رخ کے کہے لفظ دہرائے جبکہ صفا کو شاہ رخ پر بہت پیار آ رہا تھا صدف شکر تھا وہ یہاں موجود نہیں تھا۔

"تکبیر نے اپنی جانب معاملہ سمجھا لیا اور حسن کو بہت مشکل سے اس بات سے اصرار کیا کہ وہ صفا سے دستبردار ہو جائے اور سہی پوچھو تو اسکے دل میں تمہارے متعلق شک و شبہات پیدا ہو گئے تھے اور اسکی ممی کے ساتھ جو تم نے روکھا رویہ رکھا وہ خود بھی بہت آسانی سے مان گیا تھا۔" جہاں مروا مسکرائی تھی اس پگلی کی بے ضرر حرکتوں پر وہیں صفا کا قہقہہ گونجا۔

"اسکی امی نے تکبیر کو صاف لفظوں میں انکار کیا تھا وہ صفا سے اپنے بیٹے کی شادی نہیں ہونے دینگے اور چونکہ رشتہ لیکے بھی وہ حسن کی خوشی کی خاطر آئی تھیں۔" مروا کچھ پل رکی صفا بے قرار سی ہوئی۔

"پھر انہوں نے منع کیا تو گھر والوں نے انہیں کچھ کہا نہیں؟؟ صفا بیتابی سے گویا ہوئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

مرو آج سے ایک مہینہ چلی آئی جہاں حسن کی والدہ منگنی ٹوڑنے تکبیر کے پاس آئی تھیں، جیسے وہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔



"آپ ایسا کریں چاچو کو کہہ دیں آپکے مرحوم جیٹھ کی خواہش تھی حسن کی شادی انکی بیٹی سے ہو! اب چونکہ مرنے کا ذکر آگیا ہے اور بات یتیم بچی کی ہے تو گھر میں کوئی بھی برا بھلا نہیں کہے گا۔" تکبیر نے بوڑھی عورتوں کی طرح سیاست سے کام لیتے انکے سہولت سے مشورہ پیش کیا، اور کافی حد تک وہ مطمئن ہوئی تھیں۔

گھر آتے ہی انہوں تکبیر کے کہے لفظ دہرائے اور انگوٹھی رکھتے ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے چلی گئیں۔

شبانہ اور ریحانہ بیگم کے ساتھ کتنوں نے ہی انکی جلد بازی پر چوٹ کی تھی لیکن وہ رکی تک نہیں۔"



وہ والا منظر بہت مزاحیہ تھا، انٹی حقیقت میں ڈر گئی تھیں۔ مرو بلند آواز میں ہنسی اور ساتھ اس واقع کو سوچا جس وقت حسن کی والدہ انکے گھر منگنی کی بات ختم کرنے آئی تھیں

"باقی پھر ماما کے ساتھ سب بھند تھے صرف شاہ رخ بچا ہے اس سے ہی کر دی جائے!! اور یوں تمہاری شادی بالکل ڈرامائی انداز میں ہوئی۔" مروانے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا جبکہ وہ دونوں بہنیں ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی مار کے ہنسیں۔ انکے آپس میں بیٹھتے ہی وہ میکے جانا تو بھول ہی گئی تھیں اور کچھ دیر بعد تکبیر سادہ سے گھر کے کپڑوں میں منہ دھوئے بغیر ہی لاؤنچ میں بیٹھی فرحت آپا کی ڈانٹ ڈپٹ بہت غور سے سن رہی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یہ کیا پہنا ہوا ہے بیٹا؟ میکے جا رہی ہو تھوڑا بن سنور لو، اس طرح جانے کا کیا طریقہ ہے؟" اسکی میلی کچیلی تیاری پر چوٹ کرتیں وہ سخت برہم ہوئی تھیں۔

"بھی ٹھیک ہے نا ایسی ہی۔" تکبیر نے لا پرواہی برتی، جو اد سخت نظروں سے گھورتا خاموش ہی کھڑا تھا۔  
"جو اد تم کیسے شوہر ہو؟ بیوی کو بن سنور کے نکالا کرو! یہ تو ایسا ظاہر کرتی ہے جسے شادی کو برسوں گزر گئے۔" تکبیر کے بعد انکا اگلا شکار جو اد تھا۔

"کریڈیٹ کارڈ بھی انکے پاس ہی ہے، اور شاپنگ بھی بے تحاشہ کرتی ہیں! اب میلی کچیلی رہنے کا شوق ہے تو دل سے کریں شوق پورا، میں کیا کہوں؟؟؟" لہجہ نرم تھا لیکن الفاظ زرا سخت تھے۔

"کیا کہوں گا کیا مطلب ہے؟ زبردستی کرو، شوہر تو بیویوں کو تیار ہوتا دیکھ خوش ہوتے ہیں اور یہ ایسی ہی اجڑی ہوئی چلی جاتی ہے۔" وہ کسی صورت تکبیر کو اس طرح سادہ سے حلیے میں بھیجنے پر رضامند نہیں ہو رہی تھیں جبکہ تکبیر لب پیوست کئے چور نگاہ چور پر ڈال کے نظریں پھیر لیتی تھی۔

"آپ جانتی ہیں میں زبردستی کسی بھی چیز کا قائل نہیں ہوں۔" اسکا لہجہ عجیب ہونے کے ساتھ ساتھ انجان بھی تھا، لفظوں کا سرد پن تکبیر محسوس کر رہی تھی اور غیر محسوس طریقے سے ایک صرف ایک محبت بھری نگاہ ڈالی تھی۔  
"تم دونوں تو اتنے عجیب ہو! حد ہوتی ہے۔" فرحت آپا متانت سے کہتیں وہیں سر کو تھامتی بیٹھ گئیں۔

"اچھانا پھپھو! بس آج جانے دیں کل سے پکا دلہن بن کے گھوموں گی۔" عجلت میں اٹھتی وہ انکے گال پر پیار کرنے لگی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم ہمیشہ یہی کہتی ہو"۔ اسکی محبت دیکھتیں وہ روٹھ کے بولی۔

"الہا ایسے کتنی معصوم لگتی ہیں! بالکل تعبیر جیسی"۔ پھر سے انکے گال پے پیار کیا جو ادبے نیازی برتنا ایسے کھڑا تھا جیسے وہاں موجود ہی نہیں ہو۔ صفامر و تعبیر کو تیار کر رہی تھیں جبکہ فرحت آپا کو منالینے کے بعد تعبیر بھی ان دونوں کے ساتھ آتی جو ادکی گود میں چڑھ چکی تھی اور اسی کے اشارے پر وہ صفامر و اسے ملتی جو اد کے پیچھے چل دی۔ تعبیر کار میں بیٹھ چکی تھی جبکہ جو اد کار سے ٹیک لگائے بلا وجہ کھڑا تھا حالانکہ تکبیر اسکے پاس ہی کھڑی تھی۔

"اپنا کریڈیٹ کارڈ واپس لے لینا، یوں مجھے بے عزت ہونے کی ضرورت نہیں ہے"۔ وہ قطعیت سے بولی۔

"اور آپ بھی میری عزت کی خاطر کچھ پیٹ کر لیا کریں اپنے نورانی چہرے پر! ہر کسی کے آگے وضاحت پیش کرنا میری شخصیت میں شامل نہیں ہے"۔ جو اد نے گوگل آنکھوں میں لگائے بہت کچھ باور کروانے والے انداز پر رسائیت سے جواب دیا جبکہ اصل مدعا تو اسکی وضاحت کا یہی تھا وہ تکبیر کے لاکھ اصرار پر بھی اپنے متعلق صفائی پیش نہیں کرے گا۔

"تو مجھے تم دیتے بھی نہیں ہو! اہمیت اہمیت کی بات ہے، مرد کی نظر میں جس عورت کی اہمیت ہوتی ہے اسکے لئے وہ سب کچھ کرنے کے لئے راضی رہتا ہے، وہی بات ہے نامحبت اور اہمیت! جو تمہیں تو مجھ سے رہی نہیں"۔ وہ دانت پیس کے قدرے سنجیدگی سے بولی۔

"آپ کو سمجھانا اونٹ کو رکشے میں بٹھانے کے مترادف ہے! جو شیطان کا گھر بسایا ہوا ہے ناں اس دماغ میں کچھ مثبت سوچیں تو شاید آپ کا کام بن جائے"۔ اسکے دماغ کی طرف انگلیاں رکھتا وہ بیزاریت سے گویا ہوا۔



## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"خود تو بن ٹھن کے نکلتے ہوتا کہ لڑکیوں کو متوجہ کروا سکو! جانا ہو گا تمہیں اپنی ڈاکٹرنی کے ساتھ پھر"۔ وہ مزید کچھ کہنے لگی تھی جو اد نے ان ناپسندیدہ جملے کو مزید سننے کا ارادہ ترک کیا اور اسکے بازو پر گرفت مضبوط کی۔

"شرافت سے لب خاموش کئے گاڑی میں بیٹھ جائیں ورنہ اگلے عمل کی ذمہ دار آپ خود ہوں گی"۔ سختی سے لفظوں پر زور دینے وہ گاڑی کا دروازہ کھول کے اسے بیٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"تمہاری دھمکی سے ڈری نہیں ہوں! وہ تو مجھے ویسی بھی بیٹھنا ہے سو بیٹھ بھی رہی ہوں، خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے"۔ جو اد نے گہری نظروں سے اسے دیکھا، تکبیر دنیا کی انوکھی مخلوق تھی جو اسکے نصیب میں لکھی گئی تھی۔ اپنا راستہ صاف کئے وہ چالاکی کی انتہا کر گئی تھی جبکہ بات تو واضح تھی اسکی سختی برتنے پر تکبیر نجل ضرور ہوئی تھی۔

گھر پہنچ کے تکبیر اور تعبیر تو نکل گئیں جبکہ وہ گاڑی پارک کر کے انکے پیچھے ہی چل دیا۔

"السلام علیکم ممی"۔ بلند آواز میں تکبیر نے سلام کیا جبکہ تعبیر گرینی گرینی چینختی انکے ساتھ لیٹ گئی۔

"وعلیکم السلام! ماں صدقے"۔ تکبیر کو جواب دیکے وہ تعبیر کو پیار کئے جارہی تھیں۔

"چھوٹو نہیں آیا؟" اطراف میں نظر دوڑاتیں ریحانہ بیگم نے جو اد کو تلاشنا چاہا۔

جو اد رہداری عبور کرتا انکے پاس ہی آرہا تھا چھوٹو لفظ سنتے ہی اسکے قدم تھم گئے۔

"چھوٹو کون؟" تکبیر نے نا سمجھی سے استفسار کیا اور صوفے پر ڈھے سی گئی۔

"بے بی تی بات تل لہی ہیں؟" تعبیر کو جتنا سمجھ آیا تھا اسی حساب سے وہ تکبیر سے زیادہ سمجھدار نکلی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اوہ بھالو!!! تکبیر نے ماتھے پر ہاتھ مارا اور عین اسی وقت جواد مسکرایا۔ اسکے اچھے بھلے نام کو اسکی ساس اسکی بیوی اور بیٹی نے بگاڑ ڈالا تھا۔

"السلام علیکم"۔ مؤذب انداز میں سلام پیش کرتا انہیں گلے لگا گیا۔

"وعلیکم السلام بیٹا! کہاں رہ گئے تھے؟؟؟ جواد کو شفقت سے تکتیں وہ اسے بیٹھنے کا حکم دینے لگیں۔

"گاڑی پارک کر رہا تھا اب بتائیں کیسی طبیعت ہے؟" وہ ان سے بات چیت میں مگن تھا جبکہ تکبیر بھی برابر کا ہی جواب دے رہی تھی۔ آج شاید اسکی قسمت خراب چل رہی تھی کیونکہ ریحانہ بیگم کے ساتھ باقی سب نے بھی اسکے بکھرے حلیے کو ٹوکا تھا۔

جواد نے ریحانہ بیگم سے کھلے لفظوں میں کہہ دیا تھا وہ تو بضد تھا تکبیر تیار ہوئے لیکن ضد کی پکی تکبیر اسکی باتوں کو نظر انداز کر گئی۔ بامشکل آدھا گھنٹہ بیٹھ کے وہ گھر کے لئے نکل گیا کیونکہ صبح ہی سارہ نے اپنے آنے کی اطلاع اس تک پہنچائی تھی کیونکہ وہ فرحت آپا سے ملنے کے ساتھ ساتھ فاروق صاحب اور شاہ رخ اور شاہ میر سے بھی ملنا چاہتی تھی۔ ایک وقت سے وہ دونوں گھرے کالج کے دوست ہونے کے ساتھ فیملی فرینڈز بھی تھے جس کے باعث جواد ناچاہتے ہوئے بھی منع نہیں کر سکا اور فرحت آپا کو پتا چلا کہ سارہ پاکستان آئی ہوئی ہے تو وہ بھی خوشی سے جواد کو کہہ چکی تھیں۔

READERS CHOICE

جواد تو بہت شکر ادا کر رہا تھا کہ تکبیر گھر میں موجود نہیں تھی ورنہ ایک الگ کہرام مچ جانا تھا۔  
ڈرائیونگ کے دوران ہی سارہ کی کال آئی جواد نے میوزک سسٹم اف کر کے اسکی کال ریسپونڈ کی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جے میں گھر پہنچ چکی ہوں ان فیکٹ آئے ہوئے بھی ہار ف این آر (آدھا گھنٹہ) گزر چکا ہے۔" وہ عجلت کا اظہار کرتی افسردگی سے بولی۔

"آ رہا ہوں راستے میں ہوں۔" مختصر کہہ کے وہ کال کاٹ چکا تھا۔ کچھ دیر ہی گاڑی منزل پر پہنچ گئی تھی۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ لاؤنچ میں پہنچا ہی تھا کہ فاروق صاحب بھی آچکے تھے اور سارہ تو سب سے ہی مل چکی تھی۔ ایک طرح وہ اسے بیٹی ہی سمجھتے تھے لیکن صفا مر واجب سے اس سے ملی تھیں بخوبی اندازہ لگا چکی تھیں تکبیر اور جواد کے درمیان اسی بات پر اختلاف چل رہا ہے۔

جواد سے مل کے وہ جانے ہی لگی تھی اور دل دل میں وہ بھی اسے گھر سے بھیجنے میں لگا پڑا تھا لیکن فرحت آپا سے ڈر کے لئے روک چکی تھیں۔ جواد چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کر سکا اب اس طرح اچھا بھی نہیں لگتا کہ کسی گھر آئے مہمان کو زبردستی جانے کے لئے کہہ دیا جائے۔ ٹینشن تو اسے بس تکبیر کی تھی اس نے سارہ کو یہاں دیکھ لیا تو بس اسکی زندگی عذاب بنانے میں ایک سیکنڈ نہیں لگائے گی۔

تکبیر کے پاس موبائل بھی نہیں تھا جو وہ اسکے آنے کی خیریت دریافت کرتا۔ سارا سے ایکسیوز کرتا وہ باہر چلا آیا رات تو تقریباً ہو گئی تھی ممکن تھا وہ کسی بھی وقت آجاتی۔ ریحانہ بیگم کے نمبر پر کال ملاتے ہی اس نے تکبیر کا پوچھا اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتیں جواد کی نظر بے ساختہ دروازے کی جانب اٹھیں کار اندر آرہی تھی اسکا مطلب تھا وہ آگئی ہے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر نے شیشے کے پار جواد کو دیکھا جس کی نظریں ہٹنے سے انکاری تھیں۔ اپنے بالوں کو کیچر سے آزاد کرتی وہ ہاتھوں کی مدد سے ایک سائڈ پر کر گئی۔ ڈرائیور نے اسکی طرف کا دروازہ کھولا پھر جو ہوا اسے جواد پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتا رہ گیا۔ وہ ریڈ اور گولڈن کلر کے امتراج کا سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔ گال گلابی مائل تھے صاف واضح تھا وہ میکپ کر کے آئی ہے اور ہونٹوں پر لگی لسپٹک بھی اسکے سراپے کو مزید دلکش بنا رہی تھی۔ عموماً تو وہ گندے حلیے میں ہی پھرتی تھی اور یوں سانولی رنگت پر سرخ رنگ خاصا بیچ رہا تھا۔ تعبیر اتر کے دوڑتی ہوئی اسکے پاس آچکی تھی جبکہ تکبیر مکمل ڈرامائی انداز اپنائے جواد کے برابر سے گزر گئی لیکن ایک نظر اٹھائے بغیر نہیں دیکھا۔ جواد نے مشکوک نظروں سے اسکا تعاقب کیا جس حالت میں وہ اسے ڈراپ کر کے آیا تھا وہ کہیں سے بھی اس حلیے میں نہیں تھی۔ پھر وہ کہاں گی تھی؟ موبائل پاکٹ میں ڈالتا وہ ہنوز تعبیر کی باتوں کا جواب دے رہا تھا لیکن ذہن تکبیر میں الجھا ہوا تھا۔

تکبیر کو دیکھ کہ وہاں ایسا کوئی موجود نہیں تھا جو ساکت نہ ہوا ہو۔ حتیٰ کہ اسے دیکھ شاہ رخ، شاہ میر، مروا اور صفا بھی حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھیں۔ وہ جواد کو دیکھ کے چند قدم آگے ہی بڑھی تھی کہ فرحت آپا خود سے لگاتی محبت سے چور نگاہ دوڑاتے جا بجا پیار کئے جا رہی تھیں۔ سارہ نے سرعت سے گردن موڑے پیچھے کا منظر دیکھنا چاہا آخر ایسا کیا ہوا ہے جو سب ہی اٹھ کے چلے گئے اور جو اس نے اپنی گنہگار آنکھوں سے دیکھا وہ یقین بھی نہیں کر سکی، ایک عجیب سا تاثر آنکھوں سمیت دل میں ابھرا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

یہ کیسا اتفاق تھا تکبیر اسکے دوست کی بیوی تھی، اور وہ یہی نہیں جان سکی؟ وہ ناخوش نہیں تھی لیکن حیران و پریشان تھی۔

تکبیر سے روبرو مل کے وہ کچھ پل میں دوستی ضرور بنی تھیں لیکن تکبیر نے اسے کیوں نہیں بتایا؟؟ سارہ اٹھ کے مروتاً مسکرائی تھی۔ تکبیر کی نظر بے ساختہ سارہ پر پڑی تو اسکے دل و دماغ میں بھونچال سا آگیا۔ غصے کی تمازت سے سرخ ہوتا چہرہ کوئی پہچان نہیں پایا وجہ اسکا میکپ تھا جس میں اسکے نقوش مزید کھل اٹھے۔ اور پھر وہ تھی بھی تکبیر جو اپنے تاثرات ظاہر نہیں کرتی تھی۔ جو اد تو خالی الذہنی کی حالت میں عین اسکے برابر ہی کھڑا تھا صرف ایک نگاہ اس نے جو اد پر ڈالی اور چال مکمل طور پر بدلتی وہ بہت مغرور سے انداز میں اسکے پاس آئی۔ گال سے گال ملا کے مصافحہ کیا جبکہ سارہ ساکت سی اسکے حکم کی تکمیل کرتی مطمئن سی صوفے کی پشت سے سرٹکا گی۔

"آئی کانٹ بیلو! تم جے کی وائف ہو؟ او گاڈ"۔ سارہ بہت خوشدلی سے کہتی دل پر ہاتھ کے حسرت اور حیرت سے تکتی رہی۔ اسکا انداز نارمل تھا لیکن تکبیر کو نا جانے کیوں یہ طنز سا لگا۔

یقین کرو میں ہی ہوں!" وہ دل کھول کے مسکرائی، جو اد کی حیرت کسی طور کم نہیں ہوئی۔ تکبیر واقعی عجیب تھی۔ وہ کیا سوچ رہی ہے اور اسکے ذہن میں کیا کھچڑی پک رہی ہے اس میں کسی کو شراکت نہیں ٹھہراتی تھی۔ وہ خلاف توقع کام کرتی آئی تھی۔ جو اد کے مطابق اسے سارہ سے دوستانہ رویہ کسی طور رکھنا نہیں چاہیے تھا پھر وہ کیوں ایسا برتاؤ کر رہی تھی؟ وہ تکبیر کے عمل کی جو توقع رکھتا تھا یہاں تو حقیقت اسکی برعکس تھی وہ یہی نہیں سمجھ پایا یہ لڑکی بالکل پاگل تھی کب کیا کر دے کسی کو کوئی خبر نہیں۔ وہ جانتا تھا یہ خطرناک تیور اور لفظوں کے ذریعے مار چر صرف اسکے

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

نصیب میں لکھا ہوا تھا اور یہ مرحلہ ٹلنے والا تو نہ تھا اور نہ تکبیر اسے بخشی! جواد نے سکینڈ سے بھی سوچ لیا تھا وہ بعد میں شدید رد عمل کا اظہار کرے گی، یا شاید نہیں بھی۔ ہاں اور نہ کے بیچ میں وہ بچا واپس کے رہ گیا ذہن الگ الجھا ہوا تھا ایک دل تھا جسے کسی طور سکون نصیب نہیں تھا۔

"یار تم بہت بے وفا ہو! اس دن ملیں اور بتایا تک نہیں؟" سارہ نے بڑے مان سے شکوہ کرتے منہ کے زاویے تبدیل کئے تھے۔ اب چونکہ تکبیر آگئی تھی تو فرحت آپا صفا مروا کے ساتھ ڈنر کے انتظامات دیکھ رہی تھیں جبکہ فاروق صاحب کچھ دیر پہلے ہی اپنے کمرے میں گئے تھے۔ تکبیر کے اشارے سے صفا تعبیر کو لے گئی تھی جبکہ جواد اسکے سر پر ہی کھڑا تھا۔

"جانی سر پر اُتر بھی کوئی چیز ہوتی ہے"۔ صوفے سے آگے ہوتے فراغ دلی سے بولی۔

"ڈارلنگ کم سٹ"۔ یہ پہلا حیرت کا جھٹکا تھا جو تکبیر نے جواد کو دیا تھا وہ اپنے تاثرات بھی ظاہر نہیں کر پایا اور نہ تکبیر اس سے اتنی خوش دلی سے پیش آئے ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور تھا۔ جواد مبہم سا مسکراتے ہوئے اسکے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ تکبیر کے سامنے اسنے اپنی زبان بند ہی رکھی تھی، ورنہ اس سے پہلے تو وہ سہی بات کر رہا تھا۔

"تم نے تو ذکر تک نہیں کیا اور سر؟ یونو واٹ جے تمہاری بیوی دل سے عزت کرتی ہے تمہاری! بیچ محفل میں بھی سر کا خطاب دیا تھا

READERS CHOICE

تمہیں"۔ وہ تکبیر سے مخاطب ہوتی براہ راست جواد کی طرف متوجہ ہوئی۔

"کتنی عزت ہے پتا ہے"۔ اسکی آواز قدرے دھیمی تھی جو صرف تکبیر ہی سن سکی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ڈیس ٹرو"۔ جواد نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔

"کچھ بتاؤ اپنے بارے میں، آپ جیسے بڑے بڑے لوگوں کے بارے میں جاننے کا حق تو بنتا ہے۔" سارہ نے بات آگے بڑھانی چاہی۔

ہا ہا! کافی مصنوعی قہقہہ تھا مگر وہ تو اپنی اس مصنوعی ہنسی سے بھی پہلو میں بیٹھے شخص کو اسیر کر دینے کا ہنر رکھتی تھی۔ "بتانے کا تو بہت کچھ ہے، تم بتاؤ تمہیں کیا جاننا ہے"۔ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ منافقت پر اتر آئی تھی جبکہ جواد تو اسکی اداکاری پر داد دے کہ رہ گیا وہ الگ بات تھی کہ وہ اپنے اس سراپے میں اسکا ایمان ڈگمگا رہی تھی جسے خاطر میں لائے بغیر وہ دیکھنے سے گریز ہی برت رہا تھا مگر کب تک؟؟

"یو نو سارہ! جواد از سولو نگ اینڈ کیئرنگ، اور ظاہر ہے میرا شوہر اتنا بڑا آدمی ہے تو اسکی تعریف سن کے اچھا لگتا ہے"۔ جواد نے گردن موڑ کے اسے دیکھا، آخر وہ کہنا کیا چاہ رہی تھی، سارہ کی بات کا کتنی دیر بعد تکبیر نے جواب دیا تھا یہ جواد کے علاوہ سارہ بھی سمجھ سکتی تھی۔ بنا کوئی جواب دیئے وہ صرف مسکرا کے رہ گئی۔

"سارہ تم ہماری شادی میں نہیں آئی تھیں جبکہ میں نے تو جواد سے بہت ضد کی تھی! تم خود دیکھو شادی میں دوست وغیرہ ہوتے ہیں اچھا لگتا ہے اور پھر تم جواد کی بہن جیسی بھی تو ہو یا تمہیں آنا چاہیے تھا"۔ ہاتھ آپس میں پیوست کئے اسکے چہرے پر دل جلی مسکراہٹ تھی۔ دل میں غصہ کے لاوا ابل ابل کے پاگل ہو رہا تھا اور کس ضبط سے وہ وہاں بیٹھی یہ صرف وہ اور اسکا رب جانتا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد جو پانی پی رہا تھا بری طرح اچھو لگا جبکہ سارہ جواد کو دیکھ کے نظریں پھیر گئی۔ تکبیر سارہ سے مخاطب تھی جبکہ جواد کی نظریں خود پر وہ باآسانی محسوس کر سکتی تھی۔

"پاکستان میں نہیں تھی ورنہ ضرور آتی، اس کا افسوس رہے گا مجھے کہ میں نے اس کی شادی مس کر دی۔" وہ افسردہ ہوئی تھی۔

"اپنی شادی میں بلا لینا، یقیناً میرے ساتھ جواد بھی انٹر سٹڈ ہو گا تمہاری شادی میں شرکت کرنے کا، کیوں جواد؟؟" سارہ کو کہتی وہ جواد کی تصدیق چاہنے لگی۔

"جی تکبیر۔" فرمانبرداری سے اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔

"دوست زندگی میں رہتے ہیں خوشیاں خوشیاں ملتی ہیں صرف یا اور بھائی کے علاوہ جواد کی کوئی دوست نہیں آئی! یہ تو پہلے سے ہی تمہارا ذکر کرتا تھا اینڈ یو کانٹ تھوٹ (تم نہیں سوچ سکتیں) میں کتنے عرصے سے تم سے ملنے کے لئے 'ام پیشنٹ' (بہت صبری) تھی۔" جگری یاروں جیسا انداز اپنائے وہ کھل کے شکوے کے ساتھ حال دل بھی بیاں کر رہی تھی۔ جواد کو حیرت پے حیرت ہوئے جارہی تھی۔ اسکا لب و لہجہ بہت تبدیل ہو گیا تھا اور انگریزی! وہ کبھی کبھی انگریزی کے کچھ لفظوں کو استعمال میں لاتی تھی جس کا جواد دل سے فین تھا۔

اور اگرچہ حیران تکبیر بھی تھی! ایسے موقع پر وہ انگریزی بول کیسے لیتی تھی؟ فلحال وہ ہاتھ سے بال جھٹکتی ریشم کی جانب متوجہ ہوئی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ریشم پلیز ایک گلاس پانی لا کے دیئے گا۔" اسکو حکم نامہ جاری کرتی وہ سارہ کو تکتے لگی جو مزید کچھ کہنا چاہ رہی تھی جبکہ ریشم کی بھی حیرت سے آنکھیں پھلیں، مطلب تکبیر اور اتنا مہذب انداز۔ بہت الگ احساس تھا۔

"سیم ایزی! آئی ریٹلی وانڈر تو سی یو بیڈلی۔" وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

"زر اسی انگریزی بول دو سب انگریز بن جاتے ہیں۔" پہلے کی طرح اسکی آواز جواد کی طرح دھیمی تھی جسے صرف وہ ہی سن سکا۔ اسکا تو ذہن ہی جیسے یہاں موجود نہیں تھا، ایک فکر، بے چینی، غصہ، تجسس نا جانے کیا کیا تھا جس نے اسکا ذہن بھٹکائے رکھا تھا۔ تکبیر اتنی تیار کیوں ہے؟ صرف اور صرف اسی بات کی پریشانی لاحق تھی۔

"کیا بول رہی ہیں جان؟" جواد نے بازی پلٹی تھی۔ اب تک اسے متاثر صرف تکبیر کرتی آئی تھی کیوں نا تھوڑی پہل خود سے بھی کی جائے! یہی سوچ اسکا لہجہ پر شوخ ہوا۔ سارہ نے دلچسپی سے منظر دیکھا۔

"نتھنگ جسٹ ایسی ہی جان۔" اچھا خاصا لفظوں کو چبا چبا کے ادا کیا تھا۔ جواد کے لبوں پر جان دار مسکراہٹ اٹھ آئی۔ سارہ کی نظروں میں ستائش ابھری۔ وہ دونوں بالکل مکمل لگتے تھے اور برتاؤ تو یوں تھا جیسے ان دونوں کے درمیان سب نارمل ہو اور ایک دوسرے کی محبت میں پور پور ڈوبے ہوں۔

"انفار چونیٹلی (بد قسمتی سے) میں شادی تو اٹینڈ نہیں کر سکی بٹ مووی ہی دکھا دو۔" وہ بضد سی ہوئی۔

"جواد آپ لارہے ہو یا میں لے آؤں؟؟" تکبیر تابعداری کی انتہا کر گئی تھی۔

"آپ بیٹھیں میں لے آتا ہوں۔" جواد کہتے ساتھ اٹھ کھڑا، چند قدم چلتے ہی وہ تکبیر کی آواز سے رکا لیکن پلٹا نہیں تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"سارہ میں تو پریشان آجاتی ہوں اسکے اتنے خیال رکھنے پر! پتا ہے ایک کام کو ہاتھ نہیں لگانے دیتا اور تمہیں حیرانگی ہوگی ہم لوگوں سے جڑی ہر چیز پر بہت حساس ہے!! ایلم بھی جواد نے اتنے سمنجھال کے رکھا ہوا ہے، میں تو کہتی ہوں جب میں ہی تمہارے پاس ہوں تو تصویروں کی کیا ضرورت؟ لیکن پھر وہی ضدی انداز مانتا ہی نہیں ہے۔

ہماری شادی کا پوٹریٹ، شادی کا کارڈ غرض یہ کہ ہر ایک چیز کو لیکے بہت اور پروٹیکٹو ہے۔" وہ من گھڑت کہانیاں بناتی نا جانے سارہ کو کیا ظاہر کرنا چاہتی تھی۔ جواد نے اسکی محبت کی شدت کو خود میں محسوس کیا وہ حقیقتاً سے اسکی چاہت کی دعوے دار تھی جبھی ہر کسی کو اپنے اور جواد کی محبت کی داستانیں سناتی تھی۔ بحر حال وہ سر جھٹک کے کمرے میں آگیا ایلم لاتے ساتھ ہی وہ بہت انہماک سے تصویریں الٹ پلٹ کر رہی تھی۔ ایک تصویر تھی ان دونوں کی جس میں وہ اسکی پشت پر چڑھی تھی۔ سارہ کی تو جیسے نظریں ہی ٹہر گئی تھیں۔ وہ انکی اس وقت کی تصویر تھی جب وہ شادی کے بعد ہنی مون گئے تھے۔

"تم لوگ بہت مکمل ہو اور بے میں تم سے ناراض ہوں تم نے پہلے کیوں مجھے تکبیر جیسی نٹ کھٹ لڑکی سے نہیں ملوایا۔" وہ جواد کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"پانچ سال پہلے بھی ایسی ہی تھیں اور اب بھی ویسی ہی ہیں تو تمہارا نقصان نہیں ہوا۔" وہ عام سے لہجے میں بولا۔  
"یہ جب کی پکچر ہے جب جواد نے مجھے پروپوز کیا تھا۔" ایک تصویر کی جانب تکبیر نے اشارہ کیا۔ جواد نے اسکی ترسی خواہش پوری کی تھی وہ اسکے گھنٹوں میں بیٹھا گلاب کی کلی پکڑے نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔  
سارہ کھلکھلا اٹھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ارے یہ تو صرف ایک ہی تصویر ہے! باقی جواد کا موبائل تو میری ہی تصویروں سے بھرا پڑا ہے، میں کہتی ہوں ڈیلیٹ کر دو لیکن وہی بس اسکی محبت کے آگے بے بس ہو جاتی ہوں"۔ جواد نے سہی معنوں میں اسے داد دی تھی۔ وہ کتنی اچھی اداکاری کر رہی تھی یہ حیران کن بات تھی۔ ساری محبت کا الزام جواد کو ٹھہرایا تھا گو یا وہ اسکی چاہت میں صدیوں سے غوطہ زن ہے۔

جواد کو اس طرح اسکے کہنے پر کوئی اعتراض بھی نہ تھا جب سارہ اور اسکے درمیان ایسا کچھ ہے ہی نہیں فائدہ تکبیر کے دل میں شک پیدا کر کے وہ خود کو مشکوک ثابت کرے۔ ایلم دیکھنے کے بعد کافی دیر تک انکے درمیان باتیں چلی تھیں۔ تکبیر تو جواد کو مخاطب نہیں کر رہی تھی لیکن سارہ کے سامنے دو پیار کرنے والوں کی ایک اعلیٰ مثال پیش کی تھی۔ ڈنر تو ریڈی ہو گیا تھا فرحت آپاصفا مروا کے ساتھ ان دونوں کے درمیان ہی بیٹھی تھیں جبکہ جواد ان سے تھوڑا دور فاروق صاحب اور تعبیر کے ساتھ تھا جو باہر جانے کی ضد کر رہی تھی۔

"آج نہیں جائینگے! باہر بہت ٹھنڈ ہے"۔ نرمی سے اسے سمجھا کے وہ خاموش ہی ہوا تھا اور تعبیر تکبیر کے پاس چلی آئی۔

"بے بی تو تمہیں ہمیں باہر لیتے جائیں"۔ تکبیر کے بیچ میں آتی وہ اسکی گفتگو میں خلل ڈال رہی تھی۔

"بیٹا بے بی کل جائینگے نا"۔ تکبیر نے بھی اسے سمجھانے کی ادنیٰ سی کوشش کی۔

"آپ تمہیں بے بی تو ابھی لیتے جائیں"۔ وہ بضد ہوئی۔ تکبیر نے ترش نگاہ جواد پر ڈالی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ کو بے بی نے منع کیا تو میری بات کیسے مانیں گے؟؟؟" تبکیر نے صدی کا سب سے بڑا جھوٹ بولا تھا وہ گڑ بڑائی ضرور تھی لیکن پھر سمنجھل گئی تھی۔

"آپ تی بات تو مانتے ہیں! آپ تہتی ہیں پاند اچپ ہو جاؤ اور بے بی چپ بھی ہو جاتے ہیں"۔ اسکے کہنے کی دیر تھی ماحول میں خوشگوایت ابھری اور سب کے قہقہے بلند ہوئے۔ تبکیر سے تو وہ بہت پہلے ہی مل چکی تھی لہذا اسے یہاں ا کے مزید اپنائیت ملی تھی۔

دور سے دیکھا جائے یا قریب سے جو اد خوش تھا اپنی فیملی میں، ایک مکمل پرفیکٹ کپل اور ساتھ ننھی خوبصورت سی بچی! وہ انہیں دیکھ کے خوش ہوئی تھی لیکن جلن دور دور تک نہیں تھی بس ایک ملال تھا جو صرف اکاش اور اگر پے آ کے ختم ہوتا تھا۔

جو اد کی بے لگام نظریں تبکیر جو جھینپنے پر مجبور کر رہی تھیں اور جو الجھن اسکی تیاری کو لیکے جو اد کی آنکھوں میں اس نے دیکھی تھی چاہ کے بھی سوٹ تبدیل نہیں کیا تھا۔

کھانا بہت خوشگوار ماحول میں کھایا تھا۔ صفا مروا بھی اس سے گھل مل گئی تھیں۔

"سارہ مزید پاکستان میں رہیں گی یا فارن کنٹری؟؟؟" شاہ رخ نے کو لڈرنک کاسپ لیتے سارہ سے استفسار کیا۔

"فلحال یہی ہوں کچھ وقت گزار کے جاؤنگی"۔ یہ سنتے ہی تبکیر کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ رگ و پے میں سرایت کی لہر دوڑ اٹھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آتی رہا کریں! اب تو عرصہ گزر جاتا ہے آپ کو دیکھے ہوئے"۔ شاہ رخ کے برعکس شاہ میر کافی پی رہا تھا اور ساتھ سارہ کی جانب متوجہ تھا۔

"تم لوگ تو جانتے ہو پاکستان میں کوئی رشتہ دار وغیرہ تو ہیں نہیں! یہاں بس ممی کی خوشی ہوتی تو آ جاتے ہیں ہم"۔ اس نے وضاحت پیش کی۔

"سارہ غیر کر دینا تم نے؟ اپنے بھائی کو بھول گئیں؟ بھائیوں کے گھر تو آتے رہنا چاہیے یا اور پھر جواد بھی تمہیں دیکھ کے بہت خوش ہو جاتا ہے اکثر اوقات تعبیر کو اپنی پھپھو کے بارے میں آگاہ کرتا رہتا ہے"۔ اسکی بات پر سب کے ہی دے دے دے قہقہے گونجے۔ جواد نے کھانا نہیں کھایا تھا لیکن تکبیر تو کھانے سے ایسے انصاف کر رہی تھی جیسے پہلی دفعہ دیکھا ہو۔

سارہ اسکے خدشات سے اچھی طرح واقف تھی اور وہ بھی سمجھتی تھی شاید تکبیر کا یہ خیال ہے وہ جواد کو چھین لے گی لیکن اچھے اور نسلی دوست دوسرے دوستوں کی خوشی سے خوش ہوتے ہیں اور وہ جواد کو پر مسرت دیکھ کر حقیقت اسکے لئے خوش تھی۔ سارہ جواد کو پسند کرتی تھی لیکن زبردستی کسی پر مسلط ہونا اسکے شخصیت کے برعکس تھا۔ تکبیر سے مل کے وہ بہت خوش تھی ایسی بیویوں کی محبت بھی بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے جیسی محبت تکبیر جواد سے کرتی تھی۔ انکے درمیان کوئی بھی نہیں آسکتا وہ چاہ کے بھی نہیں بتا سکی۔

بارہ بجے ہی تھے اور تاریخ بدلتے ہی مروا، صفا کیک لے آئی تھیں کیونکہ شاہ میر کی دس دسمبر کو تاریخ پیدائش کا دن تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ایک وغیرہ انجوائے کر کے سارہ جارہی تھی تکبیر کی آواز سے رکی۔

"اس طرح جواد تمہیں کبھی اکیلے جانے نہیں دیگا! میں جانتی ہوں تمہیں سولو (اکیلے) ٹریلوں کی عادت ہے لیکن میری دلی خواہش ہے تم جواد کے ساتھ جاؤ رات بہت ہوگی ہے۔" اس نے سارہ کی بھلائی چاہی تھی جبکہ جواد اپنی چالاک بیوی کی رگ رگ سے واقف تھا۔ یہ نیا طریقہ بھی اس نے ٹارچر کرنے کے لئے ہی نکالا ہو گا وہ متفق تھا۔ فرحت آپا کو بھی تکبیر کا مشورہ دل کو بھایا لہذا وہ سارہ کو ڈراپ کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ تکبیر اور باقی سب سے مل کے سارہ کار کی جانب بڑھ گئی ان سب میں جواد کافی سنجیدہ نظر آ رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اسکے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ عموماً مرد عورتوں کو ٹارچر کرتے ہیں اب وہ بھلے جسمانی ہو یا ذہنی مگر ان دونوں کی بات جہاں آئے ہر مثال الٹی ثابت ہو جاتی تھی۔ گاڑی اپنی منزل پر رواں تھی سارہ کب سے بیٹھی مسکرائے جارہی تھی جواد تو خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ سارہ نے ہی بات کا آغاز کیا۔

"یار جے یہ تمہاری بیوی کتنی کیوٹ ہے، یار کیسی باتیں کرتی ہے قسم سے اس سے زیادہ میرا دن کبھی بھی اتنا اچھا نہیں گزرا۔" جواد اسکی بات پر مبہم سا مسکرایا۔ اب اسے کون بتائے کہ وہ کیسے کیسے قصیدے پڑھتی ہے اسکی شان میں۔

"پہلے میں سوچتی تھی جس کسی کی تم سے شادی ہوگی وہ خوش نصیب ہوگی لیکن اب مجھے لگتا کہ شاید تمہاری اچھی قسمت ہے جو تمہیں تکبیر جیسی بیوی ملی۔" وہ حسرت سموئے بولی اور یہ بات تو سچ تھی وہ تکبیر نے بہت زیادہ متاثر ہوئی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں"۔ جواد نے رضا مندی ظاہر کی جبکہ سارہ کے دل میں عجیب سا کچھ ہوا۔ جواد اس سے تکبیر کے متعلق بات نہیں کیا کرتا تھا وجہ اپنے لئے اس کی پسندیدگی سے وہ واقف تھا۔ جیسی ہوں ہاں میں جواب دیتا لیادیا سارہ یہ اختیار کرتا اسے موضوع سے ہٹانا چاہتا تھا مگر اسنے توجا جیسے تکبیر کے بارے میں ہی بات کرنا چاہی تھی

"یار ویسے تمہیں ایک بتاؤں بہت خطرناک ہے تمہاری بیوی، مجھے ڈائریکٹ تمہاری بہن بنا دیا۔" یہ کہتے ساتھ ہی وہ بے ساختہ قہقہہ لگا گی۔ جبکہ جواد بھرپور مسکرایا اسکی انہی اداؤں پر تو وہ فدا تھا۔

"شی از سوا اور پریسو"۔ وہ عام سے لہجے میں بولا۔

"میں باتوں میں پوشیدہ مفہوم باآسانی سمجھ رہی تھی وہ مجھے لیکے بھی شک میں مبتلا ہے مجھے اندازہ ہوا ہے!! تم لوگ اسی طرح خوش رہو اور بہتر ہے اسکی غلط فہمی دور کر دو۔ تم جانتے ہو میں نے تم سے محبت ضرور کی ہے لیکن اس سے کہیں زیادہ تمہاری عزت ہے دل میں! تم بھی مجھ سے بدگمان نہیں ہونا کہ میں تم لوگوں کے بچ آ کے رشتے کو نقصان پہنچاؤں گی"۔ وہ بامشکل بولی تھی، لہجے میں لغزش درآئی تھی اور یکدم ہی آواز بھرا گئی اور ایک دو آنسوؤں رخسار پر پھسلتے چلے گئے

"سارہ لک ایٹ می"۔ جواد نے بے قراری سے اسے متوجہ کروانا چاہا جو اپنی بات گوش گزار کرتی شیشے کے باہر کے مناظر دیکھ رہی تھی جو کہ اندھیرے میں ڈوبے تھے۔

"پلیز اسٹاپ کرائنگ"۔ وہ تذبذب سا ہوا۔

## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے! مجھے بھروسہ ہے تم پر"۔ اس نے نیامان بخشا تھا۔ سارہ نے چونک کے دیکھا اور پھر مسکرا دی۔

"سارہ تم تکبیر کی باتوں کا برا نہیں منانا! وہ ایسی ہی ہیں، تمہیں ایسی ہی کہہ دیا ہو گا لیکن پلیز تم اس طرح رو نہیں، جو بھی برا لگا میں دل سے معافی چاہتا ہوں! دل کی بری نہیں ہیں بس میرے معاملے میں بہت جنونی ہیں! یقین کرو ان کو تم سے کوئی پروا بلم نہیں ہے بس وہ مجھ سے خفا ہیں! تم یوں رو کے مجھے پریشان کر رہی ہو، اور رہی بات تمہاری تم اچھے سے جانتی ہو ہم بہت اچھے دوست ہیں، میری دعا ہے تم خوش رہو گی اللہ آپے بھروسہ رکھ کے نئی زندگی شروع کرو"۔ وہ دل سے دعا گو تھا۔ ہلکا سا اسکے ہاتھ پر دباؤ ڈالتا وہ غیر محسوس طریقے سے ہاتھ پیچھے کر چکا تھا۔

"آئی نو"۔ وہ پھیکا سا مسکرائی۔

"بہترین زندگی گزارنے کے لئے تکبیر جیسی بیوی تو ہونی چاہیے"۔ وہ گھر پہنچ گئے تھے اور اترتے ہوئے بھی سارہ نے محبت سے اسکی شان میں قصیدے پڑھے۔

"تکبیر دل کی بری نہیں ہے اور ویسے بھی بری نہیں ہے! میں مان گی ہوں وہ جذباتی ہے"۔ کار کا دروازہ بند کرتی وہ الوداعی کلمات کہہ کے اپنے بنگلو میں داخل ہو چکی تھی جبکہ جواد پوری طرح سے مطمئن ہوتا گھر کی جانب بڑھ گیا۔

READERS CHOICE





## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد گھر پہنچ گیا تھا جبکہ صفامر واپس پہلے تو اسکے پاس بیٹھی تھیں، جواد کو تکبیر کی جانب بڑھتا دیکھ وہ اٹھ کے وہاں سے جا چکی تھیں جبکہ تعبیر فرحت آپا کے کمرے میں ہی سوئی تھی لہذا انہوں نے بھی اسے جواد کے کمرے میں بھیجنے کی ضد نہیں کی۔

"آدھا گھنٹہ، پانچ منٹ اور تیس سیکنڈ ہو گئے ہیں تمہیں گئے ہوئے"۔ وہ سپاٹ لہجے میں بولی، ساری شوخی تو ایسے غائب ہوئی جیسے اسکی شخصیت کا حصہ ہی نہیں تھی۔ جواد محظوظ سا مسکرایا اور جس طرح اس نے تکبیر کے سراپے پہ نگاہ ڈالی تھی یکدم تو وہ بھی گڑ بڑائی۔

"میں یو نہی کہو یہ لیڈی اور سیاست نہیں کرے میں مان ہی نہیں سکتا"۔ صوفے پر ٹانگ پہ ٹانگ رکھے وہ تکبیر کو سلگایا گیا۔ ایک قہر برساتی نگاہ سے اسکے مسکراتے چہرے پر دیکھا پھر رخ موڑ کے سنجیدگی اختیار کرتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"یہ لائی تھی آپکے لئے! ہمارے درمیان دوستانہ تعلقات تو رہے نہیں اسکے باعث مجھے آپکی پسند یا ناپسند کا نہیں معلوم"۔ وہ جھجھکتی ہوئی باکس ہاتھ میں تھا مے اس پل بہت کنفیوژ سی لگی تھی اور یہی دیکھ شاہ میر نے خود کو کتنی ہی صلاواتیں سناڈالیں۔ وہ بے سبب ہی انگلیاں چٹختی تذبذب سے کھڑی تھی۔ شاہ میر نے اسکا ہاتھ پکڑ کے زبردستی بیڈ پر اپنے پاس ہی بٹھایا۔

## مرد سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

مروا ایڈٹ اس کی بیش قیمتی گھڑی بطور تحفہ آئی تھی لیکن شاہ میر نے اسے دیکھے بغیر ہی صرف مروا کا جائزہ لینا زیادہ بہتر سمجھا تھا۔

"میں شرمندہ ہوں مروا"۔ اسکا ہاتھ تھامے وہ نرمی اختیار کرتا درحقیقت شرمندہ تھا۔

"میں شرمندہ کروانے نہیں آئی ہوں اور آپ سے اتنی غافل بھی نہیں"۔ اس نے خفیف سا طنز کیا تھا۔

"میں بھی آپ سے غافل نہیں تھا! ہاں مگر آپ کا نظریہ ویسا نہیں تھا جس سے آپ چاہت کو سمجھتیں، آنکھوں میں جھانک کے محبت کی سچائی دیکھتیں"۔ حقیقت سے آگاہ کرتے اس نے بھی معصوم سا شکوہ کیا۔

"شاہ میر میں اتنی بھی گزری نہیں ہوں جو نظر انداز بھی ہوں اور محبت کے سمندر میں غوطہ زن بھی رہوں"۔ مروا نے تھوڑا سا فاصلہ قائم کیا، شاہ میر کو سخت ناگوار گزری تھی یہ حرکت لیکن وہ بعد کے حساب کتاب میں ڈالتا صرف اپنے بوجھ کو کم کرنا چاہتا تھا۔

"آج میں آپ کو حالِ دل گوش گزار کر ہی دیتا ہوں"۔ شاہ میر نے پکے دل سے ارادہ کیا مروا حقیقتاً اسے سننا چاہتی تھی۔

"میں اور شاہ رخ ٹوئز بھائی ہیں اور جانتی ہیں ہمارے درمیان کس طرح کی بونڈنگ ہے پھر میں آپ سے جبکہ شاہ رخ صفا بھابھی سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن انہوں نے منع کر کے اسکا دل ٹوڑا تھا۔ کیا آپ نے شاہ رخ کی حالت نہیں دیکھی تھی؟ میں نے اور شاہ رخ نے فیوچر پلیننگ تک ساتھ کی تھی اور ایسے میں بھابھی نے جب منع کر دیا تھا۔ میں سوچ نہیں سکتا میری اس وقت کیا کیفیت تھی۔ میں اتنا پریشان تھا اور میری بیوی کی حیثیت سے آپ کو میری

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ابجھن سلجھانی چاہیے تھی مجھ سے دل کی باتیں کرنی چاہیے تھیں! لیکن آپ تو جیسے خود مجھ سے فرار چاہتی تھیں، ایک بار خود کو وقت دینے کے لئے میں نے دانستہ یا نادانستہ طور پر سہی غلطی سرزد کی تھی لیکن اس کے بعد میں نے کبھی آپ میں وہ مردانہ نہیں دیکھی جو میرے دل کی ملکہ تھی۔" اس نے دونوں ہاتھ تھامے تھے۔ لفظوں کا سحر پھونکتا وہ حیران کرنے کے ساتھ مطمئن بھی کر رہا تھا۔

"میں نے بدکلامی کی لیکن کیا آپ خاموش تھیں؟ جتنی باتیں آپ نے مجھے سنائی ہیں اگر موازنہ کریں تو آپ کا پلڑا زیادہ بھاری ہوگا۔ برابر کی بحث کرتی تھیں آپ! میں ایک بات کرتا تھا اور آپ مقابلے میں مجھے دس بارہ سنا کے چلی جاتی ہیں۔ میں خود پریشان اپنی وجہ سے، شاہ رخ کے متعلق اور اوپر سے آپ کا اتنا روکھا رویہ! میں تنگ آ گیا تھا بالکل بیزار ہو چکا تھا۔ بیوی ہونے کے ناطے آپ کو میری پریشانیوں کو اپنی محبت سے سمیٹنا چاہیے تھا لیکن آپ تو ایسے تھیں جیسے کوئی غیر ہوں۔" مردا مبہم سا مسکرائی تھی بلاشبہ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا مردانے بھی خاصی بد تمیزی کی تھی اور اس کا شکوہ بھی جائز تھا۔ وہ بھی اس سے ایسے دور ہوئی تھی جیسے صدیوں کا واسطہ نہیں!!

"آپ کے شکوے مٹانا چاہتا ہوں، محبت سے آپ کے ذہن کے شک و شبہات دور کرنا چاہتا ہوں! آپ کی رائے کی دل سے قدر کرتا ہوں اور سارے شکوے آپ کے بجائیں! میں کن لفظوں میں گزرے وقت کا خمیازہ ادا کروں مجھے نہیں سمجھ آرہا کچھ۔" مردانے جھکی نظریں اٹھائیں اور فوراً ہی اسکی آنکھوں سے ٹکراتے پھر سے نظریں جھکا گئی۔ شاہ میر نے پھر سے اسے قریب کیا تھا وہ اس کے بالوں کو پیچھے کرتا کاندھے پر تھوڑی ٹکا گیا۔ مردا بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی تھی دل کی دھڑکنیں بے ترتیب سی تھیں۔ اس رد عمل کی تو اس نے توقع ہی نہیں کی تھی لیکن اس طرح اسکی قربت میں وہ

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی، دھڑکنیں کانوں میں سنائی دے رہی تھیں اور لاشعوری طور پر ہتھیلیاں پسینے سے شرابور ہونے لگی تھیں۔

"میں آپ کے ساتھ وقت گزارنے میں خطرہ محسوس کر رہا تھا میں جانتا تھا مزید آپ کے وجود سے غافل نہیں رہ پاؤں گا یہ معصومیت مجھے کہیں کا نہیں چھوڑے گی اور پھر تمام تر جائز اختیارات ہوتے ہوئے بھی ایسا برتاؤ رکھنا میری جان ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے، بہت ہمت درکار ہوتی ہے جو آپ تو کبھی نہیں کر سکتیں"۔ اسکے لبوں کی جنبش مروا کو اپنے کانوں پر محسوس ہو رہی تھی۔ ماتھے پر ننھے قطرے کسی موتی کی طرح چمک رہے تھے اور زبان تو جیسے تالو سے چپک گئی تھی۔ باکس میں کیا تھا کیا نہیں اسے کوئی سروکار نہیں تھا! اسے صرف مروا کے دل سے بدگمانی اور غلط فہمی ختم کرنی تھی۔

شاہ میر نے شانوں سے تھام کے اسے اپنے مقابل کیا۔ اسکے چہرے پر لالی بکھری ہوئی تھی جو کافی مسحور کن اندوز میں وہ تکتا ہی رہ گیا۔ یہ پہلے قوس و قزح کے رنگ تھے جو اس نے دیکھتے ہوئے اپنے دل میں اتارے تھے۔

"دو مہینوں سے آپ کا تارچر برداشت کر رہا ہوں، کریلے، لوکی، ٹنڈے، بینگن! نہ جانے آپ نے کیا کیا مجھ پر تجربہ کیا لیکن میں خاموش تھا شاید ایسا کر کے میں آپ کے دل میں جگہ بنا پاؤں لیکن میں غلط تھا"۔ مروا نے نظریں نہیں اٹھائی تھیں لیکن وہ دیکھے بغیر بھی اسکے لفظوں کی سچائی پر ایمان لے آئی تھی مزید وہ اسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرنا چاہتی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"دو مہینوں تک میں نے اف نہ کیا! کیونکہ میں بخوبی واقف تھا اپنی بے وقوفی سے۔ مزید آپکی دی ہوئی چیزوں کی نفی کر کے آپکا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا اور تابعداری کی انتہا دیکھیں میں آفس میں بھی کچھ آرڈر نہیں کرتا اور اگر سوچتا بھی ہوں تو آپکا جو بھائی ہے نا آستین کا سانپ! سالہ شاہ رخ وہ موت کے فرشتے کی طرح منڈلاتا رہتا تھا۔ میں نے اسے پیچھے اتنی خواری کی لیکن کمینے نے مجھے ہی پیچ سڑک میں چھوڑ دیا۔" اس کے لہجے میں دنیا جہاں کی محبت مروا کے لئے در آئی تھی، لیکن شاہ رخ کے ذکر پر وہ دونوں ہی مسکرائے۔ مروا کے لبوں پر تبسم بکھرا لیکن آخر میں شاہ میر کا لہجہ افسردہ ہوا تھا اور کی حد تک تو شوخی بھری تھی۔ مروا کہہ بھی نہیں سکی کہ وہ اسکی حمایت کرتا آیا ہے۔

"آپکی ناراضگی کم ہو اسکے باعث میں نے فلوورز بھیجے، سوری کارڈز کے ساتھ بڑے بڑے لونوٹس لکھے، چاکلیٹ دیں، گفٹس لایا لیکن آپکا دل میرے معاملے میں نرم نہیں پڑا! زرا آپ نے تعریف نہیں کی اس خاکسار کی۔" وہ مروا کو حد درجہ معصوم لگا تھا، نہ جانے کیا سوچ کے ہاتھوں کو چھوڑنے پر آمادہ ہی نہیں تھا اور مروا! وہ تو اسکی آنکھوں میں دیکھتے دیکھتے کہیں کھوسی گئی تھی۔ وہ شاہ میر سے بدگمان نہیں تھی لیکن خفا ضرور تھی۔ مروا اسے دیکھ رہی تھی یا سن رہی تھی فلحال اندازہ لگانا مشکل تھا۔

شاہ میر دلکشی سے مسکرایا تھا۔ براؤن آنکھوں میں چمک لئے وہ بھی اسے تک رہا تھا۔ محبوب کے ساتھ وقت گزارنا اور اسکی موجودگی کا احساس قابل سکون تھا۔

"اگر آپ چاہتی ہیں میں آپکی خوشنودی کی خاطر وہی ابلے اور پرہیزی کھانے کھاؤں تو میں یہ بھی کرنے کو تیار ہوں لیکن پلیز مجھے میری کی ہوئی غلطیوں کا ازالہ کرنے دیں! مجھے معاف کر دیں۔" وہ اب عاجزی سے بولا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں معاف کر چکی ہوں! اتنا بڑا جرم بھی نہیں کیا ہے آپ نے، جو سب کیا جانتی ہوں بھائی کی محبت میں کیا ہے، میں اپنا دکھ تو بھول ہی گئی تھی لیکن آپ لوگوں کی محبت نے سر بلند کیا تھا۔ بھائیوں بھائیوں میں ایسی محبت بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے لہذا معافی مانگ کے شرمندہ نہیں کریں! مجھے کوئی گلہ نہیں آپ سے"۔ مروانے جیسے اسکی ساری پریشانی اور الجھنوں کی جڑ کاٹ دی تھی۔ اسکے چہرے پر خوشی سی بکھر گئی تھی۔ یہ احساس ہی باعثِ مسرت تھا کہ وہ اس کو سمجھتی ہے اسکی سچائی پر یقین کر لیتی ہے۔

"اب یہ تو رکھ لیں میں تحفہ کے طور پر لائی ہوں"۔ اس نے محبت کا نام نہیں لیا تھا اور شاہ میر یہی سننا چاہتا تھا۔ زرا سی بے چینی نے کروٹ بدلی تھی وہ تذبذب سا ہوا۔

"میں یہ قبول نہیں کروں گا کیونکہ جب میں آپکی محبت کے قابل نہیں تو آپکی چیزوں کو بھی قبول کرنے کا حق نہیں رکھتا! آپ کو محبت نہیں ہے لیکن بخدا میرے دل میں آپکی محبت زرا برابر کم نہیں ہوئی! یہ پہلے بھی آپکی چاہت میں جکڑا تھا اور اب بھی میں آپکی محبت میں زنجیر تھا مے اس قید کو خوشی سے کاٹوں گا"۔ شاہ میر نے سر کو خم کرتے اسے بلیک میل کرنا چاہا تھا لیکن آخر میں پاکیزہ جذبات کا اظہار کرتا وہ مروا کو معتبر کر رہا تھا۔

"ارے میں کرتی ہوں محبت! آپ غلط سمجھ رہے ہیں"۔ وہ جذباتی انداز میں بہت جلد ہی اپنے دل کی بات کہہ گئی تھی انداز میں عجلت نمایاں تھی شاہ میر نے فوراً ہی اسے بازوؤں کے حلقے میں لیا۔ انکا صبر اور آزمائش اپنے اختتامی مراحل سے ہو کے گزرتا نہیں وہ خوشی اور محبت دے چکا تھا جس کے دونوں ہی طلبگار تھے۔ مروانے اسکے شانے پر

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

سرٹکایا۔ دونوں کی وجود سے اٹھتی مہک بے خودی کی کیفیت طاری کر رہی تھی۔ احتراماً شاہ میر نے جبیں پر بوسہ دیا  
تھامرو از راسی جھنپتی اسکے سینے میں منہ چھپاگی جبکہ شاہ میر کا خفیف سا قہقہہ گونجا۔



تکبیر پچھلے پندرہ منٹ سے آئینے کے سامنے کھڑی میکپ اپ مٹانے کے بجائے اسے مزید کئے جارہی تھی۔ ایک  
تجسس سا ہونے لگا تھا آخر جو ادب تک آیا کیوں نہیں ہے۔ وہ تو بہت بے چین تھا اس لباس کے بابت دریافت کرنے  
کا لیکن پھر وہ کیوں نہیں آیا؟ پر سوچ شکنیں ماتھے پر نمایاں تھیں۔

"دیکھ کے آتی ہوں"۔ لپسٹک رکھ کے وہ رینگ کے پاس کھڑی چورنگاہ سے جو اد کو دیکھ رہی تھی جسکارخ غالباً  
کمرے کی جانب ہی تھا۔

بالوں کو سیٹ کر کے پھر سے آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی، آہٹ محسوس ہوتے ہی برش اٹھا کے بالوں میں کرنے کا  
عمل جاری کیا۔

"تم سے مل کے میں نے جانا، عشق کیا جنوں ہے کیا۔

بھول بیٹھا سب کچھ میں تو، دن کیارات کیا۔

چاہت میں۔۔۔۔۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ اپنی سریلی آواز میں بہت ہی دلکش سے گانے کے بول گنگنار ہی تھی۔ جو اداسکے بدلے سے انداز پر ششدر تھا۔ کمرے میں آتے ہی دروازہ لاک کر کے اسکے سائڈ سے ٹیک لگاتا تھا باندھے رکھا بہت انہماک سے اسکا جائزہ لے رہا تھا۔

"خالی سلام دعا ملاقات میں، چہرے کی رنگت بدل رہی ہے تیری صحبت میں۔" یہ سطر خاص اس نے جواد کی موجودگی کے لئے رکھی تھی لیکن وہ تو جیسے سنتے ساتھ ہی سر جھٹک کے صوفے پر براجمان ہوا۔

"یہ پوچھ کیوں نہیں رہا مجھ سے؟؟؟ بلوشن درست کرتے اس نے چڑ کے سوچا۔

"سارامیکپ کر لیا اب کیا کروں؟؟ وہ آئینے سے جواد کا عکس تکتی پر سوچ نظروں سے اپنا اگلانچہ عمل ترتیب دے رہی تھی۔ جواد کو مزے سے بیٹھا دیکھ وہ تپ رہی تھی اور فوراً سے پہلے تن فن کرتی اسکے سر پر کھڑی ہوئی۔

"تویوں ہی تم مجھے ممی کے گھر چھوڑنے گئے تھے ناتاکہ تمہاری دوست گھر آ سکے۔" اسکے لفظوں میں صاف غصہ، جلن اور تجسس صاف واضح تھا۔

"میں تو تب تب جاتا ہوں جب جب آپ مجھے کہتی ہیں! نیا کیا ہے؟؟؟ وہ نظریں موبائل سے اٹھاتا فرصت سے سادگی سے جواب دیکے موبائل میں مصروف ہوا۔

"جواد میں تم سے بات کر رہی ہوں اور جب میں بات کرتی ہوں مجھے نہیں پسند تم موبائل وغیرہ دیکھو۔" وہ دبی دبی آواز میں غرائی تھی۔ جواد نے سنجیدگی سے اسے دیکھا اور موبائل سائڈ رکھتا اسکے مقابل کھڑا ہوا۔ اسکا آتش روپ اس پر بے خودی کی کیفیت طاری کر رہا تھا۔ یوں جیسے وہ بھٹکتے بھٹکتے سمنبھل گیا۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ حکم نہیں کرتیں بندہ ناچیز آپ کو دیکھتے شب گزار دے"۔ وہ قناعت پسندی کا مظاہرہ کر گیا تھا جو اد کی لودیتی نظروں سے وہ نجل سی ہوئی تھی۔

"اتنے بن سنور کے اپنا دیدار نہیں کروایا کریں میں نرم سادل رکھنے والا بندہ اللہ کو پیارا بھی ہو سکتا ہوں"۔ جو اد نے اسکی کلائی تھامی۔ چار چوڑیاں بھی ہاتھوں میں کھنکنتیں اسے اپنا رقیب معلوم ہو رہی تھیں۔

"جو اد!!" تکبیر کا انداز تبدیل ہوا تھا بات ظاہری تھی اسکی یہ بے وقوفانہ باتیں اسے کسی طور پسند نہیں آتی تھیں۔ "سادہ سا بندہ بشر ہوں محبوب بیوی کے عنابی لبوں سے اپنا نام سنتے ہی ہواؤں میں اڑھنے لگتا ہوں"۔ وہ سنجیدہ تھا یا پر شوخ! تکبیر نہیں سمجھ پائی۔ اسکا انداز کیوں بدلہ ہوا تھا؟؟ اسے اس چیز سے بھی اعتراضات تھے۔ ساری شک کی سوئیاں سارہ پر ا کے اٹکی تھیں غالباً وہ کچھ دیر پہلے وہیں سے آیا تھا۔

"آہ تکبیر!! اس کو دیکھ کے کھو نہیں جانا"۔ دھیرے سے اس کے ہاتھ سے ہاتھ نکالتی وہ خود کو ہی مشورہ دے رہی تھی۔

"میرے خیال میں تمہیں 'محبوب بیوی' کہنا شعبہ نہیں دیتا! محبوب بیوی میں تو نہیں لیکن ہاں بنانے کی مکمل تگ و دو میں لگے پڑے ضرور ہو"۔ وہ واضح طنز کر رہی تھی۔ جو اد نے پھر سے اسکی کلائیوں کو تھاما اور بال پیچھے کی جانب کئے۔

"آپ اتنا منفی کیوں سوچتی ہیں؟ جب نہ تو کوئی ثبوت ہو اور نہ سچائی پر ایمان"۔ جو اد کے سوال پر وہ ایسے دیکھتی ہی رہ گئی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم میرے ساتھ یہ سب ڈرامہ اسی لئے کر رہے ہونا تاکہ میں بے وقوف بنی رہوں اور تم شادی کر کے سارہ کے ساتھ فرار ہو جاؤ۔" اس نے اپنے تئیں تکیہ لگایا تھا یا یوں کہو خدشات کا اظہار تھا۔

"جس طرح چڑیل کبھی پیچھا نہیں چھوڑتی اسی طرح آپ بھی نہیں چھوڑیں گی۔" اس نے سر کو ہلاتے بہت لاڈ سے اپنی بات گوش گزار کی تھی۔

"جانتی ہوں تم مجھے بھولی سمجھتے ہو! اور یہی چاہتے ہونا کہ میں تمہاری زندگی سے نکل جاؤں تو کر دو مجھے آزاد پھر کر لینا خوشی سے شادی! تمہیں۔" وہ مزید کچھ کہنے لگی تھی جو اد نے خود کی جانب کھینچتے اپنے قریب تر کیا وہیں اسے اپنی لفظوں کی سنگینی کا احساس ہوا تھا۔ اس کا سجا سنورا روپ اس کے دل کے تار چھیڑ دینے کے درپے تھا۔ جو اد کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا لیکن وہ ضبط سے مٹھیاں بھینجتا رہ گیا۔

"اس محبت کی اکلوتی وارث آپ ہیں جس کے لئے میں نے اپنی انا تک قربان کی ہے! آپ سوچ سمجھ لیا کریں تکبیر میں بار بار آگاہ نہیں کرونگا۔ آپ کو میرے لہجے سے چوٹ پہنچے مجھے کسی صورت یہ قبول نہیں ہوگا۔" وہ نرمی سے کہہ رہا تھا لیکن تنبیہ کرنے کے ساتھ لبوں کی سختی تکبیر محسوس کر سکتی تھی۔

"جھوٹ! سب جھوٹ۔" اس کے سینے پر اپنا نازک سے ہاتھ رکھے وہ ہذیانی انداز میں چلائی۔

دور تو ہٹنا چاہتی تھی لیکن وہ جو اد کو اشتعال میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس کے ہاتھ کا زخم اب بھی گہرا تھا جس سے وقفے وقفے سے خون بھی رستا تھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں سانولے رنگت کی ہوں! کالی پیلی سی، تمہیں خوبصورتی نے متاثر کیا تو تم اسکے ہی ہو کے رہ گئے!! میں نہیں ہوں خوبصورت لیکن میری محبت کا یہ صلہ ملے گا مجھے"؟؟ اسکی آواز گہری کھائی سے آتی معلوم ہوئی تھی۔ جواد سر پیٹ کے رہ گیا۔

"یہی الزام رہ گیا تھا! آپ نے لگا دیا چھا کیا"۔ ساری شوخی بالائے طاق رکھتا وہ شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"جاہل ہونگے وہ لوگ جو سب کچھ رنگ روپ کی بنیاد پر کرتے ہیں! پہلے بھی قبول تھیں اور جب جھریاں، چھائیاں ہو جائیں گی تو بھی سر آنکھوں پر رہیں گی۔ نحیف سا ہاتھ لبوں سے لگاتنا ثابت کر دو نگاہ ساتھ مرتے دم تک کا ہے۔ حسن آج ہے کل ڈھل جائے گا!! آپکی جھریوں زرا جلد پر پیار نچھا ورنہ کر دوں تو بھول جائیے گا کوئی جواد بھی بھولے بھٹکے آپکی زندگی میں آیا تھا"۔ وہ بے بس سا ہوتا خفگی کا اظہار کرتا رخ موڑ گیا۔

"مجھے نہیں ہو رہا یقین تمہاری ان باتوں پر! سچ تو یہ ہے تم مجھے گمراہ کرتے آرہے ہو، مجھ میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس کی بنیاد پر تم مجھ سے محبت کرو۔ میں عام سی لڑکی ہوں سادہ سی اور ملال تو مجھے اس بات کا ہے پانچ سال رہتے ہوئے بھی میں وہ جگہ نہیں بنا پائی جو سارہ کی تمہارے دل میں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو تم مجھے 'تم' کر کے مخاطب کرتے جس طرح تم سارہ کو کرتے ہو لیکن تم نے آج مجھے 'تم' کر کے مخاطب نہیں کیا"۔ وہ کہہ رہی تھی جواد کا اشتعال بڑھتا جا رہا تھا۔ غم و غصے سے اسکی آنکھوں میں وحشت در آئی تھی۔ بار بار سارہ کا نام سنتے وہ تنک گیا تھا جبکہ وہ توانکے درمیان تھی نہیں۔ مسلسل بالوں میں چلتا ہاتھ اسکی باتوں پر تھا لیکن پھر اس نے عمل جاری رکھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم نے کبھی مجھے نہیں کہا کہ تکبیر آپ مجھے بھی وہی عزت دیا کریں جیسی میں آپ کو دیتا ہوں! زبردستی کا رشتہ تھا ناں۔ عزت ملی ٹھیک نہیں تو کوئی مسئلہ نہیں، جھیلنا تو ہے تو پھر ایسی ہی ٹھیک۔"

جواد کا ضبط جواب دے چکا تھا۔ لہو رنگ آنکھوں سے وہ اسے دیکھتا رہا اور پھر اسکی سوچ پر ماتم کرتا موبائل اٹھا کے پھر سے صوفے پر بیٹھ گیا اور تکبیر وہ تو اسکی بات سنتے ہی ساکت کھڑی رہی۔

"رشتے سے بیزار آپ لگ رہی ہیں مجھے! عمل اور لہجے سب کچھ بتا دیتے ہیں اور وہی سب مجھے آپ میں نظر آ رہا ہے! شاید آپ تعبیر کی ذمہ داری اٹھانا ہی نہیں چاہتیں۔ اور میری! وہ تو آپ اٹھاتی ہی نہیں ہیں۔"

تکبیر کافی دیر تو خاموش رہی لیکن پھر دھیرے سے قدم اٹھاتی جواد کے پہلو میں ہی بیٹھ گئی۔ ان دنوں بہت ہی عجیب سی کیفیت نے اسے اپنے شکنجے میں جکڑا ہوا تھا دل کی حالت پر بے بس ہوتی پریشان بھی تھی اور ساتھ اداس بھی۔ جواد نے کوئی تاثر ظاہر نہیں کیا وہ ہنوز بغیر حرکت کئے اپنے کام میں مصروف تھا۔

"کل کو اگر میں بھی اپنے دوستوں کو لاؤں تو تمہیں کیسا محسوس ہوگا؟ میں چاہتی ہوں تم سارہ کا اس' بھی بھول جاؤ! خود تو ملتے ہی ہو اور تعبیر کو بھی اس سے ملواتے ہو۔ کیا یہ بھی دوستی ہے؟؟؟" چہرے پر ڈھیروں معصومیت سجائے وہ سوالات کا تبادلہ کرتی دو ٹوک فیصلہ سنا گئی۔ جواد نے ایک نظر اسے دیکھا اور پیشانی مسلتا اٹھ کھڑا ہوا۔



## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں آپ کے حکم پر اتنا تو سر کو خم نہیں کر سکتا۔ کبھی کبھی کی حکم عدولی بھی صحت کے لئے کارگر ثابت ہوتی ہے! میرے اور سارہ کے درمیان کچھ بھی نہیں ہے اور اگر ہوتا بھی تو کسی کی جرات نہیں ہے مجھے روک بھی سکے۔ میرے دل میں چور ہوتا تو نہ تو میں مسجور رکھتا اور نہ آپ کا تعارف کرواتا۔ رہی بات تعبیر کی وہ اس سے ملنا چاہتی تھی جی میں نے ملوایا تھا۔ آپ نے اسکو میری بہن بنادیا تعبیر کی پھپھو بنادیا مزید کونسی بات آپ کو اتنا بدگمان کر رہی ہے؟؟؟ وہ سہی معنوں میں تنگ آگیا تھا۔ ایک ہی رٹی رٹائی بات اسکے حواسوں پر چھاتی غصہ نکالنے پر بھی مجبور کر رہی تھی۔ آخر کب تک وہ صبر سے کام لیتا؟

"تم اس سے دوستی توڑ دو، اسے ہلاک کر دو اور سم تبدیل کر لو۔" وہ جنونیت کا خول چڑھا گئی تھی۔

"تکبیر فارگا ڈسک یا رکیپ کوائٹ۔" وہ چڑکے بولا۔

"صاف کہو تمہیں اب مجھ میں ایسا کچھ دکھتا نہیں ہے جو سارہ میں ہے پھر وہ تمہیں پسند کرتی ہے اچھی خاصی جوڑی بنے گی۔" تکبیر تو جیسے کچھ سننے کے موڈ میں ہی نہیں تھی۔ ایک عجیب سی دھن سنوار تھی جس سے وہ خود کو بھی دکھ پہنچا رہی تھی اور جواد تو پہلے سے ہی اذیت میں مبتلا تھا۔ اس نے گہری سانس خارج کی اور ہیٹر آف کرتا اے سی کا ٹیمپرچر بڑھانے لگا۔ اس سرد موسم میں 18 ڈگری ٹیمپرچر کوئی پاگل ہی بڑھا سکتا تھا اور حقیقتاً وہ اس وقت پاگل ہی لگ تھا۔ نہ جانے کیوں وہ اس حد تک حساس ہو جاتی تھی کہ آنکھوں میں وحشت کے ساتھ جنون اور دیوانگی تک دکھنے لگتی تھی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ نے مجھے اس حد تک بزار کر دیا ہے کہ میں تنگ آچکا ہوں حتیٰ کہ اپنے آپ سے ہی۔ میرا دل ہی نہیں کرتا میں اس گھر میں آؤں اور پھر اپنے کمرے میں اپنی موجودگی ظاہر کروں! جہاں آپ کی مسکراتی شکل میری پریشانیوں کو کم کرنے کا ہنر رکھتی تھی وہیں میں گریز برتنا ہوں آپ کے آنے سے بھی! میں اکتا گیا ہوں تکبیر سارہ، سارہ کا نام سن کے۔ سارہ میری بہن جیسی نہیں میری ماں ہے اب خوش؟" دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑتا جو اد سلگتے لہجے میں بولا۔ تکبیر کے چہرے پر تاریکی کے سائے لہرائے۔ بے یقینی ہی بے یقینی تھی، اسے اپنے سارے جواب مل گئے تھے لیکن بے ساختہ ہی پلکیں نم ہوئیں۔

جواد نے اسے دیکھا وہ نظریں جھکائے کھڑی آنسوں بہا رہی تھی اور یہیں آ کے وہ خود کو اس حد تک مجبور اور بے بس محسوس کر رہا تھا جو شاید ہی اس نے کیا ہوگا۔ وہ آتش فشاں بننا لبوں کو بھیج گیا۔

"مردوں کو دوسری شادی پر آپ جیسی خاتون اکساتی ہیں! میرے دل میں ایسی کوئی بات نہیں بھی ہوگی تو میں کرنے کا سوچ ضرور سکتا ہوں۔ المیہ ہے انسان پر جیسی تہمتیں لگائی جاتی ہیں وہ بضد ہوتا ان ہی الزامات کو سچ کر کے دکھاتا ہے۔" وہ کرب زدہ سا مسکرایا۔ اس کا مستحکم لہجہ اور سرد آواز تکبیر کو چونکا گی تھی وہ صدمے سے گنگ کھڑی رہی پھر بیٹھتی چلی گئی۔

"تو تم دوستی نہیں توڑو گے؟؟؟" نا جانے اس نے کس مان سے استفسار کیا تھا جو اد کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔ شدت گریہ کے باعث آنکھوں میں ہلکی سی سوجن در آئی تھی اس نے گہری نظروں سے تکبیر کا جائزہ لیا تھا۔ گہرے ہوتے

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

سکوت کو توڑتے اسکی روندھی آواز گونجی تو ماحول میں ارتعاش سا پیدا ہوا۔ جبکہ دوسری جانب وہ اپنا چکر اتنا سر تھامتا جس انداز میں اسے دیکھ رہا تھا صاف واضح تھا وہ اب عاجز آچکا ہے۔

پچھلے کچھ دنوں میں جو اد جہاں تک وضاحت دے سکتا تھا اپنی جانب دے چکا تھا لیکن مزید ایک ہی بات کانوں کے پردوں سے ٹکراتی بیزاریت میں اہم کردار ادا کر رہی تھی۔

"نہیں توڑوں گا"۔ بلا آخر وہ مکمل زچ ہوتا ایک ہی رٹ سے تنگ آچکا تھا۔ ہٹ دھرمی کا سہارا لیتے وہ تنگ کے گویا ہوا تھا جبکہ تکبیر نے سرخ رنگ جھکی آنکھیں اٹھائیں ایک خون اور جنون سا اثر آیا۔

"یعنی پھر میری تو کوئی اہمیت نہیں ہوئی تمہاری زندگی میں"۔ آنکھوں میں ویرانی لئے ایک تاسف سی نگاہ سامنے شاہانہ مرد پر ڈالی جو خود بھی حقیقتاً بہت سوگوار نظر آ رہا تھا۔ اس نے ملا متی انداز میں قدرے حیرانی سے استفسار کیا۔ "یعنی پھر بھروسہ نہیں ہے مجھ پر"۔ وہ بھی اسے کے انداز میں گویا ہوا۔ دونوں اپنی اپنی ضد میں اڑے تھے ایک انا کی جنگ تھی جس میں دونوں ہی جھکنے کو تیار نہیں تھے۔

"ایک بات یاد رکھنا میری، اگر میرے ساتھ تم دھوکے کی سازش کر رہے ہو تو ساری زندگی اپنی شکل دکھانے سے ترسنا ونگی تم بھول جاؤ گے کوئی مجھ جیسی لڑکی بھی تمہاری زندگی میں آئے تھی"۔ اس نے پھر سے جواد کے سینے میں وار کیا تھا۔ وہ بے بسی سے کھڑا تھا جبکہ موبائل کی گھنٹی بجتے ہی دونوں کی نظریں آپس میں ٹکرائیں، آنکھوں ہی آنکھوں کا تصادم ہوا تو بے ساختہ وہ نظریں پھیرنا کال ریسیو کر گیا۔

"Stop crying !! I'm coming".

Page 347 of 348

# مگر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

(رونابند کریں میں آ رہا ہوں)

عجلت میں موبائل پاکٹ میں ڈال کے گھبراہٹ کا شکار وہ گھڑی ہاتھ میں اٹھا کے ایک نظر دیکھے بغیر ہی کمرے سے نکل گیا تھا لیکن خود تو چلا گیا تھا لیکن جو وہ تکبیر کو سنانا چاہتا تھا اس میں کامیاب ٹھہرا تھا۔

"آپ جیسی نفسیاتی لڑکی سے شادی کرنے سے اچھا ہے بندہ ساری زندگی کنوارا مر جائے۔"

ذہن میں یکایک اسکے کہے جملے ہتھوڑے برسا رہے تھے اور بے ساختہ نظریں گھڑی پر ٹک سی گئیں جو 2 بجے کا ہندسہ بجا رہی تھیں اور کچھ دیر پہلے ہی وہ اسے کے پاس سے ہی آیا تھا۔



آنسوؤں متواتر سے بہہ رہے تھے وہ روتی نہیں تھی یا یوں کہو کسی نے اسے رونے کا موقع نہیں دیا تھا۔ حتیٰ کے شادی کے بعد بھی وہ بہت کم روتی نظر آتی تھی۔ اسکے چہرے پر سوگواری چھائی تھی ذہن سوچوں میں جکڑا تھا لیکن اسے صرف یہ معلوم تھا وہ سارہ کے آنے کے بعد سے ہی بدل گیا ہے جبکہ جواد اپنی جناب کوئی کوتاہی نہیں کرتا سب جانتے تھے لیکن پھر بھی وہ یہ سوچ کے روئے جا رہی تھی آج جواد مکمل طور پر وہ اس سے پریشان آ گیا تھا۔

"وہ کیوں تھی حساس؟؟؟ آنسوؤں صاف کئے وہ آئینے کے سامنے گھڑی ہوئی۔ سوال اپنے نقوش کو چھوتے خود سے کیا تھا لیکن جواب تلاش کرنے میں وہ ناکام ٹھہری تھی۔ رونا ترک کر چکی تھی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ جھولے پر ہی بیٹھ گئی۔"





## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مجھے آپکے برتاؤ، آپکے رہن سہن سے مسئلہ ہے! پہلے تبدیل کر لیں پھر میں دل سے شادی کے لئے رضامند ہو جاؤں گا۔" وہ جواد کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتی تھی لیکن سوال اسکی شخصیت کے ارد گرد ہی گھوم رہا تھا۔ شادی سے پہلے کی باتوں کو سوچتی وہ پھر سے اداس سی ہوئی تھی۔

"جواد؟؟؟" جواد فاصلہ قائم کئے کھڑا تھا، زیر لب تکبیر نے اسکا نام دہرایا اور جھولے سے پشت ٹکا گی۔ جواد قریب آچکا تھا وہ اسے دیکھ رہی اور دیکھتے دیکھتے منظر سے ہٹ گئی تھی۔ اسکے چہرے پر نظریں تو مرکوز تھیں اور سارا دھیان اسکی باتوں پر تھا۔ وہ جواد کو دیکھتے بہت شدت سے رونے لگی تھی۔

"اس طرح سرد موسم میں یہاں بیٹھنے کا کیا جواز؟؟؟" جھولے کی دوسری طرف سر ٹکائے بنا کوئی بھی گرم شال اوڑھے وہ ہنوز اسی طرح بیٹھی تھی جیسے کچھ دیر پہلے کمرے سے نکلی تھی۔ اتنی شدت سے روتا جواد نے اسے پہلی بار دیکھا تھا جس کی روتے ہوئے ہچکیاں بندھ گئی تھی اور وہیں ہچکیاں اسکے کانوں میں سیسہ انڈیلیتی مزید دکھ میں مبتلا کر رہی تھیں جبکہ وہ بغیر کچھ بولے صرف رونے میں مگن تھی کیا اس نے اس حد تک اسکی باتوں کو دل پے لے لیا تھا کہ ایک نظر بھی دیکھنا گوارا نہیں کیا۔ ماحول میں خنکی بڑھتی جا رہی تھی اور دھن کا احساس بھی دسمبر کی ٹھٹھرتی سردی کا چینخ کے پتادے رہی تھی۔

"رو کے مجھے بھی اذیت سے دوچار کر رہی ہیں اور خود تو کتنی ہلکان ہو گی ہیں نظر آرہا ہے۔" اسکی سرخ رنگ آنکھوں کو یک ٹک دیکھے وہ خفیف سا طنز کر گیا اور بغیر فاصلہ قائم کئے جھولے پر اسکے پہلو میں ہی بیٹھ گیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مجھے نہیں اندازہ تھا کہ میرا کہا صرف ایک جملا آپ کو یوں لہو لہان کر جائے گا۔" اتنا سب کچھ سننے کے بعد بھی وہ خود سے ہی معذرت کرنے چلا آیا تھا مگر اسکے برابر بیٹھی تکبیر کی گہری ہوتی سانسیں اسکے کانوں کے پردے سے ٹکرا رہی تھیں۔

"جان لینی تھی تو ایسے ہی حکم نامہ جاری کر دیتیں! خود کو تکلیف دینا یہ کس کتاب میں درج ہے۔" لہجے کو حتی الامکان نرم رکھتے اس نے پیار بھرے لہجے میں فکر مندی ظاہر کی لیکن بات تو جب تھی جب وہ کچھ سن کے رد عمل ظاہر کرتی۔ پتھر کی مورت بنے وہ منجمد سی تھی۔ جو اد نے اپنی ہی شال اسکی جانب بڑھاتے کاندھوں پر اڑائی لیکن اسکی پوزیشن میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا البتہ ہچکیوں کی آواز بند ہو چکی تھی۔

دس منٹ گزرے تھے ٹھنڈ کے باعث وہ ہڑبڑاہٹ میں اٹھی۔ جو اد تو کیا دور دور تک اسکا عکس بھی موجود نہیں تھا۔ وہ جملے وہ چادر کچھ نہیں تھا۔ وہ لب کاٹتی بازوؤں کو سہلانے لگی تھی گو کے سردی ہڈیوں میں گھستی محسوس ہو رہی تھی۔ آج تعبیر بھی نہیں تھی اور جو اد تو تھا ہی نہیں! نیند تو کوسوں دور تھی وہ کچن میں کچھ دیر کی مشقت کے بعد کافی بنانے کے اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہاں فسوں خیز سا منظر تھا اور اوپر سے کمرے کی اے سی کی ٹھنڈک اب تک ویسی ہی تھی۔ عجلت میں ہیٹر آن کرتی وہ کمرے سے نکل کے کھڑی رہی۔ سہی معنوں میں اسے سردی لگ رہی تھی کچھ دیر بعد کافی پی کے وہ کمفرٹر خود پر درست کرتی لیٹ گئی۔

"کیا کیا سوچتی رہتی ہوں میں بھی۔" تلخی سے سوچتی وہ ہنسی اور کروٹ بدل کے لیٹ گئی۔

"کیا اس نے کچھ بھی نہیں کہا؟" وہ اطراف کا جائزہ لیتی شش و پنج کا شکار تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیا وہ گھر میں نہیں ہے؟" اس نے اضطرابی سے سوچا۔

"لان میں، میں خواب دیکھ رہی تھی؟" آنکھیں موندے ذہن کے گھوڑے دوڑائے۔

"جب وہ تھا ہی نہیں تو میں روئی کیوں تھی؟؟" اس نے اپنی نم پلکوں کو انگلی کی پوروں سے چھورا۔

اسکی محبت میں روئی تھی! اسکے احساس پر روئی تھی۔ اسکی فکر مندی پر دل کی عجیب کیفیت ہوئی تھی! اسکا تصور تھا اور کچھ نہیں!!

جواد 9 بجے گھر میں داخل ہوا تھا تھکن کے آثار اس کے چہرے پر صاف واضح تھے۔ شرٹ پر بے شمار شکنیں موجود تھیں جو اسکی باگ ڈور کا پتا دے رہی تھیں۔ تکبیر کی جگہ کوئی بھی دیکھتا باآسانی سمجھ جاتا یقیناً وہ کوئی محنت والا کام انجام دے کے خواری کر کے لوٹا ہے لیکن جس کی محبت کے ساتھ ہمدردی چاہیے تھی وہ اسکا بھی روادار نہیں تھا۔ تکبیر کی کڑوی کیسلی باتیں برداشت کرتے اسے پندرہ دن گزر چکے تھے لیکن معاملہ اب خراب ہوتا جا رہا تھا اگر تکبیر کسی کی نہیں سنتی تھی تو ضدی جواد بھی تھا۔ وہ بھی ذہن میں سب کچھ ترتیب دیئے بیٹھا تھا کردار کی صفائی نہیں دینی تو مطلب وہ نہیں دیتا۔

کمفرٹر میں خود کو چھپائے وہ دہکی ہوئی سوری تھی جواد چیلنج کر کے صوفے پر ہی تھکا ہارہ سا آنکھیں موند گیا۔ ان پندرہ دنوں میں وہ بامشکل ہی چند دن بہت مختصر نیند سویا تھا اور کچھ دن سے تو تکبیر نے وہ بھی اس پر حرام کر دی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

خمار زدہ سی آنکھیں کبھی تکبیر کو دیکھتیں تو کبھی اپنے ہاتھ کو۔ آج اسی زخم پر دوبارہ اسکے چوٹ لگی تھی اور درد کی شدت سے ٹیسس بھی اٹھ رہی تھیں۔ اپنی پرواہ ہوتی تو شاید وہ بینڈج کروا بھی لیتا لیکن اسے کسی سے کوئی غرض نہیں تھی سوچپ چاپ بیٹھا رہا۔



"صفاٹائی لے آئیں جلدی اور خود بھی جلدی ریڈی ہو جائیں"۔ پرفیوم خود پر چھڑکتا وہ رخ موڑے صفا سے مخاطب تھا جو ٹکٹکی باندھے بنا اسکی باتوں پر کان دھرے تکی جا رہی تھی۔

"بیگم دل میں اتارنا ہے تو غریب کو بھی یہ شرف بخشیں اور زرا پاس تو آئیں"۔ اسکی پر شوخ آواز سے وہ چونکی۔  
"ہی ہیں کیا؟؟ فوراً سے رخ پھیرا تھا گویا چوری پکڑی گی ہو۔

"اس دیدارِ یار کا لطف اٹھانا ہے مکھڑا سامنے تو کریں"۔ وہ بھی اسے دیکھتا لفظوں پر زور دیتا بولا۔

"تم تو صدا کے چھچھورے رہنا"۔ وہ ملامت کرتی مصنوعی تنک کے گویا گوی۔

"میٹھی تو ہو لیکن کیا نیم شیم چباتی ہو؟ جو لہجہ لٹ مارا ہے! جب دیکھو کاٹنے کو دوڑتی ہیں"۔ اسکے زو معنی انداز پر وہ سرخ ہوتی جھینب سی گی۔

"تم کام بولونا کیا ہے؟ فضول میں شوخے ہو رہے"۔ نظریں چرائے ہی بات گوش گزار کی تھی۔ مردانہ پرفیوم کی اسٹرونگ خوشبو اسکے حواس معطل کر رہی تھی اور اوپر سے اسکی آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر۔ اف!!  
وہ غیر مرنی نقطے کو گھورتی نجل ہوتی ہوئی ہمکلام ہوئی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ٹھیک ہے نہیں ہوتا! ٹائی تولائیں"۔ اب کی وہ زرا سنجیدہ ہوا تھا۔ صفا ٹائی لا کے ایڑھیوں کے بل اٹھتی اسکی ٹائی باندھنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ ایک طرح سے یہ پہلی محبت بھری صبح تھی جس پر شاہ رخ حیران تھا۔ محبت تو دونوں کو ہی تھی لیکن صبح شام انکی لڑائی زیادہ ہوتی تھی۔

"آپ سے نہیں ہو گا یہ مشکل کام ہے"۔ اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتا وہ نرم سے لہجے میں اسے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ صفا کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ تو واضح تھی لیکن آج وہ خود ہی یہ کام کرے گی وہ طے کر چکی تھی۔

"میں کر لوں گی"۔ دھیرے سے منمناتی وہ سر توڑ کوشش کرنے میں مصروف تھی۔

شاہ رخ اس کے شانے کو بازو کے حلقے میں لیتا خود سے قریب تر کر گیا۔ صفا کی سانسیں خلاف معمول تیزی سے چلنا شروع ہوئی تھیں۔ شاہ رخ کی پر تپش نگاہیں خود پر محسوس کرتی وہ کنفیوژ سی ہوئی۔ یہ شخص صرف دیکھنے پر ہی ساری ہمت کر دیتا تھا اسکی چاہت کا تو پھر کوئی ثانی ہی نہ ہوا۔

جس طرح اس نے یوٹیوب پے سیکھی تھی سب کچھ زہن سے نکل گیا تھا۔ صرف ٹائی اسکی گردن میں ڈالے وہ ذہن کے گھوڑے دوڑا رہی تھی جبکہ اسکی کاوش پر وہ مطمئن سا کھڑا تھا ہاں اسکی جدوجہد شاہ رخ سے مخفی نہ رہ سکی تھی۔

"بیگم کیا میں شام تک یہی کھڑا رہوں گا؟" تا بعد اری سے اسکے گال لبوں سے چھوتا وہ شرارتا بولا۔

"تم دور تو ہٹو پھر کرتی ہوں نا میں"۔ صفا نے بیچارگی کا اظہار کیا۔ شاہ رخ کا مبہم سا قہقہہ گونجا۔

"آپ جیسی لڑکی سے تو مجھے بالکل توقع نہیں ہے کہ وہ یہ کام کر سکے گی! اگلی بار آئیے گا"۔ وہ استہزاء یہ ہنسا۔ صفا جل بھن سی گی۔ کتنی دیر صلاواتیں خود کو سنائی تھیں اور اپنی کم علمی پر لعنت بھی بھیج دی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم نے کیا ہے یہ سب! اچھا خاصا میں مکمل تیاری سے آئی تھی تم نے میرا دھیان بھٹکا دیا۔" وہ خفا سی ہوئی تھی اور بلا کی معصومیت چہرے پر سجاتی وہ شاہ رخ کو دیوانہ بنا گئی۔

"ہٹو میں جا رہی ہوں۔" وہ روٹھ گئی تھی۔ شاہ رخ نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے لبوں پر انگلی رکھے خاموش رہنے کی تنبیہ کی۔

"نیاروپ نئے طریقے سے جان لے گا میری! بندہ بھی آپکا اور اسکی چیزیں بھی۔ فرصت سے کوشش کریئے گا میں چوبیس گھنٹے آپکی خدمت میں حاضر رہوں گا! اس میں اتنا خفا ہونا کی کیا ضرورت ہے۔" اسکے بالوں میں منہ چھپاتا وہ دیوانگی لئے بولا۔ صفا بے بس سی ہوئی تھی۔ اسکے ہاتھوں کا سرد پن شاہ رخ سے مخفی نہ رہ سکا تھا۔ وہ کمزور سی مزاحمت کرتی دور ہونے کی ادنیٰ سی کوشش کر رہی تھی۔ شاہ رخ گرفت مضبوط کرتا شانے اچکا گیا۔

دروازہ ناک ہوا اور دونوں سرعت سے دور ہٹے۔ ریشم تھی جس نے ڈائمنگ ٹیبل پر پہنچنے کی اطلاع دی تھی۔ شاہ رخ تو سخت بد مزہ ہوا جبکہ صفا قہقہہ لگاتی واڈروب کی جانب بڑھ گئی۔ کپڑے نکال کے وہ مڑی ہی تھی شاہ رخ دوڑتا ہوا اسکے پکڑنا چاہتا تھا لیکن وہ جھٹ سے واشروم میں گھس گئی۔

"ہائے یہ بھی غریب نے خود ہی کرنا ہے۔" گہری سانس خارج کرتا وہ رنجیدگی سے بڑبڑایا اور کمرے سے نکل کے اپنی مخصوص نشست پر بیٹھتا وہ شاہ میر کو بڑی دلچسپی سے تک رہا تھا وجہ اسکا ناشتہ تھا جو معمول سے ہٹ کے تھا۔

"بیچارے کے بھی دن بدل گئے۔" وہ بلند آواز میں تمسخرانہ انداز میں مسکرایا۔

"منہ بند رکھ لے تو اپنا۔" شاہ میر نک سک سا تیار جل کے بولا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

فرحت آپا اور فاروق صاحب انکی روز کی ہوتی نوک جھونک سے مزالیتے کھانے میں مصروف تھے انکے درمیان ہوتی گفتگو میں کوئی شریک نہیں تھا غالباً انکا موضوع شزا ہی تھی۔ فرحت آپا فاروق صاحب کے ساتھ ایک ڈیڑھ ہفتہ پہلے اسلام آباد سے ہو کے آئی تھیں اور اب کچھ دنوں سے انہیں شیراز اور تحریم کی یاد ستارہی تھی۔

مروا اور شاہ میر کے درمیان ہوئی رنجشیں اختتام کو پہنچی تھی اور اب زرا سی خوشی اور سکھ کی قربت دونوں کے چہرے پر الوہی سی چمک بکھیر رہی تھی۔ آج کے بعد سے ہی شاہ میر کے سارے امتحان ختم ہو چکے تھے اور اسی خوشی میں مروا نے اپنے ہاتھوں کا جادو چلایا تھا اور شاہ میر کو اسکا من پسند ناشتہ تیار کر کے اسکے سامنے پیش کیا تھا۔ ہر لقمے پر اسکی تعریفوں کے پل باندھتا شاہ میر بہت ہی پر لطف تھا۔ وقفے وقفے سے شاہ رخ نے اسے بتایا تھا لیکن شاہ میر نے بھی سہی اسکی درگت بنائی تھی۔

"صفا شاہ میر کو اور اسمارٹ ہونا چاہیے تھا نا؟؟؟ شاہ رخ نے اپنے پہلو میں بیٹھی صفا کو مخاطب کیا جس نے زوردار کہنی اسے ماری۔

"شاہ میر اسمارٹ ہی ہے اور ایٹ لیسٹ تم سے تو ہینڈ سم ہی ہے۔" یہی سننے کی دیر تھی شاہ میر تو چوڑا ہوا جبکہ شاہ رخ صفا کو گھورے جا رہا تھا۔

"اب کھامت جا یو بھائی کو" شاہ میر نے بدلہ اتارنا چاہا۔

"تیرا دل رکھنے کے لئے کہہ رہی ہے میری بیوی ورنہ مجھ سے اچھا تو انہیں کوئی نہیں لگتا۔" اپنی جانب سے من گھڑت کہانی بنانا وہ جیسے پر سکون سا ہوا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"شاہ رخ متفق ہونا؟ یا کہیں خواب دیکھ رہے؟" مروانے مسکراہٹ ضبط کرتے پوچھا۔ مزید وہ اپنی بات جاری کرتے تعبیر آنکھیں مسلّتی فاروق صاحب کے پاس چلی آئی تھی۔

"مجھے اتیلا چھول (چھوڑ) دیا؟؟؟" فاروق صاحب کی جانب بائیں پھیلائے وہ انکی گود میں چڑھنے کے لئے بے قرار ہوئی۔ وہ اسے گود میں اٹھائے اسکے بالوں کو چومتے مسکرائے۔

"آپ سو رہی تھیں نا! میں کیسے اٹھاتا آپ کو؟؟؟" وہ اسکی ناک کھینچتے ہوئے بولے۔

"میں نالاج ہوں آپ سے اول میں داد دوتے پاس جالسی (جاری) ہوں۔" خفگی سے منہ پھلائے کھلے عام ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔

"آپ مجھے چھوڑ کے جاؤ گی میں رونے لگ جاؤنگا۔" وہ بھی اسی کے انداز میں بولے۔ انکی جان تو تعبیر میں ہی اٹکی ہوئی تھی اسکے حکم کی تکمیل کرتے وہ کچھ بھی کر جاتے تھے۔

"اچھا میں نہیں جاؤنگی۔" انکی گود سے اٹھ کے وہ گال سے گال ملائی انکے کاندھوں پر ہاتھ رکھے کھڑی رہی۔

"میلے ساتھ تنچے تھلیں دے پھل؟؟؟ آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے استفسار کیا۔

"پتنگ بھی اڑائیں گے۔" فرحت آپانے بچ میں لقمہ دیا۔

"سچی؟؟؟ تعبیر کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

"مچی۔" یک لفظی جواب دیتیں وہ ساری الجھنیں سلجھا گئیں۔ سارے کھیل کھیلونے بعد میں آتے تھے لیکن اسکی سوئی کنچوں اور پتنگ میں اٹکی ہوئی تھی۔



## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میر کو وش کیا انکی برتھ ڈے ہے آج۔" شاہ رخ کرسی سے اٹھتا اسکو گود میں اٹھاتا برتھ ڈے کے متعلق استفسار کرنے لگا۔

"میر ٹیل ہم، میں نے وش تیا تھا آپ تو۔" اس نے شاہ میر کو بھی بیچ میں گھسیٹا۔  
"ہاں مجھے تعبیر وش کر چکی ہے۔" شاہ میر نے اسکی حکم کی تابعداری کی۔  
"لا لا آج ہم تہاں جائیں دے (گے)؟" اسکے گال پکڑتی وہ تجسس سے پوچھنے لگی۔  
"آج کیوں جائینگے؟" وہ انجان بنا تھا۔

"بیرتی برتھ ڈے تھی ہم دئے تھے (گئے)، ملواتی برتھ ڈے تھی ہم دئے تھے، دادا اور دیدی (ڈیڈی) کی اپنی ولسری (اپنی ورسری تھی) تھی ہم گئے تھے تو میرتی پیپی میں بھی جائیں دے نا۔" اتنی تفصیل وضاحت پیش کرتی وہ چڑگی تھی۔ شاہ رخ کے بالوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتی وہ سب کو ہنسنے پر مجبور کر گئی۔

"جائیں گے بیٹا! آپ فریش ہو اور بریک فاسٹ کرو آ کے۔" صفا سے اٹھاتی فریش ہونے لے گی تھی۔  
تعبیر کو ناشتہ کروا کے فاروق صاحب اور شاہ میر آفس کے لئے نکل گئے تھے جبکہ شاہ رخ صفا کو لیکے یونیورسٹی گیا تھا۔ شادی کے باعث وہ یونیورسٹی تو نہیں جاسکی تھی لیکن امتحان دینا چاہتی تھی اور اسی سلسلے میں وہ وہاں جا کے صورتحال جان کے پیپرز کی تیاری اور ڈیٹ شیٹ وغیرہ معلوم کرنے کی تھی۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر صفامروا کے ساتھ ڈرائنگ روم میں براجمان تھی جبکہ تعبیر اپنے ہی کھیل میں بہت مصروف نظر آرہی تھی۔ یکدم اسکی نظریں لاؤنچ میں آتے جواد پر ٹھہر سی گئیں وہ لش پیش ساتیار تکبیر کو اپنے سحر میں جکڑ گیا لیکن جیسی اسکی نظر جواد کے پہلو میں کھڑی سارہ پر پڑی وہ چکرا کے رہ گئی۔ جواد اور سارہ قدم قدم چلتے تکبیر کے نزدیک آن کھڑے ہوئے۔

"تکبیر میں سارہ سے شادی کر چکا ہوں! یہ میری بیوی ہے اور آپ کو اسکی عزت کرنی ہے، ایک دن آپ کے ساتھ جبکہ باقی کے دن سارہ کے ساتھ رہوں گا۔ آپ چاہتی ہیں تو یہاں رہ لیں نہیں تو ممانی کے گھر چلی جائیں جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔" سارہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے وہ قاتلانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے بلیک کوٹ پینٹ زیب تن کئے اسکے پیروں سے زمین کھینچ گیا۔ تکبیر کو لگا وہ سانس نہیں لے پارہی اسکا وجود کسی بوجھ تلے دب گیا ہے۔

"تعبیر!" تکبیر نے روتے ہوئے بامشکل سانس لیکے تعبیر کو پکارا جو سارہ کا ہاتھ پکڑے تکبیر سے رخ موڑ گئی اور یہی وقت تھا وہ خود کو کھو گئی تھی۔ سارے برے کاموں کا نتیجہ اسے اس صورت میں ملا تھا اس نے نہیں سوچا تھا ایسا۔

"میں بے بی کے ساتھ ہوں۔" اسکا دل ریزہ ریزہ ہوا، جیسے گھر کی تمام چھتیں اسکے سر پر گری ہوں۔ آنسوؤں متواتر سے بہہ رہے تھے۔ اسکا دل ڈوب گیا تھا روتے روتے اسکی آواز نکلنے سے انکاری تھی۔ اسنے پاس کھڑے شاہ میر لوگوں کو دیکھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہم بھائی کے ساتھ ہیں۔" شاہ رخ، شاہ میر بھی ہاتھ جھاڑتے جواد کے پیچھے ہوئے۔ اس پل اسے لگا اسکا سب کچھ چھین گیا اور بے ساختہ وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

"تت۔۔۔ تم تو محبت کرتے تھے مجھ۔۔۔ مجھ سے۔" وہ بے تحاشہ روتی شکوہ کناں نظریں اسکی جانب اٹھاتی محبت کا حوالہ دے رہی تھی۔ تکبیر کے لہجے میں لغزش در آئی تھی۔  
جواباً جواد نے قہقہہ لگایا۔

"صرف اور صرف ایک ڈرامہ ہے۔ میں نے کبھی کی ہی نہیں آپ سے محبت بلکہ آپکے پاس ایسا ہے کیا جس سے محبت کی جائے۔" وہ سلگتے لہجے میں کہتا بہت ہی مطمئن انداز میں تکبیر کے سر پر کھڑا بم پھوڑ رہا تھا۔ تکبیر کے رونے میں شدت بڑھتی چلی تھی۔

"گارڈز ان کو گھر سے نکال دیں۔" جواد کے مستحکم لہجے پر وہ بے یقینی سے تکتی رہی اور آنسوؤں گال بھگوتے چلے گئے۔

"جان تم خود اسے گھر سے نکالو۔" سارہ نے جواد کے گال تھپتھپاتے فی خواہش کا اظہار کیا۔

"اوکے جان۔" سارہ سے مخاطب ہونے کے بعد وہ تکبیر کا ہاتھ گھسیٹتا گھر سے نکالنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ وہ روتی بلکتی اسکے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

بیڈ کی چادر کو سختی سے دبوچے وہ نفی میں سر ہلاتے کچھ بڑبڑا رہی تھی غنودگی کے باعث لبوں میں جنبش ہوئی تھی لیکن آواز ندادار۔ جس طرح وہ خواب میں متواتر سے آنسوں بہا رہی تھی اب بھی آنسوں ابل ابل کے باہر آنے کو بیتاب تھے۔ جواد کو اسکے آنسوں دل پر گرتے محسوس ہوئے تھے اور وہ بے چینی سے اسکی ہتھیلی سہلانے لگا۔ "تم ایسا نہیں کر سکتے"۔ جواد نے اسکے دھکادیکے گھر سے باہر نکالا تھا اور تکبیر آنکھیں کھولتی ہزیانی انداز میں چینختی آنکھیں میچیں نفی میں سر ہلاتی رونے میں مشغول تھی۔ جواد تو اسکی ابتدائی کیفیت سے ہی اسکے پاس اضطرابی سے بیٹھتا باقاعدہ اسے ہوش میں لا رہا تھا لیکن وہ اسکے ہاتھ پر گرفت سخت کرتی ایک ہی رٹ لگائے جارہی تھی۔ جواد اسکی ٹوٹی بکھری حالت پر نا سمجھی سے دیکھنے لگا اور پھر بے بس سا ہوتا اسکا سراپنے سینے سے لگایا۔ "نہیں! ایسا نہیں کرو۔ میں مر جاؤنگی"۔ اسکی سسکیاں گونجنے لگی تھی۔ "تکبیر ریلکس کوئی نہیں ہے"۔ جواد نے اسکی پشت سے بال ہٹاتے پر سکون کرنا چاہا۔ "سب تھے وہاں! کوئی کچھ نہیں بولا"۔ وہ یکدم چینجی۔ "یہاں صرف آپ ہیں اور میں! آنکھیں کھولیں اور دیکھیں یہاں کچھ بھی نہیں ہے"۔ اسکی پیشانی چومتا وہ محبت سموئے بولا۔

"میرے ساتھ اچھا نہیں ہوا"۔ تکبیر کے لب تھر تھرا رہے تھے اسکا پورا وجود کپکپا رہا تھا۔ "تکبیر! تکبیر کیا ہوا ہے یار؟؟؟ اس نے کپڑے تبدیل کر لئے تھے لیکن میکپ مٹائے بغیر ہی وہ سو گئی تھی۔ سونے کے باعث مسکارا بہہ بہہ کے آنکھیں کالی کر چکا تھا جبکہ وہ بے چینی سے اس طرح اٹھی تھی ایک طوفان اسکے بالوں



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

میں بھی آیا تھا۔ جواد سمجھ گیا تھا لیکن یہ ہنسنے کا موقع نہیں تھا وہ اسکی روتی صورت دیکھتے اسکا ہاتھ تھامے گاں بھی تھپتھپا رہا تھا۔

"تکبیر کیا ہوا ہے؟ کچھ برادیکھا خواب میں؟؟" تکبیر کا رخ اپنی جانب کئے وہ نرمی سے استفسار کرنے لگا لیکن وہ لبوں پر چپ کی مہر لگائے اسکے ہاتھ پردباؤ ڈالتی چلی گئی۔

"آنکھیں کھولیں میں یہی ہوں! آپکے پاس، آپکے ساتھ! کچھ نہیں ہوگا میں ہوں"۔ اسکے اجڑے گلستاں جیسے بالوں کو درست کرتا وہ آہستہ آہستہ اسے مطمئن کر رہا تھا۔ تکبیر اب بھی حواسوں میں نہیں لوٹی تھی۔ وہ آنکھوں کو وا کرنا ہی نہیں چاہتی تھی اور وہ خواب تھا یا حقیقت؟ اسکی نشاندہی بھی کرنے سے گریز برتتی وہ روئے جارہی تھی۔

"تکبیر میری جان! میں آپکے ساتھ ہوں، آپ مجھے دیکھ سکتی ہیں! بتائیں کیا ہوا ہے؟ کیا دیکھا خواب میں؟ کیوں روئے جارہی ہیں؟"۔ وہ حقیقتاً پریشان ہوا تھا۔

تکبیر نے مندی مندی آنکھیں کھولیں اور جواد سے الگ ہوئی۔ اس کو تو بعد میں دیکھا نظر ثانی پہلے کمرے کی، کی گئی تھی۔ جواد نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"ریلکس!"۔

تکبیر فوراً سے پہلے اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔ قطرہ قطرہ آنسوؤں کسی موتی کی لڑی کی طرح ٹوٹے اسکا سینہ بھگور ہے تھے۔ جواد کی کمر کے گرد بازو حائل کئے وہ منمنارہی تھی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے"۔ جواد کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔ وہ اسکی خاموشی میں چھپا بات کا مفہوم نہیں سمجھ پایا تھا لیکن دباؤ ڈال کے اسے الجھن کا شکار بھی کرنے کے حق میں نہیں تھا۔

"جو بھی دیکھا وہ محض ایک خواب تھا اور خواب حقیقت سے بہت دور کی چیزیں ہوتے ہی"۔ ایک عجیب سا تاثر آنکھوں میں چھایا تھا لیکن ان دنوں جیسے انکے تعلقات تھے شاید جواد کا حوصلہ دینا بھی بے کار ہی جاتا۔ تکبیر زہنی رو سے بہت بہکی ہوئی لگ رہی تھی۔ ایک کھویا سا انداز جواد کو بھی بے چین کر گیا تھا۔ بو جھل زدہ سی خمار نم پلکیں وا کرتی گردن کو اوپر کی جانب اٹھاتی جواد کو تکتی رہی پھر اسکے شانے سے سر ٹکا گی۔ جواد کو سمجھ ہی نہیں آئی آخر اس نے کیا دیکھا تھا جو وہ بلک بلک کے روئے جارہی تھی۔ اسکی قربت میں وہ پرسکون سی ہوئی تھی۔ رگ و پے میں سرایت کی لہر دوڑا اٹھی جبکہ جواد وہ توٹس سے مس ہوئے بغیر ہی اسے اپنے ساتھ لگائے بیٹھا رہا۔

"یہ کیسی لا پر واہی ہے؟ میکپ بھی ریمو نہیں کیا اور سو گئیں آپ"۔ جواد نے خود سے الگ کیا اور آنسو صاف کر کے ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھ کے میکپ ریمو اور اٹھایا اور اسکا سارا میکپ مٹانے کے بعد اجرے گلستاں جیسے بالوں کا میسی جوڑا بنایا اور پھر آرام سے بیڈ پر لٹا دیا۔ ان سب کے دوران وہ بالکل خاموش تھی، ساکت و جامد۔ جواد بھی اسکے پہلو میں ہی لیٹ گیا لیکن تکبیر کے چہرے پر ڈر اور خوف کی ایک لہر تھی۔

"آنکھیں بند کریں"۔ اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ خود بھی پرسکون سالیٹا تھا۔ تکبیر آنکھیں بند تو کر چکی تھی لیکن سونا نہیں چاہتی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" وہ دھیمی آواز میں منمنائی۔ جو اداسکی پشت تھپتھپاتے ٹھٹھک گیا تھا۔ وہ اس وقت سہمی ہوئی معلوم ہو رہی تھی لیکن لفظوں سے کچھ ادا کرنے کو بھی تیار نہیں تھی۔ جو اداسکے اتنے ڈرے سہمے انداز پر فکر مند سا ہوا۔

"میں آپکے پاس ہوں! کچھ نہیں ہونے دوں گا۔" اسکی پلکوں کو چھوتے اس نے اپنے ساتھ ہونے کا دلاسا دیا تھا۔ تکبیر بنا چوں چراں کئے آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔

جو اد تو بہت راتوں کو جاگا ہوا تھا جبھی جلدی ہی نیند اس پر مہربان ہوئی تھی لیکن تکبیر کو ایک الگ سی گھبراہٹ تھی وہ نہیں سو سکی تھی۔ بنا شور پیدا کئے وہ جو اد کو تکتی جا رہی تھی لیکن اسکے خدو خال پر غور نہیں کیا تھا۔ فریش ہو کے وہ نیچے آگئی تھی۔ تعبیر کے ساتھ ہی مروا اور فرحت آپا تھیں۔ سلام دعا کے بعد سے ہی انکی گفتگو کا سلسلہ کلام جڑ گیا تھا جبکہ تعبیر تکبیر کو دیکھتے ہی اسکے پاس ہی چپک گئی تھی۔

فرحت آپا پڑوس میں اپنی سہیلی کی عیادت کرنے گئی تھیں جبکہ مروا اپنے اور شاہ میر کے درمیان آئی تبدیلی کا چہک چہک کے بتاتی بہت خوش دکھائی دے رہی تھی۔

"اوہو! صدقے!!" مروا زرا سا شرمائی تھی۔ تکبیر نے اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے مزید چھیڑنا چاہا تھا۔

"بس نا تکبیر۔" وہ خفت زدہ سی مسکرائی اور پھر مسکراہٹ دبائے خاموشی سے بیٹھی رہی۔ آج انہیں شاہ میر کی سالگرہ منانے جانا تھا۔ تکبیر کے ہمراہ وہ اپنے ہی کمرے میں کپڑے منتخب کر رہی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"شاہ میر تمہارا شوہر ہے میں نہیں! اسکی پسند کے پہن لے نا"۔ کاندھے سے کاندھا ٹکرا کے وہ ہنوز شرارت سے گویا ہوئی تھی۔ مروانے زوردار کہنی ماری جبکہ تکبیر ہنستے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

"تعبیر!! بلند آواز میں تعبیر کو پکارا جولان میں ریشم کے ساتھ پودوں کو پانی دے رہی تھی۔

"ٹھنڈ میں تم کیا کر رہی تھیں"؟ وہ بھنویں سکیر کے استفسار کرنے لگی۔

"انتی تے ساتھ تھی"۔ عام سے لہجے میں جواب دیا۔

"بے بی سے مل کے آئیں آپ"؟؟ تکبیر نے اسکی چھوٹی سی کلائی تھامی اور اوپر ہی چلی آئی۔

"صبح ہی مل دی (گی) تھی"۔ وہ خوشی سے بولی۔

"صبح کب"؟؟ تکبیر نے نا سمجھی سے استفسار کیا۔

"جب بے بی دادوتے تمرے میں آئے تھے"۔ تکبیر نے اسے گود میں اٹھایا اور آہستہ سے بند دروازے کو کھولتی

کمرے میں داخل ہوئی۔ جو اد بیڈ پر آڑھاتر چھالیٹا محوا ستراحت تھا۔ تعبیر تو فوراً سے پہلے ہی اسکی پشت پر چڑھ بیٹھی

تھی جبکہ تعبیر نے وابریٹ ہوتے موبائل کو گھورا لیکن وہاں پہلے سے ہی آسکرین پر یاور کی پانچ مسڈ کالز جگمگا رہی

تھیں۔ تکبیر نے کال ریسیو کر کے کان سے لگایا۔

"کہاں ہے یار؟ کب سے کال کر رہا ہوں۔ تیری طبیعت کیسی ہے اب؟ بینڈج کر وائی تو نے؟؟ اچھا سن آج مت

آیو۔ امی کو ڈسچارج کر دیا ہے۔ اب انکی طبیعت کافی بہتر ہے! لیکن مجھے تیری بہت فکر ہو رہی ہے"۔ وہ نان اسٹاپ



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

بولے ہی جارہا تھا۔ تکبیر پہلے تو کچھ سمجھی ہی نہیں لیکن جواد بیمار تھا یہ انکشاف بھی اسے کچھ دیر پہلے ہی ہوا تھا۔ خشک لبوں پر زبان پھیرتی وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی لیکن کیا؟ اس وقت اسے اپنے لفظوں کی قلیل محسوس ہوئی تھی۔

"جواد؟؟؟" دوسری طرف خاموشی نوٹ کرتے یاور نے پھر سے پکارا۔

"السلام علیکم یاور بھائی۔۔ میں تکبیر"۔ تکبیر سنبھل کے گویا ہوئی۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہیں بھابھی؟؟؟" اس نے مہذب انداز میں خیریت دریافت کی۔

"میں ٹھیک"۔ بامشکل تکبیر نے ادا کیا تھا۔ وہ ٹھیک تھی یا بگڑ گئی تھی۔ سب کچھ سمجھ سے پرے تھا۔ وہ نادان نہیں تھی صرف ایک جملے سے ہی ساری کہانی کو ترتیب دے چکی تھی۔

"جواد سے بات ہو سکتی ہے؟؟؟" یاور نے اجازت چاہی تھی۔

"جواد سو رہے تھے انکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے"۔ اس پر سوگواری سی کیفیت چھائی تھی۔ لہجہ روندھ سا گیا تھا۔

"کیا اس نے بینڈج کر دئی تھی؟؟؟" یاور کے سوال پر وہ سٹپٹی۔

"کروالی تھی! لیکن انہیں ہوا کیا تھا؟ آپکو تو پتا ہے میں پریشان نہ ہوں اس لئے مجھے نہیں بتایا"۔ تکبیر کی رنگت

متغیر ہوئی۔ فون کو بہت مضبوطی سے تھامے وہ دل کی دھڑکنوں کو اعتدال میں لاتی ہلکان ہو رہی تھی۔

"ہسپتال میں عجلت میں وہ گھر کے لئے ہی نکل رہا تھا بیچ کا کونا اسکے ہاتھ پر لگ گیا تھا۔ خون تو بھر بھر بہہ رہا تھا

میرے بہت اصرار پر بھی پٹی نہیں کر دئی تھی اس نے"۔ یاور نے تفصیلی وضاحت پیش کی۔ تکبیر کو لگا کسی نے اسکا

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

دل مٹھی میں لیکے مسل دیا۔ جواد نے کیوں اپنی تکلیف کا نہیں بتایا تھا؟ وہ لب کاٹتی بغیر حرکت پیدا کئے سن سی کھڑی تھی۔

"اٹھ جائے تو میری بات کرو ایے گا! خدا حافظ"۔ سلامتی بھیجتا وہ رابطہ منقطع کر چکا تھا جبکہ تکبیر کی حالت غیر ہونے کو تھی۔ آنسوؤں کا گولہ حلق میں اٹکنے لگا تھا وہ بے جان سی ہوتی بیڈ کے کنارے پر ہی دھپ سے بیٹھ گئی۔ اسکی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ ملال دکھ، غصہ، رنج، پریشانی ایک دم اس پر حاوی ہوئے تھے۔ اپنی کیفیت بتاتی بھی تو کس کو؟ وہ تو شیر ہی نہیں کرتی تھی۔ مبین صاحب کے بعد اسکی زندگی میں صرف جواد تھا جس سے وہ ہر بات بہت آسانی اور دھڑلے سے کہہ دیا کرتی تھی لیکن وہ اتنی خود غرض ہو گئی تھی؟ جواد پر نظر تو رکھتی تھی لیکن جواد کی نظر نہیں رکھی تھی۔ کیا انکے درمیان دوریاں پیدا ہو گئی تھیں؟؟ وہ تکلیف میں مبتلا تھا پھر کیسے وہ سکون سے سو گئی تھی؟ بے اختیار اسکے آنسوؤں پلکوں کی باڑ توڑتے اسکی فکر مندی میں بہتے چلے گئے۔ پیروں سے ساری قوت جیسے ختم ہو چکی تھی وہ مرے مرے قدم اٹھاتی جواد کے سر پہنے کھڑی ہوئی تھی۔ تعبیر تو اسکے حصار میں نیند میں ہی نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔ تکبیر غائب دماغی سے تعبیر تو کبھی جواد کو تکتی رہی۔ ہو بہو وہ دونوں ایک جیسے تھے!! تکبیر نے تعبیر کو اسکے سینے سے اتارا اور دوسری جانب اسے احتیاط سے لٹائی وہ زمین پر بیٹھتی جواد کا رخ اپنی جانب کئے دیکھی جا رہی تھی۔ گہری نظروں کا ارتکاز صرف اور صرف جواد تھا۔ اسکی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔ وہ رونا چاہتی بھی تو آنسوؤں نے ساتھ نہیں دیا تھا۔ اس بے وقوف کی حرکتوں پر اشک بھی روٹھتے معلوم ہو رہے تھے۔ سربھاری ہونے لگا تھا اور آنکھیں بھی شرمندگی کے باعث جھکی جھکی سی تھیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر اسکے رخسار پر سطر کھینچتی اسکے خدو خال کا جائزہ لے رہی تھی۔ آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ حلقے۔ مرجھائی سی رنگت۔ تکلیف اور تھکن کے آثار چہرے پر واضح تھے۔ ان دنوں وہ جم جانا بھی چھوڑ چکا تھا۔

تکبیر کو اسے جھنجھٹ سے نکال کے سکون پہنچانا چاہیے تھا لیکن وہ تو مزید اسکی پریشانی کا باعث بنی تھی۔

"میں جو کرتی ہوں سب الٹا ہو جاتا ہے! یہ سب میرے ساتھ ہی کیوں ہوتا ہے؟؟" وہ رو پڑی تھی۔ شکوہ کنناں نظریں جھکائے جو اد کا زخمی ہاتھ تھامے وہ رونے میں مشغول تھی۔

وہ اسکی سحر انگیز اور دلکش آنکھوں میں نہیں جھانک سکی تھی وہ بے خبر سو رہا تھا۔ دنیا جہاں سے بے نیاز۔ آنکھوں میں نمی لئے وہ ہنوز ویسی ہی بیٹھی تھی۔

کچھ سوچ کے اس نے اپنے لب جو اد کی پیشانی پر رکھے تھے جو بخار سے تپ رہی تھی۔ وہ تکبیر کا خیال بھی رکھتا تھا اور ساتھ ہدایت نامہ بھی جاری کرتا تھا لیکن وہ اپنے معاملے میں بہت لاپرواہ تھا۔ ایک آنسو ٹپک کے اسکی پیشانی پر گرا تھا۔ تکبیر تڑپ سی گئی۔ وہ رات میں بنا کوئی جیکٹ پہنے ایسے ہی نکل گیا تھا اور اتنے غصے میں ہونے کے باوجود بھی وہ صبح اپنی پناہوں میں لیتا پر سکون کر گیا تھا۔

تکبیر وہاں سے اٹھ کے جو اد کا موبائل تھامے صوفے پر چلی آئی۔ موبائل سے یاور کی بیوی کا نمبر ڈھونڈ کے اس نے کال ملائی جو کی ایک ہی بیل پر اٹھالی گئی تھی۔

"ہائے کیسی ہو عینی؟؟؟" تکبیر نے زرا چپکتے ہوئے استفسار کیا تھا۔

"میں نہیں ہوں ٹھیک تکبیر! لیکن تم بتاؤ کیا حال ہے؟" اسکی سماعت سے عینی کی مرجھائی سی آواز ٹکرائی۔



# قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

## اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاء اللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: [mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

Facebook ID: <https://web.facebook.com/mubarra1>

Instagram: <https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en>

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ان دنوں مجھے تمہاری سب سے زیادہ ضرورت تھی اور تم نے کال تک نہیں کی۔" وہ افسردہ سی بولی۔

"یار میرا موبائل ٹوٹ گیا تھا اور جواد بھی اتنے مصروف تھے! لیکن تم مجھے کھل کے بتاؤ کیا ہوا ہے؟؟" تکبیر کو تجسس سا ہوا تھا اور وہ سب جاننے کو وہ بے قرار سی تھی۔

"امی کو دل کا مسئلہ ہے تم تو جانتی ہو اور پھر انکی دو تین سر جریز بھی تھیں! پچھلے پندرہ دنوں سے ہم ہسپتال میں ہی ہیں، وہ تو اچھا ہے جواد بھائی یاور کے ساتھ ہی ہوتے ہیں ورنہ یاور تو خود اتنا پریشان تھے۔ میرا بیٹا سبحان وہ تو دادی کے بغیر سوتا ہی نہیں تھا۔ اس نے الگ رونا ڈالا ہوا تھا۔ ہم سب یہاں بہت پریشان تھے اور تم ملنے بھی نہیں آئیں مجھ سے! میں کب سے تمہیں یاد کر رہی ہوں۔" عینی ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئی۔ آخر میں وہ شکوہ کرتی بھیگے لہجے میں بولی۔

"میں خود تمہارے لئے اتنی پریشان تھی! میں تو آنا چاہتی تھی لیکن تعبیر کو کوئی ایک چاہیے ہوتا ہے ورنہ وہ ساری رات بے چین رہتی ہے۔" تکبیر نے اپنی جانب بات بنانی چاہی۔ جواد کن مسئلوں میں گھرا ہے اس نے تو یہ تک تکبیر کو نہیں بتایا تھا پھر کیسے وہ ہسپتال لے جاتا۔

"الہا کا شکر ہے اب تو امی کی طبیعت بہت بہتر ہے۔" وہ گہری سانس خارج کرتے ہوئے بولی۔

"الہا بہتر کرے گا۔ تم پریشان نہیں ہو میں جلد آؤں گی۔" تکبیر کا انداز تسلی آمیز تھا۔

"میں انتظار کرونگی۔" عینی نے برجستہ جواب دیا۔

"جواد ہسپتال میں تھا پھر کل ہی کیوں اسکے پٹی نہیں بندھوای؟ پتا ہے اتنا خون بہہ گیا ہے۔" وہ دہل کے بولی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"سن ہی نہیں رہے تھے کسی کی بات"۔ عینی نے بیچاری سے جواب دیا۔

"اچھا عینی سنو! تم سارہ سے ملیں؟؟؟" تبکیر اصل مدے پر آئی۔

"ہاں اس نے بھی دوست ہونے کا اہم کردار کیا ہے۔ بہت اچھی لڑکی ہے! وہ صبح سے شام تک میرے پاس ہی ہوتی ہے اور رات میں جواد بھائی آ جاتے ہیں! ہم لوگوں کو دلاسہ مل جاتا ہے"۔ عینی تشکر کرتے ہوئے بولی۔ تبکیر کو اندازہ ہوا وہ بہت بڑی بیوقوفی کر چکی ہے۔ شام تک جواد اسکے پاس ہی ہوتا تھا اور رات تک وہ گھر چلی جاتی تھی۔

"کیا میں نے فضول شک کیا؟ وہ سارہ کے ساتھ نہیں ہوتا تھا؟؟؟" تبکیر نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"کچھ کہہ رہی ہو؟؟؟" عینی اسکی بڑبڑاہٹ سن کے متوجہ ہوئی۔

"نن۔۔ نہیں تو! میں رکھتی ہوں فون تعبیر اٹھ گئی ہے۔ تم اپنا خیال رکھنا۔ کسی بھی چیز کی ضرورت ہو میں اور جواد

تمہارے ساتھ ہیں"۔ اسکی بات پر عینی کو کچھ حوصلہ ہوا تھا۔ الوداعی کلمات کہہ کے وہ رابطہ منقطع کر چکی تھی اور

سہی معنوں میں اسے جواد سے خوف آیا تھا۔ وہ سویا ہوا شیر معلوم ہو رہا تھا اور اتنے بڑے الزام سے گزرنے کے بعد

وہ تبکیر کے لبوں سے غلطی کا اعتراف سنے گا تو زندہ نکل جائے گا۔ غیر معمولی انداز پر اسکی ہتھیلیاں پسینے سے شرابور

ہونے لگی تھیں اور ڈر اندر ہی اندر جڑے مضبوط کر رہا تھا۔ ان دنوں پارک جانا بھی وہ ترک کر چکی تھی اور اسی باعث

وہ اپنی پریشانی بھی ڈھکے چھپے لفظوں میں سامعہ سے ڈسکس نہیں کر سکی۔

"یہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا"۔ تبکیر نے ڈرتے دل سے سوچا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ایسی کونسی تمہاری ضروریات تھیں جس کے لئے تمہیں دوسری عورت کے پاس جانا پڑا"۔ تکبیر کی اضطرابی میں اسکے کہے جملے نے اپنی بھی کسر پوری کی۔ اسکو اس کمرے میں گھٹن سی محسوس ہونے لگی۔

"میرے پاس تو الفاظ بھی نہیں بچے جس سے میں اس بھالو سے معافی مانگوں"۔ تکبیر روہانسی سی ہوئی تھی۔ جذباتی لوگ زندگی کے ہر ضروری پہلو میں خوار ہیں۔ وہ سوچتے نہیں ہیں، سمجھتے نہیں ہیں اور ردِ عمل ظاہر کر دیتے ہیں۔ تکبیر بھی اپنی جانب بہت جنونی تھی وہ اس حد تک جذباتی ہو گئی تھی نہ وضاحت مانگی نہ صفائی پیش کرنے کا موقع دیا بس جودل میں آیا بول دیا تھا۔

"کتنی چوٹ پہنچی ہو گی اسے میرے لفظوں سے"۔ ایک اچھٹی نگاہ جو اد پر ڈالی اور مرے قدموں سے نکل گئی۔



"میٹ مائے ہسبینڈ"۔ صفا اپنی دوستوں کے جم غفیر میں شاہ رخ کو لئے کھڑی تھی۔ اسکی دوستوں کی نظروں میں ستائش تھی کچھ بہت اشتیاق سے اسے محو ہو کے گھور رہی تھیں۔

"بہنوئی ہے تمہارا اس طرح گھور و نہیں"۔ صفا نے منزہ کو کہنی ماری اور وہ خیالوں کی دنیا سے بے دردی سے نکالی گئی۔ "ہائے؟؟" منزہ نے مصافحہ کرنے کے لئے شاہ رخ کے سامنے ہاتھ آگے کیا۔ اس نے پہلے صفا کو دیکھا اور پھر گھنے بالوں میں ہاتھ چلاتا اسکے بڑھا ہوا ہاتھ تھام گیا۔

"آپکی تعریف محترمہ"؟ شاہ رخ نے صفا کو تپانا چاہا تھا۔

"منزہ"۔ دانتوں کی نمائش کرتے وہ اس قدر حسین بندے کو دیکھ خوش ہوئی تھی۔

## مر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں مریم"۔ مریم نے بھی اس سے ہاتھ ملایا۔ صفا کا پیمانہ لبریز سا ہوا۔

"نائس ٹومیٹ یو بوتھ آف یو"۔ شاہ رخ نے اخلاقاً کہا تھا۔ صفا جڑے بھیچے سنجیدگی سے اسے مسکراتے ہوئے بات کرتا دیکھ رہی تھی۔

"میں کہہ رہی تھی میری سیٹنگ کروادے تو تو خود کر کے بیٹھ گی"۔ منزہ شرارت سے گویا ہوئی۔ شاہ رخ نے مبہم سا قہقہہ لگایا۔

"یو آر ٹو اینو سینٹ"۔ پہلی نظر دیکھ کے ہی اسے صفا کی دو ستیں ایک آنکھ نہیں بھائی تھیں لیکن وہ شاہ رخ ہی کیا جو صفا کو اپنی اہمیت سے آگاہ نہ کروائے۔

"اینڈ یو آر سواسمارٹ پلس ہینڈ سم"۔ مریم کے انداز میں حسرت ابھری۔

"اچھا بس نا! نا محرم کی اتنی تعریفیں نہیں کرتے۔ بہت ہی بے شرم ہو گی ہو تم لوگ تو"۔ مزاق کی دور دور تک کوئی ر مق نہیں تھی جبکہ منزہ اور مریم اسکی باتوں کو خاطر میں لائے بغیر کھلکھلا کے ہنسیں۔

"چلیں شاہ رخ"۔ شاہ کو مخاطب کیے اسکا ہاتھ تھامے وہ وہاں سے نکلنے کی تگ و دو میں لگی پڑی تھی۔

"جی ضرور"۔ دو چار قدم ہی بڑھائے تھے منزہ کی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔

"یاریہ کتنا ڈیشنگ ہے! ظالم مسکراتا بھی ایسا ہے کلیجہ باہر نکال لے"۔ وہ مریم کے شانے پر سر رکھے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی شاہ رخ کو مسلسل نظروں کے حصار میں لی ہوئی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"دونوں بھائی ہی شادی شدہ ہیں! خوبصورت مردوں کو اتنی جلدی شادی نہیں کرنی چاہیے۔" رہی سہی کسر مریم نے پوری کر دی تھی۔ ان دونوں کا انداز شاہ رخ کو بالکل اچھا نہیں لگا تھا لیکن وہ صفا کو جلاتا سینہ چوڑا کر کے مسکرایا۔ کتنی ہی لڑکیاں اور لڑکے انہیں حیران و پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔ ساری صورت حال جان کے وہ یونیورسٹی سے نکلنے ہی لگے تھے اور اتفاقاً اسے حسن آتا دکھائی دیا جو اسے دیکھتا انہیں کی جانب آگیا۔

"کیسی ہیں آپ؟" اس نے خوشدلی سے استفسار کیا۔

"ٹھیک! تم بتاؤ۔" وہ دوستانہ لہجے میں بولی۔ اسکا اتنی بے تکلفی سے بات کرنا شاہ رخ کو زہر سے بھی زیادہ برا لگا جبکہ حسن تو بھول ہی گیا تھا وہ شاہ رخ کے ساتھ ہے۔

"چلیں بیگم۔" اسکی کمر کے گرد بازو حائل کئے انتہائی نرمی سے اسکی اجازت لینے لگا۔ صفا کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔ اسکا لمس محسوس کرتے ہی اسکے رگ و پے میں سنسنی سی دوڑی۔

"جی۔" چبا کے لفظ ادا کیا تھا جبکہ شاہ رخ شانے سے تھامے ایک خونخوار بھری نگاہ سے حسن کو گھورتا آگے کی جانب بڑھ گیا۔

"تمہیں عقل نہیں ہے یا وہ کھڑا تھا اور تم ایسے پکڑ کے کھڑے تھے جیسے میں وہیں سے فرار ہو جاؤنگی۔" قدم قدم بڑھاتے صفا گھورتے ہوئے بولی۔

"فرار صرف ایک ہی بار ہوئی تھیں آپ! مزید ایسا کرنے کا سوچا بھی تو ہاتھ پاؤں کاٹ کے مشرق، مغرب میں پھنک دوں گا۔" اس کو خود سمجھ نہیں آیا تھا وہ بول کیا گیا تھا جبکہ صفا کے چلتے قدم تھمے۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ارے؟؟؟ گردن موڑ کے اسکی جانب دیکھا جو آخر میں مبہم سا مسکرایا۔

"میں آگاہ کر رہا ہوں۔" سیاہ گوکل لگتا وہ مطمئن سا شانے اچکا گیا۔

"ہٹ جاؤ یہاں سے۔" ہلکا سا دھکادیکے وہ آگے بڑھی تھی اور کار کے دروازے سے پشت ٹکا گئی۔

"میں تمہارا بھی برا حشر کر دوں گی! بہت فلرٹ کر رہے تھے نا ان چڑیلوں سے۔ شام میں آؤ بتاتی ہوں۔" وہ انگارے

چباتے ہوئے بولی۔ شاہ رخ کا پھر سے قہقہہ گونجا۔

"آپکی وجہ سے اپنی زندگی کے چھ سال آزمائش میں گزارے ہیں! غریب کو فلرٹ کرنے کا بھی حق نہیں؟ بھی واہ

"۔ کار کو ان لاک کرتا وہ مسلسل صفا کو بہت کچھ باور کروانا اچھنبے سے دیکھنے لگا اور وہیں اسکی زبان کو بریک لگی تھی۔

دو لوگوں کا وجود ہوتے ہوئے بھی گاڑی میں فسوں خیز سی خاموشی تھی۔ صفا تو جب سے ہی خاموش تھی جبکہ شاہ رخ

اسٹیرنگ پر انگلیاں پیٹتے گانے کے بول دہرا رہا تھا۔ ڈھائی بج چکے تھے۔ فاروق صاحب اور شاہ میر بھی گھر آچکے

تھے جبکہ شاہ رخ اسکو ڈراپ کرتا کسی کام سے چلا گیا تھا۔



تکبیر تو اپنی ہی پیدا کی ہوئی پریشانیوں کا حل تلاش کرتی ہلکان ہوتی بہت کھوئی کھوئی سی تھی۔ ریحانہ بیگم سے بھی

شوہر کو منانے کا طریقہ پوچھتی تو یہ بھی گوش گزار کرنا پڑتا آخر لڑائی ہوئی کیوں؟ وہ گہری سوچ میں غرق جواد کو

منانے کے نئے نئے طریقے سوچ رہی تھی جبکہ دوائی تو اسے پہلے ہی کھلا دی تھی۔ اسکا سامنا کرنے کی ہمت تو نہیں

تھی جبھی وہ ایک طرح سے چھپتی پھر رہی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

سب ڈنر پے جانے کے لئے تیار یوں میں مصروف تھے اور ایک جانب تکبیر تھی جس نے کپڑے تک نہیں نکالے تھے۔

اس نے اسکا کردار داغ دار کیا تھا اگر وہ بھی بدلائ نکال لیتا تو شاید اتنی شرمندگی نہیں ہوتی جتنا یہ سوچ کے ہو رہی تھی اس نے تو کوئی تلخ کلامی بھی نہیں کی تھی۔ درد میں مبتلا ہونے کے بعد بھی اسکا خیال رکھا تھا۔

وہ سمجھ رہی تھی اس رات وہ اپنی عیاشی کر کے دیر سے گھر لوٹا ہے جبکہ وہ تو یاور کے ساتھ پوری رات خواری کر کے آیا تھا۔

موبائل بند تھا اسکا ورنہ وہ کبھی تکبیر کو اپنی جانب سے پریشان نہیں کرتا۔

"میں کیوں مثبت نہیں سوچتی؟؟؟ کچن سے چکر لگا کے وہ ٹہلتے ٹہلتے الجھن کا بری طرح شکار تھی۔

"پتا نہیں میں ایسی کیوں ہوں؟ اللہ جانے میرے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟؟؟" تکبیر روہانسی ہوئی تھی۔ آنکھ کا کونا نم ہوا

تھا اور وہ بغیر صاف کئے کمرے میں چلی آئی۔ ساڑھے تین بج چکے تھے۔ جواد فریش ہوتا تعبیر کو اٹھا رہا تھا جو صبح سے

ہی اسکے ساتھ لمبی تان کے سوئی تھی۔ اسکا دھیان تکبیر کی طرف بھی تھا۔ صبح جس طرح وہ ڈر کے اٹھی تھی نہ جانے

اس نے کیا دیکھا ہوگا؟ تعبیر کو اٹھاتا وہ خود سے بھی ہمکلام تھا۔

"بے بی"۔ اٹھتے ہی تعبیر اسکے گلے میں بائیں ڈال گئی۔

"بے بی کی جان"۔ اسکے گال پر بوسہ ہوتا وہ پیار بھرے لہجے میں بولا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر ان دونوں کا پیار دیکھتے مسکرائی۔ کچھ دیر وہ بغیر فریش ہوئے نیچے چلی گئی تھی جبکہ تکبیر انگلیاں چٹختی اسکے پاس آئی۔

"کیسی طبیعت ہے میرے پنکو کی؟؟" اسکے قریب ہوتی وہ ایڑھیوں کے بل اٹھتی اسکا کالر درست کرنے لگی تھی۔ جواد نے ٹھٹک کے اسے دیکھا۔ دھیان تو صرف 'میر' پر گیا تھا جبکہ باقی باتیں اسکے لئے بے معنی تھیں۔ کتنی جلدی اسکی بیوی تبدیلی لاتی تھی۔

سائیکو پشینٹ۔۔ خشک مزاج۔۔ بھالو۔۔ پانڈا۔۔ چھوٹا اور اب پنکو۔ بہت خوب!! جواد نے جھر جھری سی لی۔

"ٹھیک ہے! آپ بتائیں"۔ جواد نے خوشی کا تاثر ظاہر نہیں کیا تھا۔ جواد تکبیر کی رگ رگ سے واقف تھا اور اسکے ایک ہی بدلے سے انداز پر وہ پوری کی پوری کہانی تیار کر لیتا تھا۔ وہ اسکے قریب ہی کھڑی تھی فاصلہ قائم کرنا ہی نہیں چاہتی تھی جبکہ جواد کی پرفیوم کی مہک اسکے نتھنوں سے ٹکراتی مزید اسے بے خود کر رہی تھی۔

"بھائی"۔ شاہ رخ اور شاہ میر اسکے پکارتے آرہے تھے تکبیر برق سے دوپٹہ لپیٹتی دور ہٹی۔

شاہ رخ اور شاہ میر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے تکبیر واڈروب میں سر کھپائے کپڑے منتخب کرنے میں جتی رہی۔ یکدم اسکی نظر اپنے سرخ جوڑے پر پڑی جو ریحانہ بیگم نے اسے پہننے کو دیا تھا۔ یکایک نظروں میں وہی منظر لہرایا جب وہ سچ سنور کے جواد کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اس وقت تک وہ بضد تھا آخر وہ اتنا تیار ہو کے آئی کہاں سے ہے؟ اور کیوں؟ لیکن سارہ کے رخصت ہونے کے بعد سے اس نے ایک سوال تک نہیں پوچھا تھا۔

"کیا اسے پتا چل گیا کہ علی نامی میرا کوئی دوست نہیں ہے۔" کپڑوں کو آگے پیچھے کئے وہ اپنا خدشہ ظاہر کر رہی تھی۔ ایک بڑا سا سوالیہ نشان منہ چڑاتا محسوس ہوا تھا۔

"اس کو کیسے پتا چلے گا؟؟؟" تکبیر نے جیسے خود کو دلاسا دیا اور یوں کاندھوں پر رکھا بوجھ ہلکا ہوتا محسوس ہوا۔ "تکبیر وہ سب کچھ پتا کر سکتا ہے۔" اپنے آپ سے ہی سوال و جواب کا تبادلہ کرتی وہ الجھن سلجھانے کی ادنیٰ سی کوشش کر رہی تھی۔

جواد تکبیر کے مقابلے بہت پیچیدہ شخصیت کا مالک تھا۔ کوئی بھی بات آسانی سے کہہ کے سامنے والے کو پر سکون نہیں کرتا تھا۔ کوئی نہ کوئی راز وہ تکبیر کے دل میں اندیل دیتا تھا جس سے اسکے روز و شب صرف جواد کو سوچتے ہوئے گزر جاتے تھے۔

یہ بھی بہت بڑی پہیلی ثابت ہوئی تھی جس کو فلحال کے لئے تکبیر بوجھ نہیں سکی تھی۔ اب تو اس میں اتنی ہمت نہیں بچی نہیں کہ وہ جواد سے منہ در منہ پوچھ سکے۔

شاہ رخ شاہ میر ہنوز باتوں میں ہی مصروف تھے اور غالباً انکی باتوں کا موضوع تکبیر سمجھ نہیں پائی تھی۔ تعبیر اور جواد کے کپڑے نکال کے وہ کمرے سے نکل گئی تھی جبکہ جواد کی نظریں لیپ ٹاپ پر ہی جمی تھیں۔ "کیا ہوا ہے؟؟؟" صفا مروا آپس میں بیٹھی تھی جبکہ مروا کے برعکس صفا کا چہرہ مر جھایا ہوا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یار تکبیر" صفائے پوری قوت سے تکبیر کا ہاتھ کھینچ کے دھڑام سے صوفے پر بٹھایا جبکہ تکبیر صلاواتیں سناتی اپنا ہاتھ سہلانے لگی۔

"یار شاہ رخ کی بھی آج سا لگرہ ہے! اللہ کی قسم میرے تو ذہن سے ہی نکل گیا تھا"۔ دنیا جہاں کی بیزاریت اور پریشانی رقم کئے وہ منہ بسور گئی۔

"پگلی تم دونوں جڑواں ہو تو وہ دونوں بھی تو جڑواں ہیں نا! جنم دن ساتھ ہی آتا ہے"۔ تکبیر نے اسکی عقل پر ماتم کیا۔

"میں تو تحفہ لانا بھی بھول گئی اور حتیٰ کہ وش بھی نہیں کیا! شاید جی اتنا روٹھا روٹھا پھر رہا ہے"۔ اسکی بات پر تقریباً مروا اور تکبیر نے حیرت لئے پھٹی آنکھوں سے گھورا۔

"یار ایسے نہیں دیکھو! قسم سے میرا دھیان نہیں گیا"۔ صفا نجل سی ہوئی۔

"تکبیر اسکا دھیان ہی نہیں ہے شاہ رخ پر! ورنہ کل ان لوگوں نے ساتھ ہی کیک کاٹا تھا۔ یہ چاہتی تو تب بھی وش کر سکتی تھی نا"۔ مروانے اپنے تئیں بات بنانی چاہی جبکہ یہ سنتے ہی صفا حواس باختہ سی ہوئی۔

"اب بتاؤ میں کیا کروں؟ صفا پڑ مردہ سی ہوئی جبکہ اسکے برابر بیٹھی مروا ساکت و صامد لب آپس میں پیوست کئے اسکے سر پر خفیف سی چپٹ لگا گئی۔ صفا بے وقوف تھی لیکن وہ اتنی احمقانہ حرکت کر سکتی ہے یہ ناممکن تو نہیں لیکن خلاف توقع ضرور تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"استانی صاحبہ مجھ احمق کو کوئی دلچسپ صلاح مشورہ تجویز کریں تاکہ یہ معصوم اپنے شوہر نامدار کا دل جیت سکے۔" صفا باقاعدہ طور پر اسکے آگے سر کو خم کرتی تکبیر کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھ گئی۔ انداز محبت یا الفت ہونے کی نشاندہی نہیں کر رہا تھا وہ تو شوق سے شوخی اختیار کر گئی تھی۔

"چل پاگل! لگتا نہیں ہے ہم بہنیں ہیں، مجھے معلوم پڑتا ہے میں امی اور تم لوگ میری بیٹیاں۔" اسکی آنکھوں میں محبت چھلکنے کے ساتھ صفا مروا کے لئے اپنائیت بھی بہت تھی۔ دل تو ویسے بھی سوگوار تھا آنکھیں بھینگنے کو بند تھی لیکن وہ مسکراتی ہوئی نظر انداز کر گئی۔

"یہ تو ہے۔" مروا متفق سی ہوئی تھی جبکہ تکبیر کے بتائے گئے مشورے پر وہ پر مسرت سی مروا کے ساتھ اٹھتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

پانچ بجے تک تکبیر فرحت آپا کے ساتھ ہی تھی۔ کیفیتِ دل صبح سے ہی افسردہ سی تھی اور آنکھیں بھی بجھی بجھی سی تھیں۔ اس کی سوچوں کے بھنور نے تکبیر کے قدم تھکا دیئے تھے۔ ملال وقفے وقفے سے بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ کھوئی کھوئی سی فرحت آپا کے بیڈ پر ہی لیٹی تھی۔ نیند سے آنکھیں بند ہوتی محسوس ہوئی تھیں وہ آڑی تر چھی لیٹی بہت بے سکون سی تھی۔

تکبیر اسی کیفیت سے گزر رہی تھی جسے پچھلے جواد کچھ دنوں سے برداشت کر رہا تھا۔

"تم مہربانی کر کے جاؤ یہاں سے! اس وقت میں تمہیں دیکھنا ہی نہیں چاہتی۔" زہن میں یکایک اپنے ہی چابک جیسے الفاظ گردش کرنے لگے۔ نہ جانے کیوں اسے بہت سبکی سی محسوس ہو رہی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اس نے اف تک نہیں کی تھی! اور یہی دکھ اسے کھایا جارہا تھا۔

"میں کچھ بھی کر سکتی ہوں! میں منالوں گی اسے۔" وہ ایک دم سے چمک اٹھی تھی۔ ان دونوں کے رشتے میں جواد منانے میں مہارت رکھتا تھا اور تکبیر روٹھتی تھی لیکن آسانی سے مان جاتی تھی۔

اول تو جواد ناراضگی ظاہر ہی بہت کم کرتا تھا لیکن وہ سارے مزاق کو سائڈ کرتا اس چیز پر بضد تھا کہ درپر کوئی بہتان نہ لگائے۔

"تکبیر جواد کو میرے پاس بھیجنا بیٹا۔"

اسکو کمرے سے نکلتا دیکھ فرحت آپا مستفسر نہ لہجے میں گویا ہوئیں۔ تکبیر فقط سر اثبات میں ہلاتی عقیق لبوں پر تبسم لئے سیڑھیاں چڑھنے ہی لگی تھی جواد سے سینے سے ٹکراتی دور ہوئی۔

اس کی نظروں میں نہ چاہت کا جہاں آباد تھا نہ دیکھنے میں محبت جیسی چمک! تکبیر کا دل کٹ کے رہ گیا تھا لیکن ابھی تو شروعات تھی۔ دل میں اپنی جانب سب لائحہ عمل تیار کر لیا تھا۔ لاڈ سے مانتا ہے تو ٹھیک پھر کوئی خرافات استعمال کرے گی۔

اسکی آنکھوں میں اجنبیت تھی یا تکبیر نے زیادہ گہرائی سے اسکی آنکھوں میں جھانکا تھا فحال تو وہ جلدی سے ہی حواس میں لوٹ گئی۔

READERS CHOICE

بعد میں مجھ سے نہ کہنا گھر پلٹنا ٹھیک ہے

ویسے سننے میں یہی آیا ہے رستہ ٹھیک ہے

Page 380 of 381



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اس جہانِ خاک میں ہر شے کو ہے آخر زوال  
اس کا مطلب سوکھ جاتا ہے تو دریا ٹھیک ہے  
ذہن تک تسلیم کر لیتا ہے اُس کی برتری  
آنکھ تک تصدیق کر دیتی ہے بندہ ٹھیک ہے  
شاخ سے پتا گرے، بارش رکے، بادل چھٹیں  
میں ہی تو سب کچھ غلط کرتا ہوں اچھا ٹھیک ہے  
اُس کے آنسو قبر تک پیچھا نہ چھوڑیں گے مرا  
میں اگر مر جاؤں اُس کا دھیان رکھنا، ٹھیک ہے؟  
اک تری آواز سننے کے لیے زندہ ہیں ہم  
تو ہی جب خاموش ہو جائے تو پھر کیا ٹھیک ہے  
تہذیب حافی!!

وہی مخصوص لب و لہجہ پر شرارت آنکھوں میں لئے پوری دل جمعی سے شعر پڑھا تھا۔ جو اد مبہم سا مسکرایا تھا لیکن  
مسکراہٹ بھی کچھ پل کی تھی جو تکبیر سے مخفی ہی تھی۔ شاعری یاد کرنے کے لئے صبح سے پاڑ پیل رہی تھی لیکن  
مجال تھی جو اس نے تعریف میں ایک لفظ بھی بولا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

فرحت آپا کمرے سے نکلی ہی تھیں یکدم انکی نظر جواد پر پڑی جو موبائل نکال کے یاور کو ہی کال کر رہا تھا اور تکبیر سینے پر ہاتھ باندھے اطمینان سی کھڑی تھی۔

"فاروق! ادھر آئیں"۔ جواد کو دیکھتے ہی انہوں نے فاروق صاحب کو بلا یا جو فوراً سے پہلے وہاں حاضر تھے۔  
"اس لڑکے نے بینڈج نہیں کروائی ہے! دیکھ رہے ہیں کتنا دھیت ہو رہا ہے"۔ وہ فاروق صاحب کو اسکی شکایت لگاتیں برہم ہوئی تھیں۔ جب سے انکی صبح ملاقات ہوئی تھی جواد نے ٹال مٹول کر کے جان کو آزادی دلوادی تھی لیکن شاید یہ آزادی بھی زیادہ دیر تک اپنے پنکھ نہیں پھیلا سکی۔

"اس لڑکے نے کیا حلیہ بنالیا ہے! میرے بچے کے اتنے سیاہ حلقے ہو رہے ہیں۔ کمزور سا ہو گیا ہے۔ بیٹا مجھے بتا کیا ہوا ہے۔ کوئی پریشانی ہے؟ کوئی بات جو تجھے پریشان کر رہی ہو۔ میں دیکھ رہی ہوں تم گھر سے بھی غیر حاضر ہوتے ہو، جم نہیں جا رہے۔ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے بتانا بیٹا تجھے کیا ہوا ہے؟؟" جواد کو اپنے پاس آتے دیکھ وہ تو بغیر سانس لئے بولتی ہی چلی گئیں۔ جواد انکی آنکھوں کا تارا تھا اور اسکی تکلیف تو کیا وہ اپنے سب بچوں کی تکلیف میں ایسی ہی پریشان رہتی تھیں۔

"جواد کیوں بحث کر رہے ہو؟ آخر بینڈج کروانے میں دشواری کیا ہے؟" فاروق صاحب کا مزاج بگڑا تھا۔ غصیلی نظروں سے گھورتے وہ اسکا بازو تھام کے صوفے پر بٹھا گئے۔

"کوئی مسئلہ ہے؟؟؟ وہ نرمی سموئے شفقت سے استفسار کرنے لگے۔ بالکل معصوم بچوں کی طرح وہ جواد سے اسکی دل کی بات جاننے کی تگ و دو میں لگے پڑے تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ڈیڈ لک! آئی ایم ایبیسولو ٹلی فائن"۔ بشاشت سے مسکراتا وہ اپنی جانب سے انکا ذہن بھٹکانا چاہ رہا تھا۔  
"میں بالکل فٹ ہوں! مام اور آپ بلا وجہ میری فکر مندی میں ہلکان ہو کے مجھے بھی متفکر کر رہے ہیں! یہ تو معمولی زخم ہے اینڈ ڈونٹ یووری میں آج ہی بینڈج کروالو نگا"۔ زیر لب مسکراتا وہ ماں باپ کی پریشانی دور کرنا چاہتا تھا۔  
"فاروق چلیں اسے لیکے! پٹی کروالاتے ہیں"۔ وہ دو ٹوک لہجے میں کہتیں جو اد کو ہسپتال لے جانے میں بضد تھیں۔

"مام! میں بچہ نہیں ہوں۔ کروالوں گا خود ہی، ان فیکٹ آج ہی جاؤنگا۔ آپ مطمئن رہیں"۔ فرحت آپا اسکی سنی ان سنی کرتیں جو اد کے 'نا، نا کرنے کے باوجود بھی فاروق صاحب کے ساتھ لے گئی تھیں۔ تکبیر کا فلگ شکاف قہقہہ گونجا۔ اس کے تاثرات ہی اتنے حیران و پریشاں تھے وہ مسکراتے ہوئے شانے اچکا گئی۔



"ہو نہہ"۔ شاہ رخ کمرے میں داخل ہوتا نخت سے منہ کے زاویے تبدیل کرتا خاص صفا کے قریب ہو کے سر جھٹک گیا۔

"کیا ہو گیا ہے بھی؟" دوپہر سے ہی وہ اسکا خفا خفا سا انداز نوٹ کر رہی تھی۔

"کچھ کہا تو نہیں آپکو"۔ وہ مروت بھلائے لفظوں پر زور دینے لگا تھا۔

"کوئی منتظر بیٹھا ہے کیا اب بھی؟" صفائے ناک چڑھاتے در حقیقت اسکا حال دل بیاں کر ڈالا تھا۔ رات سے وہ اسکی وشنز کا منتظر بیٹھا تھا لیکن وہ تو بقول شاہ رخ کے بھول بیٹھی تھی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہر انتظار کا پھل من پسند ہو گا یہ ضروری تو نہیں"۔ وہ شانے اچکاتا بڑی بے فکری لئے بولا۔

"کچھ کا ہو بھی سکتا ہے"۔ صفانے کہتے ہی دانتوں تلے لب دبائے۔ شاہ رخ دائیں بائیں گردن کی جنبش کرتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔ کچھ قدم چلتے ہی اسکے قدم تھم سے گئے تھے۔

"میری جان! جنم دن بہت بہت مبارک ہو"۔ پیچھے سے اسے اپنے حصار میں قید کئے اسے بہت قوت سے تھامے ہوئے تھی۔ لہجہ شدت اختیار کر گیا تھا وہ اپنے اندر اٹھتے طوفانوں کو کم کرتی سمجھ سی ہوئی تھی۔

شاہ رخ تو اسکی خوشبو سے ہی خود کو معطر کرتا بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ اسکی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گی تھی۔ صفا اسکی پشت سے سر ٹکاتی کچھ دیر توقف کے بعد بستہ لبوں کو وا کر گی تھی۔

"یہ دل غافل نہیں تھا! نہ تم سے، نہ تمہاری چاہت سے۔ ایک الگ سا انداز تھا بہت مختلف محبت کا سرور تھا۔ چاہ تمہاری اور کیفیت نگاہ اپنی راہیں تبدیل کر تیں تمہاری ہی کشتی میں سوار ہو گی تھیں۔ یہ فقط اظہارِ لسانی نہیں اس قلب کے وہ شگفتہ بول ہیں جو کب سے تمہاری نام کے ساتھ جڑنے کو بے قرار تھے"۔

فسوں خیز لمحات میں ٹھہر ٹھہر کے وہ مدھم سی سرگوشی میں اپنے دل کا حال اس پر آشکار کر رہی تھی۔ اسے اپنے قلب کی حقیقت سے روشناس کروا رہی تھی۔ یہ خوبصورت اظہار شاہ رخ کو اپنے جادوی سحر میں جکڑ گیا۔

"تم دل پر مستقل سکونت اختیار کر چکے ہو! اس تختِ دل پر سلطنت بھی تمہاری اور راہ یار میں بیٹھی ایک عاجز بندی بھی تمہاری"۔ صفا خاموش ہو چکی تھی۔ وہ کبھی بھی ان جھیل جیسی مخمور آنکھوں میں جھانکتی کسی صورت اس انوکھے اور دلکش انداز میں بیان نہیں کر سکتی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

صفا کا مہکتا لہجہ اسے ساتویں آسمان میں پہنچاتا بہت معتبر کر رہا تھا۔ چھ مہینوں کی ریاضت اپنے اختتام کو پہنچی تھی۔ کیا اختتام بھی خوبصورت ہوتے ہیں؟ وہ بے ساختہ ہاں بول اٹھا تھا۔ کچھ تشنگی کچھ رنجشیں انکے درمیان نہیں تھیں۔ صرف محبت تھی، احترام تھا، عزت تھی۔

گلاب کے شگوفے کھل اٹھے تھے، پرندے اسکی چاہت پر رقص کرتے اپنی پروان کی رفتار چکے تھے۔ ہوانے جیسے اسکی خوشی میں سر کو اٹھایا تھا اور تیز ہوا کے جھونکے نے انکا محبت کی دنیا میں استقبال کیا تھا۔ شاخیں لہرا رہی تھیں، زلفیں بکھر گئی تھیں۔۔۔

سحر زدہ مسکراتی آنکھیں شاعری کا موضوع ڈھونڈ لائی تھیں اور نئے قوس و قزح کے رنگ آسمان کے ساتھ چہرے پر بھی اپنی چھاپ چھوڑ چکے تھے۔

عشق ہر صورت رلائے۔ جناب ایسا ممکن بھی نہیں۔۔۔!!

شاہ رخ نے اسکی کلائی تھامنی چاہی تھی لیکن وہ عجلت میں دوڑتی کمرے سے ہی نکل گئی۔ سانسوں کی رفتار تیز ہوئی تھی اور ایک دم سے شرم و حیا چہرے پر چھا گئی۔ اسکی رنگت سرخ ہوئی تھی اور کان بھی بے ساختہ گرم ہوئے تھے۔



"بہت حسین لگ رہی ہیں"۔ شاہ میر اسکا رخ اپنی جانب کرتا جھیل جیسی آنکھوں میں کھوسا گیا تھا۔ اسکا انداز مردانہ خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

بلیک جینز پر سفید پلین شرٹ پہنے اسکے ساتھ ہی شاہ میر نے کاہی کلر کی ہوڈی زیب تن کی تھی۔ مروا تو دیکھتے ہی اس پر واری نیاری جا رہی تھی۔ وہ محبت کے امتحان میں کامیاب ٹھہرے تھے۔ ہر سو خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔ شاہ میر کی کلون کی مہک کی تو وہ شروع سے ہی دیوانی تھی لیکن اس طرح وہ اسکی نظروں کا ارتکاز خود پر محسوس کرتی پزل سی ہوئی تھی۔ مروا بھی مکمل تیار تھی لیکن میکپ کو آخری ٹچ دیتی وہ لسپٹک سے اپنے شکر فی لب رنگ رہی تھی لیکن شاہ میر اسکے پاس کھڑا ہوتا مروا کی حالت غیر کر رہا تھا۔

"شاہ میر آپ خود تیار ہو گئے ہیں تو مجھے تو ہونے دیں۔" وہ نظریں چراتی مدھم سی آواز میں بولی۔  
"اس طرح کہیں گی تو شاہ میر تو ساری زندگی دان کر دے گا۔" وہ خفیف سا قہقہہ لگا گیا۔ مروا کے دل نے بیٹ مس کی اور بے ساختہ وہ کچھ پل اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔

"آپ تو بدل ہی گئے ہیں۔" گہری آنکھوں سے گھورتی وہ اسکے بدلے بدلے طور اطور پر چوٹ کر گئی۔  
"اصل زندگی کا مزاج محبوب میں تلاش کر رہا ہوں! اور پھر محبوبیت کو فوقیت دینا یہی میرا پسندیدہ مشغلہ ہے۔" مروا دل تھام کے رہ گئی تھی۔ شاہ میر کی بے باک نگاہیں اسکی رہی سہی ہمت ختم کر دینے کو تھیں۔

اس نے مروا کی نازک سی ہتھیلیوں کو بڑے استحقاق سے اپنی فولادی گرفت میں لیکے اسکی کپکپاہٹ دور کرنی چاہی تھی۔ مزید وہ کچھ کہنے سے ہی انکاری تھی۔

ڈریسنگ ٹیبل کی دراز کھول کے سرخ گلاب اور موتیوں کے گجرے اسکی کلائی میں پہنائے تھے۔ مروا کی زبان خشک ہونے لگی تھی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں باقی کامیکپ کر لوں؟" نظریں اٹھائے اس نے بیچارگی سے استفسار کیا تھا اور یوں وہ اسکا مزید مرغوب ہوا تھا۔ "میری جان میرا دل آپ کے رخسار کی آرزو کرتا ہے۔ عالم میں رسم ہے کہ بلبل گل کو محبوب رکھتا ہے اور پروانہ شمع کو۔ آپ کو مسلسل سوچتے رہنا میرا دھیان بھٹکا دیتا ہے اور یہ آپ کا بننا سنور نادل و دماغ کے پر نچے اڑا گیا ہے۔ یہ جستجو ہے کوئی محبت بھرا لمس ہو جس سے محبوب کی انداز شدت کا اندازہ لگایا جاسکے۔" شاہ میر پر شوخ سا ہوا تھا۔ اسکی متوالی نگاہیں مروا کے رگ و پے میں بھونچال لارہی تھیں۔ یکدم ہی دل کی دنیا تہہ و بالا ہوئی اور وہ مکمل بہکتا اسکے اپنے حصار میں جکڑ کے رخسار پر لب رکھ گیا۔

"شاہ میر۔" مروا کی رہی سہی کسر بھی وہ نکالتا اس پر طلسم پھونک رہا تھا۔ انداز بہت مختلف تھا جس پر مروا کا دل بھی جل ترنگ کر گیا۔ ایک مدھم سی سرگوشی میں عنابی لبوں سے اسکا نام ادا کیا اور شاہ میر کو اطراف میں دھنیں بجتی محسوس ہوئی تھیں۔ کچھ خوبصورت پل زندگی میں ایسے بھی شامل ہوتے ہیں حیرت در حیرت تھی۔

"مروا کیا آپ مجھے دل سے معاف کر چکی ہیں؟؟" شاہ میر اس سے الگ ہوتا مان سے استفسار کرنے لگا تھا۔

"میں کر چکی ہوں! پلیز بار بار نام نہیں ہوا کریں۔" یہی سنتے ہی اسکی ساری تشنگی مٹ چکی تھی۔ مروا کو خود سے لگتا وہ اسکے گھنے سلکی بالوں میں منہ چھپاتا اسکے تاثرات کا بغور جائزہ لیکے پیچھے ہٹ چکا تھا۔ وہ خفت سے سرخ ہوتی بچا میکپ مکمل کرنے میں مشغول ہو گئی تھی۔ یکدم ہی اسکی بھاری گھبیر آواز پر اسکا دل پسلیاں توڑتا باہر آنے کو تھا۔ "مجھے اندازہ نہیں تھا! یہ قربت کا کھیل اسقدر حسین ہے ورنہ کبھی اپنی زندگی کے قیمتی پل ضائع نہیں کرتا۔" انداز خاصا زومعنی سا تھا۔ مروا سٹیٹانے پر مجبور ہوئی۔

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان



شاہ رخ کے تو مزاج ہی یکسر بدل گئے تھے۔ وہ اپنی کیفیت کو کبھی لفظوں میں پرو کے اظہارِ الفت کا قرض نہیں چکا پاتا جس میں صفائے محبوبیت کو برتری دے کے سارے در بند کر دیئے تھے۔

اس نے بھی شاہ میر جیسی میچنگ کی تھی۔ ہوڈی کارنگ مختلف تھا جو اسکی رنگت پر کافی دمک رہی تھی۔ مرون ہڈی زیب تن کئے وہ بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

صفامروانے بھی صوبر ڈریسنگ کی تھی لیکن اسکے ساتھ ہی گھٹنوں تک آتے گرم سوٹر پہنے تھے۔ خنکی بڑھتی جا رہی تھی اور ان دنوں ٹھنڈی ہوا کا راج بھی بہت تھا۔

جواد کی بار بار کی نفی کے باوجود تھی فرحت آپانے اسکی بینڈج کروادی تھی۔ تکبیر اور اسکے درمیان کوئی لڑائی تھی یا نا اتفاقی بحر حال وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ اسے نظر انداز کر رہا تھا بس تھوڑی دوری اختیار کرتا وہ مختصر ہی اسے مخاطب کرتا تھا۔

گرے پیٹ پر بلیک فل آستین والی شرٹ کے ساتھ بلیک ہی جیکٹ پہنے وہ تکبیر کو زیر و زبر کرنے میں کامیاب ٹھہرا تھا۔

اسکی آنکھوں میں مخمور پن چھایا تھا۔ ساری شوخی و شنگی، مسکراہٹ چھپ سی گئی تھی اور چہرے پر مغرور انداز کا پہرا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسکے تاثرات خلاف معمول تھے۔ سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے وہ اپنی پہنی جیکٹ درست کر رہا تھا۔ بائیں ہاتھ میں قیمتی گھڑی بندھی تھی اور ایسے میں تکبیر سوچ کے دریا میں غوطہ زن ہوئی۔

اسکی کلائی خوبصورت تھی یا معمولی گھڑی؟ سوالیہ نظریں کبھی چہرے کا طواف کرتیں تو کبھی اسکی حرکات و سکنات کا۔

پرفیوم اٹھا کے خود پر چھڑک رہا تھا اور پر سکون ماحول کو اسکی خوشبو نے معطر کر دیا۔ ایک نشیلی سی ادا تکبیر کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئی تھی لیکن اس سب کا بھلا وہ کیا کرتی؟ جب جادوئی، دیوانگی سے لبریز نگاہیں اسکے سجے سنورے سراپے پر نہیں ڈالی گئی تھیں۔

وہ جواد کو دیکھتے کھونا نہیں چاہتی تھی۔ خوشخواہ ہی بال درست کئے تھے اور کبھی کان میں لٹکے خوبصورت آویزوں سے چھیڑ چھاڑ کی گئی تھی۔

"کس کے دل پر بجلیاں گرا رہے ہو؟" بلا آخر دل کو مضبوط کرتی تکبیر کچھ قدم اسکی جانب بڑھاتے وہ پر اعتماد سے بولی۔ جواد کے مونچھوں تلے عنابی لب ہولے سے مسکرائے۔

"صرف دیکھنے کا نظریہ اور ادا ہونی چاہیے! محبوب تو ہر حال میں دل پر قبضہ کرنے کا ہنر رکھتا ہے۔" اسکی بات سننے سے پہلے ہی وہ اپنی ہی دھن میں کہتی چلی گئی۔

جواد کو ٹوٹ کے پیار آیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہم لیٹ ہو رہے ہیں چلیں؟" ایک تنقیدی جائزہ خود کا لیتا وہ تکبیر کی اجازت چاہ رہا تھا۔ ایک گلی سی ابھر کے معدوم ہوئی تھی وہ فقط سر کو جنبش دے گی۔



پونے دس کے قریب وہ کولاجی ریسٹورنٹ میں موجود تھے۔ انکی ٹیبل کو باقی ٹیبل سے ہٹ کے سجایا تھا۔ جواد کے پہلو میں شاہ رخ اور شاہ میر بر اجمان تھے جبکہ عین انکے سامنے تینوں کی زوجہ پر سکون سی بیٹھی تھیں۔ پرسوں لمحات میں چاہنے والے ساتھ ہوں یہ بھی غنیمت ہی ہے۔

جواد نے چورنگا اس مہ جمال پر ڈالی جو فاروق صاحب اور باقی سب کے ساتھ بات کرتی ہنس رہی تھی۔ اسکی کھنکتی ہوئی ہنسی تپتی دھوپ میں سائے کی مانند تھی۔ گرمی کی شدت کے بعد ٹھندی پھوار جیسی۔ استاد نصرت کہہ گئے تھے۔۔

"مست نظروں سے اللہ بچائے، مہ جمالوں سے اللہ بچائے۔

ہر بلا سر پہ آجائے میری، حسن والوں سے اللہ بچائے۔

ان کی معصومیت پر نہ جانا ان کے دھوکے میں ہر گز نہ آنا۔

لوٹ لیتے ہیں یہ مسکرا کر ان کی چالوں سے اللہ بچائے۔"

تکبیر تو سمجھی تھی وہ ناراض بیٹھا ہے۔ حقیقتاً اس سے خفا نہیں تھا بس مان تھا جسے تکبیر نے نہیں رکھا تھا۔ بھروسہ تھا جسے بے دردی سے اس نے توڑ دیا تھا ایک احترام تھا جس کی حدوں سے نکلتی وہ جواد کو افسردہ کر گی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

من چاہی عورت مرد کو ہر قسم کی موت دے سکتی ہے۔ اس نے تو پھر جواد کی اناپروہ کیا تھا اسکی محبت پر انگلی اٹھائی تھی۔ اسکے احترام کو سمجھوتے کا نام دیا تھا غرض اس سے جڑے ہر کام کو وہ بوجھ قرار دے گی تھی۔

خوش بخت ہے وہ عورت جس کے پاس وفادار مرد ہے لیکن اسی صورت جب وہ قدر کر سکے۔

ناقد ری کرنے والوں کے ہاتھ سے جب کچھ چھوٹ جائے تو واپس ملا نہیں کرتا۔

جواد تو اسے دیکھتا اپنی تشنگی مٹا رہا تھا تکبیر نے ایک دو مرتبہ چونک کے دیکھا تھا لیکن ہر بار ہی وہ پہلے سے نظروں کا زاویہ تبدیل کر لیا کرتا تھا۔

"بیچارہ بھولا آدمی میرا! اکتایا ہوا بیٹھا ہے۔ سخت چڑ رہا ہو گا مجھے دیکھ کے"۔ تکبیر خود سے ہمکلام ہوئی۔

جواد پہلے ہی اپنے فینز کے ساتھ سیلفی لیتا ماس اور کیپ کچھ دیر پہلے لگائے بیٹھا تھا۔

"شاہ رخ تعبیر کو لاؤ"۔ فرحت آپا کی حکم کی تکمیل کرتے شاہ رخ اٹھنے لگا تھا لیکن جواد اسے منع کرتا خود ہی اٹھ گیا۔

ٹیبل سے کچھ دور وہ سمندر کی لہروں کو بہت محویت سے تک رہی تھی۔ کھلی ہوا میں سانس لیتی تعبیر ان لہروں کی

طرح چلبلی سی تھی۔ وہ جھک کے پانی کو دیکھ ہی رہی تھی جواد کا کلیجہ ہی منہ کو آگیا۔

"بے بی"۔ تعبیر نے جھنجھلاتے ہوئے پکارا۔ کیوں جواد اسے وہ کام کرنے سے باز رکھ چکا تھا۔

"میرا بچہ ٹھنڈ ہو رہی ہے نا اس طرح نہیں جھکتے"۔ وہ اسکی سرخ ناک کھینچتے تعبیر کو سمجھا رہا تھا۔

"اتنی بھی نہیں ہے"۔ تعبیر نے برا سامنہ بنایا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بہت ہے ٹھنڈ! چلو ٹیبل پے۔ سب وہاں آپکو مس کر رہے ہیں اور آپ یہاں اکیلی کھڑی ہو۔" اسکی بات سنتے ہی وہ پھیکا سا مسکرائی۔

"میں بھی تو تسی تو مس تر لی ہوں۔" اسکی انگلی پکڑتے وہ وارفتگی سے بولی۔

"میری گڑیا کسے مس کر رہی ہے؟" جواد اسکے ساتھ تھوڑا دور آگیا تھا۔ تکبیر کی نگاہیں ان دونوں پر دور تک تھیں۔  
"میلے فرینڈز! لائٹ (لائٹ) عزیز، شیراز اول اوپس بھی بے بی۔" تعبیر انگلیوں پر گنتی اسے بتا رہی تھی جواد لکشی سے مسکرایا۔

"شیراز سے ملو اوں آپ کو؟" اسکی بات سنتے ہی وہ فرط جذبات میں سرکواثبات میں ہلا گئی۔

"بے بی سچی؟" اب کی بار وہ اسکی گود میں چڑھنے کو بیتاب ہوئی تھی۔ جواد نے اسکے پھولے گال چوم ڈالے۔ اسکے بالوں پر گرم ٹوپی درست کر کے وہ دستانیں بھی ٹھیک کر رہا تھا۔  
"سردی تو نہیں لگ رہی آپکو؟؟؟" جواد نے فکر مندی سے استفسار کیا۔

"میں آپ تی (کی) طرح بہادر ہوں! مجھے نہیں لد (لگ) رہی۔" اسکی معصوم باتوں پر جواد کے لبوں پر تبسم بکھرا۔  
بچے ہر مشکل دور کرنے کا ہنر رکھتے ہیں۔ انکی معصوم باتوں پر ٹوٹ کے پیار آتا ہے اور اپنی پریشانی کم ہوتی محسوس ہوتی ہے۔

وہ تعبیر کو لیکے رخ موڑ کے اپنی ٹیبل پر جانے کا ارادہ کرتا آگے بڑھا تھا لیکن ایک کمزور جسامت سی خوبصورت دوشیزہ اسکی جانب مسکراتے قریب آئی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"سرکین آئی ٹیک آ سیلفی"؟ گردن کو ترچھا کرتی وہ حسرت سموئے استفسار کرنے لگی۔ جواد جو اپنی شخصیت چھپانے کی ممکن کوشش اپنی جانب کر چکا تھا یہ سنتے ہی اسکی ساری محنت پر پانی پڑ چکا تھا۔

شہرت پاناہر کوئی چاہتا تھا لیکن اس میں انسان عوام کا بہت پابند رہتا ہے۔ دل پر ضبط کرتے ہوئے بھی خوش طبعی کا اظہار کرنا پڑتا ہے اور خفیف سی کوتاہی پر اپنے خلاف افواہیں سننا یہ ساری تو عام سی بات تھی۔ اسکی طبیعت رات سے ہی بہت بوجھل تھی۔ ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ وہ صرف اکیلا رہنا چاہتا تھا لیکن ایسے میں لوگوں کا بڑھتا جم غفیر اس پر شادی مرگ کی کیفیت طاری کر گیا۔

"وائے ناٹ"۔ ماکس کو خونخوار نظروں سے گھور کے وہ سیلفی جیسے بورنگ مراحل سے گزرتا خاموشی سے ٹیبل پر آ بیٹھا۔

دس منٹ گزرے تھے، جواد کے نمبر پر حنان کا میسج آیا تھا۔ لوکیش بھیج کے وہ متوجہ ہو کے بیٹھا تھا۔

شزا حنان کے ساتھ اپنے بچوں کو لئے کچھ دیر بعد انکے سامنے ہی کھڑی تھی۔

وہاں موجود ہر ایک شخص کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ شام تک سخن کرنے کے باوجود بھی اس نے اپنے آنے کی اطلاع نہیں دی تھی۔

سب سے پہلے وہ فاروق صاحب کے گلے لگنے کے بعد جواد سے ملی تھی۔ کھلے لفظوں میں ناراضگی بھی ظاہر کر ڈالی تھی۔ جب جواد کا میسج کے سلسلے میں اسلام آباد جانے کا تھا تو شزا بہت خوش ہوئی تھی لیکن واقعاً میسج میں تاخیر کردی

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

گی تھی۔ جیسے ہی اسے پتا چلا تھا جواد نہیں آرہا ہے وہ حنان پے بھی برہم ہوئی تھی اور اسکا یہی شکوہ جواد پوری توجہ سے سن رہا تھا۔

جواد اپنی بہن کو پیار بھری نظروں سے تکتا عقیدت سے اسکے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

"جن کے جنم دن پر آئی ہیں ہماری آپاں کو تو منہ تک نہیں لگا رہیں"۔ شاہ رخ نے حنان سے ملنے کے بعد شیراز کو اٹھالیا تھا جبکہ اسکے شکوے پر وہ ساتھ ہی اپنے دونوں شریر بھائیوں کے گلے لگی۔

تعبیر تو شیراز کو دیکھتے ہی خوشی سے جھوم اٹھی تھی جبکہ دوسری جانب بھی شیراز کے تعبیر جیسے ہی تاثرات تھے۔

"باس! آپکی تعبیر کو ہم اپنے ساتھ لیکے جائینگے"۔ جواد کے کان میں سرگوشی نما وہ بہت رازداری سے کہہ رہا تھا۔

"باس کی اجازت نہیں ہے"۔ جواد نے شیراز کی مٹھی سے مٹھی ملای جبکہ وہ بے نیازی سے شانے اچکا گیا۔

کافی دیر تک وہ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ ایک مکمل اور خوشحال فیملی کو ہنستے مسکراتے دیکھ فاروق صاحب اور فرحت آپادل سے انہیں ہنستا استاد دیکھ دعا گو تھیں۔

کھانا پر مسرت ماحول میں کھانے کے بعد جواد تکبیر کے ساتھ ہوٹل سے نکل گیا تھا جبکہ فرحت آپا حنان وغیرہ کے ساتھ گھر کے لئے نکل گئی تھیں۔ شاہ رخ اپنی بیوی کے ساتھ اور شاہ میر اپنی بیوی کے ساتھ ڈنر کرنے کے بعد آؤٹنگ پر نکل گئے تھے۔

جواد کافی دیر تک شہزاد اور حنان کے ساتھ باتوں میں ہی مصروف تھا جبکہ تکبیر اور تعبیر بھی اسکے پہلو میں ہی تھیں۔

شاہ رخ لوگ بھی کچھ وقت گزار کے جلد ہی گھر پہنچ گئے تھے۔ جواد کی کیفیت تبدیل ہوئی تھی اور ٹھنڈے

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

مشروبات کا استعمال اسکی بوجھل طبیعت میں اضافہ کر گیا تھا۔ اسکی آنکھیں سرخ ہونے لگی تھیں لیکن ایک دفعہ بھی اس نے اس بات کا ذکر تکبیر سے نہیں کیا تھا۔

2 بجے کے قریب حنان اور شہزاد کے بہت اصرار پر وہ تعبیر کو لیکے اوپر کمرے کی اور بڑھ گیا تھا۔ شیراز کے ساتھ کھیل کود کے وہ بھی بہت تھک چکی تھی۔

جواد کے علاوہ سب محفل انجوائے کر رہے تھے۔ بظاہر تو تکبیر بہت مسکرا رہی تھی لیکن اندر ہی اندر وہ خود سے بھی نظریں چرا رہی تھی۔

اسکی وجہ سے وہ اس حال میں پہنچا تھا۔ براہ راست وہ ان سب سے مخاطب تھی لیکن سوچ جواد کے ارد گرد گھوم رہی تھی۔

تکبیر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی جواد ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بال خشک کر رہا تھا اس نے شاور لیا ہے تکبیر کے دیکھتے ہی اوسان خطا ہوئے۔ سیکنڈ سے بھی پہلے وہ اسکے پاس کھڑی سینے پر ہاتھ باندھتی مشکوک نظروں سے گھورنے لگی۔

جواد رف سے حلیے میں بھی تکبیر کو بہت جاذب لگا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم جب جب بیمار ہوتے ہو! تب تب زیادہ حسین ہو جاتے ہو"۔ تبکیر نے اسکی دیدہ منحور پر چوٹ کی تھی۔ لہجہ میں ڈھیروں جہاں کا تاسف ابھرا اور پر شوخ نظریں جو اد پر جمائے وہ جاذب کے عالم میں بولی جبکہ وہ باقاعدہ خود پر ٹھہری نگاہوں میں ندامت دیکھ سکتا تھا۔

"آپکی کرم نوازش ہے! لفظوں کو ادا کرنے سے قبل انکے موزوں پر نظر ثانی کر لیتیں تو حقیقتاً آج میں اس دوہرائے پر کھڑا خود کی وقعت کو کم ہوتا نہیں دیکھ رہا ہوتا۔ جذباتی وابستگی حقیقی طور پر بہت حساس چیز ہے! لیکن اپنی بھڑاس پر دوسروں کی ذات کو روند دینا یہ کہاں کا انصاف ہے؟؟

اگلے کے دل کو اتنے ٹکڑوں میں توڑنا کہ وہ خود بھی الجھن کا شکار ہو جائے، آخر سمیٹنا کہاں سے ہے؟ جتنی گہری چوٹ مجھے آپکے چابک جیسے لفظوں سے پہنچی ہے چاہ کے بھی اپنا حال بیاں نہیں کر پاؤں گا اور آپ سے تو اس چیز کی بھی توقع نہیں گویا خاموشی ہی سن سکیں۔"

تبکیر کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔ جو اد کے چہرے پر چھایا سپاٹ پن اسکی ساری ہمت ختم کرتا چلا گیا۔ سرد تاثرات چہرے پر سجائے وہ نخوت کا واضح اظہار کر رہا تھا۔ تبکیر کی سانسیں جیسے حلق میں ہی اٹک گئی تھیں۔ وہ جتنی شوخی سے اسکے پاس آئی تھی اس شخص نے پل بھر میں ہوا میں تحلیل کر دی تھی۔

جھجھکتی ہوئی وہ چند قدم اٹھا کے اسکے پاس آئی تھی لیکن وہ ایک ترش نگاہ ڈالتا پیچھے ہٹ گیا۔  
"ہم بیٹھ کے بات کر لیتے ہیں"۔ اسکی آنکھوں میں واضح ناگواری تھی لیکن احتراماً وہ کوئی تلخ کلامی نہیں کر گیا تھا۔  
تبکیر کا کانپتا لہجہ اور پسینے سے شرابور ہوتی ہتھیلیاں اسکی نظروں سے مخفی نہیں تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تکبیر! سچ کہوں تو اس وقت اس موضوع پر بات کرنا ہی نہیں چاہتا۔ آپکے مکالموں نے میرا کلیجہ تک چیر دیا ہے اور اگر آپ میری فکر کر کے اپنی محبت کا ثبوت دینگے تو کھلے لفظوں میں کہتا ہوں اس کرب کا مداوا نہیں ہو سکتا۔ محبت میں محبوب کو سر کا تاج بنایا جاتا ہے پیر کی جوتی نہیں۔

آپ نے وہ راکھ سمجھ لیا ہے مجھے، جسے بے دردی سے روند کے نکل جاتی ہیں!! قصور وار آپ نہیں سراسر میں ہوں۔ میں نے اپنی ذات کو آپکے آگے اتنا بے مول کر دیا کہ جب آپ کا دل فی چیزوں کو کرنے کا ارادہ کرتا ہے آپ فوقیت میرے دل کو دیکے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہیں۔

محبت کے گن گانے سے پہلے اس کا احترام کرنا سیکھیں۔ آپ تو آسمان سے اٹھا کے زمین پر پٹخ دیتی ہیں اور ظالم تو اتنی ہیں پلٹ کے پوچھتی تک نہیں! ہر بات پہل کی ہے نامیں نے؟ لیکن مزید میں نہیں کرنا چاہتا۔ آپکے غصہ کا احترام کرتا ہوں جبھی سب برداشت کر بھی جاتا ہوں لیکن میں اتنا بھی گیا گزرا تو نہیں جو ہر بار آپکی نادانیوں اور بھڑاس نکالنے کا سامان بنوں۔

جتنا جھکایا آپ نے! میں آپکی ساری خواہشات کو سر آنکھوں پر رکھتا چلا گیا۔ میں اپنے مزاج کا پابند آپکی خاطر خود کو بدل گیا۔ کیوں؟؟ کیونکہ محبت کرتا ہوں آپ سے۔ اور ایسے میں بھی آپ محبت پر انگلی اٹھائیں گی! یہ تو سراسر سفاکی اور بے حسی ہے تکبیر۔"

اسکے چہرے پر دکھ سمٹ آیا تھا۔ بخار سے پتی پیشانی سرخ تھی جبکہ آنکھیں زرگھس مخمور کسی بھی خوش کن تاثرات سے خالی تھیں۔ گھنے سیاہ نم بالوں کو بار بار ہاتھ سے درست کرتا وہ اکتا گیا تھا اس کام میں خلل ہوانے پیدا کیا تھا جس

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

پر بال اڑھ کے پیشانی کو چھو جاتے تھے۔ اپنی بات کے دوران نے اس نے آواز مدھم ہی رکھی تھی۔ سارا ملال، دکھ اسکے لہجے میں سمٹ آیا تھا۔

اسکی دل سوز باتوں پر تکبیر کا چہرہ دھواں دھواں ہوا۔ اس پر اسے شدید احساس ہوا تھا وہ جو اد کی نظروں سے گر چکی ہے۔ ندامت کے بوجھ تلے دبی وہ کچھ کہہ ہی نہیں سکی۔ سارا لہو جیسے چہرے پر در آیا تھا اور وہ نظریں جھکائے کسی مجرم کی طرح کھڑی رہی۔

"آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے باتیں کرنے والے ایسے نظریں جھکائے کھڑے اچھے نہیں لگتے!! ناراض نہیں ہوں آپ سے۔ منانے کے جتن کر کے خود کو ہلکان کرنے کی نادانی نہیں کریئے گا۔ رات بہت ہو گئی ہے آپ کو سونا چاہئے۔" اسکا گال تھپک کے وہ اسکے نشیب و فراز کو تکتا کچھ پل ساکت ہی کھڑا رہا۔ اسکے آنسوؤں اپنی ناقدری پر بہتے فرش پر گرے تھے لیکن وہ اسے چپ بھی نہیں کروا سکا۔ جو اد کی مبالغہ آرائی پر وہ حق دق سی کھڑی تھی۔ گرم سیاہل آنکھوں سے بہتا جا رہا تھا۔ جو اد کی بے تاثر نگاہیں اسے اندر تک جھنجھوڑ رہی تھیں جبکہ وہ لا تعلق سا کھڑا رہا۔ اسکے رگ و جاں میں ایک طوفان سا برپا تھا۔

میڈیسن پانی سے نگل کے وہ تعبیر کو وسط میں لٹا کے کمفرٹر خود پر درست کرتا آنکھیں ناچار وا کر گیا۔ تکبیر کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔ اسکی روی روی آنکھیں جو اد کے زہن میں گھومتیں اسکی نیند چھین گئی تھیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کنپٹی دکھنے لگی تھی لیکن وہ بے حسی اور سرد پن کا خول چڑھائے ہنوز بے حرکت لیٹا رہا اور وہ تو ایسے کھڑی رہی جیسے پتھر کی بن گئی ہو۔ کیا ایسے بھی مرد ہوتے ہیں یہ بات وہ سوچ کے رہ گئی۔ جو اد نے تو معافی مانگنے کا حق بھی چھین لیا تھا۔ مطلب اسکی نظروں میں وہ اس قابل بھی نہیں رہی کہ اپنے لگائے بہتان کی معافی مانگ سکے۔

وہ جو اسے ہمیشہ اپنے پلکوں پر بیٹھا کہ رکھتا تھا آج اسی شخص سے وہ نظریں ملانے کے قابل بھی نہیں رہی۔ کیا جو اد اسے دور ہو گیا تھا؟؟ اس کے دل جو محبت تھی وہ ختم ہو گئی تھی؟ ان کے درمیان رنجشیں نہیں مٹیں گی؟؟ مختلف سوالوں نے یکدم ہی اس کے ذہن پر ہلہ بول دیا۔ ماحول میں آکسیجن کی تعداد کم ہوتی محسوس ہوئی شدت سے اس کے دل نے خواہش کی وہ اس کے پناہوں میں جاسمائے مگر اتنی ہمت کہاں تھی۔

تکبیر آنسو صاف کرتی اس کے پاس آئی وہ جو اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ بے چینی سے یہاں سے وہاں کروٹ بدل رہا تھا اسکی آہٹ محسوس کی لیکن آنکھیں وائیک نہیں کیں۔

"سنو" کمزور سی آواز میں اسکا کاندھا ہلایا لیکن وہ سوتا ہوا بن گیا۔ وہ چاہتی تھی وہ اپنا مسئلہ اسے بتائے جس سے وہ تمام اچھی بری باتیں کر لیتی تھی مگر اس دشمن جاں نے تو پوچھنا بھی گوارہ نہ کیا کہ وہ کس کرب سے گزر رہی ہے مگر کیا کرتی جو بویا ہو وہ کاٹنا تو تھا ہی۔ اس سے زیادہ اذیت سے وہ گزرا تھا جب وہ اس کے کردار کو داغ دار کر رہی تھی اور جو اد کی محبت پر سوالیہ انداز بنائے اسے بچ راستے میں پتی دھوپ پر ٹپتا ہوا چھوڑ کے منہ موڑ گئی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کتنی ہی دیر وہ اسکے خدو خال کا جائزہ لیتی رہی۔ تکبیر نے کوئی لفظ ادا نہیں کیا تھا اور نہ اس نے پوچھنے کی زحمت کی۔ یہ بات تو وہ اچھے سے جان گیا تھا کہ وہ اسے منانے کے لئے یہ سب کر رہی تھی ورنہ کچھ دن تک تو اسکے دن اور رات دونوں کا چین چین کے وہ اپنی جانب نارمل تھی۔

کچھ لمحے گزرے تھے جو اد کا سر آگے کرتی وہ اسکے پیچھے بیٹھ کے جو اد کا سر اپنی گود میں رکھ گی۔ اسکی سرخ ہوتی آنکھیں گواہ تھیں کہ اسکی طبیعت بو جھل سی ہے لیکن اپنے بھائیوں کی خوشی کے خاطر وہ باہر ان کے ساتھ چلا گیا تھا ورنہ دل تو تکبیر کا بھی نہیں تھا۔

تکبیر اسکے درد سے واقف تھی جبھی سر دبانے کا ارادہ کرتی وہ اپنے کو مل ہاتھوں سے سکون پہنچا رہی تھی۔ اس نے جاگتے ہوئے بھی آنکھیں نہیں کھولیں کیونکہ وہ تو اسکے آنسوؤں سے ہی پگل جاتا تھا لیکن اس طرح آسانی سے معاف کر کے وہ اسے شے دینا کا بھی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ اسے اپنے کئے کا خود پچھتاوا ہوتا کہ آگے چل کے وہ اپنے کسی جذباتی انداز سے کوئی بڑا مسئلہ خود کے کیلئے پیدا نہ کر سکے۔

یہ بات وہ گزشتہ سالوں سے اسے سمجھاتا آیا تھا لیکن فطرت میں شامل تھا جو کہ نہیں بدل سکتی تھی۔ اسکے آنسوؤں اسکے بالوں میں جذب ہوتے جو اد کے ضبط کے بندھن توڑنے میں لگے تھے۔ دل کے آگے گٹھنے ٹیکتا اس نے اسکی کلائی پر گرفت مضبوط کی لیکن اداکاری ایسی تھی جیسے درحقیقت سویا ہوا ہو۔ تکبیر کے آنسوؤں وہیں تھم چکے تھے۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ اسکی ناراضگی برداشت کرنے کو تیار تھی لیکن اسکا انداز تکلیف پہنچا رہا تھا۔ جس نے ہر بات کو پیار سے سمجھایا ہو  
یکدم اسکی بے رخی سہنا آسان تو نہیں تھا۔

دونوں کے درمیاں طویل خاموشی حائل تھی اسوقت یہ خاموشی بھی دل کی زبان بولتی محسوس ہوئی تھی۔  
تجھ سے جو دھیان کا تعلق ہے  
پکے ایمان کا تعلق ہے

میری چپ کا تیری خاموشی سے

روح اور جان کا تعلق ہے

تو سمجھتا ہے میرے لہجے کو

اور یہ مان کا تعلق ہے

تجھ سے میرے خیال کا رشتہ

یعنی وجدان کا تعلق ہے

تو رہتا ہے دل میں یوں جیسے

گھر میں سامان کا تعلق ہے

تکبیر رونا بھول چکی تھی جبکہ اس پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹا تھا۔ وہ اتنی مضبوطی سے اسکی کلائی تھاما ہوا تھا جیسے بیدار ہو۔

تکبیر مزاحمت کرنا ہی نہیں چاہتی تھی اسکا لمس اسکے دل پر ٹھندی پھوار کے مانند برساتا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ایک سکون کی لہر رگ و پے میں سرایت کر گئی تھی اور جلد ہی اس پر نیند مہربان ہوئی۔ جو اد کی بھاری ہوتی سانسوں کو پوری متوجہ سے سن کے وہ اسکی پیشانی پر لب رکھ گئی۔



کمرے میں پھیلی روشنی سے وہ ہلکا سا کسمسایا۔ کروٹ بدلتے اپنی دوسری جانب تکبیر کو دیکھنا چاہا جبکہ اسے نہ پا کے وہ بے چین سا ہوتا گردن اوپر کی سمت کرتا اسے تکتا ہی رہ گیا۔ نہ جانے کب میں وہ اسکا سرد دباتی ویسے ہی سو گئی تھی۔ ایک زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا جبکہ جو اد دھیرے سے اٹھ کے اس بے خبر سوئے وجود کو درست کر کے لٹانا فریش ہونے چلا گیا۔



وہ لوگ دوپہر کا کھانا کھا کے فارغ ہوتے چائے پینے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ تکبیر اور جو اد اپنی جانب نارمل برتاؤ ہی کر رہے تھے جبکہ حقیقت اسکے برعکس تھی۔ حنان کی گود میں چڑھی تعبیر شزا اور شیراز کا دماغ کھا رہی تھی جبکہ وہ بھی بہت توجہ سے اسے سن رہے تھے۔

"میلی تو دو پھپھو ہیں"۔ یکدم سے یاد آنے پر اسکی آنکھوں میں الوہی سی چمک بکھر گئی اور خوشی سے چہکتی وہ شزا کا گال کھینچ کے اپنی جانب متوجہ مبذول کروانے لگی۔ یہ سن کے وہ حیرت سے آنکھیں پھیلائے جو اد کے ساتھ شاہ میر اور شاہ رخ کو بھی گھور رہی تھی۔ شراکت اسے خاصی بھائی نہیں تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہیں؟ بھائی ایسا کب ہوا؟؟؟" وہ بامشکل بولی۔ جواد ٹانگ پے ٹانگ رکھے دکشی سا مسکرایا تھا جبکہ اسکے تاثرات پر نظر ثانی کرتے حنان، شاہ رخ اور شاہ میر بے ساختہ اٹھ آنے والا قہقہہ ضبط کر گئے۔  
شزرا نے تعبیر کو خود سے لگایا۔

"کوئی سی پھپھو ہیں دوسری؟؟؟ تجسس سے مجبور آخروہ پوچھ بیٹھی۔

"لے بی تی بہن! سارہ پھپھو"۔ یہ بات حنان اور شزرا کے سر سے گزر گئی تھی جبکہ فرحت آپاسمیت سب کے دبے دبے قہقہے گونجے۔

"سارہ! بھائی کی فرینڈ؟؟ سوچ کے گھوڑے دوڑانے پر اس نے تصدیق چاہی۔

"جی ان ہی کی بات ہو رہی ہے"۔ صفائے اسکی تصدیق پر مہر لگائی۔

"وہ فرینڈ نہیں ہیں! بے بی تی سسٹر ہیں۔ جسٹ لائنک یو۔ بیر تہہ (کہہ) رہی تھیں وہ لے بی کی بہن ہیں بالکل (بالکل) شزرا پھپھو جیسی"۔ اس نے اپنی جانب تکبیر کے کہے لفظ دہرائے۔ جواد اور تکبیر نے چور نگاہ سے ایک دوسرے کو دیکھا لیکن جلد ہی نظریں بدل گئے۔

شزرا کے ساتھ حنان کا بھی ہنس کے برا حال تھا۔ فاروق صاحب پوتی کی باتوں سے ہی جی اٹھے تھے۔ تحریم مردا کے پاس تھی جب کے انکی باتوں پر وہ بالکل خاموش تھی گویا بچی بھی متوجہ تھی۔

شام تک شزرا حنان اپنے بچوں کے ساتھ ماموں کے گھر گئی ہوئی تھی جبکہ جواد یاور کے گھر جانے کے لئے تیار ہوتا چابی اٹھا کے نکل ہی رہا تھا تکبیر کی آواز سے رکا۔

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں بھی جاؤنگی"۔ اس نے دو ٹوک فیصلہ سنایا تھا۔

"ہو جائیں تیار! لے جاتا ہوں"۔ وہ رسائیت سے جواب دیتا صوفے پر ہی بیٹھ گیا۔

تکبیر کا ٹوٹا موبائل اب بھی دراز میں پڑا اپنی بے قدری کو رو رہا تھا لیکن اس نے اب تک دوسرے موبائل فون لینے کی خواہش ظاہر نہیں کی تھی اور یہ حیران کن بات تھی۔ دن بورنگ گزرتے تو وہ موبائل کے بغیر ایک منٹ نہیں رہتی لیکن اب اسکے حواسوں پر صرف اور صرف جواد چھایا تھا۔ نہ جانے روز و شب بھی کس طرح گزارتی ہوگی؟ جواد خود سے ہمکلام ہوا۔



یاد رکھو کہ گھر پہنچ کے اسے سب کچھ تفصیل سے پتا چلا تھا جبکہ سارہ وہیں موجود مسرت سے اس سے مصافحہ کرتی نارمل ہی تھی۔ یاد رکھو کہ مئی تکبیر کو دیکھ کے بہت خوش ہوئی تھیں اور باتوں ہی باتوں میں اس پر جواد کا سارہ سے کس جواز سے ملنے کا راز کھلا تھا۔

غالباً وہ بوتیک کی اوپنگ کے سلسلے میں پاکستان آئی تھی لیکن درمیان میں کوئی مسئلہ پیش آیا تھا جسکے باعث صرف جواد ہی نہیں یاد رکھو کہ اس کے ساتھ تھا اور جس وقت وہ تعبیر کو ملوانے لایا تھا اس وقت بھی اسکی مئی انکے درمیاں ہی تھیں۔

تکبیر نے تنہائی میں ملنے تک کے بہتان لگائے تھے جبکہ درحقیقت وہ تو اس سے کبھی تنہائی میں ملا ہی نہیں تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شام کے سائے ہر طرف پھیلنے لگے تھے۔ جواد اور تبکیر الوادعی کلمات کہہ کے گھر سے نکل چکے تھے جبکہ تبکیر کو وہ لوگ گھر ہی چھوڑ آئے تھے۔

"عائشہ بالکل تعبیر جیسی ہے نا۔" جواد کی نظریں ڈرائیونگ پر مرکوز کیں تبکیر نے غالباً یاد کی بٹی کا حوالہ دیا تھا جس سے کچھ دیر قبل وہ مل کے آئے تھے۔

"پیاری ہے! بٹ ہماری تعبیر جیسی تو کوئی نہیں ہے۔ جب اسکی ماں انوکھی ہے تو بیٹی نہیں ہوگی۔" آخر کی بات وہ دل میں ہی دبا گیا جبکہ 'ہماری تعبیر' اسکے لبوں سے سنتے ہی وہ جی اٹھی تھی۔ چہرے پر ایک ہی پل میں الو ہی چمک چھائی تھی بے ساختہ وہ رخ موڑے دل ہی دل میں یا ہو کہہ کے بہت چمک اٹھی تھی۔ جواد نے مشکوک نگاہوں سے اسکی سمت دیکھا۔

"تمہاری ناراضگی بھی تمہاری طرح بالکل منفرد ہے۔" پورا رخ اسکی جانب کئے وہ متوجہ ہوتی اسکے بارے میں اسے ہی آگاہ کر رہی تھی۔

"سہی مکھن لگائیں۔" بنا اسکی جانب دیکھے وہ سنجیدگی سے جواب دیکے میوزک سسٹم آن کر گیا۔

مزید انکے درمیان کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی اور کچھ دیر بعد وہ لوگ گھر پہنچ گئے تھے۔ تبکیر جو مروا، صفا کے ساتھ تھی جواد کا سنتے ہی وہ دوڑی چلی آئی۔

"مجھے اتیلا چھوڑ (چھوڑ) تے چلے دئے؟" ناراضگی کا کھلا اظہار کیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ شیراز کے ساتھ تھیں نا! دین یونوبے بی از سوکا سنڈ نیچر۔ وہ زبردستی نہیں کرتے۔" آخر میں اس نے تکبیر کو دیکھا تھا گویا اس پر طنز کیا ہو۔ تعبیر ہو نقوں کی طرح نا سمجھی سے جواد کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بول کیا گیا ہے؟ جواد کو سمجھ آنے پر اپنے جذباتی انداز پر وہ بھی دلفریبی سے مسکرایا۔

"صحبت کا اثر ہے زیادہ حیران نہیں ہو۔" خفیف سا کاندھے پر دباؤ ڈالتی وہ دل جلی مسکراہٹ لئے بولی۔ دونوں کار سے ٹیک لگائے کھڑے تھے اور لان میں بیٹھے فریقین ان تینوں کو ہی خوشی سے تک رہے تھے۔

"کس کی صحبت؟" جواد انجان بنا۔

"ظاہر ہے میری صحبت۔" بے نیازی سے شانے اچکائے۔

"ہاں آپ کی محبت اثر انداز کرتی ہی تو ایک کونے میں آپ ہوتیں دوسرے پر میں! جبکہ تعبیر وہ تو میری بیٹی بیچ میں لٹک رہی ہوتی۔" تکبیر کا قہقہہ گونجا۔ تعبیر نے گال سے پکڑ کے جواد کا رخ اپنی جانب کیا۔

"میں کیوں لٹک لسی ہوتی بے بی؟؟"

"بیر سے پوچھو۔" جواد نے تکبیر کی سمت اشارہ کیا۔

"سوری! بیٹا اپنے بے بی سے پوچھو۔" تکبیر فوراً ہاتھ جھاڑ گئی۔

"میں بیر سے ناراج ہوں! میلی کشی بات تا (کا) جواب نہیں دیتیں۔" جواد کے کاندھے پر سر ٹکائے وہ منہ بسور کے بولی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تمہارا باپ بھی ناراض ہے اور تم بھی ناراض رہو مجھے تو زہر دے دو پھر"۔ جل بھن کے کہتی وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گئی جبکہ اسکے جاتے ہی ان دونوں کا ہتھکڑہ گونجا۔

تکبیر کو وہ چپ کی مار مارتا تھا اور پوری کوشش یہی ہوتی تھی وہ نہیں کرے گا اس سے گفتگو لیکن ہر بار اسکی معصوم باتوں پر مجبور ہو جاتا تھا۔

تکبیر کا وہ روپ بھی سامنے آ رہا تھا جو اسے کبھی کبھی ہی دیکھنے کو ملتا تھا

جواد تعبیر کو بیڈ پر بٹھائے کچھ بنیادی چیزوں کے متعلق آگاہی دے رہا تھا دینی اور دنیاوی طور پر جو کہ وہ بہت انہماک سے سنتی ساتھ سوال جواب بھی کیے جا رہی تھی۔ شزا تو کل ہی رخصت ہو گئی تھی جبکہ تعبیر شیراز کے جاتے ہی بہت بور ہوئی تھی۔ اصل وجہ بھی یہی تھی وہ اسکی سوگواری دور کرتا تعبیر کا زہن بھٹکا رہا تھا۔

تعبیر عمر میں کافی چھوٹی تھی لیکن ذہین تھی اور انگریزی بھی وہ جواد کے باعث ہی بولنے لگی تھی۔ گیارہ بجے کا وقت تھا وہ ساری باتیں زہن نشین کروا کے اسے پینسل پکڑنا سکھا رہا تھا وجہ اسکی ضد ہی تھی جو وہ ہمیشہ سے کرتی آئی تھی۔ تکبیر اسکا موبائل لئے بالکنی میں کھڑی غالباً ریحانہ بیگم سے محو گفتگو تھی۔

"وہ ممی! میری جواد سے چھوٹی سی لڑائی ہو گئی ہے۔ اگر آپ اس احمق کو مشورہ دے دیں تو میں آپکے داماد کا دل جیتنے میں سفل ہو سکتی ہوں"۔ آدھے گھنٹے سے انکا دماغ کھاتی وہ اصل مدعے پر آئی۔

"کیا کیا اب تم نے؟؟ سر پیٹتیں وہاں چھنبے سے استفسار کرنے لگیں۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"وہ چھوڑیں! ہماری بھی پرائیویسی ہے۔ بس آپ کچھ بتادیں تاکہ میں اس کو۔۔ اوہ میرا مطلب!! انکو مناسکوں"۔  
زبان کو پھسلتے پھسلتے روک لیا تھا جبکہ دوسری جانب وہ محظوظ سا مسکرائیں۔ تکبیر دور ہوئی تھی تو اسکی اہمیت کا اندازہ  
ہوا تھا اور شدت سے اسکی یادستانے لگی تھی۔

"کتنے پرسنٹ غلطی تمہاری تھی؟" انہوں نے تجسس سے پوچھا۔

"امی 80 فیصد میری تھی! بیس پرسنٹ اسکی تھی"۔ تکبیر نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا تھا۔

"کہہ دو تم سے غلطی ہوگئی ہے! آئندہ نہیں کروگی۔ کر دے گا وہ معاف زیادہ ضدی نہیں ہے"۔ ریحانہ بیگم نے  
سمجھداری سے اسے صلاح دی تھی جو کہ اسے خاص پسند نہیں آئی۔

"نہیں امی! اس بار وہ شاید مجھے آسانی سے معاف نہیں کرے گا۔ اسکا دل دکھ گیا ہے میری طرف سے"۔ تکبیر نے  
دانستہ آواز دھیمی رکھی تھی۔

"بیٹا میں کہتی ہوں! سمجھدار سے کام لیا کرو اور پھر میری بیٹی تو اتنی سمجھدار ہے۔ کوئی بھی خرافات استعمال کر کے  
مناسکتی ہے"۔ انکی بات سنتے ہی تکبیر نے فخر یا گردن اکڑائی۔

"ہے ناں؟ میرا بھی دل بالکل یہی کہہ رہا تھا۔ آپ نے رہنمائی کر دی تو مجھے تصدیق سی مل گئی۔ شکریہ می"۔ کھلے  
دل سے انکا شکریہ ادا کیا تھا جبکہ ریحانہ بیگم نم ہوتی آنکھوں سے ہولے سے مسکرائیں۔

دس پندرہ منٹ کے بعد وہ گفتگو مختصر کرتی کمرے میں چلی آئی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"لا لا کی طرح جولی بننا ہے، میری طرح میچور رہنا ہے۔ صفوی طرح نٹ کھٹ سی جبکہ مروا کی طرح شائے رہنا ہے۔ بے بی جیسی ہارڈور کنگ کرنی ہے اور سبق وقت پر یاد کرنے ہیں۔ آج جو لیسن دیا ہے کل اسی کا ٹیسٹ ہوگا اور مجھے امید ہے آپ فل مارکس گین (حاصل) کرو گی۔"

جواد اسے گود میں بٹھاتا پیار بھرے لہجے میں اسے مستقبل سے آگاہ کر رہا تھا جبکہ اسکی بات سنتی وہ اثبات میں زور و شور سے گردن ہلارہی تھی۔

"بے بی مجھے تجھ سے تفسیو جن ہے۔" تعبیر نے اپنا رخ عین جواد کے مقابل کیا۔

"او کے دور کر لیتے ہیں! پوچھو کیا پوچھنا ہے آپ کو؟؟؟" جواد نے جیسے اسے بولنے کی اجازت دی۔

"سب تی طرح تجھ نہ تجھ بننا ہے! بیری تی طرح تیا تروں؟؟؟" اصل سوال پوچھنے والا ہی یہی تھا جو کہ تعبیر نے پوچھ کے سہی معنوں میں اسے الجھن میں ڈالا تھا۔ سوال مشکل نہیں تھا لیکن وہ تکبیر کی موجودگی کو نوٹ کرتا فلوقت اسکے سوال کس جواب دینا نہیں چاہتا تھا۔

"بے بی؟؟؟" تعبیر نے چڑکے پکارا۔

"آپ بالکل بیر جیسی ہو! بیر جیسی لڑکیاں بہت منفرد اور کم پائی جاتی ہیں۔ وہ ہنس مکھ ہوتی ہیں، اپنی مسکراہٹ سے کسی کی بھی دکھ پریشانی زائل کر دیتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں بالکل آپ کی بیر جیسی بہت سمجھدار ہوتی ہیں جو ہر بدلتے حالات میں ڈھل جاتی ہیں۔ مزاج کے حوالے سے تھوڑی چلبلی لیکن پیاری ہوتی ہیں۔ ایک اچھے ساتھی کی طرح ہر وقت ہر موسم ہر لمحہ دستیاب ہوتی ہیں۔"

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جو دوسروں کو روتا دیکھ خود رو پڑے وہ بیر ہوتی ہے! جو کسی کے مشکل وقت میں اپنی پرواہ کئے بغیر کھڑی رہے وہ ہوتی ہے بیر۔ تھوڑی سمجھدار، خفیف لاؤ بالی اور زیادہ ساری جھلی وہ ہیں آپکی بیر! سوٹ تو ہیں لیکن بولتی بہت تیکھا ہیں۔"

تکبیر کو سوچتے ہی اسکے لبوں پر مسکراہٹ اٹھ آئی تھی جو باقاعدہ تکبیر نے بھی نوٹ کی تھی۔ آخر کی بات کہتا وہ تکبیر کے چہرے کی سمت دیکھتا لیکن پھر نظریں چرا گیا۔ تکبیر کا خیال اور اسکی باتیں ہی اسکی تھکان مٹا دیا کرتی تھیں۔ اسکو سوچتے وہ پرسکون سا رہتا تھا۔ وہ اسکے بارے میں اسی کے سامنے کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا۔ کچھ تعبیر کی خواہش تھی اور کہیں نا کہیں دل نے بھی حمایت لی تھی۔

"انسان خطا کا پتلا ہے! غلطیاں ہر شخص سے ہوتی ہیں لیکن جو نادانی کر کے بھی زبردستی منالے وہ ہوتی ہے بیر۔" وہ جذبِ دروں کے بھید کھولتا تکبیر کو پرسوں لمحات میں قید کر گیا۔ نہ جانے کیوں دل کی رفتار شور مچانے لگی تھی۔ اسکا لفظ بہ لفظ عزت، محبت اور احترام میں ڈوبا ہوا تھا۔

تکبیر اسکے پیچھے کھڑی تھی اور عین اسی وقت دل نے چشمِ شوق ظاہر کیا۔ اسکے بعد بھی ان دونوں کی آپسی گفتگو جاری تھی لیکن وہ عدم دلچسپی سے وہاں سے جانے لگی تھی تعبیر کی آواز سے اسکے قدم تھم گئے۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔" تعبیر کی نیند میں ڈوبی آنکھیں دیکھ تکبیر خاموشی سے اسے وسط میں لٹا کے دوسری جانب لیٹ گئی۔

تعبیر کو خود میں بھیجے وہ کچھ دیر بعد خود بھی نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔ جو ادھیار بھری نگاہ ڈالتا صوفے پر جا بیٹھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تکبیر آپ تو بہت اچھی ہیں! میں ہی خراب ہوں۔ سارا کا سارا قصور میرا ہے۔ مجھے آپ کو پہلے بتانا چاہیے تھا۔ آپ حق پر ہیں میں ہی احمق ہوں! میں تو شرمندہ ہوں کہ آپ سے کیسے نظریں ملاؤں جبکہ آپ اپنی جانب بالکل درست ہیں۔ سہی مجھ پر تمہمت لگا کے میرے ہوش ٹھکانے لگانے کا بہت شکریہ۔ میں کس طرح آپ کی راہوں میں پلکے بچھا کے بیٹھوں مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہا۔"

وہ میٹھی نیند میں کروٹ بدلتی باقاعدہ طور پر مسکرا رہی تھی۔ جو اداسکے پیروں میں بیٹھا ہاتھ جوڑ کے معافی مانگ رہا تھا لیکن تکبیر تو بس منہ پر ہاتھ رکھے شرمائے جا رہی تھی۔

جو اد نے اچھنبے سے دیکھا! وہ عجیب و غریب مخلوق تھی۔ کبھی نیند سے اٹھ کے روتی تھی تو کبھی نیند میں ہی مسکراتی تھی۔

یکدم سے وہ تبسم لئے بیدار ہوئی۔ آنکھیں وا کیں تو کمرے میں چھائے سکوت کو گھورتی وہ ہونقوں کی طرح تکتے لگی۔

جو اد ہیڈ فون لگائے لا تعلق سا بیٹھا تھا جبکہ وہ حیرت زدہ سی مٹھی تھوڑی تلے ٹکائے انگشت بدنداں ہوئی۔ جو اد نہ تو اسکے گھٹنوں میں بیٹھا تھا اور نہ سارا الملبہ خود پر گراتا معافی طلب کر رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟؟؟" ہیڈ فون ہٹائے اس نے سر سری لہجے میں استفسار کیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کچھ نہیں"۔ اس نے جان کے مختصر لفظوں کا چناؤ کیا تھا گویا وہ پاس آ کے فکر مندی ظاہر کرے گا تکبیر لاڈ سے منالے گی لیکن معاملہ اسکے برعکس تھا وہ سیٹی بجاتا ہوا کمرے سے نکل رہا تھا تکبیر عجلت میں قدم بڑھاتی اسکے مقابل کھڑی ہوئی۔

"جو تم نیچے کرو گے وہی تم یہاں کرو گے! میں تمہیں کمرے سے ہر گز نکلنے نہیں دوں گی"۔ اسکی گوہر افشانی پر جواد حق دق سا کھڑا رہا۔

"میں نیچے ہی جاؤنگا"۔ اس نے جیسے دو ٹوک فیصلہ سنایا۔

"میں دیکھتی ہوں تم کیسے جاتے ہو! اب تم جا کے دکھاؤ"۔ اسے تنبیہ کرتی وہ ضدی انداز اپنا گی۔ طائرانہ نگاہ اسکے وجود پر ڈالتی وہ سینے پر ہاتھ باندھتی کھڑی رہی۔ راستہ روک کے وہ اسکے راستے میں ہی حائل جواد کو نیچے نہ بھیجنے کے لئے بضد تھی۔

"عجیب زبردستی ہے! اگر میں نہیں رکنا چاہتا یہاں، تو کیوں روکوں گا؟؟" سرد تاثرات سے چڑ کے استفسار کرتا وہ پاکٹ سے موبائل نکالنے لگا۔

"ہٹیں سامنے سے"۔ اسے بازو سے سائڈ کرتے جواد نے ایک قدم بڑھایا ہی تھا تکبیر کی باتوں نے پھر اسکے قدم جکڑ لئے۔

"تم نیچے جاؤ گے میں بالکنی سے کود کے مر جاؤنگی"۔ مسکراہٹ ضبط کرتے وہ مصنوعی سختی چہرے پر سجائے بیچاری شکل بنائے کھڑی تھی۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"نفسیاتی"۔ وہ کہہ کے ایک قدم پھر بڑھانے لگا۔

"میں جارہا ہوں تکبیر"۔ اس نے رخ موڑے لفظوں پر زور دیا تھا تکبیر نے بھی ایک قدم خود کا بھی بڑھایا۔  
"جی تکبیر کی جان! میں بھی آرہی ہوں"۔ دل جلی مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔ تکبیر نے محبت سموئے لہجے میں اسکی بات کی تصدیق کی۔

"تکبیر میں واقعی میں جارہا ہوں"۔ نہ جانے وہ اسے کیا بتانے کا ارادہ رکھتا پھر سے کچھ قدم آگے ہی جانب بڑھائے۔

"میں بھی آرہی ہوں! اور تم سے جلدی ہی نیچے پہنچوں گی، گر کے"۔ تکبیر چلتے چلتے گلاس ڈور کی جانب کھڑی اسکی دم پر پیر رکھ رہی تھی۔

"چلیں کیا یاد رکھیں گی نہیں جارہا! فضول میں مجھ پر الزام آئے گا اور اچھی بھلی شہرت میری مٹی میں مل جائیگی۔  
ویسے بھی میں کیوں یہ الزام اپنے سر لوں تو بہتر ہے میں جانے کا ارادہ ترک کر دیتا ہوں"۔ بلا آخر وہ اسکی باتوں کے شکنجے میں جکڑتا صوفے پر لیپ ٹاپ آن کر کے بیٹھ گیا۔ تکبیر تو خوشی سے پھولے نہیں سمارہی تھی۔  
"مجھے کوئی فکر نہیں ہے بس میں نے اپنا سوچا ہے۔ خدا نخواستہ اللہ نہ کرے آپ گر جائیں تو کیس تو مجھ پر بنے گا نا"۔  
وہ فکر مندی کو جھٹلا کے بھی درحقیقت اسکی فکر پر دہراہورہا تھا۔ تکبیر کے پاگل پن سے وہ اچھی طرح واقف تھا اور ہر بار اسکی باتوں پر سر کو خم کر دیتا تھا۔ تکبیر کا جاندار قہقہہ گونجا۔  
"تم سچ میں کیوٹ بھالو ہو"۔ اسے گال کھینچ کے تکبیر اسے پہلو میں ہی دراز ہوئی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اب جا کے سوئیں اور مزید ایک سوال نہیں"۔ جواد نے روکھائی سے اسے تنبیہ کی۔

"میں یہی رکونگی! میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤنگی"۔ آنکھیں پٹیٹاتے وہ قدرے رسائیت سے بولی۔

"میں ہیڈ فون لگاؤں گا آپ بور ہو جائیگی"۔ اب کی بار بے ساختہ اسکا لہجہ نرم سا ہوا۔

"بھلے لگا لو! کوئی مسئلہ نہیں"۔ دل سے رضامندی ظاہر کرتی وہ دونوں ہاتھ سے اسکے گرد حصار قائم کئے شانے سے سر ٹکا گی۔

"میں اس طرح کیسے دیکھوں گا؟" اس نے اشارہ اپنی جانب کیا۔ جس کے ہاتھ بھی تکبیر کی گرفت میں تھے۔ چاہتا تو ایک سیکنڈ میں ہی خود سے ہٹاتا وہ جھٹک دیتا لیکن کہاں یہ اتنا ممکن تھا۔

"مجھے نہیں پتا دیکھ لو بس ایسی ہی! میرا تمہارے علاوہ کوئی شوہر نہیں ہے جی میں یہی ٹھہرونگی"۔ وہ لاڈ سے اسکے ساتھ ہی لگی بالکل بچوں جیسی معصوم لگی تھی۔

"تکبیر یہ کیا بچپنا ہے؟؟"

جواد نے گہری سانس خارج کرتے آہستگی سے استفسار کیا۔

"اچھا میں نہیں کر رہی تنگ! دیکھ لو اپنی سڑی ہوئی مووی"۔

اسکے وجود سے حصار مٹاتی وہ زرا فاصلے پر ہوئی۔ تکبیر کو ایسے دیکھ نہ جانے کیوں اسکا دل ڈوب کے ابھرا۔

تکبیر بنا کوئی دوسری بات کئے بغیر اسکے پیر پر رکھے کشن پر سر رکھ گی۔ جواد نے بے بسی سے دیکھا۔ اسکے طور اطور سے صاف واضح تھا وہ منار ہی تھی یا بیزار کر رہی تھی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میرے سر میں درد ہو رہا ہے! میری تھوڑی خدمت کر دو۔"

بولتے ساتھ ہی اس نے جواد کا ہاتھ اٹھا کے اپنے بالوں پر رکھا۔

"چلو جلدی۔"

تکبیر کی آواز سے وہ حواسوں میں لوٹا۔ حیرت انگیز طور پر وہ اسے تکتے ہی جا رہا تھا۔ آخر کس مٹی کی بنی ہوئی ہے یہ لڑکی؟؟ مدھم سی آواز میں سرگوشی کرتے وہ اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا تھا۔ دن بھر اسکی حرکتوں کو سوچتے تکبیر پر اسے ٹوٹ کے پیار آیا تھا۔

پندرہ منٹ گزر چکے تھے اور وہ اسکی گود میں سر رکھے نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔ جھک کے اسکی پیشانی سے بال سمیٹ کے وہ احتیاط سے اٹھا کے بیڈ پر لے آیا۔



"جب سے میری شادی ہوئی ہے مجھے وقت نہیں ملتا بیوی کے ساتھ گزارنے کا۔"

شاہ رخ گیارہ بجے کے قریب آئینے کے سامنے کھڑا نک سائیر ایک طائرانہ نگاہ خود کے وجود پر ڈالتا بلند آواز میں صفا کو دیکھتے ہوئے حسرت سموئے بولا۔

"تم ہی کہہ رہے تھے کہ تم غریب آدمی ہوں! اب غریب آدمی کام نہیں کرے گا تو بھلا کیا کرے گا؟؟؟" مسکراتے ہوئے اس نے اسی کے لفظ دہرائے جسے سن کے بھی وہ خاص تاثر ظاہر نہیں کر پایا۔

"غریب ہوں کفالت کرتا ہوں بیوی کی! بچے تو نہیں ہیں ابھی لیکن کیا اس ناچیز کو خوش رہنے کا بھی حق نہیں؟"

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

رخ موڑ کے وہ کہتا وہ بیچارگی کے سارے ریکارڈ توڑ گیا۔

"اچھا چھوڑو! پتا ہے میں تمہارے لئے کیا لائی ہوں؟؟؟ وہ آنکھوں میں چمک لئے شاہ رخ کے ساتھ ہی ڈریسنگ ٹیبل سے ٹیک لگا گئی۔

"آپ کچھ اچھا دے بھی نہیں سکتیں! یا تو اتوار بازار سے شرٹ لے آئی ہو نگلی یا میری ہی جیب کتر کے میرے لئے کوئی لوکل سستی چیز لے آئی ہو نگلی۔"

وہ صفا کی سوچ سے واقف تھا جیسی جل کے بولا لیکن صفا بھی ڈھیٹ بنی دانتوں کی نمائش کرتی رہی۔ انکی شادی کو دو مہینے گزر چکے تھے لیکن زرا سا بھی انکے برتاؤ میں تبدیلی نہیں آئی تھی۔ شاہ رخ میکپ ریموور دیتا تھا جبکہ صفا عجیب و غریب سستی چیزیں اسے تھما دیتی تھی۔

"ارے اتوار بازار کا کچھ بھی نہیں ہے! میں بہت اچھی چیز لائی ہوں۔ ہیر و لگو گے بالکل تم۔ اب بو جھوناں۔"

صفا کا تجسس دیکھتے درحقیقت وہ بھی بے تاب سے سا ہوا۔

"اچھا دیکھائیں پھر۔"

اسکے کہنے کی ہی دیر تھی صفا نے اسے آنکھیں نہ کھولنے کی تنبیہ کی اور وارڈروب سے ایک باکس نکال لائی جو کافی سجا ہوا تھا۔

READERS CHOICE

"آنکھیں کھولو۔"

اسکے حکم کی تعمیل کرتے شاہ رخ نے بند آنکھوں کو کھول ڈالا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

صفا اسکے لئے تحفہ لائی تھی یا حیران کن سی بات تھی لیکن دیکھتے ہی اسے لبوں پر تبسم بکھر گیا۔  
"کھول کے بتاؤ کیسا لگا؟؟" صفا کو ساتھ لیتا وہ تعجب سے تحفے پر لگے گفٹ پیپر ہٹا رہا تھا۔ شاہ رخ جو سمجھا کوئی قیمتی چیز ہوگی "لوریل پیرس" (شیمپو) دیکھتے ہی اسکا حلق تک کڑوا ہوا۔ منہ بسور کے اس نے خونخوار نظروں سے صفا کو دیکھا جو ایسے کھڑی تھی جیسے انجان ہو۔

"سیریلی"۔؟؟ اس نے بھنویں سکڑیں۔

"تم ہی تو کہہ رہے تھے ان دنوں بال بہت رف سے ہیں! یہ اچھا لگا تو لے آئی"۔ اسکے تاثرات دیکھ صفا نجل سی ہوئی۔

"اپنے ہی جھاڑو جیسے بالوں میں لگائیے گا! اور غلام آفس سے آنے کے بعد آپکے چرنوں میں بیٹھ کے ان پیروں کو دھو دھو کے پیئے گا کہ اس ملکہ عالیہ نے کیسے ان پر اتنا جبر کر دیا اور ڈھیر ساری مشقت اٹھائے اس ناچیز کے لئے یہ تحفہ لائیں"۔

ٹائی درست کرتا وہ کلون خود پر چھڑک کے مکمل طور پر اسکا سر تا پیر جائزہ لیکے جل کے بولا۔

"ارے ہٹو یہاں سے! ایک تو اتنا مہنگا شیمپو لائی اور لاڈ صاحب کے نکھرے نہیں ختم ہو رہے"۔

الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے۔ یہ مثال خوب اس وقت شاہ رخ کو اسکے لئے ہی بنتی محسوس ہوئی تھی۔

"اچھا بھلا دل جلادیا"۔ لیپ ٹاپ اٹھا کے وہ بڑبڑاتا ہوا نکل رہا تھا صفا نے اپنی جانب متوجہ مبذول کروانی چاہی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم جو میکپ ریموور دیتے رہتے ہو! میں نے تو کچھ نہیں کہا۔ اب میں پیار سے لائی ہوں تو تم استعمال کر کے نتائج کے بارے میں مجھے آگاہ کرو گے تاکہ اگلی بار میں کسی دوسری کمپنی کا شیمپو لاؤں۔ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ مجھے تمہارا خیال ہے، بس وہ تو میں گنجے شوہر کے ساتھ ساری زندگی نہیں گزار سکتی تو ان اقدامات کی مشقت اٹھا بھی رہی ہوں۔"

تفصیلی وضاحت پیش کرتی وہ شاہ رخ کو بھونچکا کے رہ گئی۔ اسے حیران و پریشاں سے تاثرات دیکھ اسے ہنسی تو بہت آئی تھی لیکن ضبط کر گئی۔

"آ کے پیر دھو کے پیوؤں گا! کہہ تو چکا ہوں۔ مزید ان پیروں پر ہوئے ستم سے آگاہ کرینگے تو عین ممکن ہے میں کاروبار چھوڑ کے رونے لگوں گا۔" دونوں ہاتھ اسکے آگے جوڑتا وہ زچ ہوتا تک کے گویا ہوا۔

"گندے آدمی۔" نخوت سے منہ بسور کے وہ اسکے پہلے ہی وہاں سے نکل گئی۔ شاہ رخ ساکت و جامد سا کھڑا تھا۔

شیمپو دیکھ دیکھ کے اسے غش چڑھنے لگے تھے۔ اپنی بے قراری پر وہ لعنت بھیجتا کاٹ دار نظروں سے اسے گھورے جارہا تھا۔ صفا سے من چاہا تحفہ دے! وہ صرف سوچ ہی سکا۔



جواد دوپہر سے ہی گھر میں موجود نہیں تھا اور تکبیر غالباً اسی کے انتظار کی طویل ہوتی گھڑیاں ادھر سے ادھر ہوتی گن رہی تھی۔ وہ واقعی شناساسی تھی جواد کو صرف اسکا بہتان لگانا ہی ناگوار نہیں گزرا، اس نے اپنے آپ سے متعلق بھی کئیں ایسی باتیں سب سے کی طری اسکے کان میں انڈیلی تھیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کام کاج سے فارغ ہونے کے بعد وہ تعبیر کو بھی تیار کر چکی تھی جو کہ صفامروہ کے ساتھ نانی کے گھر ہوئی تھی اور خود بھی حلیہ درست کرتی جو ادکا بے صبری سے انتظار کرنے لگی۔

جواد کے دل سے متعلق وہ واقف حال تھی اور اس بات پر خود سے ہی مہر لگائی تھی ضرور وہ کوئی تو ایسی بات اسکے قلب میں واضح جگہ بنائی بیٹھی تھی ورنہ کبھی انکے درمیان جھگڑا اتنے دن تک کسی صورت نہیں چلتا تھا۔

یکدم نظریں گھڑی پر جاٹھری جو پانچ کا ہندسہ بجا رہی تھیں۔

"کب آئے گا یہ پنکو؟؟"

جواد کی آس دیکھتی وہ جزیسی ہوتی سو گواری سے ہمکلام ہوئی۔ اس وقت اسے اپنے موبائل کی شدید کمی محسوس ہوئی تھی اور اپنی دوستوں کی یاد بھی ستانے لگی تھی۔ کتنے ہی دن گزر گئے تھے وہ نہ تو پارک گی تھی اور نہ شہناز خاتون سے انکے درمیان سخن ہوئی تھی۔

جواد کا رخ زیبا بار بار نظروں میں گردش کرتا اسکا زہن بھٹکا رہا تھا۔

ایک موہوم سی امید دل میں جاگی تھی شاید وہ اتنا بھی خفا نہیں ہے جتنا ظاہر کرتا ہے۔ نارسائی کے درمیاں بھی وہ اسکی کہی کسی ایک بات کو رد نہیں کرتا تھا۔ اسکی بلا وجہ ضد کو بھی پوری کرتا وہ کسی طور اسکا ذہن اپنی جانب سے ہٹانا نہیں چاہتا تھا۔

مسند سے ٹیک لگائے وہ آنکھیں موند گئی۔ کچھ پل گزر چکے تھے وہ گلاس ڈور کھول کے بالکنی میں چلی آئی۔ سورج ڈھلتا ادا سی کا منظر پیش کر رہا تھا اور شامیں تو اکثر ادا اس ہوتی ہیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسے کھڑے ہوئے کچھ دیر گزری گی تھی جو ادگاڑی سے نکالتا بلیک پینٹ پر ڈارک بلیو شرٹ پہنے بلوٹو تھکان میں لگائے لبوں پر تبسم بکھیرے کسی سے گفت و شنید میں مشغول کالر درست کرتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر ہی داخل ہو رہا تھا جبکہ تکبیر کی نظریں تو اس پر ٹھہر سی گی تھیں۔

عام سی لڑکی کو کسی ریاست کا خوبصورت شہزادہ مل جائے تو محبت ایسی ہی دل کو اپنے شکنجے میں لئے شدت پسندی کی انتہا کو چھو جاتی ہے۔ جو ادڈرائنگ روم میں پہنچتا فرحت آپا سے مل کے لان میں چلا گیا۔ ہواندارد تھی لیکن خنکی کا احساس زیادہ تھا۔ وہ مشعل خاموش سالان کے کنارے رکھی کرسیوں پر ایک کرسی منتخب کرتا وہیں دراز ہوا۔ پورا لان ہری بھری گھانسون سے بھرا پڑا تھا۔ زمین پر لگی چھوٹی لیکن من کو چھو جانے والی ٹھنڈی گھانس اسے بہت فرحت پہنچا رہی تھی۔

تکبیر رینگ سے کمئیاں ٹکائے اسکی غائب دماغی نوٹ کر رہی تھی۔ وہ شام کا ہی سوگوار حصہ معلوم ہو رہا تھا۔ پڑمردہ سا! تکبیر نے شکستہ خوردہ نگاہوں سے نظروں کا ارتکاز صرف اور صرف اس پر رکھا تھا۔

چاروں طرف مختلف قسم کے پھول پودے لگے ہوئے تھے اور کارپورچ کے دائیں جانب گرے رنگ کے ماربل سے سرے سے ایک راستہ منتخب کیا گیا تھا۔

جواد کے بائیں بالکل آخری میں لکڑی کا ایک بہت بڑا سا تختہ رکھا تھا جن کے وسط میں بہت سارے تختے لگائے گئے تھے۔ ان میں بے شمار چھوٹے چھوٹے رنگین پھول جڑے ہوئے تھے۔ لان کے کنارے پر کثیر تعداد میں ناریل کے درخت لگے ہوئے تھے جو گرم دنوں میں ٹھنڈا سایہ فراہم کر کے طبیعت کو راحت پہنچاتے تھے۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

بہت سے ایسے نازک اور خوبصورت پھول اپنی قدر کا منہ بولتا ثبوت تھے لیکن اسکی نظریں گلاب کے پھول پر ٹھہرتیں جمود اختیار کر گئیں۔ جو دتازہ دم سا ہوا۔

تکبیر نے اسے مبہم سا مسکراتے دیکھا تھا لیکن اسکو ساکت و صامد دیکھتے وہ بیکل سی ہوئی اور فوراً سے عجلت میں وہاں سے نکلتی سیڑھیاں عبور کر کے لان میں ہی جا رہی تھی ریشم کو کافی بنانا دیکھ ٹھہر گئی۔  
"میں کر دوں گی! تم جاؤ۔"

دوستانہ رویے میں کہتی وہ خود کافی بنا کے لان میں پہنچ کے ٹیبل پر رکھتی دوپٹہ نفاست سے سر پر اوڑھ لیا۔  
"السلام علیکم"

بہت مہذب انداز میں بو جھل خاموشی کو توڑ کے سلامی پیش کرتی وہ اسکے مقابل رکھی کر سی پر براجمان ہوئی۔  
"وعلیکم السلام"

ایک طائرانہ نگاہ اسکے وجود پر ڈالی نہ جانے کیوں وہ من کے بہت قریب قریب سی لگی۔ تکبیر کی یہ ادا بھی اسے بہت مرغوب لگی۔ بے ساختہ لب ہولے سے مسکرائے۔  
"کیا ہوا ہے؟؟؟" تکبیر نے فکر مندی سے استفسار کیا۔

"کچھ نہیں"۔ عام سے لہجے میں اسکی الجھن مٹاتا وہ کافی کا گھونٹ بھرنے لگا۔ پہچاننے میں زرا محالطہ نہیں ہوا تھا وہ اس دوشیزہ کی بنائی ہوئی کافی ہے۔ نامحسوس طریقے سے ملاحظہ تکبیر کا کرنے میں ہی مگن تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کاجل اول تو اسکی شخصیت کا حصہ نہیں تھا لیکن پھر بھی وہ الگ لگنے کی خاطر نین کٹوروں میں کاجل کو دان کر چکی تھی۔ گندمی رنگت پر سیاہ گہرے کاجل کی تہہ اسے اپنا اسیر کر رہی تھی۔ جواد کا دھیان اسکی جانب ہی تھا۔ بلیو شیفون کا دوپٹہ سر پر لگائے در حقیقت وہ مشرقی بیوی کے روپ میں اسکے سامنے تھی۔ اسکا چہرہ فروزاں تھا جبکہ آنکھوں میں فکر مندی چاہی تھی۔

جواد کی غیر معمولی خاموشی پر وہ ٹھٹھک کے تعجب سے دیکھنے لگی۔ ہوا کے جو بن پر پیچھے پشت کو چھپائے بال اڑھتے جواد کے لئے سراپائے امتحان بن رہے تھے۔ کچھ شریر سی لٹیں گلال عارضوں پر چھائیں تکبیر کو بیزار میں اہم کردار ادا کر رہی تھیں۔ بائیں جانب سے بال پیچھے کرنے کی ادا اور ساتھ کچھ چوڑیوں کی کھنکتی آواز پر جواد جی جاں سے فدا ہوا۔

اسکے نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتی تکبیر پزل سی ہوئی۔ دل کی رفتار نے شور پکڑا تو وہ بے ساختہ ہی نظریں چراگی۔ سا

"آپ نہیں پیئے گی؟؟"

کپ لبوں سے ہٹائے ٹیبل پر رکھتا وہ پیچھے کی جانب کھسک کے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔ اس کا خالی خالی سا بیٹھنا جواد کو بھی کافی حیرت زدہ سالگا۔ اب سہی وہ اسکے چاروں خانے چت کرنے کا ارادہ رکھتی تھی اور کیا ہی حقیقت تھی کہ کامیاب بھی ٹھہری تھی۔

"اگر تمہاری بچی ہوئی کافی لبوں سے نہیں لگائی تو خاک محبت کا برہم رکھا۔"

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تشنہ لبوں پر رینگتی تو جواد میسرانز سا ہوا۔ قسمت سہی معنوں میں اس پر مہربان ہوئی تھی یا تکبیر کی صحبت کا اثر سرچڑھ کے بولتا کھلی آنکھوں سے اسے خواب بُننے پر مجبور کر رہا تھا۔ جواد نے قاتل جسم کر دینے والی نگاہوں سے اسکا عمیق جائزہ لایا۔ وہ رنگوں سے گلنار ہوتی بے ساختہ ہی خفیف سا شرماتی اسکی بڑھتی تشنگی کو ہوا دے گی۔

"یہ لیں۔"

اس نے کپ اسکی جانب بڑھایا۔ تکبیر پہلے تو کپ تکتی رہی پھر لبوں سے لگا گی۔  
"تم گھر آگئے تھے! لیکن کمرے میں نہیں آئے۔"

نیم گرم سی کافی ایک ہی جست میں وہ حلق میں اندیل گی۔ ساتھ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا جیسے اس جواب کا سننا بہت ضروری تھا۔

"مجھے لگا آپ بھی صفامروا کے ساتھ گی ہوگی۔" بنا نگاہیں ملائے ہی اس نے اپنے تئیں بات بنانی چاہی۔

"تم کب سے یہ چیزیں خود سے ہی اخذ کرنے لگے! بخوبی آشنا ہو تم، میں تمہاری اجازت کے بغیر گھر سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالتی۔" جواد نے چونک کے اسے دیکھا۔ تکبیر معصومیت کے ریکارڈ توڑ گی تھی اور پھر اس پر گمان گزرا یہ جادوئی سحر میں جکڑ کے اسے اپنے موقف سے پیچھے ہٹانے کی سازش ہے۔

"میں حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوں! آپ کی اتنی تابعداری پر میں اب تک حیات کیسے ہوں؟؟"

اسکا لہجہ عام سا تھا لیکن آنکھوں میں چمک بکھری تھی۔ ایک بار پھر وہ دلفریبی سے مسکرایا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم گھر میں نہیں ہوتے مجھے تمہاری فکر سوار رہتی ہے! پچھلے دنوں سے میرے پاس موبائل بھی نہیں، اگر تمہاری گنجائش ہوئی تو مجھے بڑا نہیں تو چھوٹا سا کیپیڈ ہی دلا دو! اگر معاشی حالات تنگ چل رہے ہیں تو کوئی دکت نہیں۔ اگلے مہینے دلا دینا۔"

اسکا ظاہری روپ بھی بہت مختلف تھا اور لب و لہجہ کے لحاظ سے بھی وہ جواد کو سب سے الگ تھلک اور نکھری نکھری لگ رہی تھی جبکہ اسکے لبوں سے شہد سی مٹھاس جیسے لفظ سننے تو اسے یہ خواب کا سماں لگا۔ جواد کا خفیف سا قہقہہ گونجا لیکن وہ خاموش ہی رہا۔

"تم میری آنکھوں کو دیکھ کے ہنس رہے ہونا! میں سوچ رہی تھی، مجھ پر اچھا نہیں لگے گا۔ میں جا کے مٹاؤں ہوں۔"

وہ شاید جواد کی بات سمجھی نہیں تھی یا اپنی بات جبراً اسے سنانا چاہتی تھی۔ دوپٹہ ہوا سے پھسلتا سر سے ہٹ چکا تھا۔ تکبیر دوپٹہ سر پر لگائے وہاں سے جانے لگی تھی اسکی گرفت جواد کی آہنی گرفت میں آئی۔ جہاں وہ منجمد تھی وہیں جواد مسکا یا تھا۔

"اچھی لگ رہی ہیں! میری بات کا غلط پہلو لے گی ہیں آپ۔ میں قطعاً ایسا سوچنے کی بھی حماقت نہیں کر سکتا کہنا تو پھر میرے لئے ناممکنات میں سے ہے۔"

بے ساختہ اسکی زبان پھسلی تھی۔ وہ سب کچھ کہہ گیا تھا جسے کہنے کا بالکل ارادہ نہیں کرتا تھا۔ تکبیر جو کب سے یہی سننے کی خواہشمند تھی، سنتے ہی جی اٹھی۔



## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ سے توقع رکھ کے بھی میرا ہی خسارہ ہونا ہے! میرے کہنے نہ کہنے سے آپ کب اپنے دل کو تسکین پہنچاتی ہیں۔ سوچنا سمجھنا تو وہی ہے جس پر آپ بضد ہو گئیں۔ اگر کو میری باتوں پر یقین نہیں تو آپ مٹا سکتی ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

جواد کی مسکراہٹ سمٹی تھی اور کلائی پر گرفت اس کی آخری بات کا عمل تھا۔ واضح مطلب تھا اس نے کا جل لگے رہنے کی بھی خواہش ظاہر نہیں کی تھی۔ تکبیر نے رخ موڑ کے بجھے دل سے اسے دیکھا جو خود بھی تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔ آنچل سنبھالتی وہ اسکی نظروں سے او جھل ہوتی چلی گی۔

نوبے کے قریب شاہ میر مراد کو لے آیا تھا وجہ یہی تھی آج اسکے دوست کا ولیمہ تھا اور دوست بھی خاصا جگری تھا۔ ارادتا وہ رات گزارنے ہی گئی تھی لیکن پھر اسکی خواہش کا احترام کر کے خاص شاہ میر کی پسند کا لباس زیب تن کئے وہ اسے اپنا اسیر کر گئی تھی۔ کمرے سے باہر نکلتے ہی تکبیر کے ساتھ فرحت آپا بھی حق حق رہ گئیں! اس پر ٹوٹ کے نکھار آیا تھا۔ سرخ کام دار فراک پر چوڑی دار پاجامہ پہنے وہ بلاشبہ پیاری لگ رہی تھی۔

شاہ میر نے سفید کارٹن کا شلوار قمیض زیب تن کیا تھا اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے بالکل مکمل دکھائی دے رہے تھے۔

فرحت آپا انکا صدقہ نکالتیں آیت الکرسی پڑھ کے پھونکتی جانے کی اجازت دے چکی تھیں۔ شاہ رخ جواد اور فاروق صاحب کے ساتھ انہی کے کمرے میں موجود کسی فائزر کو لیکے مزا کرات میں مشغول تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شاہ میر اسکا ہاتھ تھامے الوداعی کلمات کہہ کے نکل چکا تھا۔ نظریں بھٹک بھٹک کے اس پری پیکر کے نین نقوش کے جائزے میں مشغول تھیں۔ کچھ پل تو مروا بھی لاپرواہی برت گئی لیکن اسے نظر انداز کرنا اتنا بھی کوئی آسان نہیں تھا۔

"ماشاء اللہ سے بہت پیاری لگ رہی ہیں"۔ خود رفتہ سا بلا آخروہ بول ہی چکا تھا۔  
"دیکھنے کا انداز ہی تو سب کچھ ہوتا ہے! خود پرنگی آپکی نگاہیں مجھ سے پوشیدہ تو نہیں"۔ شادمانی سے مسکراتی وہ خوشنما سے انداز میں فرط جذبات میں بہک کے تشنہ لبوں سے حالِ دل بیاں کرتی شاہ میر کو پر فسون لمحات میں جکڑ گئی۔ وہ مجنوں تو یہ سب سننے کو بے قرار تھا! سنتے ہی مزید بے قراری نے آگھیرا۔ ہر جگہ گلاب کے شگوفے سے کھل اٹھے اور دیکھنے میں کچھ گھڑیاں درکار تھیں بہار کا دلفریب منظر آنکھوں کو راحت بخشتا کچھ پل میں رُت اختیار کر گیا۔  
"واللہ! یہ انداز بھی بہت منفرد تھا۔ اس سے پہلے کبھی آپکو عاشق مزاج نہیں پایا"۔

شاہ میر کی بات سننے ہی شرمیلی سی مسکراہٹ نے مروا کے لبوں کا احاطہ کیا تو وہ اسکی لودیتی نگاہوں سے بغیر تصادم کئے باہر کی جانب رخ موڑ کے بیٹھ گئی۔ اسکی ادائے دلبرانہ پر شاہ میر جو اسی کے سحر میں جکڑا ہوا تھا بے بس سا ہوا۔ کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے اور بحرِ حال وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا اسکی کلائی تھام گیا۔ دھڑکنوں نے شور مچایا تو دل بھی اسکے لمس سے آشنا سکونت اختیار کر گیا۔

یہ حسیں پل گزر چکے تھے اور لہذا وہ خوابوں کی دنیا سے نکلتے سنہرے حواسوں میں لوٹے تھے جو ہر صورت قابل دید تھے۔ خواب کہو یا حقیقت! دونوں پہلوؤں میں وہ اسکی دسترس میں تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ہال پہنچ کے ہی انکا خوبصورت استقبال کیا گیا تھا لیکن وہاں ایسا کوئی موجود تھا جس کا ان دونوں کو دیکھتے ہی حیرت کا پہاڑ ہوتا تھا۔ یہ اتفاق تھا یا کچھ اور فلوقت وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔ ان چیزوں پر توجہ تو وہ کچھ سالوں پہلے ہی ترک کر چکا تھا۔ کیا یہ نئی آزمائش تھی یا پھر سے فضیحت اسکے مقدر میں لکھی گئی تھی؟؟ دماغ ماؤف سا ہوا تو مسکراتے چہرے پر ایک دم سنجیدگی در آئی۔ مدہم موسیقی کانوں میں ارتعاش پیدا کرنے لگی۔ وہ خود گنما ہوا تھا! سامنے آنے کا تو سوال پیدا ہی نہیں ہوتا تھا۔ غیر محسوس انداز سے وہ گاڑی کی چابی اٹھاتا اپنی موجودگی غائب کر چکا تھا۔ مروا شاہ میر کے ساتھ اسکے دوست کی فیملی سے مصافحے کرتی خوش گپیوں میں مصروف تھی اور غالباً وہاں انکی ملاقات سارہ سے ہوئی۔ چونکہ سامعہ اور سارہ قریبی دوستیں اور کزن تھیں اسی باعث ان لوگوں نے اس تقریب میں شرکت کی تھی۔ سامعہ کی عزیزہ تھی جس کا آج ولیمہ طے پایا تھا۔



ساڑھے دس بجے کے قریب کھانا کھانے کے بعد تکبیر تو کمرے میں آگئی تھی جبکہ جواد شاہ رخ کے ساتھ نیچے ہی بیٹھا تھا۔ کچھ گھنٹوں پہلے اس نے تکبیر کو موبائل دے دیا تھا۔ ضروری کام نمبٹانے کے بعد اس نے موبائل خرید لیا تھا لیکن دینے سے پہلے ہی تکبیر نے مطالبہ کیا تھا۔ نیا موبائل فون دیکھ کے وہ بہت خوش ہوئی تھی لیکن روبرو شکریہ نہیں ادا کر سکی تھی۔

"تھینک یو جانو"۔ میسج بھیج کے وہ جواد کے جواب کی منتظر تھی۔ نوٹیفیکیشن سے نظریں موبائل کی جانب اٹھیں تو میری جان کے نمبر سے میسج جگمگا رہا تھا۔ دیکھتے ساتھ ہی لب اپنے آپ ہی مسکرائے۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کس لئے؟" انجان بنتے سوال کیا۔ اسکا میج دیکھتے ہی تکبیر نے 'گھٹنا' لقب دیا۔ سب کچھ جان کے بھی انجانی! اس نے بے ساختہ اسے داد دی۔ پانچ منٹ گزر گئے تھے تکبیر کی جانب سے کوئی میج نہیں آیا تھا۔ اور وہ ناچاہتے ہوئے بھی ایک نظر موبائل پر ڈال دیتا تھا! پھر سے موبائل کی گھنٹی بجی۔

"میں مصروف ہوں یا فراغت کا لمحہ دستیاب ہے۔۔۔"

جو بھی ہے مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں!

پتا تو بس اتنا ہے۔۔۔

تم میری پسندیدہ کتاب ہوں! جسے دن میں، میں چوبیس گھنٹے پڑھتی ہوں۔۔۔!!

اب اظہارِ لسانی تھا یہ جذبہ دروں کے بھید کھولے گئے تھے۔ وہ سب تو جواد بعد میں سوچتا لیکن کی بار اسکا پیغام پڑھ ڈالا تھا۔

اس نے نیا انداز ڈھونڈا تھا منانے تھا! شاید جی وہ موبائل لینے کے لئے بضد تھی۔ یہ نیا منانے کا طریقہ بلاشبہ اسکے من کو چھو گیا تھا۔ جواد تو سوچ میں ہی پڑ گیا تھا آخر کیا جواب دے اسکی باتوں کا۔

تکبیر کمرے سے نکل کے خفیف سا جھانکتی چپکے سے اسے دیکھ کے پلر کی اوٹ میں ہو گئی۔ دراصل وہ دیکھنے کی تھی وہ جواب کیوں نہیں دے رہا؟ کیا میج پڑھ کے اگنور کر دیا؟

"ان دنوں میں بہت بد لحاظ ہوں! مان نہیں رکھا کرتا۔" میج کی ٹون تھی یا زندگی کی نوید وہ کملی تو دیکھتے ہی خوش ہو گئی لیکن اس کے پیغام کو بغیر کسی خاطر میں لائے اپنی بات کہنی زیادہ ضروری سمجھی۔



## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اس پر حسن تمام ہوا! اس جان عزیز کو شہزادہ لکھ کے قلم بند کر دیا"۔ جو اد نے میسج پڑھا اور حیران کن سا مسکرایا۔

یہ اشارے کنایہ اسے بہت کچھ سمجھا گئے تھے۔ وہ مزید کچھ لکھتا پھر سے اسکا پیغام موصول ہوا۔

"تمہیں سوچا، تمہیں چاہا، تم سے ہی مطلب، تمہاری ہی چاہ! مزید کچھ کرنے کو نہیں میرے پاس"۔ جو اد کی مسکراہٹ تو جیسے لبوں سے جدا ہی نہیں ہوئی۔ شاہ رخ کیا کہہ رہا تھا کیا کر رہا تھا۔ اسے کسی چیز سے کوئی غرض نہیں تھا۔ موبائل اٹھا کے وہ باہر لان میں آ گیا۔ اپنی نشست پر بیٹھتے شام کا خیال آیا جہاں وہ اسکے مقابل بیٹھی تھی۔

"کسی نے آنکھوں سے نکال دیا اور ہم در بدر بھٹکتے رہ گئے"۔ آخر کار بہت مشقت کے بعد اس نے جواب دیا تھا لیکن پڑھتے ساتھ تکبیر کا چہرہ مرجھایا۔

"میں بے کار شے ہوں وہ آنکھوں سے لگتا تو ستارہ کر دیتا۔!!"۔ تکبیر نے بھی اسی کے منتخب کئے موضوع پر پیغام لکھا تھا۔ دونوں دنیا و مافیہا سے بے خبر میسج کے ذریعے اپنا حال دل بیاں کر رہے تھے۔ ان دونوں کو کوئی دیکھتا تو پاگل ہی قرار دیتا جو ایک ہی گھر میں موجود ایک دوسرے سے روبرو بات کرنے کے بجائے پیغام کو فوقیت دے رہے تھے۔

"مجھے وہ سب نہیں بھولتا جو میں بھولنا چاہتا ہوں!"۔ اس نے حقیقت سے کام لیا تھا۔ لکھدار اصل وہی تھا جو دماغ میں گردش کر رہا تھا۔ اسکے ساتھ محو گفتگو وہ دسمبر کی سرد راتوں کی خنکی کو بھی فراموش کر گیا تھا۔ تکبیر نے پڑھا تھا اور مزید اسکا میسج موبائل اسکرین پر جگمگایا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جناب! تیر، چاکو، خنجر اور چھری! یہ تو بعد کا قصہ ہے، برتری تو لفظوں کو حاصل ہے!"۔ تبکیر کی مسکراہٹ سمٹی لیکن پھر سوچ کے گھوڑے دوڑائے۔

"تم نے کلائی تھام کے چھوڑ دی جب سے خسارے میں ہے دل میرا"۔ اس نے بھی شام کا حوالہ دیا تھا۔ یہ تو اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا اس عمل کا ردِ عمل ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

"اس نے بلایا بھی نہیں اور ہم گھنٹوں منتظر کھڑے رہے"۔ اس پر پہلا سحر نہیں ٹوٹا تھا کہ دوسرے نے بھی اپنے شکنجے میں جکڑ لیا۔ جواد اس سے ناراض نہیں تھا بس اسے اپنے کئے کا پچھتاوا کروانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ جس طرح کی وہ باتیں کر کے مناتی وہ ایک منٹ بھی اس سے خفا نہیں رہ سکتا تھا۔ دراصل اسکی بیتابی دیکھ کے وہ بہت لطف اٹھانے لگا تھا۔

تبکیر بے دھیانی میں ہی گلاس ڈور کھول کے بالکنی میں چلی آئی۔ بے ساختہ نظریں لان میں بیٹھے جواد پر پڑی۔ روشنی سے اس کا رخ زریبا کافی دمک رہا تھا۔ دونوں کی نظروں کا تصادم ہوا تو یکدم ہی ان کے لبوں پر مسکراہٹ مچل گئی۔ جواد اسے تکتے مسکرا رہا تھا اور تبکیر چاند کو دیکھتی مسکرا رہی تھی۔ تاروں بھاری رات تھی اور انکے بیچ چمکتا ہوا روشن چاند۔ آفتاب سے نظریں ہٹائے اس نے جواد کو دیکھا۔

"دسمبر کی تیج بستی رات میں چاند کو دیکھتے اپنے چاند سے عشق کیا تھا"۔ وہ نظریں جھکائے کیا لکھنے میں غرق تھی! جواد بے صبر سا ہوا۔ کچھ ہی دیر بعد اس نے پیغام پڑا، پھر سے پڑھا اور دوبارہ پڑھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

نظریں بھٹک کے پھر سے اسکی جانب گئیں۔ تکبیر نے بھنویں اچکائیں۔ جو ادنے نا سمجھی سے بھنویں سکیرٹیں۔ اسکا قہقہہ گونجا تھا اور اس جل ترنگ سی ہنسی میں وہ کھوسا گیا۔

"دسمبر کی تیج بستی راتوں میں تمہارا عمیق جائزہ لیکے ان تیکھے نین نقوش اور خدو خال کو ذہن کے پردوں میں چھپا کے اسی رات تمہیں شاعری کا موضوع بنایا تھا۔۔۔!!" وہ پھر سے نظریں چراتی بالکنی میں رکھی کر سی پر بیٹھ گی۔ میج پڑھتے ہی جو اد کی آنکھوں میں چمک سی ابھری۔

"اس نے میری زندگی کا ایک پیچ پڑھا اور باقی میری کہانی خود سے ہی اخذ کر لی"۔ جو اد نے مسکراہٹ ضبط کرتے پیغام لکھا اور پڑھتے ساتھ ہی تکبیر نے منہ کے زاویے تبدیل کئے۔ وہ اپنی محبت کی داستان سنار ہی تھی جبکہ دوسری جانب وہ طنز کے تیر چلا رہا تھا۔ تکبیر کا خون کھول اٹھا۔

"بد ذوق آدمی"۔ جل کے میج لکھا اور سنجیدگی سے اسے دیکھتی رہی! رخ موڑا پھر سے چور نگاہ ڈالی اور کڑھتی ہوئی کمرے میں چلی آئی۔ جو اد کا فلک شکاف قہقہہ گونجا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہی فرحت آپا اور فاروق صاحب مبین صاحب کے گھر گئے ہوئے تھے۔ تعبیر دن میں تورک جاتی تھی لیکن اس نے گھر آنے کی ضد کر دی تھی! جانا تو جو اد کو تھا لیکن وہ دونوں چلے گئے تھے۔

"بے بی"۔ کچھ ثانیے گزر چکے تھے۔ تعبیر دوڑتے ہوئے اسے پکارتے ہوئے نزدیک آچکی تھی۔ "آپ کب آئیں؟؟؟" اس کے سرد ہاتھوں کو اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈال کے وہ گرمائش فراہم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ سردی سے سرخ ہوتے گال محبت سے بوسہ دیکے وہ گود میں بٹھا چکا تھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ابھی دیدی تے ساتھ"۔ تعبیر نے اسکے سینے سے سرٹکایا۔

"بے بی میں آپتے بدیر (بغیر) دزر نہیں تل رہی تھی! میں نے نانو تو تھا میں اپنے بے بی تے بدیر نہیں تھاوں دی! لیکن بلوس نے جد کی تو میں نے تھالیا۔ ٹھیک تیا ناں؟؟؟ تفصیلی وضاحت پیش کرتی وہ آخر میں تصدیق کر گئی۔

"(بے بی میں آپکے بغیر دزر نہیں کر رہی تھی! میں نے نانو کو کہا تھا مج میں اپنے بے بی کے بغیر نہیں کھاؤں گی! لیکن بلوس نے ضد کی تو میں نے کھالیا۔ ٹھیک کیا ناں؟؟؟)

جواد نے اسکے گرد حصار باندھ کے خود میں بھیچا۔ کتنی معصوم باتیں کرتی تھی وہ! بالکل تکبیر جیسی سی۔ اسکا حوالہ دینا نہیں بھولا تھا۔ جواد نے اسکی تصدیق پر مہر لگائی تو وہ جیسے مطمئن سی ہوئی۔

"آپ بیر سے ملیں؟؟؟ اسکے سوال پر وہ جھٹ سے سر اثبات میں ہلا گئی۔

"لیٹس گوڈ بویڈ"۔ اسے کاندھے پر چڑھائے موبائل پاکٹ میں رکھ کے وہ کمرے میں چلا آیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی دونوں نے بے قراری سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا لیکن اپنی اپنی جگہ انجان بن گئے۔ کسی طور محسوس نہیں ہوا تھا کچھ دیر پہلے وہ دیوانوں کی طرح ایک دوسرے سے نہ صرف محو گفتگو تھے بلکہ آپس میں مسج کے تبادلے کا انتظار بھی شدت سے کر رہے تھے۔ فریش ہو کے وہ تینوں بیڈ پر بیٹھے تھے۔

تعبیر سارے دن کی رواد سنار ہی تھی اور جواد، تکبیر فقط اسکی باتوں پر مسکرا ہی سکے۔ ایک بج چکا تھا نہ جواد سونے کا ارادہ رکھتا تھا اور نہ تکبیر کی آنکھوں میں نیند تھی۔ تعبیر کی نہ ختم ہونے والی گفتگو جاری تھی اور آخر میں وہ کہانی کی فرمائش کر گئی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد نے تکبیر کی جانب دیکھا اور تکبیر نے جواد کی جیسے کہہ رہے ہوں سنائے گا کون؟

"بیٹا اپنے بے بی سے فرمائشیں نہیں کیا کرو! یہ بہت ہی بد ذوق انسان ہیں۔ آپ بیٹھے بول بولو گی یہ نیم کے پتے ہی چبائیں گے۔" تعبیر کو دیکھتی وہ جواد کی برائی کر رہی تھی لیکن جو وہ کہہ رہی تھی سب اسکے سر سے گزر گیا۔

"بیٹا آپ کی بیر بھی کوئی علم و ادب کی لکھاری نہیں ہیں! یہ تو سب فارغ بیٹھی ہو گئی تو کچھ مطالعہ کر لیا ہو گا ورنہ وہ وہی گھسی پیٹی باری کی کہانی سنا دیتی ہیں۔" جواد بھی کسی سے کم نہیں تھا اور پھر موقع پا کے اس نے بھی روکھائی سے جواب دیا۔ زرا سی دوریاں پیدا ہوئی تھیں لیکن وہ ناجانے کیوں جھوٹ بول گیا تھا۔ جتنا خوش وہ اسکے منانے سے ہوا تھا یہ بات تو طے تھی وہ ایک ہی میسج بار بار پڑھے گا۔

"ناشکروں کی کمی نہیں ہے۔" براہ راست مخاطب تعبیر سے تھی لیکن باتوں کا رخ جواد کی جانب تھا۔  
"ہیں؟؟ حیراں و پریشاں سے باری باری ماں باپ کو تکتی تعبیر مسکینیت سے دیکھتی رہی پھر لبوں کو زحمت بخشی بلا آخر بول پڑی۔

"ارے چھوڑو بیٹا! بھلائی کا زمانہ نہیں ہے۔" گہری سانس خارج کرتی وہ رسائیت سے بولی۔ جواد تو شانے اچکاتا صوفے پر پاؤں پھیلائے بیٹھ گیا۔

"کہانی سننی ہے ناں تم نے؟ میں تمہیں سناتی ہوں۔" وہ اسے مخاطب ہوتی الماری سے اخبار اٹھالائی۔ تعجب تو جواد کو بھی ہوا تھا لیکن لا پرواہی برت گیا۔

"تمہیں بھی سنانا چاہتی ہوں! سن رہے ہو؟" بلند آواز میں اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔

## مقام سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں بے بی کے پاس جا رہی۔" خود سے ہمکلام ہوتی وہ جواد کے پہلو میں بیٹھ گئی۔

"ہم دونوں سنیں دے! مجا آئے دا۔" وہ چہک کے کہتی جواد کا ہاتھ تھامے بیٹھی رہی۔

"یہ دیکھو اخبار میں کیا خبر آئی ہے۔" اخبار ہاتھ میں تھامے تبکیر نے دہلتے دل سے بھرپور اداکاری کرتے مکمل حیران و پریشان سے تاثرات چہرے پر سجائے اور جواد کو اپنی جانب متوجہ کروانا چاہا۔

"کیا؟" اسکی طرف دیکھ کے استفسار کرتا وہ تبکیر کی صورت دیکھ کے پریشان بھی ہوا تھا۔

"بیوی نے شوہر سے معافی مانگی! شوہر نے منع کر دیا اور بیوی پتکھے سے لٹک کے مر گئی۔ 4 بچے تھے۔ سب سے چھوٹی بیٹی کی عمر تعبیر جیسی تھی اور یہ بھی درج ہے شاید وہ تعبیر کی ہی ایک ہمشکل تھی۔"

موبائل پر جھکتا وہ مسکراہٹ ضبط کرتا رہ گیا۔ تبکیر کا گزشتہ برتاؤ کچھ کچھ نہیں، بہت کچھ باور کروا رہا تھا۔

"اچھا کیا اس کے شوہر نے! ایسی بیویوں کے ساتھ ایسی ہونا چاہیے۔" وہ جو اس سے تسلی کے بول چاہتی تھی یہ سنتے ہی سٹیٹائی۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہے! ابھی جو میں نے نیوز سنی وہ یہی تھی۔۔۔ بیوی نے تھکے ہارے شوہر پر الزام لگائے، شوہر غلط صحبت میں پڑ گیا۔ بیوی کو بھی بھول گیا اور باقی سب کو بھی۔ جب سے ہی وہ بیمار رہنے لگا ہے اور اب تو اسکا چرس کا کاروبار ہے۔" ملامت زدہ نظروں سے اسکی اور تکتا رہا پھر رخ موڑ کے مسکرایا اور کمرے کے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔ تبکیر حیرت سے منہ کھولے اخبار تو کبھی اسکے لفظوں پر غور کرتی رہی جب کہ ان سب کے

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

درمیان تعبیر ہونقوں کی طرح گم صم بیٹھی رہی۔ تکبیر سمجھ چکی تھی وہ جان گیا ہے کہ وہ اس سے معافی ہی طلب کر رہی تھی۔

"یہ تیسری تہانی تھی! بے بی۔" گلوگیر لہجے میں پکارتی وہ رونے والی روئی۔ جواد سرعت سے اسکی جانب بڑھا۔  
"تو یہ تھا آپکا اعلیٰ ذوق۔" جواد تکبیر پر تمسخرانہ انداز میں مسکرایا۔  
"ہونہہ!" تکبیر ہنکار بھرتی سر جھٹک گی۔

"اچھا آؤ میں سناؤں۔" اسے لیکے وہ بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔ نہ جانے وہ اسے مدھم مدھم سی آواز میں کیا سنارہا تھا تعبیر ہنسے جارہی تھی۔ تکبیر کا یہ حربہ بھی بری طرح ناکام ٹھہرا تھا۔ کہانی کے دوران بھی وہ اچھٹی نگاہ اسکے سراپے پر ڈال رہا تھا جو موبائل کو دیکھتی مسکرا رہی تھی اور یہی چیز اسے پسند نہیں تھی۔ تعبیر کے سونے کے بعد اس نے تکبیر کو مخاطب کیا۔

"تکبیر میرے سر میں درد ہو رہا ہے! آ کے سر دبائیں۔" اس نے پہلا حکم نامہ جاری کیا تھا۔ جہاں تکبیر حیران تھی وہیں خوش بھی ہوئی۔ شکر ہے اس شخص نے خود سے تو مخاطب کیا۔ تشکر بھر اسانس ہوا کے سپرد کرتی وہ صاف انکار کر گئی۔

"بھی میں نہیں دبا رہی! مصروف ہوں۔" وہ ہولے سے منمنائی تھی لیکن آواز اس تک پہنچ گئی تھی۔  
"کیا کہہ رہی ہیں؟" جواد نے لفظوں پر زور دیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آرہی ہوں ناں۔" پیر پٹختی وہ اس تلک پہنچی اور اپنے ہاتھوں کی نرم مہٹ اسے پہنچاتی سرد بانے لگی! بہت سکون تھا اسکی قربت میں۔ بے ساختہ وہ سوچ کے رہ گیا۔ ایک ہاتھ سے سرد بانی دوسرے ہاتھ سے موبائل میں مصروف تھی۔

"سہی سے دبائیں۔" اسکی عدم توجہی پر وہ سخت بد مزہ سا ہوتا ٹوک گیا تھا۔  
"موبائل ادھر دیں۔" وہ ہاتھ بڑھا کے موبائل لینے لگا تھا تکبیر کی آواز سے رکا۔  
"میرا ہے۔"

"یہ اچکا ہے، لیکن آپ تو میری ہیں ناں! ادھر دیں۔" اٹھ کے موبائل لیتا وہ سارے انکشاف آج کر گیا تھا۔ تکبیر جو اسے بے اعتنائی کے اوپری درجے پر فائز کر چکی تھی اپنی ہی خفیف العقل پر لعنت بھیجتی دل ہی دل میں مسکرائی۔ سن کے سمجھ کے رگ و پے میں سکونت کی لہر دوڑاٹھی تھی لیکن سنی ان سنی کر گئی۔  
"توجہ سے دبائیں! اور پورا دھیان مجھ پر دیں۔" وہ یاد دلانا نہیں بھولا تھا۔

"بھی اب میں روز روز تو نہیں دباؤں گی ناں۔" وہ جذبات کی رو میں بہکتی حقیقت سے روشناس کروا گئی تھی۔  
"اوہ! تو روز خدمت کرتی ہیں آپ میری! میرے ہی سونے کے بعد۔" جواد کی آواز سے وہ لمحے بھر کور کی اور پھر خود کو کوسا۔

"یہ میری زبان پتا نہیں اتنی چلتی کیوں ہے؟؟؟" وہ دھیرے سے بڑبڑائی تھی لیکن جواد کی سمجھ میں صرف چند بول ہی لگے تھے۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ارے نہیں! وہ تو بس۔۔۔ ارے جیسے، میں تو یونہی! وہ میں کہہ رہی تھی۔۔۔" وہ بات بنانے کی کوشش میں ہلکان ہوتی دانشتہ جملہ ادھور چھوڑ گئی۔

"اب شہزادہ لکھ کے قلم بند کرینگے اور چاند کو دیکھ کے اپنے چاند سے عشق کرینگے! اتنا تو غافل ہونا بنتا ہے۔" اسکی باتوں پر غور کیا اور تکبیر نے اپنی گردن ہلکی سی اسکی جانب جھکائی! جبیں سے جبیں ملائی اور دور ہٹی بیڈ کی پشت سے سرٹکائے اپنے کام میں مشغول رہی۔

"کیا میری وجہ سے تمہیں مائیگرین رہنے لگا ہے؟؟؟" کچھ دیر بعد اسکی آواز نے کمرے میں چھائے سکوت میں ارتعاش پیدا کیا۔ جواد کی بھاری ہوتی سانسیں اسکی سماعت سے ٹکرائیں تو وہ مبہم سا مسکرائی۔ بھلا ایسی بھی ناراضگی ہوگی تو اس شخص کا پیار کتنا زالا اور منفرد ہوگا؟؟ جواد کے وجہیہ چہرے کو تکتے وہ جاذب کے عالم میں فرصت سے سوچنے لگی۔

وہ سر پھری تھی جو اسکے روپ سے نگاہیں چرائے صرف اسکی ناراضگی دور کرنے کا سوچتی دن رات نئے نئے حربہ استعمال کرتی تھی لیکن ایک بار بھی واضح لفظوں میں غلطی کا اعتراف نہیں کیا تھا۔

"محبت تبدیل کر دیتی ہے! سب کچھ مناوا کے پیچھا چھوڑتی ہے۔ ایسے میں، میں تم سے والہانہ چاہت کی دعوے دار ہوں پھر کیا ان تیکھے نین نقوش پر شاعری نہیں لکھ سکتی۔" تکبیر خود سے ہمکلام ہوئی اور دھیرے سے اسکا سر گود سے ہٹاتی ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھی۔ سرخ سرخی گہری گہری لبوں پر لگائے اس نے وہی لب جواد کے دائیں

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جانب رکھے تاکہ سرخی اپنا نشان اسکے گال پر چھوڑ جائے۔ زرا اسادور ہٹ کے اسکا جائزہ لیا نشان مکمل تھا۔ تکبیر خود سے ہی شرمائی۔

اسکے قریب بیٹھ کے اسی سرخی سے بائیں جانب 'ڈیئر پنکو' کمال مہارت سے لکھ کے وہ قلم کاغذ تلاش کرنے لگی۔ ملتے ساتھ ہی اس پر سیاہی چھوڑی۔

'تعبیر کے بعد دوسرا انمول تحفہ'۔ لکھتے ساتھ اس نے وہی پرچی جواد کی جیب میں ڈال دی اور تیل کی بوتل اٹھائے اسکے پیچھے جا بیٹھی۔ وہ مر جائے گا لیکن کبھی بالوں میں تیل نہیں لگائے گا! تکبیر بخوبی واقف تھی۔ ان دنوں کی لڑائی کا اختتام اسی چیز پر ہوتا تھا وہ ایک دوسرے کے بالوں میں تیل لگا دیا کرتے تھے جبکہ جواد کو سخت چڑھتی تیل سے اور پسند خاص تکبیر کو بھی نہیں تھا۔ بھر بھر کے اسکے بالوں میں تیل لگا کے اس نے بیچ سے مانگ نکال کے کچھ بال آگے کی جانب کئے اور ہلکا سا انہیں رول کر دیا۔ دونوں جانب اس نے یہی کیا تھا اور کرنے کے دوران ہی وہ ہنس ہنس کے دوہری ہو گئی تھی۔ صبح یا تو وہ زندہ بچتی یا جواد اس پر رحم کھا کے بخش دیتا! فلحال یہ تو بعد کی بات تھی۔ اسکا موبائل اٹھا کے اسکے چہرے کی سیلفی بنائی اور جواد کے وال پیپر پر لگا گئی۔ وہ ہنستے ہنستے سرخ ہو چکی تھی لیکن جب وہ اٹھ کے اپنے آپ کو دیکھے گا یہ سوچتے ہی وہ منہ پر ہاتھ رکھے گھٹ گھٹ کے ہنسنے لگی۔ اسے پوری قوت سے پیچھے گھسیٹتی تکبیر، جواد کے پہلو میں ہی جگہ بنا کے لیٹ گئی۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

موبائل مسلسل بجتے ہی جا رہا تھا! صفا جھنجھلاہٹ میں کروٹ ادھر اودھر بدلتی سخت غیض و غضب کا شکار ہوئی۔ طیش کے عالم میں اٹھتی آنکھیں مسل کے اس نے موبائل کو خونخوار نظروں سے گھورا اور نمبر دیکھتے ہی اندر تک جل بھن گئی۔ گھڑی چار کا ہندسہ بج رہی تھی اور اس وقت وہ اسے کال کر رہا تھا۔ فکر مندی بھی چہرے پر چھائی اور تجسس کی کئی شکنیں پیشانی پر نمودار ہوئیں۔

"ہیلو! نیند میں ڈوبی خمار زدہ آواز شاہ رخ کی سماعت سے ٹکرائی۔

"ہیلو صفا! کیسی ہو؟" سنتے ہی اسکی پوری آنکھیں باہر آنے کو تھیں۔ رات کے آدھے پہرہ خیریت دریافت کر رہا تھا؟ تعجب سا ہوا۔

"میں ٹھیک ہوں! لیکن یہ کیا وقت ہے کال کرنے کا؟ میں سو رہی تھی اور تمہاری کال دیکھتے ہی میں پریشان سی ہو گئی! اللہ خیر کرے نہ جانے کیا ہو گیا؟ دھڑکنیں چیک کرو۔" وہ ایک ہی سانس میں کہتی موبائل دل کے مقام پر رکھ کے اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کی آواز سن رہی تھی۔ شاہ رخ معذرت خواہانہ انداز میں نجل سا مسکرایا۔

"یار مجھے آپکی یاد آرہی تھی! سوچا خیریت دریافت کر لوں۔" اس نے کمزور سی دلیل پیش کی۔

"صبح کر لیتے! لیکن میرا خیال ہو تب ناں۔" وہ زچ ہو کے بولی۔

"عجیب ہو تم! ایک تو محبت سے فون کیا کہ اس وقت دو لو بڈز چوری چوری ایک دوسرے سے دل کا حال بیاں کریں گے! لیکن آپ تو کسی عمل سے خوش نہیں ہوتیں۔" وہ بھی جل کے منہ بسور گیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کسی کی نیند میں خلل ڈالنا اور یہ توقع رکھنا وہ حالِ دل بیاں کرے گا؟ نہیں میری جان۔ وہ سر پھاڑے گا۔" لہجے میں چاشنی گھولے وہ آخر میں بلند آواز میں چینی! شاہ رخ نے موبائل کان سے پرے کیا۔

"اف! آہستہ بولو لڑکی۔ کان پھاڑو گی کیا؟" شاہ رخ نے اسکے لہجے پر چوٹ کی۔

"میں سر تو نہیں پھاڑ سکتی! کیوں ناں کان والا مشورہ استعمال کر لیا جائے۔" وہ بھی مطمئن سی بولی۔

"یار صفا! کتنی ان رو مینٹک ہو تم۔ کبھی تو اس غریب پر ترس کھا لو یار! کبھی تو ان خوبصورت لفظوں کا استعمال میرے لئے بھی کرو۔" شاہ رخ نے ملتجیانہ انداز اپنایا۔

"اچھا ناں۔" وہ بھی لاڈ سے بول گی تھی! شاہ رخ کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گی۔

"میں واقعی تمہیں یاد کر رہا ہوں۔ کہو تو آفس جانے سے پہلے لینے آ جاؤں؟؟؟ وہ شدت سے کہتا سوال کر گیا۔

"نہیں رات میں آنا! ڈنر بھائی بھابھی اور ممی، بابا کے ساتھ کریں گے۔" اسکے بعد انکی گفتگو کا سلسلہ طویل ہوتا چلا گیا۔

شاہ رخ اپنی باتوں سے اسے ہنساتا اسکا موڈ خوشگوار کر چکا تھا۔



"ہمیں شہر تبدیل کر لینا چاہیے! ایسا نہ ہو یہ مزید ہمارے لئے ذلت و رسوائی کا سامان بنے۔" پچھلے کچھ گھنٹوں سے انکے کمرے میں موجود وہ ایک ہی بات کی رٹ لگائے جا رہا تھا جبکہ وہ سر جھٹک کے نظر انداز کر گئی تھیں۔

"کچھ نہیں ہو گا ایسا! تم مطمئن رہو۔" اسکے پریشان سے تاثرات دیکھ وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیتیں دلا سہ دینے لگیں۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مجھے یہ سب کچھ بہت برا ہونے کا خدشہ معلوم ہو رہا ہے۔" وہ کسی طور سے راضی نہیں ہو رہا تھا بس ایک رٹ تھی یا شاید سچ!

"تم سوچ کے خود کو ہلکان کر رہے ہو۔ ہو جاتا ہے کبھی کبھار ایسا لیکن ہر بار غلط ہو ایسا بھی تو ہم نہیں کہہ سکتے ناں۔" اسکے ہاتھ کی پشت پر دباؤ ڈالتیں وہ بند آنکھوں کو داکنے تسلی آمیز لہجے میں کہنے لگیں۔ گذشتہ دنوں سے ان عمر رسیدہ خاتون کی طبیعت کافی بوجھل تھی! یا کسی کی یاد ستار ہی تھی جو انہیں بیمار کر گئی تھی۔

"مجھے تسلی دے رہی ہیں تو پھر خود کیوں عمل نہیں کرتیں آپ! حالت کیا بنائی ہوئی ہے، بالکل صدیوں کی بیمار لگ رہی ہیں۔" کمزور جسامت، گہرے سیاہ حلقے، بے رونق آنکھوں پر طائرانہ نگاہ دوڑائے وہ طنز کرنا نہیں بھولا تھا۔

"مجھے لگتا ہے وہ روٹھ گئی ہے یا میرے ہاتھوں سے مٹی کی طرح پھسل گئی۔" آنسوؤں کا گولہ حلق میں اٹکا تھا اور ایک کے بعد ایک اشک آنکھوں سے بے مول ہوتے رخسار بھگوتے چلے گئے۔ وہ بے بسی سے انہیں کسی اور کی خاطر روتا دیکھ سینے سے لگا گیا۔

"دنیا خود غرضوں سے بھری پڑی ہے! آپ نے اتنی بڑی قربانی دیکے محض اپنا نقصان کیا ہے! اپنا آپ تباہ کیا ہے اور ایسے میں وہ آپ کی بھی نہیں۔ یہ لوگ ہیں ہی کول بلاؤڈ! صرف اپنے آپ سے لگاؤ رکھتے ہیں اگلا چاہیں انتظار کی گھڑیاں گنتا قبر میں چلا گیا ان لوگوں کو نہیں فرق پڑتا۔" اسکی غراہٹ میں نفرت نمایاں تھی۔ گردن کی رگیں تنی ہوئی تھی اور بھینچی ہوئی آواز میں وہ ساری بھڑاس نکال گیا۔ اسکے سینے سے سراٹھائے وہ خفگی بھری نظروں سے گھورنے لگیں۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جار ہا ہوں! ایسا نہ ہو آپ سے بھی لڑ بیٹھوں"۔ انکے آنسو صاف کرتا وہ استہزائیہ ہنسا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

رات کی تاریکی دھیرے دھیرے چھٹ چکی تھی۔ گہرے نیلے آسمان پر ہلکی ہلکی سنہری کرنیں آفتاب کی نوید سنار ہی تھیں۔ سورج کی کرنیں بادلوں کو اپنے راستے سے ہٹا کے پورے وثوق سے آسمان پر چھاتی جا رہی تھیں۔ یہ دل افروز منظر ہر دل کے ساتھ ہر آنکھ کو بھی خوب بھاتا تھا۔ چونکہ سرد موسم تھا اور باد صبا جہاں طبیعت کی سوگاری کو مٹاتی تھی وہیں ٹھنڈی ہوا ہڈیوں میں گھستی محسوس ہوتی۔ عین اسی وقت وہ تینوں خواب خرگوش کے مزے لوٹتے کمفر میں دبکے سو رہے تھے۔

کمرے کا ملکہ ساندھیر اور خوابناک منظر باہر کی فضا سے بہت مختلف تھا۔ وہ جہازی سائز بیڈ کے نیچے ونچ چت لیٹا دائیں بائیں جانب اپنی کل کائنات کو مکمل اپنے حصار میں لئے محو استراحت تھا۔ تکبیر اسکی جانب کروٹ لئے دونوں ہاتھ اسکے سینے پر رکھے بے خبر سوئی ہوئی تھی۔

تعبیر تقریباً سار اوزن اس پر رکھے اسکے سینے میں منہ چھپائے سوئی کوئی معصوم سی گرٹیا لگ رہی تھی۔ خفیف سانپند میں خلل پیدا ہوا تو وہ کسمسایا۔ نظریں باری باری ان دونوں کی جانب اٹھیں جو اسے بد سکون کئے خود سکون سے آنکھیں موندے لیٹی تھیں۔

## مر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر کے بال اپنے چہرے سے ہٹائے وہ اسکا عمیق جائزہ لینے لگا۔ بے ساختہ لبوں پر تبسم رقص کرنے لگا۔ تکبیر کے بعد تعبیر کی جبین پر بوسہ دیتے وہ احتیاط سے اٹھ بیٹھا لیکن نظریں جیسے ہی خود پر گئیں ایک حیرت کا پہاڑ سر کو کچلتا پیروں میں ڈھے سا گیا۔ وہ بگڑے تاثرات لئے تیکھے چتونوں سے تکبیر کو گھورنے لگا جواب بھی بے حرکت پڑی تھی۔

اپنے رخساروں پر نظر پڑی تو جہاں اتنا غصہ دماغ پر ہاوی ہو رہا تھا فوراً سے دور جاسویا۔

'ڈیر پنکو' اس لفظ پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتا وہ زندگی سے بھرپور مسکرایا۔ جب جب وہ اس سے خفا ہوتا تھا یا ہونے کی اداکاری کرتا تھا ہر صبح ایسی ہی خوبصورت اور منفرد انداز میں اسے پل پل حیران کرتی تھی لیکن نظریں اب بھی بالوں پر ہی تھیں۔ جو ادا اپنے ہی بال ہاتھوں میں لیتا جھر جھری لے گیا۔ شروع وقت سے وہ بالوں کے معاملے میں بہت حد تک حساس تھا۔ سیاہ گھنے سلکی بالوں کو اسکی زوجہ محترمہ نے چیچے بنا دیئے تھے۔

خود کو بابو بھیا کے روپ میں دیکھتے اسے غش چڑھنے لگے تھے۔ آنکھوں میں واضح ناگواری جھلک رہی تھی۔ وہ لپسٹک کا نشان اور محبت بھرے لفظوں کو دیکھتے ہی پگھل تو گیا تھا لیکن جھنجھلاہٹ تو اس بات سے تھی وہ بخوبی واقف تھی جو ادا کو کتنی چڑھتی تیل سے۔

وہ بغیر کوئی وقت ضائع کئے بغیر تکبیر کے سر پہ پہنچا۔

"تکبیر!!" خفیف سا اسکی جانب جھکتے پیشانی سے سارے بال ہٹائے وہ اسے پکارنے لگا جس کا اس پر رتی برابر بھی اثر نہیں ہوا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اٹھیں تکبیر اور بتائیں یہ کیا کیا ہے؟؟؟" وہ سخت بد مزہ سا ہوتا اس پر برہم ہوا۔

"کیا ہے؟؟؟" جھنجھلاتے ہوئے پلکوں کی جھال کو اٹھائے وہ خمار زدہ نظروں کو واکر کے کروٹ لینے ہی لگی تھی جو اد نے اسکے بازو پر اپنی فولادی گرفت کا لمس چھوڑا معنی واضح تھا وہ تکبیر کو اسکے عمل سے باز رکھنا چاہتا ہے۔

"جلدی اٹھیں! پہلی فرصت میں"۔ اسکے شانے پر نرم ساد باؤ ڈال کے اسے بیدار کرنے کے تگ و دو میں لگا پڑا تھا۔ تکبیر تنک کے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ابھی تو صبح ہوئی ہے! اتنی جلدی کیوں اٹھا دیا؟؟؟" آنکھیں مسل کے وہ اپنے بالوں کو جوڑے میں قید کرتی تکبیر اسکی برہمی کو نظر انداز کر گئی۔ گھڑی پر نظر پڑی جو سوانو کا ہندسہ بجا رہی تھیں۔ جو اد کچھ کہنے ہی لگا تھا تکبیر مکمل حواسوں میں لوٹتی فلک شگاف قہقہہ لگانے لگی۔ جو اد جہاں ضبط سے کام لے رہا تھا اسکی ڈھٹائی پر کھول کے رہ گیا۔ "تم تو ان رو مینٹک ہی رہنا! میں نے خدمت کر کے تیل لگایا تھا اور قسم سے اتنے پیارے لگ رہے ہو۔ دیکھو خود کو شیشے میں"۔ آئینے کی جانب اشارہ کرتی وہ بامشکل ہی بولی تھی۔ ہنسنے کے باعث اسکا پورا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ پھر سے وہ اسے اصل مدعے سے ہٹا چکی تھی۔ جو اد دیکھتے ہی مسرور سا ہوا۔

"ایک اور چیز تو تم نے دیکھی نہیں"۔ تکبیر عجلت میں قدم اٹھاتی اسکے موبائل کی جانب بڑھی۔ دور سے ہی وال پیپر دکھایا اور صوفے پر گرتی بے حال سی ہوئی۔

"چچامیاں لگ رہے ہو"۔ اسکی آواز قدرے بلند ہوئی تھی۔ جو اد کی پیشانی پر کئی شکنیں نمودار ہوئیں۔ فوراً اسے اسکی جانب پہنچتا وہ موبائل چھیننے لگا تھا تکبیر ہاتھ اپنی پشت پر چھپا گئی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تمہاری شکل رات کو بھی میرے ذہن میں گھوم رہی تھی! بائے گاڈ بہت مشکل سے سوئی تھی۔" تکبیر کو خود پر تمسخرانہ ہنستے دیکھ اسکا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔ برداشت نے ہری جھنڈی دکھائی تبھی وہ اسے قریب تر کر گیا۔

"جانتی ہیں مجھے سخت چڑ ہے تیل سے۔" جواد نے بانہوں کا گھیرا تنگ کیا۔ تکبیر کی ہنسی کو بریک لگی تو وہ اسکی قربت میں سٹپائی۔

"موبائل دیں ادھر ورنہ اپنے طریقے سے لونگا تو خفا خفا سی پورے گھر میں پھرتی رہیں گی۔" ایک ہاتھ اسکے آگے بڑھاتا وہ موبائل لینے کے لئے بضد تھا۔ تکبیر بنا چوں چراں کئے اسکے ہاتھ میں تھما گی۔

"یہ تصویر میں سارہ کو بھیجوں گی! ساتھ یہ بھی کہو گی یہ نٹ کھٹ سا پنکو میرا ہے۔ بعد میں میرا نہیں خیال وہی دیکھنے کے بعد بابو بھیا ٹائپ بندے سے دوبارہ اپنی پسندیدگی ظاہر کرے گی۔"

وہ شروع سے آخر تک سارا عمل ترتیب سے سیٹ کرتی ساتھ اسے بھی شامل کر چکی تھی۔ ایک بار پھر وہ اسکا نام سارہ کے ساتھ نادانستہ طور پر جوڑ چکی تھی اور سہی اسکی دانشمندی پر وہ حیرت انگیز طور پر ایمان لے آیا۔ اپنے مطلب کی بات وہ نہ کبھی بھولتی تھی اور کچھ عرصہ اسکے ساتھ گزارتے وہ پورے وثوق سے کہہ سکتا تھا کہ کبھی مستقبل میں بھولے گی۔

"آپ ایسا کر کے دکھائیں۔" اسکے ہاتھ سے موبائل لپکتا وہ درشت انداز میں اسے تنبیہ کر رہا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جاؤ جاؤ! بہت دیکھیں ہیں تمہارے جیسے! اب حلیہ درست کر لو کہیں مجھے بھی چاچا میاں لگنے لگو"۔ وہ آخر میں کہتی اپنے ہاتھ پر تالی مارتے کھلکھلا کے ہنسی۔ جواد موبائل اسکرین سے اپنی پکچر ہٹاتا تکبیر کو کڑے تیوروں سے گھور کے فریش ہونے چلا گیا لیکن دروازہ بیٹنا نہیں بھولا تھا۔ اسکے جاتے ساتھ ہی وہ مبہم سا قہقہہ لگا گی۔

فریش ہونے کے بعد سے ہی وہ آئینے کے سامنے کھڑا اپنے سلکی بالوں میں ہاتھ پھرتا تشکر بھرا سانس لینے لگا۔ ساتھ ساتھ وہ مدھم آواز میں کچھ بڑبڑا رہا تھا لیکن تکبیر کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی سوا اسکے دل جلے تاثرات سے مزا لینے لگی۔ تعبیر کو تیار کر کے وہ نیچے بھیج چکی تھی اور خود بھی جانے کی تیاری میں ہی تھی۔

"چلو نیچے"۔ دروازے سے پلٹی وہ اسکا بازو کھینچنے لگی۔

"آ رہا ہوں"۔ مختصر کہہ کے وہ خود پر پر فیوم چھڑکنے لگا۔

"ابھی بچی ہیں! معاف کر رہا ہوں۔ آئینہ اگر میرے بالوں میں تیل لگا یا تو سہی بتا رہا ہوں تکبیر اچھا نہیں ہوگا"۔

وہ نخوت سے بھنویں سکیرٹے رو کھائی سے اسے تنبیہ کرنے لگا۔

"تمہیں تو صرف میری برائی ہی نظر آتی ہے! اپنی پاکٹ میں چیک کر وایک تحفہ ہے تمہارے لئے"۔

نخوت سے کہتی وہ اسکا بازو چھوڑ چکی تھی جواد نے ایک نظر سر سرے نگاہ اس پر ڈالتے اپنی پینٹ کی پاکٹ سے وہ پرچی نکالی جو تکبیر نے رکھی تھی۔ جواد نے خوشی یاد لچپی کا کوئی تاثر ظاہر نہیں کیا تھا ورنہ دیکھ تو وہ بہت پہلے ہی چکا تھا۔

تعبیر کے بعد دوسرا نمول تحفہ!۔ جواد بلند آواز میں لفظوں پر زور دیتا نارمل انداز میں پڑھ رہا تھا۔ تکبیر نے بیتابی سے اسکی سمت دیکھا شاید وہ خوشی کا اظہار کرے یا خود سے معافی طلب کرے لیکن وہ پڑھتے ساتھ ہی شانے اچکا گیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"سیریلی؟ کونسا انمول تحفہ تھا؟ لپسٹک کا نشان! اور بس۔" تبکیر کی حیرت کی زیادتی سے آنکھیں پھیلیں۔ وہ جو مطمئن تھی اسکے لفظ سنتے ہی دل میں ہلچل سی مچی۔

"فلاپ آئیڈیا۔" سرد آواز میں کہتا وہاں سے نکل گیا تھا لیکن پرچی اب بھی خود سے جدا نہیں کی تھی۔ تبکیر منہ کے زاویے تبدیل کرتی اسکے پیچھے ہی لپکی لیکن تاثرات کافی حد تک نارمل کر چکی تھی۔



شام ہونے کو آگئی تھی انکے درمیان صبح کے بعد کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔ تبکیر نے خود بھی بات کرنے میں پہل نہیں کی تھی۔ وہ شاہ رخ، شاہ میر کے ہمراہ آفس گیا تھا اور کچھ یوں بھی انکا سامنا نہیں ہو پایا تھا۔ کچن میں مروا کے ساتھ دوپہر سے گھس کے وہ جواد کے لئے کھانا بنا رہی تھی اور کافی حد تک اسکی ناراضگی کو سنجیدگی میں نہیں لے رہی تھی۔ وہ اگر درحقیقت بہت خفا تھا تو اسے تبکیر سے پیار سے بات نہیں کرنی چاہیے تھی!

یہی سوچ کے وہ ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔ جب کہ ان باتوں پر دھیان نہیں دیا کہ وہ بے مروت نہیں ہوتا! بدکلامی کر کے تلخ رویہ اختیار نہیں کرتا تھا۔ بہت غصے میں بھی تمیز کا دامن نہیں چھوڑتا تھا۔ کچھ دیر پہلے ہی تقریباً وہ لوگ آفس سے واپسی پر فریش ہو کے لان میں بیٹھے تھے۔ تبکیر انکے ساتھ ہی تھی اور فاروق صاحب اور فرحت آپا کے ساتھ وہ سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شاہ رخ صبح سے ہی بوکھلایا بوکھلایا پھر رہا تھا اور بے شرمی تو اتنی تھی سب کے سامنے کھلے دل سے اعتراف بھی کر چکا تھا اسے اپنی بیوی کی یاد ستار ہی ہے جس نے جانے کے بعد پلٹ کے بعد دودفعہ کے بعد خیر خیریت تک دریافت نہیں کی تھی۔

اس بے صبرے کے دلِ ناداں کے خیالات پر وہ محض مسکرا ہی سکے۔ آج آفس کی طرف سے انکا کوئی آفیشل ڈنر تھا جس میں مروا اور شاہ میر نے شرکت کرنی تھی جبکہ شاہ رخ تو صفا کولانے کے لئے بضد تھا۔ وہ آپس میں اپنی ہی گفتگو میں مگن تھے جو ادا کا موبائل رنگ ہوا تو وہ معذرت کرتا کال ریسیو کر کے کمرے میں چلا گیا۔

یاور کی کال تھی جس نے اپنی پریشانی ظاہر کی تھی کہ سارہ نہ تو ملنے آتی ہے اور زیادہ تر کال بھی نظر انداز کر دیتی ہے۔ سن کے حیران تو وہ بھی ہوا تھا اور کی دُنوں سے نوٹ بھی کر رہا تھا وہ اب اکیلی رہنے لگی ہے۔ وہ خود سے ہمکلام ہوتا سارہ کا نمبر ڈائل کرنے لگا جو کہ دوسری بیل پر سارہ کال ریسیو کر چکی تھی۔

"کہاں غائب ہو؟ کیسی ہو؟؟؟" اس نے خوشدلی سے استفسار کیا۔

"یہی ہوں۔" جو ادا کا نمبر اسکرین پر جگمگاتے دیکھ وہ گہری سانس خارج کرتی مختصر بولی۔

"ناراض ہو؟؟؟" جو ادا کا عجیب سا رویہ نوٹ کر رہا تھا لیکن تکبیر اور اپنی لڑائی کے بعد سے ہی اسے موقع نہیں ملا تھا سارہ سے کسی بھی متعلق ملنے یا بات کرنے کا۔

"نہیں تو! کیوں؟؟؟" وہ انجان تھی یا بننے کی اداکاری کر رہی تھی۔



## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"سارہ یار! ٹرائے ٹوانڈر سڈینڈ۔ میں تم سے معذرت تو کر چکا ہوں تکبیر کے حوالے سے! وہ بہت حساس ہیں میرے معاملے میں شاید جبھی تم سے وہ سب کچھ کہہ دیا۔ تم پلیز دل پے نہیں لینا! میں نے میسجز کئے تم نے سہی ریسپانس نہیں کیا۔ کیا تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟"

وہ اسے سمجھانے کی ادنیٰ سی کوشش کر رہا تھا۔ تکبیر بغیر قدموں کی آہٹ پیدا کئے گلاس ڈور بہت آہستگی سے کھول کے کان لگا کے بہت توجہ کے ساتھ اسکی باتیں سن رہی تھی اور سنتے ہی اسکے کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی تھی۔ تکبیر جو چاہتی تھی بالکل ویسی ہی ہوا تھا اسے سمجھنے میں کچھ لمحے ہی درکار تھے کہ سارہ، جو اسے سہی بات تو کیا بلکہ بات چیت کر ہی نہیں رہی تھی۔

"میں نے کچھ کہا تو نہیں ہے! اور تم سے کس نے کہا مجھے اسکی باتوں کا برا لگا ہے۔" وہ خفیف سا برہم ہوئی۔

"پھر بتاؤ تمہیں کیا ہوا ہے؟؟؟ جو اس نے الٹا اس پر سوال داغا۔

"تمہارا مسئلہ پتا ہے کیا ہے جے؟ تم عجیب انسان نہیں ہو تم بہت ہی منفرد ہو! نہ شوہر ہونے کا بھرم توڑ رہے ہو اور نہ دوستی کا احترام۔ ان دنوں مصروف ہوں باقی کچھ نہیں۔"

اس نے طنز کیا تھا یا حقیقت سے روشناس کروایا تھا جو اسے سمجھ پایا۔ وہ کچھ کہنے ہی لگا تھا تکبیر دھڑام سے گلاس ڈور کھول کے اسکے پاس آئی۔

READERS CHOICE

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہے، ہنی! ڈارلنگ سب نیچے ویٹ کر رہے ہیں اور جان تم یہاں اکیلے کھڑے ہو! آؤناں ہنی نیچے"۔ اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کے اس نے اتنی ہی بلند آواز میں کہا تھا سارہ بخوبی سن چکی تھی۔ اسکی حرکت پر وہ دونوں ہی مسکرائے تھے۔

تکبیر جیسی لڑکیاں لاعلاج ہوتی ہیں! انہیں صرف سمجھا جاسکتا تھا سدھارنا بھی ایک حماقت ہے۔  
"بعد میں بات ہوتی ہے"۔ سارہ کہہ کے کال کاٹ چکی تھی۔ جواد سنجیدگی سے پلٹا۔  
"ہنی سے مراد کون؟؟"

"ظاہری بات ہے! یہاں وہی میری آنکھوں کی ٹھنڈک میری جان موجود ہے اور غالباً میں نے ہنی سے مراد محبوب کو تشبیہ دی ہے۔ تم بالکل شہد جیسے ہو۔ مٹھاس سے بھرپور لہجہ چاشنی جیسا اور خوبصورت بھی شہد جیسے ہو! لیکن کیا ہی اچھا تھا اس شہد کے پاس مکھیاں نہیں بھنکتیں"۔  
دونوں ہاتھ سینے پر باندھتی اس نے جواد کی ناک کھینچتے شوخی سے تفصیل پیش کی۔ وہ پھر سے لاجواب ہوا تھا۔ انداز مغرور سا ہوا تو لبوں پر اپنے آپ ہی مسکراہٹ مچل گئی۔ جسے کمال مہارت سے وہ مخفی کر گیا۔ پل پل وہ اسے حیران کرتی تھی!

"محبت میں خود غرضی پہلے آتی ہے! کھونے کا ڈر چوبیس گھنٹے سوار رہتا ہے لیکن جب سامنے والا خود قبول کر رہا ہے ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہی ہیں! پھر کیوں اتنی بدگمانی ہے؟؟"

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسکا چہرہ بالکل سپاٹ تھا اور دور دور تک مزاق کی کوئی رمق تک نہیں تھی۔ تکبیر اسکے قریب ہوئی اور ساتھ اسکے کالر کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی۔

"تم پر بھروسہ ہے! لیکن سامنے والے کے دل میں کیا چل رہا ہے یہ سوچ کے زرا ڈر لگتا ہے"۔ وہ اسکی شرٹ کے بٹنوں پر ہاتھ پھیرتی سایہ فگن پلکیں جھکائے قدرے لاڈ سے بولی۔ جو ادا سے شانے سے تھامتا کمرے میں لے آیا۔

"آ کے علاج کرتا ہوں آپکا! اپنے کام سے جا رہا ہوں اور تب بھی شک پیدا ہوئے تو سارہ سے کال کر کے پوچھ لئے گا تاکہ دل کو تسلی رہے"۔ گاڑی کی چابی اٹھاتا وہ کمرے سے نکلنے سے پہلے ہی طنز کرنا نہیں بھولا تھا۔ تکبیر منہ بسور گئی۔



"شکر ہے تم گھر جا رہی ہو! قسم سے میرا گھر میں دل نہیں لگ رہا تھا"۔ وہ توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کئے بہت معصومیت سے بولا۔

"تم پاگل ہو بالکل"۔ وہ خفیف سی چپت اسکے شانے پر لگاتی گہرا مسکرائی۔

"صرف اور صرف تمہاری محبت میں! اصولاً تو مجھ جیسی دیوانگی کی حدوں کو چھوتی محبت آپ کو کرنی چاہیے تھی! لیکن وہی جو قدرت کو منظور"۔

دل پر ہاتھ رکھتا وہ ٹھنڈی آہ بھر کے رہ گیا۔

"تم اس نظر سے دیکھو تو تمہیں وہ محبت نظر آئے گی جو شاید تم نے بھی نہیں کی! وہ صفا ہی تھی جو شاہ رخ سے شادی کے لئے پورے گھر والوں کی منتیں کر رہی تھی"۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ہر بار کا شکوہ سن کے وہ آج ضبط کا بندھن توڑ چکی تھی۔ شاہ رخ نے سختی سے بھینچے گئے لبوں کو داکرنے کی کوشش تو بہت کی لیکن اب وہ اسے سننا چاہتا تھا۔

"پہلے میں سوچتی تھی میں نے تمہیں ٹھکرایا اور پھر دلی خواہش ظاہر کی کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں! حیرت در حیرت تھی تم نے بدلہ لینے کی غرض سے مجھے نہیں ٹھکرایا۔ شادی کے بعد طنزیہ باتیں نہیں کیں پھر میں خود سے ہی بہت الجھ سی گی! غور کرنے پر یاد آیا۔ وہ مرد خوش بخت ہوتے ہیں جن کے لئے عورت خود سے پہل کرے اور شاید تم میری بے لوث محبت سے واقف ہو جبھی تم زرا بھی نہیں روٹھے۔"

اسکا ہاتھ تھام کے صفائے لبوں سے لگایا۔ شاہ رخ شوخا ہوتا سینہ چوڑا کر گیا۔ اسکا سچ صفا کی آنکھوں سے چھلک رہا تھا۔ شاہ رخ کو یقین کرنے میں دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ وہ بس خدا کا شکر کر رہا تھا۔ کم از کم آج تو اس نے کھلے دل سے اعتراف کیا تھا۔

"تمہیں ٹھکرا تو چکی تھی لیکن یہ ملال اور کسک مجھے شروع سے ہی تھی۔ صرف تم نے مجھ سے محبت نہیں کی تھی میں بھی دعوے دار تھی! بس میری نادانی کہہ لو یا کم عقلی۔ نہیں سمجھ سکی تھی! تم بہت ظریف والے ہو مجھے تو حسن کے پہلو میں دیکھ چکے تھے لیکن مجھے یہ دیکھنے کے لئے بھی بہت حوصلہ درکار تھا اور شاید نہیں یقیناً میں نہیں دیکھ پاتی تمہیں کسی اور کے ساتھ! سچی بات کہوں تو اگر تمہارے نکاح میں نہیں آتی تو مر جاتی۔"

صفا سارے جذبے دروں کے بھید کھول دینے کے درپے تھی۔ ان آنکھوں کی چمک اس شخص سے منسلک ہے! اس تختِ دل کی حکمرانی صرف اسکی ہے۔ وہ ڈھیر ساری صفا کی محبت کا اکیلا وارث ہے۔ وہ سب بتا دینے کو تھی۔



# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

آج شاہ رخ کو اندازہ ہوا تھا۔

"سفر خوبصورت ہے منزل سے بھی۔"

وہ شدت سے خواہشمند تھا کہ راستہ ختم ہی نہ ہو۔ مدھم آواز میں وہ اسے حالِ دل سے روشناس کروا رہی تھی لیکن ان سب میں ایک سرسری نگاہ بھی اسکی جھیل سی آنکھوں میں نہیں ڈالی تھی! جہاں ایک علیحدہ طور پر چاہت کا جہاں آباد تھا۔

شاہ رخ منہ زور جذباتوں کو لگام ڈالتا مسکراتے ہوئے اسے سن کے اب پوری طرح رخ موڑ کے اسے دیکھنے لگا۔ اسکی آنکھیں بار بار دھندلاتی جا رہی تھیں۔ مطلب واضح تھا وہ رور ہی ہے۔

"اتنے حسین موقع پر حسین آدمی کی دسترس میں ہونے کے باوجود بھی ان آنکھوں سے اشک ضائع کر رہی ہو! فطری عمل ہے، دل بھر آتا ہے لیکن اسکے لئے بھی وجہ درکار ہونی چاہیے! میں تو وثوق سے کہہ سکتا ہوں میں نے تمہارا دل نہیں توڑا ہے اور اس طرح تمہیں روتا دیکھ میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی ہیں! اللہ جانے کہیں مجھے بھی تودل کی بیماری نہیں لگ گی؟؟؟" اپنی انگلیوں کی پوروں سے اسکے آنسوؤں صاف کرتا وہ لہجہ خفیف سا مزاحیہ کر گیا۔ صفا مبہم سا مسکرائی لیکن اسکی آخر کی بات سنتے ہی ایک تیج اسکے بازو میں رسید کیا۔

"آہ ظالم لڑکی"۔ بازو سہلاتا وہ پر جوش قہقہہ لگا گیا۔

"بتاؤ کیوں رور ہی تھیں؟؟ سنجیدگی سے اسکی فکر مندی میں ڈوبا وہ پیار سے استفسار کرنے لگا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"رو نہیں رہی تھی! آنکھ میں کچھ چلا گیا تھا۔ روئیں میرے دشمن اور میں اتنی بھی عام نہیں کہ تمہیں پا کے رونا شروع کر دوں! مجھ جیسی بیتابی تو تمہیں بھی ہوا کرتی تھی"۔ صفاروانی سے بولتی چلی گی جبکہ شاہ رخ بھونچکا کے رہ گیا۔

"میں جو سمجھ رہا تھا میرے لئے رور ہی ہیں آپ! مطلب میں احمق تھا"۔ دونوں اپنے تئیں بات بنا رہے تھے۔ صفا دانستہ روئی تھی اور یہ انکشاف اسے بھی ہوا تھا۔

وہ اپنی بیوی کی محبت اسکی ہر اداسے واقف تھا وہ روئی گی! دلا سے بھی لے گی لیکن اعتراف نہیں کرے گی۔  
"بالکل تم غلط سوچ رہے ہو"۔ وہ شان بے نیازی سے شانے اچکا گی جبکہ جو اباشاہ رخ کا پر زور قہقہہ گونجا تھا۔



ساڑھے گیارہ بج چکے تھے۔ جو اد کچھ گھنٹے پہلے ہی گھر لوٹا تھا لیکن کھانا کھانے کے بعد سے ہی وہ اوپر کمرے میں نہیں گیا تھا یا جان کے ہی نہیں جا رہا تھا۔

تکبیر نے رینگ سے جھانک کے اسے دیکھا تھا جو صوفے کی پشت سے سرٹکائے تھکا ہار اس آ نکھیں موندے بیٹھا تھا۔  
تھکن کے آثار اسکے چہرے پر صاف واضح تھے لیکن وہ نیچے جانے کی ہمت مجتمع نہیں کر پائی تھی۔

تکبیر کا ارادہ اسکے ساتھ باہر وقت گزارنے کا تھا لیکن شاہ رخ اور شاہ میر اپنی بیویوں کے ساتھ آؤٹنگ پر گئے ہوئے تھے۔ یہی وجہ تھی مجبوراً اسے گھر میں ہی رکنپڑا تھا۔

موبائل کا خیال آتے ہی اس نے جو اد کے نمبر پر میسج لکھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"محبوب کی ادائے بے نیازی اور یوں بے رخی برتنے کا سلیقہ! والسلاول کو بھایا ضرور ہے لیکن اس کنیز سے ایسی بھی کیا خطا ہوگی سرکار جو اسی کے ہاتھ کا بنا کھانا نوش بھی فرمالیا اور تعریف کے دبول تک نہیں بولے؟ جناب! یہ تو اس ادنیٰ سی لڑکی کا حق تھا جس کو ادا کرنے سے قبل ہی آپ حضور بری الزمہ ہو گئے۔"

مکمل شاعرانہ انداز کا لبادہ اوڑھے بہت تسلی سے دماغ کو آرام فراہم کر کے بہت مہذب انداز میں شکوہ کیا گیا تھا۔ موبائل کی گھنٹی سے اس نے بند آنکھوں کو واکیا اور موبائل کی جانب دیکھا جو کہ تعبیر کے ہاتھ میں تھا۔ "بیٹا بے بی کو موبائل دکھاؤ۔" اسکے کہنے کی دیر تھی تعبیر اچک کے موبائل رکھتی فرحت آپا کے کمرے میں چلی گئی۔

میج بڑے انہماک سے جو ادنے پڑھا تھا۔ تین بار پڑھ کے بھی وہ مکمل جواب تلاش نہیں کر سکا لیکن ہاں یہ ضرور ہوا تھا اسکی تھکن کم ضرور ہوئی تھی۔

ضبط سے مسکراہٹ روک کے اس نے اوپر کی جانب نظریں اٹھائیں۔ تکبیر کھڑی تھی! کمینیاں ٹکائے مسکراتے ہوئے اسے ہی تک رہی تھی وہ بھی بے خود سا ہوتا مسکرایا۔ تکبیر نے آنکھ کا کوناد بایا اور کمرے میں چلی گئی۔

"اس کنیز پے میں قربان۔" اسکا میج پڑھ کے تکبیر تو بیڈ پر ڈھے سی گئی! خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔ تصور میں دو جادوی سحر میں جکڑ لینے والی آنکھیں اسکے ذہن میں گردش کر رہی تھی اور یوں وہ اسکے سامنے کھڑا ہو کے یہی لفظ دہراتا تو وہی پر سحر لہجہ ہوتا۔ گہری گھبیر آواز! اور کسی کو بھی بے خود کر دینے والی مسکراہٹ۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اس کنیز پے ایک احسانِ عظیم کیجئے! اور حضور اسکی کی ہوئی نادانیوں کو بچی سمجھ کے معاف کیجئے! کھلی آنکھوں سے خواب دیکھیں تو یہ آپکی عمر سے چھوٹی کزن ہے جو کہ حال میں آپکی زوجہ کے عہدے پر فائز ہے! درخواست ہے اس عاجز بندی کی۔ بہت ہوا یہ چھپن چھپائی کا کھیل۔ اب اس لڑکی کو معافی مل جانی چاہیے۔"

حقیقتاً سچ پڑھنے کے بعد ٹوٹ کے پیار آیا تھا اس پر۔ وہ عجیب نہیں تھی! وہ نرالی اور بہت انوکھی تھی۔ کسی اچھے شخص کے مقدر میں لکھی جاتی تو وہ خود کو قسمت کا دھنی سمجھتا۔ اور کسی جاہل کے پلے پڑتی تو شاید اپنی شوخی اور بچپن سے ہاتھ دھو بیٹھتی!

وہ واحد لڑکی تھی اور بہت منفرد جو کہ بہت کم دنیا میں پائی جاتی تھی اور اتفاق کہو یا نصیب وہ فراخ دل، کشادہ طبیعت اور ایک سمجھدار مرد کے ہاتھوں میں سو پنی گئی تھی۔ جس نے ناصرف اسکا خیال کیا، محبت دی بلکہ مان بخشا، عزت دی! احترام کیا اور اول اسے سر آنکھوں پے بٹھائے رکھا۔

ان دونوں کے درمیان ہوئی محبت کو بیاں کرنے میں شاید لفظوں کا ذخیرہ بہت حد تک کم پڑ جائے لیکن انکی محبت کا وہ حق ادا نہیں ہو گا جو دونوں ایک دوسرے سے کرتے تھے۔

"یہ عاجز لڑکی کس چیز کی معافی طلب کر رہی ہے؟ اور معافی بھی اس چیز کی جس بات کو دہراتک نہیں رہی۔ سارے عمل کرینگی لیکن یہ اعتراف نہیں کرینگی! مجھ سے غلطی سرزد ہوئی ہے!۔ تکبیر میں ناراض ہوتا نہیں ہوں آپ سے اور درحقیقت خفا اب بھی نہیں ہوں۔"



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جہاں آپ کے لب مجھ سے لاڈ کرتے! حکم دیتے کھلتے تھے وہیں آپ نے ان زہر خند جملوں سے نیزہ میرے سینے میں پیوست کیا تھا۔

اپنی باتوں پر اور سرفہرست آپ پر ٹوٹ کے پیار آتا ہے لیکن وہ جملے میری یادداشت سے نہیں نکل رہے! میں بار بار کوشش کے بعد ناکام ہوا ہوں وہ بھی بری طرح۔

سیانے کہتے تھے مرد پر الزام لگاؤ وہ ہنس کے ٹال دیتا ہے لیکن میں ہنس کے نہیں ٹال سکا۔ جانتی ہیں کیوں؟ کیونکہ ہنس کے بات وہی مرد ٹالتے ہیں جن لفظوں میں واضح انکار چھلک رہا ہوتا ہے اور پھر وہ الزام نہیں ہوتا وہ سچ تسلیم کیا جاتا ہے! حقیقت مانا جاتا ہے۔ اور جو آپ نے مجھے کہا میرا کلیجہ تک چیر دیا تھا۔

ایک پل کو آپ سوچتیں تو سہی! سامنے کھڑا کون ہے؟ کس کے بارے میں آپ کیا کہہ رہی ہیں! لیکن آپ نے تصدیق کرنا ضروری نہیں سمجھا بس کہہ دیا۔

یہ کیسی محبت ہوئی جہاں میری دی گئی وضاحتوں کی کوئی وقعت نہیں اور تیسرے کی کال سے آپ مطمئن بھی ہو گئیں اور غلطی تسلیم بھی کر لی۔

غلطی ہونے کے بعد اسکا اعتراف جب ہوتا ہے جب ضمیر اجازت ہے! یاد کی کال سے پہلے میری دی گئی محبت! میرا دیا گیا مان۔ محبت، ہمدردی، خیر خواہی سب تو آپ روند چکی تھیں۔

میں اپنے اصولوں اور قاعدوں کا پکا شخص آپ کے آگے احتراماً لب سی لیتا ہوں! لیکن کبھی تو آپ بھی بھرم رکھیں۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جتنی چوٹ مجھے اس بات سے پہنچی ہے کہ آپ نے اپنے لبوں سے میرے کردار پر وار کیا۔ مجھے آپ نے کیا کچھ نہیں کہا! کیا کبھی میں نے اف نہ بھی کیا؟ یا کوئی بد کلامی کر کے آپ کی روح کو لہو لہان کیا؟ بخوبی واقف ہوں آپ جذباتی طبیعت کی مالک ہیں۔

ہو جاتی ہیں ایسی نادانیاں کوئی بات نہیں! محبوب کی غلطیاں بھی ادا لگتی ہیں۔ آپ نے جو کچھ کہا میں ان دنوں وہ چیزیں اپنے کردار میں تلاش کر رہا ہوں! کہیں تو وہ کچھ ملے جس کا آپ کو انکشاف ہوا۔ جانتا ہوں اور اچھے سے مانتا ہوں روز میری خدمت کرتی ہیں آپ! اپنے لبوں سے میرے زخمی ہاتھ کی مسیجائی بھی کر چکی ہیں اور دیکھیں یہ زخم۔

محبوب کی زرا سی توجہ پے ہی ٹھیک ہو گیا۔ آپ کی اتنی کرم نوازش کا میں دلی طور پر شکریہ ادا کر چکا ہوں! نہ تو آپ کو نظر انداز کر رہا ہوں اور نہ قطعاً ایسا سوچنے کی بھی حماقت کر سکتا ہوں! ناراض ہوتا تو آپ کی ایک مسکراہٹ سے مان جاتا لیکن کچھ زخم ہیں روح پر! جیسے ہی ان سے نجات حاصل کرونگا۔ ایک نئے راستے پر گامزن ہونگے۔۔۔

اسکاوائس نوٹ سنتے ہی تکبیر کی آنکھیں نم ہوئی۔ اسکے لفظوں کے پیچھے پوشیدہ کرب سے بخوبی آشنا تھی وہ! لیکن گزرے وقت کو نہیں لاسکتی تھی اور یہی سب سے بڑی غلطی تھی۔ وہ سین کر کے کچھ نہیں بولی تھی۔ دانستہ طور پر جو اد کی نظریں موبائل پر بھی گئی تھیں اور اوپر بھی لیکن اب وہ وہاں موجود نہیں تھی۔ کافی کی طلب ہوئی تھی لیکن ایک بار بھی اس سے نہیں کہا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ریمورٹ اٹھائے بے سبب چینل بدل رہا تھا اور اپنی ہی خام خیالی میں اس قدر مگن تھا کہ تعبیر کب میں اوپر گی اُسے اندازہ ہی نہیں ہوا۔

"تعبیر بے بی کو بولو مجھے نیند نہیں آرہی! اوپر آ کے سلائیں"۔ تکبیر نے چالاکی کا مظاہرہ کیا تھا اور تعبیر کو نیچے بھیجا۔

"بے بی مجھے نیند آرہی ہے اور بیر تو بھی! وہ تہہ رہی ہیں اوپر آتے سلائیں"۔ وہ پھولے گالوں سے اس کے ہی لفظ دہراگی۔ جواد نے دل ہی دل میں اسے داد دی۔ وہ اس کی سوچ سے زیادہ ہوشیار تھی۔

"بیر کو بولو آپ میرے پاس سوگی"۔ اس کا پیغام لیکے وہ تکبیر کے پاس آئی۔

"بے بی تہہ رہے ہیں آپ میرے پاس سوگی"۔

"ان کو کہو آپ اوپر چلو! میں نیچے نہیں سوؤں گی"۔ تکبیر نے پھر سے نیا حکم جاری کیا وہ نیچے چلی آئی۔

"بیر نے تہا میں نیچے نہیں سوؤں دی! اوپر چلیں"۔

"اچھا آپ بیر کو کہو"۔۔۔ وہ کچھ کہنے لگا تھا تعبیر بلند آواز میں رونے لگی۔

"میں تھت (تھک) دی! میں تسی تو تجھ نہیں بولوں دی"۔ اس کے پیروں میں لپٹتے وہ رونا شروع ہوگی تھی اور جواد نے بے ساختہ اپنی حرکت پر لعنت بھیجی۔ کبھی کبھی وہ بھی کیس حرکتیں کر گزرتا تھا۔

"اچھا اچھا! میرے پاس آؤ"۔ وہ اسے اٹھا کے گود میں لٹا گیا۔ پہلے تو وہ اس کے ہاتھ پر سطر کھینچتی رہی لیکن جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔ تکبیر کا صبر جواب دینے لگا تھا۔ "کیسی اولاد ہے میری! میرا کہنا ہی نہیں سنتی"۔ وہ بڑبڑاتی ہوئی آخر کار نیچے آہی گئی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"چلو اوپر! مجھے نیند آرہی ہے مگر اکیلے کمرے میں ڈر لگ رہا ہے۔" جواد نے دونوں آنکھوں سے اسکے سراپے پر نگاہ ڈالی۔ دور دور تک نہ مسکراہٹ تھی اور نہ شاعرانہ انداز۔

"تو سو جائیں جا کے! میں نے کونسا لوری دینی ہے۔" اسکا مشورہ تکبیر کو زیادہ پسند نہیں آیا۔

"تمہیں لوریاں دینے کا کہہ بھی نہیں رہی! حکم دینے کی میری کیا مجال۔ بس التجا کر رہی۔ اگر تم چلو گے تو میں سکون سے سو جاؤں گی۔" سر کو خم کرتی وہ ملتجیانہ انداز میں بولی۔

"اوکے! چلیں۔" اسکا سر انگشت شہادت سے اوپر کر کے وہ تعبیر کو گود میں اٹھاتا کمرے میں لے آیا۔

تعبیر کو لٹا کے وہ اسکے پہلو میں لیٹ گیا۔ ارادہ اسکا بھی کچھ دیر آرام کرنے کو تھا۔ دس منٹ گزرے تھے تعبیر نے اسے بازو سے پکڑ کے جھنجھوڑا۔

"سنو مجھے یہاں بھی ڈر لگ رہا ہے! کیا میں تمہارے پاس آ جاؤں۔ اس طرف۔" تعبیر نے انگلی سے اس جانب اشارہ کیا۔ جواد کچھ پل تو خاموش رہا پھر اثبات میں سر ہلا گیا۔ وہ مسکراتی ہوئی اسکی جانب آتی جواد کے پہلو میں لیٹ گئی تھی۔

"اپنا ہاتھ دو۔" گردن اٹھائے اسکا ہاتھ تکیے پر رکھنے لگی۔

"میرا بازو دکھ جائے گا! تکیے پر سر رکھ کے لیٹ جائیں۔" وہ بگڑ کے بولا۔

"دبا دوں گی صبح۔" زبردستی اسکا ہاتھ کھینچ کے وہ سر رکھے لیٹ گئی۔



## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میرادل کہہ رہا ہے تم اپنے بازو پر میرے نام کا ٹیٹو بنواؤ! لیکن اس میں بہت تکلیف ہوتی ہے اور میں نہیں چاہتی میری وجہ سے تم اتنی مشقت اٹھاؤ۔" اپنا چہرہ موڑے وہ آنکھیں موندے دھیمے! بہت مدھم آواز میں عجیب سی خواہش کر رہی تھی۔

اسکی قربت، اسکی پناہوں میں سمائے تکبیر کی ساری تھکان، بوجھ سب دور جاسوئے تھے۔ جو اداسکے بالوں میں ہاتھ چلاتا صرف اسے سن رہا تھا۔ ان دنوں نہ جانے کیا ہوا تھا انکے درمیان لیکن جو بھی تھا انہیں دور کر گیا تھا۔ تکبیر جو سب کچھ آنکھوں میں آنکھیں گاڑے کہہ دیتی تھی آج اسے موبائل کا سہارا لینے کی ضرورت پڑ آئی تھی۔ وہ کچھ بھی روبرو نہیں کہہ رہی تھی اور یہی اسے تکلیف دے رہا تھا۔ نظریں اسکے سانولے مگر شفاف چہرے پر ٹکی تھیں۔ اسے حسن نے کبھی متاثر نہیں کیا تھا لیکن وہ سانولی رنگت پر دل ابھی سے نہیں کتنے پہلے سے ہار بیٹھا تھا۔ وہ شرماتی کم تھی لیکن شرمانے کی ادائے دلبرانہ اسے اپنے سحر میں جکڑتی تھی۔ جو ادکے نام سے ہی اسکی آنکھوں میں واضح چمک ہوتی تھی۔ جسکا وہ شروع سے دیوانہ تھا۔ خوبصورت! بے داغ رنگت والی اسکی دل کی ملکہ ان دونوں اس پر سحر پھونکتی تھی۔

وہ بے اعتنائی چاہ کے بھی کم از کم اسکے ساتھ نہیں برت سکتا تھا۔ وہ تکبیر کو دیکھتا ہی اس نظر سے تھا گویا اسکے لئے کوئی معجزہ ہو۔ یہ بات تسلیم کرتے اسے کوئی قباحت بھی محسوس نہیں ہوتی تھی! بلاشبہ وہ اسکے لئے معجزہ ہی تھی۔

انعام زیست۔۔۔

کسی بڑی نیکی کا خوبصورت تحفہ۔۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ لفظوں کا جادو گر تھا! آنکھوں آنکھوں میں بات بدلنے کے ساتھ سامنے والے کے حواس معطل کر دیتا تھا لیکن تکبیر کے سامنے اسکی کوئی صلاحیت کوئی ہنر کسی کام کا نہیں تھا۔

تکبیر بدلتے حالات میں خود کو با آسانی ڈھال لیتی تھی! وہ بہترین اداکارہ تھی! اور بلاشبہ ایک مکمل ساحرہ تھی۔ قید میں بھی ایسے رکھتی تھی دو سرا چاہ کے بھی رہائی حاصل کر ہی نہیں پاتا تھا۔

پانچ سال آنکھ میچتے گزر گئے تھے لیکن انہی پانچ سالوں میں انکے پاس ان گنت یادیں تھیں۔ وقتاً فوقتاً وہ دونوں دہراتے ضرور تھے۔ سنگت میں بتائے پل بہت انہماک سے یاد کر کے وہ خوش رہتے تھے۔ دونوں سے جڑی چھوٹی چھوٹی چیزوں کا خیال رکھتے تھے۔

یہ ساتھ ازل سے ابد تک کا تھا لیکن قسمت مزید مہربان ہوتی تو! کیا وصل کی گھڑیاں مقدر میں لکھی جاتیں یا فرقت کا طویل لمحہ برداشت کرنا پڑتا یہ تو وقت ہی بتا سکتا تھا۔

وہ محب تھا اور محبوب کی قید میں دلی رضامندی سے قیدی بنا تھا۔ وہ جبراً نہیں کرتی تھی لیکن ہاں! مجبور ضرور کر دیتی تھی۔

کمرے میں ملکہ سا اندھیرا چھایا تھا۔ تکبیر غنودگی میں تھی۔ اسکے بھاری ہوتی سانسیں اسکی سماعت سے ٹکرا رہی تھیں لیکن وہ بار بار ایک ہی لفظ دہرائے جا رہی تھی۔

"تم نے خود سے دور کر دیا۔" وہ نیند میں تھی لیکن سخت رنجیدگی کے عالم میں سایہ فگن پلکیں نم ہونے لگی تھیں۔ جو اس کا رخ انور دیکھ نہیں پایا تھا مگر دیدار کو نعل در آتش ضرور ہوا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

آہستگی سے اس کا رخ اپنی جانب کئے وہ بے خودی کے عالم میں اسکے چند اشک بے مول ہونے سے پہلے ہی لبوں سے چن گیا تھا۔ وہ نیند میں بھی مبہم سا مسکرائی تھی۔ چہرہ اسکی قربت میں گلنار سا ہوا تو وہ اسکے سینے میں ہی منہ چھپا گئی۔  
"کاش! محبوبیت پر غور کیا ہوتا۔"

وہ اسکے کان کے قریب سرگوشی کر رہا تھا لیکن وہ کچھ نہیں کہہ سکی یا شاید پھر سے سو گئی تھی۔  
تکبیر کی پیشانی پر بوسہ دیتے وہ تعبیر کو پیار کرتا بیڈ سے اٹھ گیا تھا۔ دل بغاوت پر اتر آیا تھا لیکن وہ نظر انداز کر گیا۔  
رختِ سفر تو قبل ہی تیار کر چکا تھا بس بیگ میں ڈالنا باقی تھا۔ کل وہ میچ کھیلنے اسلام آباد صبح نوبے کی فلائٹ سے نکلنے والا تھا اور یہ بات تقریباً اسے کچھ دنوں پہلے ہی پتا چل چکی تھی۔ سوائے تکبیر اور تعبیر کے ہر ایک اس خبر سے واقف تھے! اس نے تکبیر کو کیا سوچ کے نہیں بتایا تھا۔ یہ اس سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا تھا۔  
میں رومانوی شاعر ہوں

مجھے سانولے چہرے خوب بھاتے ہیں

وہ کیفیت نگاہ اور تشنگی کا بڑھ جانا

وہ میکانیکی انداز اور باتوں کا بھول جانا

وہ گہری آنکھیں! وہ تبسم بھرے لب

مثل گلاب سا چہرہ! اور ادائے دلبرانہ۔۔۔

واللہ!! محبوب بھی چلتی پھرتی شاعری کا موضوع ہے۔۔۔

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان



رات تو گہری تاریکی اور مدھم سرگوشیوں میں گزر چکی تھی۔ نیا سورج نئی امنگیں لئے طلوع ہوا تھا۔ وہ کچھ پل نیند لیکے بیدار ہوتا مکمل طور پر ان دونوں کو تک رہا تھا۔

نہ جانے یہ چہرے کتنے دن بعد دیکھنے کو ملیں۔ وہ کسی سوچ کے تحت تعبیر کو اٹھا چکا تھا۔ اور تکبیر کے معاملے میں وہ کافی آرام سے بیدار ہو جاتی تھی۔

وہ خوشبو میں رچا بسا تعبیر کو گود میں لئے کچھ اسکی سن رہا تھا اور زیادہ تو بس پیار ہی کئے جا رہا تھا۔

"بے بی اب جائیں؟" بہت منت سماجت کر کے اس نے اجازت طلب کی۔ تعبیر نے چونک کے اسکی جانب دیکھا۔

"تہاں؟"

"بے بی کے پاس ناں کل ہی میسج آیا! شاید ان لوگوں کے پاس بیلینس نہیں تھا اور نہ وہ مجھے پہلے سے بتا دیتے تاکہ میں اپنی پرنس کو اطلاع کر دیتا! لیکن مجھے خود کل ہی پتا چلا۔ اب مجھے جانا تو ہے ناں۔ تو کیا میں جاؤں؟؟؟" اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتا وہ فریش کروا کے اپنے تئیں بات کو سنبھالتا اسے بہلا رہا تھا۔

اگر بغیر بتائے چلا جاتا تو گھر میں ایک طوفان آ جانا تھا اور وہ رو رو کے خود کی حالت بگاڑ لیتی۔

"تو ان تو پہلے بتانا چاہیے تھا نا۔" تعبیر کا لہجہ روندھ سا گیا۔

"بیلینس نہیں تھا ناں انکے پاس۔" جھوٹ کہہ تو دیا تھا لیکن زبان زرا بھی نہیں لڑ کھڑائی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ ان تے نمبر پے بیلنس تر وادیا ترناتے (تاکہ) ادلی (اگلی) بال وہ پہلے سے آپ تو انفا لم تریں۔ میں آپ تو نہیں جانے دوندی (دو گئی)۔"

جواد اسکے بال سلجھاتا بھورے بالوں کی خوبصورت سی پونی کمال مہارت سے باندھ رہا تھا اور ساتھ اسکی باتوں پر مبہم سا مسکرا بھی رہا تھا۔ وہ ضرورت سے زیادہ سمجھدار واقع ہوئی تھی۔ وہ پر اعتماد سا سوچ بیٹھا۔

"جیسا آپ حکم کرینگے! لیکن ابھی تو مجھے جانا ہے ناں۔" بالوں کو اوپر کی جانب اٹھائے وہ پونی لگا رہا تھا۔  
"میں نہیں جانے دوندی! میں نہیں لو کوں (رو کوں) گی آپ تے بدیر اور میلی ہیزل بھی۔" وہ بضد تھی اور رونے کی تیاری پکڑ چکی تھی۔ جواد بے بس سا ہوا۔

"اگر آپ مجھے جانے دو گی تو پھر مجھے ٹی وی اور انٹرنیٹ پر دیکھو گی! پھر میں ایڈا اینڈ کہو نگا۔ تعبیر از سو کیوٹ اینڈ گڈ گلر۔" وہ اب اسے گرم موزے اور سوٹر پہنا رہا تھا۔ تعبیر کچھ پل خاموش رہی پھر اثبات میں گردن ہلا گئی۔  
"بیر تو بھی اتھائیں پھل! وہ بھی آپ تے جانے تے بعد لو نیگی۔ ان تے لئے بھی یہی تنہا آپ۔" تبکیر کی جانب دیکھتے تعبیر نے اسکے بارے میں بھی کہنا ضروری سمجھا۔

"بالکل بالکل! میں آپ کی بیر کے بارے میں بھی یہی کہوں گا۔" اسکے گال چوم کے سلیپر پیروں میں ڈال کے وہ تعبیر کے حکم پر سر خم کر گیا۔

"ڈیڈی کے پاس جاؤ میں آتا ہوں۔" تعبیر اسکے کہنے کے بعد ہی نیچے چلی گئی تھی۔ وہ تشکر بھرا سانس خارج کرتا ڈریسنگ ٹیبل سے لپسٹک اٹھائے اسکے سر پے کھڑا ہوا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

محبت سے پیشانی پر بوسہ دے کہ وہ لپسٹک سے اسکے گال پر کچھ لکھنے لگا تھا۔ اس حد تک گہری نیند میں تھی نہ تو اسکی خوشبو پہچان سکی اور نہ آہٹ سے کسمائی۔

'پیاری تکبیر' لکھنے کے بعد کونے میں ہی لپسٹک سے دل بنایا تھا۔ تصدیق کے بعد اسکی تصویر موبائل میں لی اور پیار بھری نگاہ ڈالتا کمرے سے نکل گیا۔

گھر کے تمام فریقین بیدار، اسی کے منتظر تھے اور سب سے مل ملا کے الوداعی کلمات کہہ کے وہ گھر سے نکل کے کار پورچ میں ہی پہنچا تھا تعبیر بلک بلک کے رونے لگی تھی۔ شاہ رخ، شاہ میر کے ساتھ صفا، مروا اور اسکے دادا دادی بھی اسے سمنبھال رہے تھے لیکن وہ کسی طور سے چپ نہیں ہوئی تھی۔

"آپ روؤں گی تو میں کیسے جاؤنگا بیٹا؟ کچھ دن کی تو بات ہے! آپ روز مجھے میسجز کرنا، واٹس نوٹ بھیجنا پھر ہم دیر رات تک ویڈیو کال پر باتیں کریں گے! آپکی فیورٹ چیزیں لاؤنگا اور ہیزل بہت ویک ہو رہی ہے، آپ نے کہا تھا ناں۔ اسکے لئے وہاں سے بہت اچھا ڈاکٹر ڈھونڈ کے لاؤنگا۔ اب اسمائل کر کے دکھاؤ بے بی لیٹ ہو رہے ہیں۔"

ایک ایک کر کے اسکے مطلب کی باتیں گنوتا اسے مسکراتے پر مجبور کر گیا تھا۔

تعبیر چند قدم اٹھا کے اسکے گلے میں بانہیں ڈال گی۔ دائیں گال کے بعد بائیں گال پر پیار کئے وہ اپنی ناک سے اسکی ناک مس کر رہی تھی۔

"آئی لویو بے بی۔"

"آئی لویو ٹو میری جان۔"

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسکی چھوٹی سی ناک کھینچتے وہ خدا حافظ کر کے کار میں بیٹھ کے منزل کی طرف بڑھ چکا تھا۔ فرحت آپا کے ساتھ فاروق صاحب اور کتنے ہی اسکی حفاظت کے لئے دعا گو تھے۔

"تعبیر جیسی بیٹی ہونی چاہیے"۔ شاہ رخ اور شاہ میر نے اپنی اپنی بیویوں کو بہت پتے کی بات بتائی تھی۔ فرحت آپا تو تعبیر کو لیکے اندر بڑھ گئی تھیں جبکہ وہ چاروں اپنی ہی باتوں میں مشغول تھے۔

"السلامے مانگا کرو"۔ صفا ہنستے ہوئے کہہ کے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

"مر و آپ کیا کہیں گی"۔ مدھم آواز میں شاہ میر نے استفسار کیا۔

"السلامیگا"۔ وہ خفیف سا شرماتی خود بھی وہاں سے نکل گئی۔



گیارہ بجے اسکی آنکھ کھلی تھی۔ چہرے پر ڈھیروں سوگواری چھائی تھی۔ تعبیر نے رٹو طوطے کی طرح صبح کا پورا منظر اسے بتا دیا تھا۔ وہ جو سمجھی تھی وہ مان گیا ہے! اسے جانے کی اطلاع ملتے ہی اپنی سوچ پر لعنت بھیجی۔

ایک افسوس بھری نگاہ اسکی تصویر پر ڈالتی وہ تاسف سے سر جھٹک کے بیٹھ گئی۔

"اس پنکونے مجھے کیوں نہیں بتایا"۔ وہ خود سے بڑبڑائی۔ تعبیر چہک چہک کے اور بھی کچھ کہہ رہی تھی! اسکی گود میں چڑھے اسکے بالوں میں ہاتھ ڈال کے وہ غالباً انہیں سنوار رہی تھی۔

تکبیر پھیکا سا مسکرائی۔ اب تک اس نے منہ دھونے کی بھی زحمت نہیں کی تھی۔ موبائل میں دیکھا جہاں اسکا کوئی میسج نہیں تھا۔ سائڈ ٹیبل کی درازیں بھی چیک کر ڈالی تھیں لیکن وہ کوئی بھی چیز رکھ کے نہیں گیا تھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں حالت سنوار کے آتی ہوں! ٹھیک ہے بیٹا۔" اسے گود سے اتار کے وہ آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی۔ نظر بے ساختہ اپنے ہی گال پر پڑی اور جیسے تھم سی گئی۔

جہاں اتنی سوگواری تھی چہرہ کھل سا گیا تھا۔ آنکھوں میں واضح چمک آئی۔

"تو یہ بات تھی۔" اس نے آنکھوں کو پٹپٹاتے ہوئے سوچا۔

"دل ہی نہیں کر رہا مٹاؤں۔" حسرت سموئے وہ خود سے ہمکلام ہوئی۔

"بندے کی لکھائی۔ اف! یہ کیسے لکھ لیتا ہے اتنا حسین۔" اسکی لکھائی کی وہ شروع سے ہی دیوانی تھی اور بلاشبہ اسکی رائٹنگ بہت خوبصورت تھی۔

"دل بھی دیکے گیا ہے۔" منہ پر ہاتھ رکھے وہ شرمائی۔ تعبیر ہو نقوں کی طرح اپنی پاگل ماں کو دیکھ رہی تھی جو نہ جانے خود سے ہی کیوں شرم رہی تھی۔

"بیر! فریش ہوتے آئیں، بے بی تو تال (کال) ترینگے۔" اسکی آواز سے وہ جیسے حواسوں میں لوٹی۔

"ہاں ناں! جارہی ہوں۔" چونک کے کہتی وہ واشر روم میں بند ہوئی۔

## READERS CHOICE

رات کے گہرے سائیں ہر طرف پھیلنے لگے تھے۔ وہ کھوئی کھوئی سی سوگواری میں ڈوبی سب کام کاج سے فراغت حاصل کر کے کمرے میں بیٹھی تھی۔ کمرہ بھی اسکی غیر موجودگی سے بہت سونا سونا لگ رہا تھا۔ وہ بالکنی میں بھی نہیں



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

گی تھی ورنہ یا تو وہ کراچی میں ہوتا تو ضرور لان میں بیٹھاملتا۔ صبح سے کتنی ہی بار جواد اور تعبیر بات کر چکے تھے لیکن اس نے ایک بار بھی اس سے کسی بھی موضوع پر بحث نہیں کی تھی البتہ آواز ضرور سنی تھی۔

دوسری جانب وہ بھی بے چین تھا۔ کی دفعہ اس دشمن جاں کی خیر خیریت دریافت تو کی تھی لیکن خود سے بات کا آغاز نہیں کیا تھا یا شاید مناسب ہی نہیں سمجھا۔

وہ دونوں کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بہت دیر سے کمرے میں موجود تھیں۔

اتفاقاً تو نہیں! لیکن وہ بہت بار کال کر چکا تھا اور ہر بار وہ تعبیر کے ہاتھ میں موبائل تھما دیتی تھی۔ یہ اسکی جانب کھلی ناراضگی کا اظہار تھا یا وہ درحقیقت اسکی کی گئی حرکت سے خفا تھی۔ فلحال تو وہ سوچ ہی سکا تھا۔

آدھے گھنٹے کے بعد دریاخانہ بیگم سے باتیں کرنے کا سلسلہ اختتام کو پہنچا تو وہ عشا اور شہانہ بیگم سے سلسلہ کلام جوڑی ہوئی تھی۔ میسج کی گھنٹی بجی تھی لیکن اسے اب کوئی توقعات نہیں تھیں کہ وہ بھول کے بھی تکبیر کو یاد کرے گا جو شاید اسکی غلط فہمی ہی تھی۔

وہ اسلام آباد کی ٹھٹھرتی ٹھنڈ میں بالکنی میں کھڑا چاند کو ہی تک رہا تھا۔ زرا برابر بھی دل نے اسے یاد کرنے میں کوتاہی نہیں برتی تھی۔ لب ہولے سے خود ہی مسکرائے تھے اور اسی کے کہے جملے دوبارہ سے اسکی سماعت میں ٹکرارہے تھے۔

میسج لکھ کے بھیج دیا تھا! 7 منٹ گزر چکے تھے۔ وہ آن لائن تھی لیکن پڑھ نہیں رہی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جو ادا انتظار کی گھڑیاں گنتا رہا۔ کبھی تو وہ پڑھ ہی لے گی! اسی آرزو پہ وہ کچھ مطمئن سا ہوا۔ دیکھتے دیکھتے پندرہ منٹ بھی گزر چکے تھے۔ اسکی جانب سے رسپانس نہ آ رہا تھا۔ اسی اثناء میں ماحول میں خوشگواریت چھائی تھی۔ تکبیر نے پڑھ لیا تھا میسج اور وہاں وہ بھونچکا کے رہ گیا۔

کم از کم اس چیز کی توقع تو اس نے ہر گز نہیں کی تھی۔ میسج پر غالباً شاعری کے ساتھ اسکا وائس نوٹ تھا! وہ کچھ کہہ نہیں رہا تھا بس کچھ پل خاموشی کے بعد گانے کا سہارہ لئے شاید حالِ دل بیاں کر رہا تھا۔

تو مرے درد کی تضحیک نہیں کر سکتا

چھوڑ دے زخم اگر ٹھیک نہیں کر سکتا

دیکھ میں جبری محبت کا نہیں ہوں قائل

سو تجھے کھینچ کے نزدیک نہیں کر سکتا

ایک ایک لفظ پڑھنے کے بعد وہ مسکرائی تھی! وائس نوٹ اب بھی پلے نہیں کیا تھا۔ نہ جانے کیا ہو؟ وہ تکبیر کو اپنی

گھیر آواز میں گانا بھیجتا یہ ناممکنات میں سے تھا سو اسکا دھیان اس طرف کسی طور بھٹکا بھی نہیں۔

تعبیر گڑیا اور ہیزل کے ساتھ کھیلتی آہستہ آواز میں منمنار ہی تھی لیکن وہ اب بھی سی بیٹھی تھی۔

دھڑکتے دل سے اس نے وائس نوٹ پلے کیا۔ وہ واقعی اسکے لئے کچھ گنگنا رہا تھا۔ تکبیر بالکل ساکت و جامد بیٹھی تھی۔

کوئی طلسم سا پھونک رہا تھا وہ نہ چاہ کے بھی اس طلسم میں بند ہتی چلی گی۔

دل پہ زخم کھاتے ہیں! جان سے گزرتے ہیں

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جرم صرف اتنا ہے! انکو پیار کرتے ہیں

اعتبار بڑھتا ہے! اور بھی محبت کا

جب وہ اجنبی بن کے! پاس سے گزرتے ہیں

انکے اک تغافل سے! ٹوٹتے ہیں دل کتنے

انکی اک توجہ سے! کتنے زخم بھرتے ہیں

جرم صرف اتنا ہے! انکو پیار کرتے ہیں

وہ صرف گانا نہیں تھا۔ حقیقتاً وہ دل کے حال سے آشکار کروا رہا تھا۔

اس نے لفظوں کا زخم اسکے اندر انڈیلا تھا لیکن محبت تھی! ہو گیا تھا اسکے سامنے بے بس۔ ناچار وہ کچھ تلخ کہہ ہی نہیں

پاتا تھا۔ ادب محبت کے قرینوں میں سب سے پہلا قرینہ ہوتا ہے! وہ اسی کو گراہ لگائے بیٹھا تھا۔

حالات بدلے تھے! وہ بالکل اجنبی بن گئی تھی۔ اسکی طرف دیکھنا تو دور بات بھی نہیں کی تھی۔ وجوہات بھی وہ! جسکا

کوئی سر پیر ہی نہیں تھا۔

اسکی بے اعتنائی سہتے سہتے وہ بھی تو تھک چکا تھا۔ خود بھی دور ہوئی اور دوری کا فیصلہ اسے بھی سنا ڈالا۔ وہ حساس تھی

لیکن جواد کے معاملے میں نہ جانے کیا کر دیتی تھی! READERS CHOICE

کرچیوں میں بکھر کے ٹوٹا تھا اسکا گداز قلب لیکن بلند حوصلہ کہو یا سہنے کی ہمت! جوان نے اف ف تک لبوں پر نہ آنے

دیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسکی مہربانی پر دل پوری طرح اسکا طلبگار ہوا تھا۔ خفیف سی توجہ اور محبت بھری نگاہ! نگاہ زخم پر ڈالی تھی اور وہ تو جیسے اسکی کرم نوازش کا ہی منتظر تھا مند مل بھی ہو گیا۔

محبت کرنے والوں کو اناسے کیا غرض

وہ تو مان رکھتے ہیں اور مان جاتے ہیں

وہ لکھ کے بھیج چکی تھی۔ فوراً سے پہلے اس نے سین کیا تھا۔

"ذہنی قید تو کر چکی ہیں! مزید مہربانی کر کے میں جان سے ہاتھ نہیں دھو بیٹھ سکتا۔ اس بندے پر رحم کریں تھوڑا"۔  
اس کا انداز ملتجیانہ تھا۔ تبسم لبوں سے جدا نہیں ہوا تھا اور خاص کر اس سے بات کرتے تو بالکل نہیں۔

"تم اچھے سے پیش آرہے تھے! مجھے لگا زیادہ خفا نہیں ہو لیکن آج کی تمہاری کی گئی اس احمق حرکت سے مجھے سخت رنجیدگی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ تمہارے اور میرے درمیان چاہے جو بھی ہو! قانونی اور شرعی طور پر تمہاری بیوی اور تمہاری بیٹی کی ماں ہوں! اور مجھے ہی تم نے بتانا ضروری نہیں سمجھا۔

صبح تقریباً میرے علاوہ سب اٹھ چکے تھے لیکن وہاں میری غیر موجودگی لوگوں کے دلوں میں کتنے سوالات کر رہی ہوگی! سوا میر سڈ"۔ وہ سخت برہمی سے افسوس اور غصے کے ملے جلے تاثرات میں وائس نوٹ کر کے گہرا سانس ہوا میں خارج کرنے لگی۔ صبح سے ہی اسکی حرکت پر وہ ضبط کر رہی تھی لیکن یہ ضبط بھی زیادہ دیر نہ چل سکا۔ وہ سن کے گہرا مسکرایا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"غصہ نہیں کرو تکبیر! پیار سے پوچھو۔ جذباتی نہیں ہونے کا۔" وہ جیسے خود کو حوصلہ دیتی کال ملانے لگی۔ جواد نے ریسیو کر لی تھی لیکن وہ کچھ بولا نہیں تھا۔

"السلام علیکم"۔ بہت مہذب انداز میں شائستگی سے سلامی بھیجی تھی۔

"وعلیکم السلام! تکبیر"۔ اس سنجیدگی سے جواب دیا تھا لیکن مونچھوں تلے عنابی لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی۔ اسکے لبوں سے اپنا نام سننے ہی وہ جو سخت سے سخت سنانے والی تھی چپ سی ہوئی۔ دوسری جانب وہ بھی کچھ نہیں کہہ رہا تھا اور ادھر تکبیر بھی خاموش تھی۔

پانچ منٹ۔۔ دس منٹ۔۔ پندرہ منٹ اپنی وقعت کھو چکے تھے! انکا مناسب استعمال دونوں نے ہی نہیں کیا تھا۔ تکبیر سمجھ بیٹھی تھی وہ آغاز کرے گا جبکہ وہ مطمئن بیٹھا اس سوچ میں تھا! شاید وہ کچھ کہے لیکن دونوں چپ کالبادہ اوڑھے ہوئے تھے۔

"بیر بے بی تی تال ہے؟" اسے ساکت بیٹھے دیکھ وہ چمکتی ہوئی استفسار کر رہی تھی! تکبیر نے بنا لبوں کو زحمت دیئے فون تعبیر کی جانب بڑھایا۔ دوپہر سے رات ہو چکی تھی وہ گیارہویں بار اس سے حال چال دریافت کرتی دن کی رواد سنار ہی تھی۔

تکبیر نے صدمے سے تعبیر کی جانب دیکھا اور جواد کی آواز بھی سنی تھی! وہ بالکل مخصوص لب ولہجہ میں اس سے بات کر رہا تھا حالانکہ تکبیر کے آگے ایک لفظ تک اس نے ضائع یا استعمال نہیں کیا تھا۔ وہ سخت افسردہ سی ہوئی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں پہلے بھی کہہ رہی تھی! گزرے اتوار کو وارڈروب سیٹ کر لیتے ہیں لیکن میری تو کوئی بات سننی نہیں ہے ناں۔" رات گیارہ بجے کے قریب وہ الماری میں منہ دیئے نان اسٹاپ شاہ میر کو سنائے جا رہی تھی۔ جو پہلے تو لپ ٹاپ میں ہی مشغول تھا لیکن پھر متوجہ ہو بیٹھا۔

"ابھی ہو جائیں گے۔" اتنے عام سے لہجے پر مروا کو تپ چڑھی۔

"ابھی نہیں ہونگے! یہ سارے کپڑے نکلیں گے، پھر جو درست ہونگے انکی تہہ لگائی جائے گی۔ باری باری رکھنے ہونگے اور اسی طرح صبح ہو جائے گی! اور برائے مہربانی یہ مت کہیے گا میں کروادونگا۔ پچھلی بار کا میں بھولی نہیں ہوں! مجھے الماری میں متوجہ کروا کے خود سو گئے تھے۔ اب نہیں چلنے والا ایسا۔" انگلی کے اشارے سے تنبیہ کرتی وہ کچا چٹھا بہت آسانی سے کھول رہی تھی۔ شاہ میر کا تہقہہ گونجا۔

"شاہ میر ہنسیں نہیں! یہاں مزاق نہیں چل رہا۔" وہ برہم سی ہوئی۔

شاہ میر قدم قدم چلتا بالکل اسکے پیچھے کھڑا ہوا۔ اسکی خوشبو سے وہ آشنا تھی فوراً سے سٹیٹائی۔ کپڑوں میں چلتا ہاتھ تھا اور وہ منجمد سی کھڑی رہی۔

"بنگم اتنا غصہ؟ تھوڑی اسکے شانے پر رکھتا وہ ایک ہاتھ سے حصار قائم کرتا کان میں جھک کے بولا۔ مروا کی جان پے بن آئی۔

"کتنے پیار سے دیکھتی تھیں آپ! جب مجھے دل کی بیماری لاحق ہوئی تھی۔" اسکے لہجے میں ڈھیروں جہاں کی شدت اور شوخی در آئی تھی۔ مروانے زوردار کہنی ماری! وہ بلبلا یا ضرور تھا لیکن نظر انداز کر گیا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

یہ دل کی بیماری کاراز بھی بہت پہلے کھل چکا تھا۔ مروانے اس وقت بھی اسے سخت کاٹ دار لہجے میں نہ تو صرف باتیں سنائی تھیں بلکہ سزا کے بعد تنبیہ بھی کر ڈالی تھی۔

"اس ٹاپک کو بیچ میں نہیں لایا کریں۔" وہ مدہم سی آواز میں بغیر حرکت کئے منہ بسور کے بولی۔

شاہ میر اسکے بال جوڑے سے آزاد کرتا اسکے بالوں میں منہ چھپا گیا۔ مروانے کی دھڑکنیں الگ ہی تال میں دھڑکنیں لگی تھیں۔ جاگتے شیر کے منہ میں ہاتھ ڈال کے اس نے اپنے لئے مشکلات کھڑی کی تھیں۔

"یہاں میں کام کر رہی ہوں ناں! ابھی جو مارکیٹ سے کپڑے لائی ہوں وہ کہاں رکھوں؟ جب جگہ ہی نہیں تو؟" خفیف سی مزاحمت کرتی وہ رخ موڑ کے پلٹی اور ڈھیروں معصومیت سجائے اصل مدعا بیان کیا یا شاید اسکا ذہن بھٹکانے کی کوشش کی گئی تھی۔

"مجھے کمرے سے نکال دیں! شاید کچھ جگہ بن آئے۔" وہ بے نیازی سے شانے اچکاتا تمسخرانہ انداز میں بولا۔ "آپ کو رکھے گا کون؟ پہلے تو بیچارہ شاہ رخ رکھ لیتا تھا اب تو وہ بھی آپ کو برداشت نہیں کرے گا! میں ہی جگہ ہے جو سہن کرتی ہوں آپ کو۔" وہ ہلکی سی چپت لگاتی بیڈ پر رکھے پیک کپڑوں کو اٹھاتی کچھ بچی ہوئی جگہ میں رکھ کے احسان جتانے والے انداز میں کہہ کے کھلکھلا کے ہنسی۔

"ہاں ہاں! بڑا احسان کرتی ہیں ناں آپ تو۔ زرا اپنے کپڑے الماری سے نکالیں پھر دیکھیں دو افراد کے بھی آئیں گے۔" اس نے جلتی تیلی پھینکی تھی۔ مروانے بگڑے تاثرات لئے گھورا۔

"میرے کپڑے تو بہت کم ہیں۔" اسکی بات سنتے ہی شاہ میر کی حیرت سے آنکھیں پھلیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"الہا کومائیں! اور گنتی گن لیں! آپکے کپڑوں کی تعداد زیادہ ہوگی"۔ وہ مطمئن سا اسے جلاتا بیڈ پر بیٹھا۔ باقی باتوں کو نظر انداز کئے وہ کپڑوں کی تعداد پر بحث و مباحثہ کر رہے تھے۔

"میں کہہ رہی ہوں میرے کم ہیں"۔ وہ بضد سی ہوئی۔

"آپکے کپڑے بہت زیادہ ہیں! حد سے زیادہ۔ میری ساری سلیری آپکے کپڑوں میں خرچ ہو جاتی ہے"۔ وہ اسے خطرناک تاثرات دیکھتا ضبط سے مسکراہٹ روکتا کمرے سے نکلنے لگے تھا۔ مروا فوراً سے پہلے اس پر جھپٹی جبکہ بچاؤ کرنے کے باوجود بھی اسکے ناخن شاہ میر کی گردن اور ہاتھ پر گڑھ چکے تھے۔

"میرے کپڑے کم ہیں"۔ وہ ایک ہی رٹ لگائے جا رہی تھی۔ شاہ میر صدمے کا شکار ہوا۔

وہ اپنی بات منوانے کے چکر میں یہ قدم بھی اٹھا سکتی ہے! وہ حیرت زدہ سا تھا۔

"مروا؟" شاہ میر کی قریب سی آتی آواز پر وہ اچھلی۔

"آئی ایم سوری! غلطی سے ہوا ہے۔ سچ میں! میں نے بالکل جان کے نہیں کیا۔ بس پتا نہیں کیسے ہو گیا"۔ وہ اپنی پوزیشن دیکھتی شرم سے بری طرح خائف ہوتی معذرت کرتی دور ہٹی۔

"نہ جانے لوگ کیا سمجھیں گے"۔ وہ نشانات پر ہاتھ پھیرتا معنی خیزی سے بولا۔

"کک کچھ خاص تو نہیں"۔ لہجے میں لغزش در آئی تھی وہ نظریں چراتی فوراً سے وہاں سے بھاگ نکلی۔ اسکی پھرتی پر شاہ میر کا پر زور تہقہہ گونجا۔ کپڑوں کو ترتیب سے رکھنے کا خیال تو اڑن چھو ہو گیا تھا وہ دھڑکنیں اعتدال پر لاتی ہلکان ہوئی تھی۔ کچھ دنوں میں وہ ہنی مون کے لئے جانے والے تھے اور ساری تیاری اسی کی جاری تھی۔



## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شاہ میر نے براہ راست ہی کپڑے سوٹ کیس میں ڈالے اور اسے اپنی جگہ پر رکھ گیا لیکن مروا کو کم عقل کا لقب دینا نہیں بھولا تھا۔



3 دن گزر چکے تھے روزانہ کے درمیان سلام دعا کے بعد کوئی دوسری بات نہیں ہوتی تھی۔ وقتاً فوقتاً وہ اسے شاعریاں بھیجتی تھی جنہیں وہ پڑھ کے مختصر جواب دے دیتا تھا۔ ان دونوں اسکی روٹین بہت ٹف رہنے لگی تھی اور وہ ضرورت سے زیادہ مصروف تھا۔ جس وقت اسے فراغت کا لمحہ دستیاب ہوتا تھا تکبیر سوچتی ہوتی تھی۔ ان سب کے ساتھ روز فرحت آپا اور فاروق صاحب کو شہزاد کا یہی شکوہ سننے کو ملتا تھا وہ کچھ وقت گزار کے چلا جاتا ہے۔ رات انکے ساتھ نہیں گزارتا۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ اسکے شکوے شکایات سن کے بیٹھی تھیں اور غالباً وہی اپنی بہوؤں کو سنا بھی رہی تھیں۔ جس پر تقریباً وہ تمام ہی مسکرائی تھیں۔

آج سے پورے دو دن بعد اسکا بیچ تھا اور شاہ میر، شاہ رخ کی ہنی مون کی فلائٹ بھی رات کی تھی۔ ان سب کے ساتھ تکبیر اور تعبیر بھی جارہی تھیں لیکن جواد کو اطلاع نہیں دی تھی۔

صبح سے دوپہر اور پھر شام ہوگی تھی تکبیر اور تعبیر کا ایک میسج تک نہیں آیا تھا۔ سہی معنوں میں اسے پریشانی ہونا شروع ہوئی تھی اور گھر کا کوئی فرد بھی کال اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔ صبح اٹھتے ساتھ ہی تعبیر کا وائس نوٹ آتا تھا لیکن نہ تو اسکی ماں نے خیر خیر دریافت کی تھی اور نہ اسکی بیٹی نے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سبزین ۲ ملائیکہ خان

ساڑھے نو ہو گئے تھے وہ کچھ دیر پہلے ہی پریکٹس سے لوٹا تھا لیکن خالی موبائل دیکھ کے بدمزہ سا ہوا۔ تکبیر کی یاد بہت ستانے لگی تھی۔ اس نے اپنے بس میں کر کے جواد کو بہت بے بس کر دیا تھا۔ آخر کار پھر سے اس نے فرحت آپا کو کال ملائی جو بلا آخر انہوں نے اٹھا ہی لی تھی۔

"السلام علیکم! ماما میں آپ کو کب سے کال کر رہا ہوں! باقی سب بھی اٹینڈ نہیں کر رہے حتیٰ کہ آپ بھی نہیں۔ سب خیریت تو ہے؟"۔ وہ فکر مند سا ہوا۔

"وعلیکم السلام بیٹا! ہاں سب خیریت ہے لیکن باقی کس کو کال کر رہے تھے؟" انہوں نے انجان بننے استفسار کیا۔ "تکبیر وغیرہ! تعبیر سے بھی میری بات نہیں ہوئی۔ پلیز آپ کروادیں تعبیر سے میری بات! اور تکبیر کہاں ہیں؟ پتا ہے میں"۔ وہ کچھ اور بھی کہہ رہا تھا انہوں نے نیچ میں ہی اچک لی۔

"بیٹا وہ تکبیر اور باقی سب کے ساتھ گھومنے گئے! بعد میں کال کر لینا"۔ انکی بات سنتے ہی اسکا چہرہ پر شرمندہ سا ہوا۔ "اوہ! اوکے"۔ وہ بہت دیر بعد یہی کہہ سکا۔ کچھ دیر گفتگو کے بعد وہ رابطہ منقطع کرتا بیڈ پر ڈھپ سے لیٹا۔

"کتنی بے وفا ہیں آپ"۔ تکبیر کے نمبر پر میسج لکھ کے وہ بازو آنکھوں پر رکھے لیٹ گیا۔ تھکاوٹ کے باعث جلد ہی نیند اس پر مہربان ہوئی تھی۔

READERS CHOICE

وہ پانچوں ساتھ تعبیر کو لئے جہاز میں بیٹھے سیٹ بیلٹ باندھے پوری توجہ سے اناؤسمینٹ پر غور کر کے بیٹھے تھے۔ تعبیر پہلے بھی سفر کر چکی تھی لہذا وہ بغیر ڈرے ہی بہت خوشی سے شاہ میر اور شاہ رخ کے ساتھ باتوں میں مشغول

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تھی۔ اسکے معصوم چہرے پر معصومیت کے ساتھ لبوں پر پیاری سی مسکراہٹ کا قبضہ تھا۔ چار دن کے بعد وہ اپنے باپ سے مل رہی تھی۔ یہ خیال آتے ہی وہ بیتاب سی ہوئی تھی۔  
تکبیر کے تیکھے نین نقوش پر بھی الوہی سی چمک تھی۔ شاید نہیں یقیناً انکے درمیان ہوئی دوری پر وہ بھی کچھ سمنجھل سا گیا ہو اور مزید انکے درمیان پیدا ہوئی رنجیشوں کی جڑ ختم کر سکے۔  
صرف اسے خوش کرنے کے لئے وہ اس کی پسند کا تیار ہوئی تھی۔ بناو سنگھار بھی عام لیکن اسی کی طرح بہت منفرد سا تھا۔

سیاہ پینٹ پر شارٹ سرخ کرتی پہنے وہ تمام تر ہتھیار سے لیس سرخ امتزاج کی سرخی لبوں پر لگائے اطراف سے بے نیازی برتی بڑے مغرور انداز میں بیٹھی تھی۔ سرخ آنچل کچھ شانے پر تھا اور کچھ اسکے پیچھے کھلے کاگل میں اٹکا ہوا تھا۔ سانولی رنگت پر وہ رنگ خوب بھار ہا تھا۔ انتظار تو بس اسے دیکھنے کا تھا! جلد یا بدیر یہ انتظار کی گھڑیاں بھی اپنے اختتام کو پہنچنے والی تھیں۔



گیارہ بج چکے تھے! بھوک کے احساس سے اسکی آنکھ کھلی تو فوراً اسے آنکھیں مسل کے موبائل دیکھنا چاہا۔ بے قراری کب تڑپ میں تبدیل ہوئی تھی! وہ اندازہ لگا ہی نہیں سکا۔  
بیتاب نگاہیں موبائل کی جانب لپکیں۔ ہو سکتا ہے اسکی جان عزیز کو اس پر ترس آ گیا ہو اور شاید پیغام اسکے لئے بھیجا ہو لیکن موبائل پر نظر پڑتے ہی وہ پشمرده سا ہوا۔ ساری شوخی غائب سی ہوئی اور چہرے پر یکدم اداسی در آئی۔ وہاں

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسکی جان پہچان کے بہت میسجز تھے لیکن جسکا انتظار کرتے وہ صبح سے بد سکون تھا وہ اب بھی سکون میں تبدیل نہیں ہوا تھا۔

شدت سے اسکی یادزہن میں ہادی ہونے لگی تھی اور آج ہی وہ اسے تغافل برتے بیٹھی تھی۔  
نہ جانے کیوں اسے تکبیر کی سنگدلی پر بہت افسوس سا ہونے لگا تھا۔ صبح سے ہی وہ لا تعلقی اختیار کی ہوئی تھی اور یہ تو شاید ہی یاد رکھا ہو بھولا بھٹکا اسکا شوہر بھی ہے جو یہاں بیٹھا ہے۔ وہ خود سے بڑبڑاتا کرے سے نکل گیا۔



ایک گھنٹہ اور پچپن منٹ گزار لینے کے بعد وہ اسلام آباد ایئر پورٹ پر کھڑے تھے۔ ٹھنڈی ہواؤں نے انکا پر زور استقبال کیا تھا۔ شاہ میر شاہ رخ کی ڈریسنگ اور سارے صفامرواکا پہناوا اٹھنڈے سے بچانے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔  
تعبیر کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں وہ شاہ میر کے کاندھے سے سرٹکائے نیم غنودگی میں تھی۔

"بھائی کو کال کروں؟" شاہ رخ نے استفسار کرتے موبائل پاکٹ سے نکالا۔

"حنان بھائی کو کرو! اور دیکھو اب تک کیوں نہیں آئے؟" صفانے اسکی تردید کرتے نیا حکم نامہ جاری کیا۔ وہ کال

ملانے ہی لگا تھا حنان انہیں اپنی اور بڑھتا نظر آیا۔ پر جوش انداز میں ان سے مل کے وہ گھر چلے گئے تھے۔ شزا کو

اطلاع وہ لوگ قبل ہی کر چکے تھے اور وہ تہہ دل سے ان کو گوں سے مل کے بہت خوش تھی۔ دل سے اپنے بھائی اور

بھابیوں کی تعریف کرتے وہ پھولے نہیں سمار ہی تھی۔ تکبیر اور تعبیر شدت سے ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی

تھیں لیکن جواد انہیں نظر نہ آیا۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"پانڈا کہاں ہے؟" تبکیر نے حنان سے مسکراتے ہوئے استفسار کیا۔

"آپکا پانڈا صبح ہی لاہور کے لئے نکل چکا ہے! کیونکہ میچ انکا لاہور کے اسٹیڈیم میں طے پایا ہے۔ بد قسمتی سے آپ ان سے نہیں مل سکیں گی۔" وہ تفصیلی وضاحت دیکے خاموش ہوا تھا تبکیر کی طبیعت بے کیف و بے مزہ سی ہوئی۔ لبوں کی تراش سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی! وہ جو کچھ پل سے دل ہی دل میں اسکا فروزاں چہرہ کو تصور میں لاتی جتنی خوش تھی اتنا ہی یہ سوچ کے زچ ہوئی گویا ایک دن پھر سے انتظار کی گھڑیاں برداشت کرنی پڑیں گی۔ اور صورت چاہے جو بھی ہو انتظار بہت کٹھن ہوتا ہے۔

"ان سے بھی مل لیں گے! اتنی کوئی بڑی بات تو نہیں۔" وہ مصنوعی شوخی سے اصل بات کا پہلو جھٹکتی شرارتا کہہ کے مبہم سا مسکرائی۔ تبکیر تو برداشت کر گئی تھی لیکن یہ سنتے ہی تعبیر جو تحریم اور شیراز کے ساتھ کھیل رہی تھی اسکا رنگ فق ہوا۔

تبکیر اور باقی سب سے اس نے یہی سنا تھا وہ شزا کے گھر جاتے ہی جواد سے ملے گی لیکن وہ اسے کہیں نظر نہ آیا تھا۔ "بیر۔" سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے وہ گلوگیر لہجے میں تبکیر کو پکار کے اس کے گٹھنے پر سر رکھے سونے کی تیاری پکڑ چکی تھی۔

"لا لا آپ تو تہہ رہے تھے بے بی پھپھوتے گھر میں ہیں۔" اس نے ڈبڈبائی آنکھوں سے شاہ رخ کی سمت دیکھتے شکوہ کیا۔

کچھ پل کے لئے تو وہ بھی اپنے لبوں کو بستہ کر گیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کچھ ہوتا تو اس کو کہہ کے دلا سہ دے دیتا لیکن اب وہ خود کو بہت بے بس محسوس کر رہا تھا۔  
وہ نازنین گلال عارضوں پر بڑی اور پرکشش آنکھوں پر سایہ فگن پلکیں جھکائے تکبیر کے گٹھنے پر سر رکھے سسک رہی تھی۔

بلند آواز میں وہ بہت کم رویا کرتی تھی۔

"بیٹا صبح آئیں گے ناں بے بی"۔ شزا پگن سے نکلتی اسکا من بہلا رہی تھی لیکن وہ ہنوز ویسے ہی کھڑی تھی۔  
"آپکے بے بی کہہ رہے تھے! تعبیر کے لئے کھلونے لے آؤں تاکہ جب میں اس سے ملوں تو تعبیر خوش ہو جائے"۔ اسے کلائی سے تھام کے حنان نے اپنی جانب کرتے اسکے ترہوتے گالوں کو صاف کر کے محبت سے جبین چومتے اسے رونے سے باز رکھنا چاہا تھا۔ کچھ پل روانی سے روتے ہی اسکے گالوں کے ساتھ آنکھیں بھی سرخ سی ہوئی تھیں۔ وہاں بیٹھے سب حق دق سے رہ گئے۔

جواد نے اسے خود سے اتنا جوڑ لیا تھا وہ بمشکل ہی اسکے بغیر رہتی تھی۔

"لالا نے بھی یہی تہا تھا"۔ نظریں اٹھائے تعبیر تنک کے گویا ہوئی۔

مروانے غیر محسوس طریقے سے شاہ میر کو کہنی ماری۔

"ہمیشہ اٹے کام ہی کریئے گا! بچی کا دل ایسے بہلاتے ہیں کہ وہ مطمئن ہو جائے نا کہ رونا شروع کر دے"۔ مدھم آواز میں وہ بگڑ کے بولی۔

## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تو میرے کونسا درجن بچے ہیں! جو مجھے تجربہ ہو گیا ہو۔" انتہائی ذومعنی سے کہتا وہ مروا کی زبان تالو سے لگایا۔ وہ بری طرح نجل ہوتی پھر سے کہنی مار کے وہاں سے اٹھ ہی گئی ورنہ شاہ میر نے کچھ نہ کچھ کہتے ہی رہنا تھا۔

"اگر آپ مجھے چانس دو گی تو میں وہ بات بتاؤں گا جو ناں تولالہ نے کہی ہو گی اور نہ میر ماموں نے! کیونکہ یہ دونوں تو خود چیڑ ہیں۔ ایک دوسرے کے ڈاکلا گز کا پی پیسٹ کرتے ہیں۔" شیراز باپ کے برابر میں کھڑا ہوتا تعبیر کے کچھ اشک صاف کرتا اسے تجسس میں ڈال گیا لیکن اپنے ماموؤں کو چھیڑنا نہیں بھولا تھا۔

"آپا یہ آپ کی اولاد بہت ڈیش ہے۔" شاہ رخ شیراز کو گھورتا شزا کی جانب متوجہ ہوا جو غالباً اپنے بیٹے کی باتوں پر ہی ہنس رہی تھی۔

"تم لوگ بھی ایسی ہی تھے! میرے بیٹے کو کچھ نہیں بولو۔" پوری طرح سے اسکی حمایتی بنے وہ بھائیوں کو حیران کر گئے۔

"یہ اس مونسٹر کے لئے مجھ سے لڑ پڑتی ہیں! یہ ہے ہی بہت۔۔۔" وہ بھی اپنے سالوں کا ساتھ دیتا کچھ کہنے لگا تھا شزا نے گھوری سے نواز جبکہ اشارہ بھی شیراز نے ہی کیا تھا۔

"یہ ہے ہی بہت اچھا! یہ کہہ رہا تھا بیگم۔" وہ زبان پھسلنے سے پہلے ہی قابو کرتا مصنوعی مسکراہٹ سجائے بولا۔

شیراز نے زبان باہر نکال کے شاہ رخ اور شاہ میر کو دیکھا۔ جو خود بھی اسکی چالاکی پر داد دے گئے۔

"ڈیڈ! آپ میرے پاس ہی آئیے۔" وہ حنان کے گلے میں بانہیں ڈالے اسکے زخموں پر نمک چھڑک رہا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ساتھ نہیں دوں گا آپکا"۔ وہ پھر سے اسے تپاتا تعبیر کا ہاتھ پکڑ کے وہاں سے نکل گیا تھا۔ جبکہ حنان اسکی باتیں ان سب کو بتاتا خود بھی پر مسرت انداز میں مسکرایا۔

بات سو فیصد سچ تھی ان دونوں کی آپس میں نہیں بنتی تھی! وہ ہر بار حنان کو تپاتا تھا لیکن ساری باتیں بالائے طاق رکھتے وہ بہت انجانی خوشی محسوس کرتا تھا۔

شیراز اسکے حق میں مونسٹر ہی ثابت ہوا تھا۔ کھانا نوش فرما لینے کے بعد وہ لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے۔ وقفے وقفے سے سب اپنے اپنے گزرے حالات آپس میں شئیر کرتے بڑے انہماک سے سن رہے تھے۔

شرزاکا سارا کیلا پن کہیں دور جاسویا تھا۔ تعبیر کا سارا دھیان شیراز نے بھٹکا دیا تھا وہ کچھ دیر کے لئے ہی سہی مگر بھول گئی تھی کہ اسے جواد بھی یاد آرہا تھا۔ تحریم اور شیراز کے ساتھ خوب گھل مل لینے کے بعد وہ کچھ دیر پہلے ہی صفا کی گود میں سو گئی تھی۔

ڈیڑھ بجے کا وقت تھا! وہ سب ہی آرام کی غرض سے اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے تھے۔



تکبیر نے بیڈ پر گرتے ساتھ ہی بو جھل نگاہیں بند کر ڈالیں۔ پہلا خیال جواد کا ہی آیا تھا! نہ جانے کیا کر رہا ہوگا؟ کیسا

ہوگا؟ وہ خود سے ہمکلام ہوتی بیگ سے موبائل نکال کے کھولنے لگی جو کہ صبح سے ہی بند تھا۔

خوشگواہیت سی چھائی تھی اسکا میسج دیکھ کے اور پڑھتے ساتھ ہی گہرا مسکرائی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہاں ہوں بے وفا! اب تمہارے پیروں میں تو نہیں بیٹھی رہ سکتی ناں کہ اپنے عزتِ نفس تک بھول جاؤں۔ معذرت چاہتی ہوں اب میں بھی تھک گئی ہوں! ناراض رہنا ہے تو رہتے رہو اور پورے شوق سے رہو۔ اپنی وقعت اب نہیں کھونا چاہتی! سونے لگی ہوں بہت تھک گئی تھی آج۔ تمہارے بغیر بھی ہمیں بہت مزا آیا اب رہتے رہنا اسلام آباد! کراچی نہیں آنا۔" وہ لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا تھا۔ تکبیر کے میسج کی رنگ ٹون پر جھٹ سے موبائل اٹھا کے میسج پڑھا لیکن آنکھیں حیرت انگیز طور پر پھیلی چلی گئیں۔

"تکبیر"۔ صرف مختصر اسکا نام ہی لکھا تھا۔

"گڈ نائٹ! اب میسج نہ آئے۔" وہ میسج لکھتے ساتھ ہی آف لائن ہو گئی تھی۔ جواد حیرت کے دریا میں بہت اونچائی سے گرا۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بار بار اسکا میسج پڑھے جارہا تھا۔ نہ جانے اس نے ایسا برتاؤ کیوں کیا تھا؟ وہ سوچ ہی رہا تھا نظریں اپنے موبائل پر پڑیں جہاں غیر شناسا نمبر سے میسج جگمگا رہا تھا۔ اس نے میسج اوپن ہی کیا تھا پڑھتے ساتھ وہ الجھ سا گیا۔

"تکبیر آپکی وائف ہیں ناں؟ ان کو دیکھا تھا میں نے کراچی میں کسی اور مرد کے ساتھ! آپکی بیٹی بھی وہاں موجود تھی اور اس شخص کا چہرہ بھی نقاب میں پوشیدہ تھا میں دیکھ تو نہیں سکی لیکن تھا کوئی انجان ہی۔ جانتی ہوں آپ نہیں مانیں گے میرے پاس ثبوت بھی ہے بٹ اچھا نہیں لگتا کسی عورت کی تصویریں اسکے شوہر کو سینڈ کروں جو غیر مرد کے ساتھ تھی! آپکے ذہن میں خیالات گردش کر رہے ہونگے آخر میں کون ہوں؟ میں ہوم منسٹر کی اکلوتی بیٹی ہوں اور اپنے ڈیڈ کے زریعے ہی میں نے آپکا نمبر نکلوایا ہے جو کہ بہت آسان تھا میرے لئے! آپ کو بیٹھے بیٹھے حاصل کر سکتی

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ہوں لیکن آپکی خوشی میرے لئے زیادہ اہم ہے۔ ایک بیٹی کے باپ کو کوئی بھی لڑکی اپنے لئے منتخب نہیں کرتی لیکن دل آگیا ہے میرا آپ پے! اور میں آپکی بیٹی کو بھی بالکل ماں والا پیار دوں گی۔"

وہ یہ پیغام ساتویں بار پڑھ رہا تھا اور ہر بار پڑھنے پر اسکے اعصاب تنے جا رہے تھے۔ غصے سے ماتھے اور گردن کی نیسیں صاف واضح ہو رہی تھیں۔ اسکا بس چلتا تو وہ کیا کچھ کر دیتا لیکن رات کے آدھے پہر سب ناممکن سا تھا۔  
"واٹ ربش؟" اس نے غصے پر ضبط کرتے انگریزی میں سوال دریافت کیا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔" دوسری جانب وہ بھی آن لائن تھی! بنانا خیر کئے جھٹ سے اپنی سچائی کا یقین دلایا۔  
"محترمہ اگر اس پہر آپ میری کوئی کریزیسٹ فین ہیں اور یوں مزاح کے طور پر میسج بھیج رہی ہیں تو آپکے لئے بہت برا ثابت ہوگا۔" وہ اسے کھلے لفظوں میں تنبیہ کر رہا تھا۔

"میں بہت بڑے آدمی کی بیٹی ہوں! آپ نے مجھ سے شادی کے لئے منع کیا تو میں خود کشی کر لوں گی اور مرنے سے پہلے یہ کہوں گی کہ مجھے آپ نے ریجیکٹ کیا تھا! پورا فیوچر آپکا سپوائل ہو جائے اور سوچیں پھر آپ جیل میں ہوں اور بیٹی کو گود میں بھی نہ اٹھا سکیں! اچھ۔" میسج پڑھ کے وہ بھونچکا کے رہ گیا۔ ماتھے پر ان گنت بل نمودار ہوئے۔ جو بھی تھاڑکی کا دماغ سیاست سے بھرا تھا۔ پل بھر میں سارہ معاملہ ترتیب دیکے وہ نہ صرف اسے دھمکا رہی تھی بلکہ تعبیر کے نام پر بلیک میل بھی کر رہی تھی۔

جواد سین کر کے چھوڑ چکا تھا۔ انٹرکام سے کافی آرڈر کرنے کے بعد وہ عجیب سی کیفیت لئے بے سبب کمرے کے گرد چکر کاٹنے لگا۔ ذہن لا تعداد سوچوں کے بھنور میں ڈوبا ہوا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

نہ جانے اب کیا انکی زندگی میں آنا باقی رہ گیا تھا۔ وہ سخت اشتعال سے سارہ سامان بکھیر گیا۔ تکبیر کے رویے سے وہ اتنا پریشان تھا اوپر سے نہ جانے وہ لڑکی کیا کیا کہہ گی تھی۔

وہ کیا سچ کہہ رہی تھی؟

حقیقتاً اسکے پاس تکبیر کی تصویریں تھیں؟

یہ سب تو مناسب وقت آنے پر ہی آشنا سو سکتا تھا۔ وہ 2 بجے سے ہی جاگ رہا تھا کچھ پل سو کے نہ گزارا تھا۔ 7 بجے کے قریب اسے شزا کی کال آئی تھی جس نے تکبیر کے ساتھ باقی سب کے آنے کی بھی اطلاع دی تھی۔

وہ ایئر پورٹ سے منہ ڈھانپے نکلتا شزا کے گھر کی اور بڑھنے لگا تھا جبکہ پہلے ہی اسے حنان اور شاہ رخ مل چکے تھے۔

ان سے مخصوص اور پیارے انداز میں مل لینے کے بعد وہ لوگ گھر کی جانب بڑھ گئے۔ سوائے شزا کے سب ہی

تقریباً اپنے کمروں میں خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے۔ تعبیر شیراز کے کمرے میں ہی سوئی تھی اسے

پیار کر کے وہ لاؤنچ میں ہی بیٹھا تھا۔

شاہ رخ اسے پچھلا واقعہ بتا چکا تھا کہ کس طرح وہ اسے سر پر اُزدینے کے ارادے سے اسلام آباد آئے تھے! اسکی باتوں

پر وہ محض مسکرا ہی سکا۔

اسی اثناء میں شزا کافی لے آئی تھی۔ باہر کی فضا سے گھر کا منظر اور ماحول بہت مختلف تھا۔ ہیٹر کی گرمائش محسوس

کرتے ایک سکون کی لہر اندر تک سرایت کر گئی تھی۔

شزا کے ہاتھ سے کافی لیتا وہ اسے اپنے پاس ہی بٹھا گیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یار اپنی بیوی کو سمجھاؤ میری اتنی خدمت نہیں کیا کرے"۔ وہ حنان کو دیکھتا شوخی سے بولا۔

"بھائی؟ خفگی سے شزا نے جو اد کی جانب دیکھا جو بنا کچھ کہے اسے خود سے لگایا۔

"بس یہی آ کے مجھے جیسی شروع ہو جاتی ہے! آپکی بیوی کے دل میں صرف میری اور میرے بھائی کی محبت نہیں

ہے! اور ہمارے بڑے بھیا پر جان چھڑکتی ہیں"۔ شاہ رخ مسکراہٹ دباتا حنان کو مخاطب کرتا بولا۔

وہ جج بنا تھا اور جج بھی بے بس! جو کسی کا بھی ساتھ نہیں دے سکتا تھا۔

"تم کہیں اور جا کے جل لینا"۔ جو اد نے بھی جو اباشوخی اختیار کی۔

"حنان! بھائی سے بریک فاسٹ کا پوچھیں"۔ اسکی حکم کی تکمیل کرتے حنان نے تابعداری سے استفسار کیا۔

"بچہ میں بعد میں کر لوں گا! تم لوگ بھی آرام کرو"۔ اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے وہ کافی ختم کرتے اٹھ گیا تھا۔ شزا

نے اسے تکبیر کا کمرہ بتا دیا تھا وہ اسکی رہنمائی پر مطلوبہ کمرے میں پہنچا اور احتیاط سے دروازہ کھول کے حواس باختہ سا

اسکے سر پر پہنچا۔

کمرے میں دہکی وہ گہری نیند میں ڈوبی تھی۔ بال ہنوز اجڑے گلستاں جیسے اسکی پیشانی پر سائے بنے بکھرے تھے۔

لبوں پر مٹی مٹی سی لپسٹک اب بھی لگی تھی۔ گھنی سایہ فگن پلکیں بند آنکھوں کے ساتھ ہی سجدہ ریز تھیں۔ نیند میں

بھی وہ اسکو خفا خفا سی لگی! ڈھیروں جہاں کی معصومیت خود میں سمیٹے وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر سوئی ہوئی تھی۔ پیار

بھری نظریں اسکے چہرے پر ہٹنے سے انکاری تھی۔ کتنے دنوں بعد اس دشمن جاں کا چہرہ وہ نظروں کے ذریعے دل

میں اتار رہا تھا۔ تکبیر کے گال پر دھیرے سے چٹکی کا ٹاوا فریش ہونے کی غرض سے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کچھ دیر بعد وہ تازہ دم ہوتا اسکے پہلو میں ہی بنا آہٹ پیدا کئے لیٹ گیا۔ پوری طرح سے اسے اپنے حصار میں قید کئے وہ اپنی تشنگی مٹاتا اسکی پناہوں میں سکون محسوس کر رہا تھا۔  
کچھ دیر بعد ہی اس پر نیند جلد ہی غالب ہوئی تھی۔

گیارہ بجے کے قریب وہ کمرے میں جھانکتی روشنی سے کسمائی اور بند آنکھوں سے ہی کروٹ بدل کے لیٹ گئی۔ ہاتھ بے اختیاری میں ہی اسکے سینے پر رکھا تھا لیکن کچھ دیر بعد اسے حواس بیدار سے ہوئے! وہ تو اکیلی سوئی تھی پھر یہاں کون ہے؟ اسکے سینے پر ہاتھ رگڑتی وہ چیک کر رہی تھی شاید کوئی تکیہ رکھا ہو لیکن سونے سے قبل اسکے اطراف میں تکیے نہیں تھے۔

پوری آنکھیں کھولتی وہ چیخ مارنے ہی لگی تھی جو ادنے اٹھ کے جھٹ سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔ وہ اسکی جانب جھکا تکبیر کے بہت قریب تھا۔ جو ادکی گرم سانسیں اسے اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں اور اسکا خوف بڑھتا جا رہا تھا۔

"امی"! وہ گھٹی گھٹی آواز میں آنکھوں کو وا کئے اپنی والدہ کو پکار رہی تھی۔

"تکبیر میں ہوں! جو اد۔۔۔ آنکھیں کھولیں"! وہ دور ہٹتا نرم لہجے میں اسکے پاس ہی بیٹھ گیا۔ جو ادکی آواز کی تصدیق کئے وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

"تت تم یہاں"? وہ بے یقینی سے اسے تکتی رہی لیکن پھر بہت دیر بعد کفل لبوں سے ہٹایا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"رومینٹک سین کو بھی ہار سین میں تبدیل کر کے سارا موڈ بگاڑ دیتی ہیں آپ۔" وہ کچھ دیر پہلے اسکے خوفزدہ سے تاثرات کو چوٹ کرتا سخت بدمزہ سا ہوا۔

"سچ میں تم یہاں ہو؟" وہ اسکا چہرہ ٹٹولتے تصدیق کرنے لگی۔

"بالکل۔" وہ مسکرا رہا تھا۔ تکبیر نے اسکی جانب دیکھا مگر پھر نظروں کا زاویہ تبدیل کر گئی۔

"بیٹی سے مل لو اپنی! رورو کے برا حال کر لیا تھا اس نے۔" لا تعلقی ظاہر کرتی وہ وہاں سے اٹھنے لگی تھی۔ جو ادنے اسکا ارادہ بھانپتے کلائی پکڑ کے پھر سے بٹھایا۔

وہ اس سے تھوڑا قریب ہوا تھا۔ تکبیر بوکھلا سی گئی۔

"چھوڑو ناں بھی۔" تکبیر مزاحمت کرتی مصنوعی طور پر جھنجھلائی۔

"اف یہ ادا اور نزاکت! فقط نظروں نظروں میں ہی گھائل کر دیتی ہیں۔" وہ اسکے گرد حصار قائم کرتا شدت پسندی سے کہہ کے اسکا سراپنے سینے سے لگا گیا۔

"اگر تم فرقت کے مارے ہوتے! تو ربطِ باہمی قائم کر کے دل میں چھپے ان گنت بھید کھول کے کچھ میں مجھے رازدار بنا کے پیغام دے دیتے تو شاید بن آنکھوں سے میں یقین بھی کر لیتی لیکن محض یہ تو صرف ایک دلاسا ہے اس دل نامی چیز کو بہلانے کا گویا ہم یاد میں روتے ہیں تو اگلا بھی بے چین ہوگا۔" وہ کھدرے لہجے میں دھواں دھواں چہرے لیے عجلت میں کہتی خاموش ہوئی۔ اسکی یاد؛ چاہت اور الفت اپنی جگہ لیکن وہ تھی جذباتی! زیادہ دیر ضبط نہیں کر پاتی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد نے عمیق جائزہ لیا۔ اسکے انداز میں افسوس اور دکھ کی رمت تھی۔ وجیہ چہرہ پہلے تو اسے دیکھتے ہی خوش ہوا تھا مگر اب وہ رخ موڑ گئی تھی۔

رات والے میسج کے بعد وہ کیسے بھی کر کے تکبیر سے ملنے کا خواہشمند تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا اسکی یاد میں وہ اتنا شدت سے بے قرار ہو گا کہ کچھ دیر بعد ہی اسکے جاذب چہرے کا طواف کرے گا۔ جواد نے اسکی کلائی تھامی اور بیڈ کراؤن سے اسے لگاتار تھوڑا قریب ہو کے فرار کی ساری راہیں مسترد کر گیا۔ "کچھ لے دیکے معاملہ سلجھایا جاسکتا ہے۔" وہ شوخی سے کہہ کے مسکرایا۔ وہ التجا نہیں کر رہا تھا اسکا لہجہ دو ٹوک تھا۔ تکبیر اسکی فولادی گرفت میں مزاحمت کرتے بھی اسکی قید سے آزاد نہیں ہو پائی۔ جذبات کی حدت اسے بہت کچھ باور کروا رہی تھی اور کچھ نرم گرم سالمس بھی اپنے ہاتھ پر محسوس کرتی وہ خائف سی ہوئی تھی جو مزید اسے جذب کر رہا تھا۔

آنچل سے بے نیاز وہ تمام تر رعنائیاں سمیٹے جواد کے ہوش بھلانے کی صلاحیت رکھتی تھی لیکن وہ کمزور اعصاب کا مالک نہیں تھا۔ خود پر ضبط کرنا اچھے سے جانتا تھا۔

"اتنا بڑا مطالبہ تو نہیں کیا۔" اسکے چہرے پر دوستانہ مسکراہٹ تھی! آنکھیں الوہی سی چمک لئے تکبیر کے حواس معطل کر رہی تھیں۔ تکبیر نے اسکی ساحرانہ نگاہوں میں اپنا جھلملاتا عکس کچھ پل کے لئے دیکھا لیکن پھر دوبارہ دیکھنے کی ہمت مجتمع نہیں کر پائی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ننھی سی پسینے کی بوندیں اسکے ماتھے پر موتی کی طرح چمک رہی تھیں بے ساختہ ہی وہ لب کچاتی سانسیں اعتدال میں لانے کی کوشش کرنے لگی۔

جواد نے خفیف سا جھک کے اسکے پسینے کی بوندیں صاف کیں۔ تکبیر نے چور نگاہ ڈالی اور بے ساختہ وہ دل تھام کے رہ گئی۔ اسے اپنی دھڑکنیں کانوں میں سنائی دے رہی تھیں۔ جواد کے ہاتھ میں اسکا ہاتھ ہولے ہولے لرز رہا تھا۔  
"مطالبہ چھوٹا ہوا بڑا، ہر صورت جان کو آتا ہے! تمہیں بھولے بھٹکے میں تو نہیں یاد رہی لیکن پھر اب تم۔۔۔" وہ بولتے بولتے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑ گئی! مزید ہمت ہی نہیں کر پائی کہ آگے کچھ بول سکے۔ وہ خفیف سا اسکی قربت میں گلنار سی ہوئی تھی۔

ہر بار دوریاں کیوں پیدا کرتی ہیں؟" وہ دور ہٹ گیا تھا۔ تکبیر کی جان میں جان آئی۔  
"مجھ سے دوری تم خود اختیار کر کے یہاں چلے آئے! اور دور ہونے کے بعد ہی میری کہی سب باتیں بھی بھول گئے؟ خوش ہونا تم اب؟ میں تمہیں اپنے گزرے دن کی رواد نہیں سناتی؟ ہر کسی سے متعلق کوئی بھی چیز تم سے شئیر نہیں کرتی؟ اب تو میں نے یہ بھی کہنا چھوڑ دیا کہ تعبیر نے آج کیا کیا؟ میرے ساتھ کیا ہوا؟ مجھے کہاں تکلیف ہے؟ اور دیکھ لینا میں اب خود سے ہی تم سے دور ہو جاؤنگی! اجنبیت یہی ہے تو ایسے ہی سہی۔" وہ دھڑکتے دل کے ساتھ چبا چبا کے کہتی دنیا جہاں کی تھکن لہجے میں سمیٹ گئی۔ اسکے چہرے پر خفگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ تکبیر کے نین کٹوروں سے ایک اشک پھسل کے رخسار پر بہہ نکلا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جس دن نہیں رہو گی اس دن خاک چھانو گے! لیکن میں تمہیں اس خاک میں بھی نہیں ملوں گی۔ صرف میری تصویریں ہونگی اور ایک وقت میں وہ بھی ساتھ چھوڑ جائیگی پھر دیکھ"۔ وہ اور بھی کچھ کہہ رہی تھی جو ادنے سرعت سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"آخری ہتھیار ہی یہی ہے آپ کے پاس! میں پگھل گیا ہوں اب مزید کوئی عجیب و غریب لفظ نہیں! اتنی آسانی سے آپ نہیں جائیگی جب تک میرا خون قطرہ قطرہ نہیں نچوڑ لینگے۔ اس وقت بھی یہی ڈر ہوگا آپ کو کہیں میں سارہ کے گلے لگ کے تو نہیں رو رہا؟" جو اد کا قہقہہ گونجا۔ تکبیر خفت سے مسکراہٹ ضبط کر گئی۔

"عورت بہت ناز کی میں گندھی خدا کی مخلوق ہے! جو کم از کم ایک آنسو بہاتی ہے اور مرد تو جیسے سب کچھ بھول جاتا ہے۔ یوں بات بات میں ایک آنسو بھی مت گرایا کریں! آپ کے رونے سے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے"۔ وہ دھیرے سے اسکے آنسو صاف کرتا نہایت ہی پیار بھرے لہجے میں بولا۔ تکبیر دم بخود ہی بیٹھی تھی۔ اس نے کسی بھی طرح کا کوئی بھی تاثر ظاہر نہیں کیا تھا۔

وہ کچھ دیر بعد فریش ہو کے سب کے ساتھ ناشتہ کر لینے کے بعد شام تک تکبیر اور تعبیر کو لیکے لاہور کیلئے روانہ ہو چکا تھا۔

READERS CHOICE

باقی سب نے میچ والے دن ہی براہ راست اسٹیڈیم میں آنا تھا۔  
رات تک وہ طویل مسافت طے کر کے لاہور پہنچ گئے تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

لاہور پہنچتے ہی سفر کی تھکاوٹ جسم کو چور کر رہی تھی۔ عجلت ہی میں جواد فلیٹ کا انتظام کر چکا تھا جو کہ کافی آرام دہ ثابت ہوا تھا۔ کچھ دیر پہلے دیا آرڈر اب آچکا تھا۔ وہ تینوں ڈنر ساتھ ہی کر رہے تھے۔ تعبیر اسی کے ہاتھ سے کھانا کھاتی جواد کو پچھلے دنوں کی باتیں بتا رہی تھیں جو وہ بہت انہماک سے سنتا سر کو جنبش بھی دے رہا تھا گویا تصدیق کر رہا ہو۔ تکبیر تو پلیٹ میں اس طرح جھکی تھی گویا کچھ دیر بعد ہی کھانا چھین جائے گا۔

بار بار جواد مسکراتے ہوئے تکبیر کو ہی تک رہا تھا جبکہ اسکا انداز تکبیر کو خود میں سمیٹنے پر مجبور کر رہا تھا۔ اسکی جذبات میں گندھی جھیل جیسی مخمور نگاہیں بہت کچھ مطالبہ کر رہی تھیں۔ تکبیر سخت جھنجھلائی تھی!

وہ مسکراتے ہوئے تعبیر کے منہ میں نوالہ ڈالتا بہت دل جمعی سے نہ صرف اسے دیکھ رہا تھا بلکہ پزل بھی کر رہا تھا۔

"آپ یہاں آدئے تھے! میلا تو دل ہی نہیں لگتا تھا"۔ اب کی بار اپنی جانب بڑھتا چیچ جواد کے ہاتھ سے لیتی تعبیر جواد کے منہ میں ڈال کے بڑی معصومیت سے بولی۔

"پتا ہے بے بی! بیر بھی بہت بول (بور) ہوتی تھیں! ہم دونوں رات تو جاگتے رہتے تھے۔ نہ بیر تو آپ تے بغیر نیند آتی تھی اور میلے بارے میں، یونو ویلی ویل"۔ اب کی بار تعبیر اصل مدعے پر آئی تھی! جس کی نفی بار بار تکبیر کر رہی تھی یہ سنتے ساتھ ہی نجل سی ہوئی۔ جواد کے مہتاباں پر الوہی سی چمک بکھری اور بے ساختہ عنابی لبوں پر طویل اندرونی مسافت طے کرنے کے بعد زندگی سے بھرپور مسکراہٹ کھل اٹھی۔

تکبیر نے ایک نظر اپنے پہلو میں بیٹھے شخص میں ڈالی اور بے ساختہ ہی وہ اس کے سحر میں کھو سی گئی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

گرے شرٹ میں سیاہ ڈھیلا ساٹراوزر پہنے وہ تکبیر کو ساری دنیا سے زیادہ بھایا تھا۔ پیشانی پر سیاہ بال بکھرے تھے جس سے وہ مزید جاذب لگ رہا تھا۔

اسکی چاہت! الفت اور محبت صرف ایک جو ادنامی لڑکے پر آ کے ٹھہر گئی تھی۔  
گہری سیاہ جھیل سی آنکھیں جو ساغر جیسی تھیں!

ایک مغرور پر چھائی سی اسکے چہرے پر رہتی تھی! اور اسی مغروریت کی وہ دیوانی تھی۔  
جواد کے دیکھنے اور ہنسنے کا جان لیوا انداز ہر بار تکبیر کو بے خود کرتا آیا تھا۔ وہ اسکی نظر میں ایک مکمل مرد تھا!  
یاشاید جس سے چاہت کے دعوے دار ہوتے ہیں، اس میں عیب دکھتے ہی نہیں۔

جواد نیپکن سے تعبیر کا منہ صاف کرتا مکمل طور پر رخ تکبیر کی جانب کر کے بیٹھا۔ خود پر ٹھہری اسکی بے تاب نگاہیں وہ اچھے سے محسوس کر رہا تھا اور بخوبی واقف تھا وہ اسکا جائزہ لینے میں مگن ہے۔ جلد ہی سنجیدگی کا لبادہ اوڑھا اور مسکراہٹ دانستہ طور پر ہی لبوں سے غائب کی۔

تکبیر نے نظروں کا زاویہ تبدیل کیا اور یوں لگا جیسے مسکراہٹ نے لبوں سے جگہ ہٹاتے ہی آنکھوں میں پناہ ڈھونڈی ہو۔

اسکی آنکھیں تکبیر کی ادھر مسکرائی تھیں! اس نے خیال آرائی کو فوقت زبان سے ادا نہیں کیا تھا۔  
"اب تو آپ آگئیں"۔ اس نے تعبیر کے گال چومتے محبت سے لبریز لہجے میں اپنے ساتھ لگایا۔  
وہی مخصوص لب و لہجہ تھا۔ گہری گھبیر اور دلکش سی آواز۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یونواٹ! بیر آپ تے لئے تہاں دی تھیں"؟ وہ کرسی سے اٹھ کے جواد کے کان کے قریب پوری توجہ سے نئے نئے راز کھول رہی تھی۔

"کہاں؟" اس نے بھی تعبیر کی طرح مدہم سی آواز میں دلچسپی ظاہر کی۔

"تعبیر! کھانا کھانے کے دوران باتیں نہیں کرتے! چپ سے کھاؤ"۔ تبکیر نے بیچ میں ہی اسے ٹوک دیا۔ وہ جواد کو بے بسی سے دیکھتی اسکی گود میں چڑھ بیٹھی۔

"آپ کو بھی دانٹے (ڈانٹے) گیں! بعد میں بتاؤنگی"۔ آہستگی سے اسے بھی انجام سے باور کروا کے وہ کچھ پل میں اٹھ گئی۔

"بیر میں نے فنش تر لیا! اب میں نیا گھر دیکھوں دی (دیکھوں گی)"۔

چہک کے کہتی وہ اسی فلیٹ کو کونے کونے سے دیکھ کے بہت خوش ہوئے جارہی تھی۔

"تبکیر کچھ الگ سی لگ رہی ہیں آپ"۔ جواد نے دائیں بائیں گال سے چھوتے تنقیدی نظروں سے اسکا جائزہ لیا۔ جو سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی۔

"تمہیں خوش کرنا چاہتی تھی! جبھی پارلر میں گھنٹوں تک اپنا چہرہ گھسوا یا تھا۔ میں نے آئی برو بنوائی تھی! فیشنل بھی

کیا تھا تاکہ نیا نیا چہرہ لگے اور تم دیکھ کے خوش ہو جاؤ! لیکن تم اسلام آباد ملے ہی نہیں اور سارا میرا بناؤ سنگھار ضائع

ہو گیا"۔ وہ برتن سمیٹ کے دکھ کے تاثرات چہرے پر سجائے حقیقتاً بہت افسردگی سے بولی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"خیر اب کس کام کا"۔ ساری پلیٹ اکٹھا کر کے وہ کچن کی جانب بڑھ گئی۔ جو ادایک ہی جست میں اٹھتا اسکے پیچھے لپکا۔ کچھ چیزیں سلیپ پر بھی بکھری ہوئی تھیں! وہ مکمل خالی نہیں تھا۔  
تکبیر بے سبب ہی کیمنٹ کھولنے بند کرنے میں مشغول رہی۔

"مصنوعی چیزیں کبھی بھی آپ کی خوبصورتی کو مزید چار چاند نہیں لگا سکتیں! آپ مجھے ہر حال میں قبول ہیں۔ چاہیں جیسی بھی ہیں، میرے دل کی حکمران ہیں! آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں! تکلیف کے بعد آرام ہیں۔ دکھ کے بعد سکون ہیں۔ سب چیزوں میں تکبیر کا خیال آجائے! اس حد تک عزیز ہیں آپ مجھے"۔ ایک آخری کیمنٹ بند کر کے وہ سلیپ سے ٹیک لگائے دم سادھے اسے سن رہی تھی۔

"میں حسن پرست نہیں ہوں تکبیر! جو خوبصورت چہروں سے پیار کر بیٹھوں۔ آپ کا ہر رنگ روپ میں مجھے خوب بھاتا ہے۔ صرف سیرت نے متاثر کیا ہے اور جبھی میں آپ سے عشق کر بیٹھا۔ یہ مصنوعی حسن آپ کی قدرتی خوبصورتی کے آگے کچھ نہیں ہے! کچھ بھی نہیں۔ اگر حسن پرست ہوتا تو دن رات آپ کو میکپ کی تہہ میں دیکھ کے حسرت مٹاتا رہتا۔ حسن پرست موقع دیکھ کے وفا کرتے ہیں اور میں ہر حال، ہر صورت، ہر پہر آپ کے ساتھ وفادار ہوں"۔

وہ قریب نہیں بڑھا تھا۔ تکبیر کے کچھ فاصلے پر کھڑا وہ بھی پرتا شیر آواز میں مدھم مدھم سا پر فسون لحات میں جکڑ رہا تھا۔

جو اد خاموش ہو گیا تھا۔ تکبیر نے دانتوں تلے لب کچلے اور بے سبب ہی وہ انگلیاں چٹھانے لگی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد قریب بڑھ رہا تھا وہ کوئی تاثر ظاہر نہیں کر سکی! کوئی راہیں اسکی پناہوں سے بچنے کے لیے فلوقت تلاش کر ہی نہ سکی۔

"اتنا ستم نہیں ڈھایا کریں۔" اسکے لب دانتوں سے آزاد کروانا وہ کھوئے سے لہجے میں بولا۔  
تکبیر کفل لگائے کھڑی تھی۔ وہ کچھ اور بھی مزید کہنے لگا تھا! تعبیر فلیٹ کی تعریف کرتی انکے پاس ہی بڑھ رہی تھی۔  
دونوں سرعت سے دور ہٹے۔

"لک نائس بٹ ہمارا وہ گھر زیادہ بیوٹیفل ہے۔" جواد کا ہاتھ تھامے وہ نپے تلے انداز میں بس سرسری سا کہہ گی۔  
"کچھ دن بچہ! پھر گھر ہی جائینگے۔" جواد اسے گود میں اٹھاتا اسکی نیند سے بند ہوتی خمار زدہ آنکھوں کو تکتا کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"اب آپ نے سونا ہے! رات بہت ہو گئی ہے۔" کمرے میں لاتے ہی وہ روشن اسکے گلال عارضوں پر لگتا دھیرے سے بیڈ پر لٹا کے کمفر ٹراڈھا چکا تھا۔

پندرہ منٹ کا وقفہ گزار کے وہ کمرے سے باہر تکبیر کے پاس جانے لگا تھا اسکے موبائل کی گھنٹی نے توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔

"آپ نے جواب نہیں دیا؟ کیا میرا ساتھ قبول نہیں ہے؟ اس طرح پلیز نظر انداز نہیں کریں! میرا دل دکھتا ہے۔"  
اس نے کل رات کے بعد تین میسج دوپہر میں کئے تھے جو کہ وہ سین کر کے نظر انداز کر گیا تھا اور ابھی اپنی طرف سے شکوہ کناں لہجے میں اس نے منت کی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیا آپ حقیقت میں مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہیں؟" جواد نے بہت سوچ کے استفسار کیا۔ دوسری جانب جھٹ سے جواب آیا۔

"پوری رضامندی سے! دلی بھی اور ذہنی بھی"۔ جواد پھر سے اپنی سوچ میں الجھا۔ یہ لڑکی بہت شاطر تھی! وہ دل ہی دل میں سوچ سکا۔

"آپ کیوں اتنا سوچ رہے ہیں؟ جب میں عورت ہو کے بنا کسی شرم کے کہہ سکتی ہوں تو آپ کو دشواری کیا ہے؟ کیا شک و شبہات ہیں مجھے پر؟؟؟" اس نے بہت سارے حیران کن تاثرات والے ایمو جیز بھیجے۔

"مجھے تھوڑا وقت چاہیے"۔ جواد نے بلا آخردل کی بات کہہ دی تھی۔

"کوشش کریئے گا انتظار بہت طویل نہ ہو اور نہ مجھے بہلانے کی کوشش کریئے گا ورنہ انجام کے ذمہ دار آپ خود ہونگے! میں بار بار دہراؤں گی نہیں"۔ کھلے لفظوں میں تنبیہ کرتی وہ جواد کو بھونچکا کے رہ گئی تھی۔

"بھروسہ رکھیں! پیچھے بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں"۔ اس نے پیغام بھیجے اور دوسری طرف سے وہ دل بھیج گئی! جو بڑی آسانی سے جواد نظر انداز کر گیا تھا۔

آخر تکبیر کو بھی تو اس نے ہی دیکھنا تھا۔ یہی سوچتے وہ کمرے سے نکلا۔ تکبیر لاؤنچ میں بیٹھی تھی! غالباً اسی کی منتظر تھی۔ جواد اسکے پہلو میں ہی بیٹھ گیا۔

"تم نے معافی نہیں مانگی؟" وہ تکبیر کی آواز سے ٹھٹھکا مگر دانستہ طور پر انجان بنا۔

"کس چیز کی معافی تکبیر؟"

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یہی جو دوریاں تم نے پیدا کیں؟ ہمارے رشتے کو ختم کرنے کی کوشش کی! مجھ سے کتنی باتیں پوشیدہ رکھیں۔ ان سب کی معافی خواہ"۔ وہ سنجیدگی اختیار کرتے بولی لیکن اسکے لبوں سے اپنا نام سنتے وہ مسکراہٹ ضبط کر گیا۔

"میں کیوں ان چیزوں کی معافی مانگوں؟ رائی کا پہاڑ آپ نے بنایا تھا۔ سب چیز کا آغاز ہی آپ نے کیا تھا! اور رشتہ ختم کرنے کے مضبوط ارادے بھی آپکے تھے۔ میں نے تو کچھ کیا ہی نہیں۔ جواباً وہ بھی سنجیدگی سے بولا۔

"دھیان دوزر اپنی باتوں پر میاں جی! نہ تو تم مجھے سارہ کا موضوع چھپاتے اور نہ میں اتنا سب کچھ کرتی"۔ تکبیر نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔

"ایک سکینڈ، ایک سکینڈ! کیا سارہ کی باتیں چھپائی میں نے؟ عقل کا استعمال آپکو کرنا چاہیے تھا جو آپ نے کیا ہی نہیں! ذہنیت کی بات ہے اپنی اپنی۔ سارہ کے میسج پڑھ رہی ہیں لیکن یاور کی اتنی کالز کیوں آرہی ہیں؟ وہ بار بار مجھے اپنے پاس کیوں بلارہا ہے؟ یہ نہیں دیکھا۔ وہ میسیجز نہیں پڑھے! کیوں؟ کیونکہ شک کا کیڑا جو دماغ میں ہے جو آپکی سوچ تک مفلوج کر دیتا ہے! اب بھلا ان سب میں، میں کیا کہوں؟" الفاظ نرم تھے لیکن سنجیدگی ہنوز برقرار تھی۔

"میں تھوڑی سی جذباتی ہوں! مجھے معاف کر دو اور یہ معافی اسکے لئے جو جو میں نے تمہیں کہا لیکن اگر غور کرو تو میں نے محبت میں ہی کیا نا؟ کیونکہ میں تمہیں کھونے کا تصور بھی میں تصور نہیں کر سکتی! جو بھی الزام لگائے محبت میں لگائے ہیں۔ اب بس کرو"۔ وہ حیرت و استعجاب سے آنکھیں پھاڑے اسے ہی یک ٹک دیکھ رہا تھا۔ محبت میں الزام بھی لگائے جاتے ہیں؟ وہ شدید حیرت میں مبتلا تھا۔

"سیریلیسی؟ محبت میں الزام لگائے جاتے ہیں؟" وہ بڑبڑا رہا تھا! تکبیر سن چکی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ہاں میں نے محبت میں ہی الزام لگائے تھے! غصے میں تھوڑی پاگل"۔ وہ نجل سی ہوتی دانتوں کی نمائش کرنے لگی۔

"پھر غصے میں تو آپ دل بھی اپنے ہاتھ سے کلیجہ چیر کے نکالتی ہو گئی! نی"؟ جواد بھی اس لغو سی بات پر مسکرایا تھا۔

"ہاں"۔ مختصر جواب دیا۔

"جانے دیں! پرانی باتوں کو مت کریدیں"۔ وہ جیسے لا تعلق سا ہوا۔

"نہیں! آج سب کچھ کہہ لینے اور سن لینے دو"۔ وہ مستحکم لہجے میں بولی۔

"یہ آپ اس رات بھی کہہ سکتی تھیں! فضول میں بس"۔ جواد کی بات سنتے ہی اسکی رنگت متغیر ہی ہوئی۔

"تم کزن ہو میرے! تمہیں سمجھنا چاہیے میری بیوی کس طبیعت کی ہے اور اسی حساب سے چلنا چاہیے لیکن تم

موقع دیتے ہو مجھے وحشی بننے کا"۔ وہ دونوں ہاتھ جھاڑے ایسے گویا ہوئی جیسے بہت بڑا احسان عظیم کیا ہو۔

"ہاں بھی! سب غلطی میری ہے۔ اصل بات بتا دیتا ہوں۔ میں خود ہی نہیں چاہتا تھا سارہ آپ سے ملے! ان فیکٹ

میں ملانا چاہتا ہی نہیں تھا۔ بخوبی علم ہے آپکو میں نے کسی فرینڈ یا کو لیگز سے آپکا تعارف نہیں کروایا ہے سوائے یاور

اور اسکی فیملی کے! کیونکہ گھر جیسی بات ہے جہی، ورنہ میرا ارادہ تھا ہی نہیں کہ میں آپکو سارہ یا کسی سے بھی ملواتا۔ دو

بار ملا تھا سارہ سے! ایک بار جب۔۔۔۔۔"

تکبیر اسکے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھ کے اسے سننے سے باز پرس کر چکی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مجھے بھروسہ ہے تم پر! مزید شرمندہ نہیں کرو! شکر ہے مان گئے ہو تم ورنہ میں تو تھک گئی تھی منامنا کے"۔

دھیرے سے اسکے لبوں سے ہاتھ ہٹا کے وہ تشکر بھرا سانس خارج کرتے بولی۔

"آپکا تو منانا بھی مجھے کسی طور پسند نہیں! اتنی بورنگ ہیں آپ اور منانے کا طریقہ بھی اتنا چپ! انمول تحفہ تو ایسے لکھا تھا جیسے نہ جانے مجھے کیا دے دیا"۔ وہ سخت بد مزہ ہوتے جھر جھری لے گیا۔

"تو کیا میں نے تمہاری خاطر کا جل نہیں لگایا تھا؟ شاعریاں نہیں بھیجی تھیں؟ اور تو اور میں نے یہ بھی کہا شوہر نے معاف نہیں کیا تو بیوی نے خود کشی کر لی! میں تجھے کناہ اشارے نہیں کر رہی تھی کہ خدا نخواستہ تم نے معاف نہیں کیا تو میں بھی مر جاؤنگی! لیکن کیا کہا تھا تم نے، اچھا ہے ایسی بیویوں کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہیے"۔ اسی کے لفظ دہراتی تکبیر خفیف سا بیچ اسکے بازو میں رسید کر گئی۔

"مجھے قبر میں ڈالے بغیر آپ کہیں نہیں جائینگے! ذہن میں بٹھالیں"۔ وہ سادگی سے بولا۔

"ایک وعدہ کرو گے؟" بہت مان سے اس نے اپنی ہتھیلی اسکے آگے بڑھائی! نا جانے وہ کیا مانگ لے؟ وہ دے بھی پائے گا یا نہیں؟

"وعدہ"۔ وہ آزادانہ طور پر اسکی ہتھیلی پر ہاتھ رکھ گیا۔

"کبھی بھی خود کو چوٹ نہیں پہنچاؤ گے! چاہے کچھ بھی ہو جائے"۔ وہ نظریں جھکا گئی تھی! جواد نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے لاشعوری طور پر نکال لیا تھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں جاہل مرد تو ہر گز نہیں جو اپنے غصے میں کمزور عورت پر ہاتھ اٹھاؤں! آپ مجھ سے یہ بھی چھین کے میرے لئے دشواری پیدا کر رہی ہیں! تکبیر یہ ناممکن ہے میرے لئے۔"

تکبیر متخیر سی ہوئی۔

"جانتی ہوں تمہیں گہری چوٹ ہاتھ پر میری وجہ سے لگی! سوری۔" اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں لیکن جو اود دیکھ نہ سکے وہ رخ موڑ گئی۔ وہ تو سمجھی تھی وہ اسکی ذات سے نا آشنا ہے! لیکن وہ اس سے فاصلے پر بھی اسکا حال دل بتا سکتا تھا۔

اسکے لہجے سے وہ اسکی اندرونی کیفیت پہچان جاتا تھا! کم از کم تکبیر یہ حرکت کر کے بیوقوفی کر گئی تھی۔

"شش! یوں روئینگی تو میرا دل ان آنسوؤں کو بہتا دیکھ تکلیف میں مچلے گا! میری آنکھیں مجھ پر لعنت بھیجے گئیں اور اگر لبوں سے چن لئے تو آپ خفا ہو جائیں گی! مجھے تکلیف میں نہیں دیکھنا چاہتیں تو پلیز نہیں رویا کریں تکبیر۔"

صرف دو آنسو پھسل کے رخسار پر بہہ نکلے تھے اور وہ اسکی آنکھوں سے گرے دو آنسو بھی برداشت نہیں کر پاتا تھا۔

"تم بھی تو جذباتی ہو! کیا ضرورت تھی اس وقت شیشے پر ہاتھ مارنے کی؟ مہنگا شیشہ توڑ دیا اور جو نیا لگایا ہے ناں وہ مجھے زیادہ پسند نہیں آیا پھر میرا موبائل بھی توڑ دیا بیچارہ۔" آنسو وہ صاف کر چکا تھا۔ تکبیر شکوہ کرتی برہمی سے بولی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"پانچ سال سے برداشت کر رہا ہوں آپکو! کچھ تو صحبت بھی اثر انداز کرتی ہے۔" تکبیر کے شانے پر ہاتھ رکھتا وہ فرصت سے بولا۔

"نہیں پہنچاؤ گے ناں خود کو چوٹ؟" وہ گردن اٹھائے معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔

"اگر آئندہ ایسا نہیں کریں گی تو؟" اس کے 'تو' نے بہت کچھ باور کروایا۔

"آئندہ بھی ایسی ہی کرونگی اور ہر بار کرونگی! جب جب تمہاری دوستیں آئینگی میں یہی اقدامات اٹھاؤں گی بلکہ اس سے زیادہ خطرناک طریقے سے پیش آؤنگی! میں نے سارہ کے ساتھ جو بھی کیا بہت اچھا کیا ہے۔ مجھے کوئی شرمندگی نہیں! معافی کا مقصد کچھ اور تھا اور تمہیں اس چیز کا علم ہے۔ میرا تو دل تھا میں ایسا ویسا کچھ کروں پھر خیال آیا۔ چھوڑو تکبیر بچی رو جائے گی اور۔۔۔" جواد نے اسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی بیچ میں اچک لی۔

"بچی رو جائے گی نہیں! بچی روگی تھی۔" اس نے تکبیر کے علم میں اضافہ کیا۔

تکبیر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"ہاں بھی آپ تو کچھ نہیں کرتیں ہم ہی دیوانے ہیں دیوانے بنے رہتے ہیں! جواد تو بہت لونگ اور کئیرنگ ہے۔ مجھے کوئی کام نہیں کرنے دیتا! میرے پیچھے پاگل ہے۔ گھٹنوں میں بیٹھ کے پروپوز کیا تو میں شادی کے لئے مانی۔ میں تو کہتی ہوں ڈارلنگ تصویریں ڈیلیٹ کر دو مگر مانتا ہی نہیں ہے میری! ہمارا شادی کا ایلم بھی جواد نے ہی سمجھا رکھا ہوا ہے۔ پیرزمین پر رکھنے نہیں دیتا، میرے معاملے میں بہت حساس ہے اور بلا بلا۔" وہ اسی کے کہے کلمات



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ہو بہود ہر اربا تھا۔ تکبیر ہنس رہی تھی اور ہنستے جا رہی تھی۔ اسکا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ آنکھوں سے بھی پانی نکلا شروع ہو چکا تھا۔

جو ادبے خود سا ہوا! وہ بلاشبہ حسین تھی۔

سانولی رنگت میں بھی ایک سحر ہوتا ہے! جسے دل کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔۔۔

"تو بالکل ٹھیک کہا تھا! کیا جب تعبیر ہونے والی تھی تو تم ایسا نہیں کرتے تھے۔ درست کہا تھا میں نے! پیر بھی زمین پر رکھنے نہیں دیتے تھے۔ غلط کیا ہے؟" وہ دونوں بھنویں اچکائے پھر سے ہنس پڑی۔ نہ جانے وہ کس بات پر اتنا ہنس رہی تھی!

"آپ سنگل پیس ہیں جو صرف مجھے ملی ہیں! میں حیرت کرتا ہوں اور کتنے دنوں تک تعجب میں ڈوب رہتا ہوں۔ میں نے کونسی ایسی نیکی کی تھی جو آپ ملیں مجھے"۔ وہ تکبیر کو خود میں بھینجتا اسکے بالوں پر لب رکھ گیا۔

صرف سکون تھا اسکی قربت میں!

کسی کرواہٹ کے بعد مٹھاس

کسی پیاسے کے پاس کنواں

کسی تلخی کے بعد احساس

تکبیر نے آنکھیں موندیں۔۔۔

READERS CHOICE

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ کے پاس اتنی خرافات آتی کہاں سے ہیں؟ سارہ کونہ جانے آپ کیا کیا بول رہی تھیں۔ جلدی شادی کر لو۔ جواد تمہارا بھائی ہے! قرآن کے سائے میں رخصت کرے گا۔ بھائی بہن کی شادی کے لئے پریشان رہتے ہیں اور جواد بھی دن بدن اپنی بہن کے لئے پریشان رہتا ہے۔"

وہ کہہ کے چپ ہوا تھا۔ دونوں کا قہقہہ فضا میں گونجا۔

"بس ایسی ہی ہے یہ بچی"۔ وہ شانے اچکا گی۔

"مجھے کوئی کہے کہ تکبیر کو اس کے ساتھ دیکھا تھا! میں مر جاؤنگا مگر یقین نہیں کرونگا اور مرنے سے پہلے ہی اس بولنے والے کو قبر میں اتارونگا اور کوئی آپکو یہ کہہ دے مزاق میں ہی سہی کہ جواد اسکے ساتھ بیٹھا ہے! آپ تو رشن پانی لیکے مجھ پر چڑھ جائیگی"۔ اس نے حقیقی کوائف سے آگاہ کیا تھا۔ تکبیر نے جواباً کہنی ماری۔

"کزن میرج ہے یار! اتنا تو چلتا ہے"۔ وہ نجل سی ہوتی اٹھنے لگی تھی۔ جواد نے کلائی پکڑ کے اسے پھر سے بٹھایا۔

"اتنا روڈ نہیں ہوا کریں! آپ غصے میں میرے ساتھ بہت ناروا سلوک کرتی ہیں! تکبیر میں کبھی نہیں چاہتا میں ایسا بنوں یا آپ میرا وہ پہلو دیکھیں کہ مزید آپ مجھ سے غیر شناسا ہو جائیں! مرد کی انار پر جب چوٹ لگتی ہے تو وہ پہلے جیسا نہیں رہتا اور میں نہیں چاہتا میرا برتاؤ آپ کو دکھ پہنچائے یا میں آپ کے آنسوؤں کی وجہ بنوں۔ تھوڑا احتیاط سے کام لے لیا کریں پلیز"۔

تکبیر جی جان سے فدا ہوئی! کتنے پیار سے وہ سمجھا رہا تھا۔ اسکے سمجھانے کا انداز بھی بھلا اسکی طرح پیارا تھا۔ وہ ٹھہر ٹھہر کے اسکے گال پر بوسہ دیتے عجز و الحال پر اتر آیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر کو لمحہ بھر اندازہ ہی نہیں ہوا وہ سمجھا رہا ہے یا پیار کر رہا تھا۔

وہ خود سے جوڑ کے چلنے والا شخص تھا! کسی صورت اپنے سے جڑے لوگوں کو باغی نہیں کر سکتا تھا۔

وہ کسی پزل کی طرح تھا! آہستہ آہستہ کھلتا تھا۔ اپنی ذات کے پرت وہ وقفے وقفے سے روشناس کرواتا تھا اور ہر بار میں

نئے انکشافات کے ساتھ نئے طریقے سے حیران کر دیتا تھا۔

اسکی کوئی ایسی عادت نہیں تھی! جس سے تکبیر کو چڑھو۔ ہر چیز میں وہ استحقاق سے اسکے دل کے کونے میں قبضہ

کر کے بیٹھا رہتا تھا۔

ان دونوں نے اپنی اپنی ذات کو ایک دوسرے کے سانچے میں ڈھال کے محبت کا عملی ثبوت پیش کیا تھا۔

"بے انتہا محبت کرتا ہوں آپ سے! آج بھی ساتھ ہوں اور مرتے دم تک ساتھ رہوں گا۔" وہ اسکی آنکھوں پر لب

رکھتا اسے معتبر کر گیا تھا۔

"شکریہ! اب ایسا کرو کافی بنالو مل کے پیئے گیں۔ باہر جھولے پر۔" وہ عجلت میں اس سے دور ہٹتی حکم دے رہی

تھی۔

"تکبیر میڈم! ابھی رن مریدی کے اس لیول پر نہیں آیا ہوں۔ آرڈر ہی کر لیتے ہیں۔" وہ مبہم سا مسکراتے کافی

آرڈر کر کے اسے لئے جھولے پر بیٹھا تھا۔

ایک ہی گرم شال دونوں اپنے کاندھے پر رکھے آہستہ آہستہ گزرے دنوں کے بارے میں ایک دوسرے کو کچھ بتا

رہے تھے اور سن رہے تھے! جواد اسے سننے پر فوقیت دیتا تھا۔ اپنی کم کہتا تھا اسکی زیادہ سنتا تھا۔ بڑے انہماک سے!

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"پتا ہے مجھے سامعہ نے کیا کہا؟" وہ اسی کے شانے پر سر رکھے پچھلے آدھے گھنٹے سے کچھ نہ کچھ بتائے ہی جا رہی تھی۔

"کیا کہا؟" اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتا وہ متوجہ ہوا۔

"اس نے کہا اب تو تم اتنے بڑے آدمی کی بیوی ہو! مجھ سے تو دوستی نہیں رکھو گی۔ مجھے تو بہت برا لگا پھر میں نے یہی کہا تم جانتی ہو میں ان چیزوں کو فوقیت نہیں دیتی! ہنی تم بتاؤ۔ میں تو ایسی نہیں ہوں جو اسٹیس کو بیچ میں لا کے رشتہ رکھوں یا بچاؤں۔" اسکا ہاتھ تھامے وہ اپنی ہی انگلیوں سے اس کے ہاتھ پر ہنی ہی لکھ رہی تھی۔ کبھی انگریزی تو کبھی اردو میں۔

جواد نے مسکراتے ہوئے اسے خود سے مزید کیا۔

"نہیں ہنی! آپ بالکل ایسی نہیں ہیں۔" وہ شدت سے بولا۔

"شہناز انٹی نہیں تھیں! پتا ہے اتنے دنوں سے وہ بیمار ہیں۔ میرا موبائل خراب ہو گیا تھا اور ان سے بات نہیں ہو سکی تو پھر میں نے کال کی۔ وہ بہت رو رہی تھیں! کہہ رہی تھیں میں انہیں بھول گئی ہوں اور شاید انہوں نے مجھے کھو دیا ہے۔ ایسا ہی کچھ کہہ رہی تھیں۔ یار عجیب بات نہیں ہے؟ وہ بس میری دوست ہیں لیکن یہ کھونا کھونا کہاں سے آگیا؟؟" وہ الجھ کے اس سے سوال کر رہی تھی۔

اپنی ماں کی عمر والی خاتون کو وہ دوست کہہ رہی تھی۔ جواد سمجھتا تھا اور کوئی ہوتا تو اسکی ذہنی حالت پر شبہ گزرتا۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر بوڑھی عورتوں کو دوست بناتی تھی اور یہ بات ہر ایک کے لئے حیران کن ثابت ہوتی تھی کبھی کبھار جواد کے لئے بھی!

اسکی شروع سے عمر رسیدہ خواتین سے بہت بنتی تھی۔ جہاں شباب لڑکیاں اپنی ہی عمر کی لڑکیوں سے دوستی کرتی تھیں وہیں ایک تکبیر تھی جس کی ان گنت بوڑھی عورتیں دوستیں تھیں۔

وہ ویسے ہی ان سے مزاق مستی تھی جیسے حقیقتاً وہ ہم عمر ہوں یا یہ احساس دلانے کے لئے وہ اس بوڑھا پے میں بھی اکیلی نہیں ہیں۔ سہیلیاں بنا سکتی ہیں بالکل ویسی ہی جیسے کم عمر لڑکیاں بناتی ہیں۔

یہ ثابت کرنے کے لئے کہ انکی عمر بڑھی ہے لیکن دل مردہ نہیں ہوا۔ وہ پہلے کی طرح ہی ہنسی مزاق کر سکتی ہیں۔ ہاں یہی درست تھا! بلاشبہ وہ نرالی تھی، انوکھے کام کرتی آئی تھی۔

کتنی ہی سہلیاں اسکے کوچے کوچے میں موجود تھیں۔

جن لوگوں نے کبھی جواد کو حقیقت میں نہیں دیکھا تھا لوگ اسکی بیوی کے دیوانے تھے۔ وہ کچھ نہیں کہہ سکا۔ بس جواباً مسکرا دیا تھا۔

"بتاؤ ناں؟؟؟" تکبیر کی جھنجھلائی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔

"ہو سکتا ہے سہیلی کا غم برداشت نہ کر پائی ہوں جبھی اداس ہوگی ہوں! المیہ ہے ہر قیمتی شے کو کھونے کا ڈر لگا رہتا

ہے۔" وہ اٹھ کے اسکے پیچھے آگیا تھا۔ آہستہ آہستہ اسے جھولا دے رہا تھا تکبیر بہت پر سکون سی ہوئی۔ ٹھنڈی ہوا،

تاروں بھاری رات، چمکتا قمر اور من پسند شخص دسترس میں! بھلا اور بھی کیا خواہش ہو سکتی ہے۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر نے اسکے ہاتھ پکڑ کے اپنے پہلو میں آنے کا اشارہ کیا۔

"آ جاؤ تھک جاؤ گے ہنی"۔ فکر مندی سے بھرپور انداز تھا۔ اسکے عنابی لبوں سے کہا ہر لفظ اسکے دل پر ٹھاہ کر کے لگتا تھا اور ہنی کا لفظ تو جان ڈالتا تھا اس میں۔

"اتنی فکر نہیں کیا کریں مجھے کچھ کچھ ہوتا ہے"۔ وہ سرد آہ خارج کرتا استہزایہ ہنسا۔

"بس ناں اب"۔ زرا سالاڈ کرتے منت کی! وہ اسکا ہاتھ تھامتھا چھوٹی سی بنی جگہ پر واک کرنے لگا۔

"بہت ٹھنڈ ہو رہی ہے ناں"۔ دونوں ہاتھ آپس میں رگڑتی وہ فضا کی خنکی محسوس کر رہی تھی۔

"آ جائیں"۔ اسے اپنے سینے سے لگاتا وہ تکبیر کے گرد حصار قائم کر گیا۔

"آپکو نہیں لگتا تعبیر جیسی اور بھی دو چار سیٹیاں ہونی چاہیے"۔؟ تکبیر اسکی ذومعنی انداز پر سرعت سے دور ہٹتی خفگی

بھری نظروں سے تنکے لگی! انوکھی خواہش تھی اسکی جو وہ یکدم ہی نہ جانے کس سوچ کے تحت اظہار کر رہا تھا۔

"آبادی ویسی بڑھ رہی ہے! وسائل تھوڑے ہیں، جانے دیتے ہیں"۔ گہری پر سوچ نگاہیں اس پر جمائے وہ اسکی خواہش کی تردید کر گی۔

"ہاں سب وسائل کی پرواہ آپ کو تو ہے"۔ جواد بد مزہ سا ہوا۔

"تمہارا سوچ کے کہہ رہی ہوں! میرا کیا ہے میں تو آپریشن تھیڑ میں چلی جاؤنگی تم ہی احد تو کبھی حنان بھائی کے گلے

لگے سک رہے ہو گے! تکبیر کو بولو میرے ساتھ ایسا نہیں کرے۔ میں مر جاؤنگا تکبیر کے بغیر۔ یاد ہے ناں اپنے

الفاظ؟؟؟ وہ مضحکہ خیز لہجہ اپنائے کہتے ساتھ ہی ہنسی! جواد مسکرا بھی نہ سکا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مزاق اڑا رہی ہیں؟" وہ متانت سے استفسار کرنے لگا۔

"تم نے حوالہ دیا تو تمہاری محبت یاد آگئی! اچھی یادوں کو بار بار، ہمہ وقت دہراتے رہنا چاہیے۔ اس سے بھی محبت بڑھتی ہے۔ میں کم از کم اس اطہر جذبات پر ہنس کے توہین نہیں کر سکتی۔" اسکی گوہر افشانی پر وہ پیار بھری نظروں سے تکبیر کو دیکھنے لگا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھا رہے تھے۔

"تو آپ نے ہی مجھے ڈرایا تھا۔ میں مرگی تو پانڈا؟ میں مرگی تو پانڈا؟ تو مجھے گھبراہٹ تو ہوگی ہی ناں اور ایسے وقت میں اچھے اچھے مردوں کی حالت غیر ہو جاتی ہے۔" اس نے بہت پتے کی بات بتائی تھی۔

"جانے سے پہلے دیکھی تھیں! تمہاری آنکھیں نم تھیں۔ مگر بلک بلک کے روتا دیکھ وہ سین میں مس کر گئی۔" وہ شدید رنج سے بولی۔

"آپ مجھے روتا دیکھنا چاہتی ہیں؟" جواد کے قدم بے ساختہ تھمے۔

"صرف اپنے لئے۔" تین حرفی الفاظ میں وہ جیسے سب کچھ باور کروا گئی تھی۔

"میں نے تو سنا تھا چاند کی شیدائی چاند کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔" جواد کے لب خود ہی مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"سہی سنا ہے میرے میاں آپ نے۔" وہ تیزی سے اس سے دور ہٹتی اندر کی طرف جانے لگی تھی اس نے سرعت سے کلائی تھامی۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے محترمہ؟" لہجہ خفیف سا ذو معنی ہوا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بچی ڈر جائے گی! آجاؤ اندر"۔ اس نے صریحاً بات گول مول کرنی چاہی تھی۔ جواد نے پر شوخ نگاہیں اسکے چہرے پر جمائیں۔

"آپ اور آپکے بہانے"۔

"چلو نا بھی"۔ زبردستی اسکا بازو دبوچے تکبیر جواد کو لیکے اندر بڑھ گئی تھی۔

"اہم بات سنیں تو"۔ اس نے کلانی پرد باؤ ڈالتے خود سے قریب تر کیا۔ اسی اثناء میں بالوں کی کچھ لٹیں چہرے پر شرارت کرنے لگیں۔

"کٹنگ بھی کروائی تھی"؟ جواد نے دلچسپی سے پوچھا۔

"نہیں نہیں! صرف سامنے کی دoli ایئر کٹوائی تھیں"۔ اس نے تفصیلی وضاحت پیش کی۔

"حسین لگ رہی ہیں"۔ لٹیں کانوں کے پیچھے آڑ ستا وہ جاذب سے بولا۔ تکبیر جو اب اتخفیف سا شرمائی۔

"اپنے پاس آپ کو پا کے بہت خوشی ہوئی! لیکن میں بالکل ٹائم نہیں دے سکوں گا۔ پرسوں میچ ہے اور میں حد سے زیادہ مصروف ہوؤنگا۔ برا نہیں منائیے گا اور نہ ناراض نہیں ہوئیے گا۔

جب آپ ناراض ہوتی ہیں مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا، طبیعت بھی اکتا جاتی ہے! سب کچھ عجیب و غریب ہو جاتا ہے"۔ جواد چہرے کے زاویے تبدیل کر گیا۔

"چلے گا ہنی! ڈونٹ وری"۔ اس نے جواد کی ساری ٹینشن ختم کر دی تھی۔

جبیں پر بوسہ دیتے وہ اسے لئے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔



# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان



وہ دس بجے کے قریب نک سک سا تیار جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ تکبیر اور تعبیر دونوں ہی بیدار تھیں لیکن صبح سے ہی تکبیر شش و پنج کا شکار تھی۔ وہ جواد سے کچھ پوچھنا چاہ رہی تھی لیکن ہمت مجتمع ہی نہیں کر پائی۔ تعبیر اسی کمرے کے صوفے پر جواد کا موبائل تھا مے گیم کھیل رہی تھی اور جواد پر فیوم خود پر اسپرے کرتا بغور تکبیر کا جائزہ لے رہا تھا جو اسی کی جانب ہی بڑھ رہی تھی۔

"کچھ کہنا چاہتی ہیں؟" جواد نے پوچھ کے اسکی پریشانی دور کرنی چاہی۔

"ہاں! وہ میں۔۔۔ ارے جیسے کل ساری رنجشیں دور ہو گئیں لیکن میں ایک سوال کا جواب چاہتی ہوں۔ علی کے بارے میں تم نے کچھ نہیں پوچھا۔ کیوں؟"

تکبیر نے خفت زدہ سی نظریں جھکائے مدھم سی آواز میں استفسار کیا۔

"کیوں سالے صاحب کی بات کر رہی ہیں؟ میں آپکے معزز بھائی کے متعلق کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔" وہ دلکشی سے مسکراتے گھڑی اپنی کلائی پر باندھ رہا تھا۔

تعبیر موبائل رکھ کے اسکے پاس چلی آئی۔

"بے بی علی تو ن ہے؟" بہت تجسس سے اس نے سوال کیا۔

"آپکے ماموں ہیں۔" جواد نے فرصت سے جواب دیا۔

"بیرتے بھائی؟" اس نے تصدیق چاہی۔ جواد اسکے گال چومتا اثبات میں سر ہلا گیا۔

## مقام سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تنتے ماموں ہیں؟؟؟" تعبیر نے چڑکے پوچھا۔

"میرے علاوہ آپکے سب ماموں ہیں! جو جو آپکو میل جینڈر دکھے بنا سوچے سمجھے آپ ماموں کہہ دو۔" اس نے مسکراہٹ ضبط کرتے کہا مگر چہرے پر سنجیدگی در آئی تھی۔

"لالا میر اور حنان اتل تو بھی؟؟" اس نے حیرت چھپاتے پھر سے سوال داغا۔

"ان کو بھی۔" جو اد نے سادگی سے جواب دیا۔

"اور بیٹا میرے علاوہ جتنے بھی لڑکیاں ہیں! سب آپکی پھپھو ہیں۔ صفو بھی اور مروا بھی۔" اسکے انداز اور وضاحت کو تعبیر نے بہت غور سے جانچا۔

"آپ نہیں سدھریں گی۔" تعبیر کو پیار کرنے کے بعد وہ تکبیر کے کان میں سرگوشی کرنا نہیں بھولا تھا۔

اسکے کہے کے مطابق وہ آج کا پورا دن بہت مصروف تھا۔ پی ایس ایل چل رہے تھے اور کل کراچی کے ساتھ لاہور کا میچ تھا۔ گزشتہ دنوں میں ملتان، اسلام آباد، راولپنڈی اور پشاور کا میچ کھیلنے کے بعد اب آخری مرحلہ لاہور کے ساتھ طے پایا تھا جو کہ قذافی اسٹیڈیم تھا۔

حال میں اسکا نام قذافی اسٹیڈیم ہے جبکہ پہلے اسے لاہور اسٹیڈیم کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس میں ستائیس ہزار کرکٹ کے شوقین لوگوں کی گنجائش باقی ہے اور یہ 1959 میں تعمیر کیا گیا تھا۔

پاکستان کرکٹ بورڈ کا ہیڈ کوارٹر بھی اسی اسٹیڈیم کو کہا جاتا ہے۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد میدان میں تھا۔ تعبیر، تکبیر بھی اسکے ڈھیروں مداح میں شامل تھیں اور اسکے علاوہ شہزاد، حنان، شاہ رخ، شاہ میر، صفامروا بھی رینگ سے کمبیاں ٹکائے کھڑے تھے۔ میچ لائیو ہونے والا تھا ریجانہ بیگم کی فیملی ایل ای ڈی کے سامنے بیٹھے تھے جبکہ فرحت آقا اور فاروق صاحب بھی پورے انہماک سے نظریں ایل ای ڈی پر مرکوز کئے ہوئے تھے۔

دونوں ٹیم کے درمیان ٹوس جاری تھا۔

دونوں ٹیموں کے کپتان میچ کے شروع میں ایک سکھ ہوا میں اچھالتے ہیں اس عمل کو ٹاس کرنا کہتے ہیں۔ ٹاس جیتنے والا کپتان پہلے بلے بازی یا گیند بازی کا فیصلہ کرتا ہے۔ کپتان یہ فیصلہ میچ اور موسم کے مطابق کرتا ہے۔ کرکٹ کے میچ میں ٹاس، میچ اور موسم بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ کپتان اور کوچ ان تینوں چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کرتے ہیں۔

ایک ٹیم میں گیارہ کھلاڑی ہوتے ہیں جو چار حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں:

۱۔ بلے باز،

۲۔ گیند باز،

۳۔ آل راؤنڈر،

۴۔ وکٹ کیپر۔

READERS CHOICE

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ایک متوازن ٹیم میں چار بلے باز، ایک یادو آل راؤنڈر، چار گیند باز اور ایک وکٹ کیپر تھا۔ ان میں سے ایک کھلاڑی قائد پاکستان کے طور پر تھا جبکہ باقی سب کھلاڑی اس کے پابند تھے۔ آل راؤنڈر وہ کھلاڑی ہوتا ہے جو دونوں گیند بازی بھی کر سکتا ہو اور بلے بازی بھی اسے دونوں پر خاص اختیار حاصل ہو۔

جواد اپنی ٹیم کا کپتان تھا جبکہ یاور اور بلال آل راؤنڈر تھے۔

بلے بازی کرنے والی (لاہور قلندر) ٹیم کے دو کھلاڑی میدان میں موجود تھے۔ وہ کھلاڑی جو گیند باز کے سامنے کھڑا تھا وہ اسٹرائیکر تھا جبکہ اس کا دوسرا ساتھی، جو وکٹ کی دوسری جانب کھڑا تھا اسے وہ نون اسٹرائیکر تھا۔

گیند بازی کرنے والی (کراچی کنگ) کی ٹیم کے گیارہ کھلاڑی میدان میں موجود تھے۔ ان میں سے ایک کھلاڑی گیند بازی کر رہا تھا اور ایک کھلاڑی وکٹ کیپر کے طور پر کھڑا تھا۔ اسٹرائیکر بلے باز کی جانب وکٹ کے پیچھے کھڑا تھا۔ ٹیم کے کپتان جواد نے باقی نو کھلاڑیوں کو پورے میدان میں ٹیم کی حکمت عملی کے مطابق کھڑا کر دیا تھا۔ یہ نو کھلاڑی میدان دار یا فیلڈر کہلاتے ہیں۔ ایک کھلاڑی نائب کپتان بھی موجود تھا جو کپتان کے میدان میں نہ ہونے کی صورت میں کپتانی کے فرائض انجام دے دیتا تھا۔

میچ شروع ہو چکا تھا۔

READERS CHOICE

لاہور نے ایک سوائسی رن کا ٹارگٹ دیا تھا۔ کراچی تقریباً 168 اسکور کر چکی تھی۔ بلے بازی جواد کر رہا تھا اور صرف دو بالز رہ چکی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

صورتحال بہت پیچیدہ ہو گئی تھی۔ عوام کے شور و غل کی آوازیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ دو گیند میں جواد بارہ رن بنا سکے گا؟ سب سوالیہ نظروں سے میدان میں جواد کی سمت دیکھ رہے تھے۔ تعبیر اس وقت سنجیدگی کی مورتی بنے گہری خاموشی میں ڈوبی تھی۔ جواد کو بلے بازی کرتے دیکھ وہ بہت پر مسرت ہوئی تھی لیکن ہر بار میچ کے آخر میں اسکی سانسیں تک اٹکنے لگی تھیں۔

مخالف ٹیم بولنگ کرواتے مکمل ایکشن میں بال کروا رہا تھا۔ جواد بڑے انہماک سے پوری طور پر متوجہ تھا۔ ان میچ میں تو بنا سوچے سمجھے ہی بلا گھمادیتا تھا۔ خود اعتمادی اور قابلیت ہی اتنی تھی ہر بار فاتح ٹھہرتا تھا۔ ایک گہری مسکراتی نگاہ اپنی فیملی کی جانب ڈالی۔ تعبیر نے فلائنگ کس اچھالی اور جواد بھرپور مسکراتا بلا گیند پر مارتا سنجیدہ سا ہوا۔ لوگوں کی نظریں دور میدان تک گئیں۔ ایمپائر نے سکس کی نشاندہی کی تھی اور تعبیر بلند آواز میں بے بی کہہ کے مسرور سا چلائی جبکہ اسکے ساتھ ہی لوگوں کے جم غفیر میں سکوت ٹوٹا اور اسکے نام کے نعرے لگنا شروع ہوئے۔ کتنے ہی لوگ پہلے بھی اسکی جانب متوجہ تھے لیکن اب باقاعدہ طور پر لوگ کیمرے کی آنکھ میں یہ دلفریب منظر قید کر رہے تھے۔

READERS CHOICE

جواد نے اپنی بیٹی کی جانب بھی جوا با فلائنگ کس اچھالی۔ عوام میں شور کا سماں پیدا ہوا۔ اسی طرح آخری بال پر بھی اس نے سکس مارا اور تعبیر کو اچھلنے کو دینے پر مجبور کر دیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

آخر کے منظر کی ویڈیو بناتے لوگ خود بھی فخر محسوس کر رہے تھے۔ ایک بار پھر جیت انکا مقدر ٹھہری تھی۔  
رینگ سے پورا جھانک کے وہ بلند آواز میں چیخ رہی تھی۔  
جواد جو اپنے ٹیم اور باقی سب سے بغلیں تھا۔ فوراً سے پہلے اسکی جانب بڑھا اور تعبیر کو گود میں اٹھائے کھڑا ہی تھا تعبیر  
نے اسکے گال پر لب رکھے۔  
یہ پورا منظر قید ہوتے ہی لوگوں نے سوشل میڈیا پر ویڈیو وائرل کی تھی اور ایک بار پھر وہ پوری دنیا میں مقبول ہوا  
تھا۔

Father daughter love

A daughter is a blessing

Such a cute moment

Little one is so lucky

Aww moment

A father is a real king

ڈھیروں کیپشنز ڈالے لوگوں نے وہ ویڈیو اپنی اپنی جانب انٹرنیٹ اور ٹوٹر پر اپلوڈ کی تھیں۔ سخت محنت مشقت کے  
بعد یہ کامیابی اسکا مقدر ٹھہرنی تھی یہ بات تو طے تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

دیکھتے دیکھتے اسی ویڈیو پر ویوز بڑھتے جا رہے تھے لیکن ان سب میں تکبیر کا چہرہ باقاعدہ طور پر اب بھی نمایاں نہیں ہوا تھا۔ تکبیر کے ساتھ صفا، مروانے بھی کراچی کنگ کی کیپ لگائی ہوئی تھی۔

گول دائرہ بنا کے 'cricketer jawad's wife' لکھا تھا لیکن شکل و صورت سے سب ہی انجان تھے۔ اب تک کے گزرتے وقت میں اس نے سوشل میڈیا اور میڈیا میں اسکا تعارف تو کروایا تھا مگر شکل سے انجان رکھا تھا۔

آخری اوقات میں میدان میں تکبیر بھی اتری تھی۔ اسکے ہاتھ میں جواد کا بلا تھا لیکن سر اسکے کاندھے پر رکھا تھا جس میں چہرہ تو اسکے کیپ کے باعث مخفی ہی تھا۔

تعبیر بار بار اسکے گال چومے اپنی جیت کا جشن منا رہی تھی۔

لوگوں کی آنکھوں میں بیک وقت ستائش، حسرت ڈوب کے ابھر رہی تھی لیکن کچھ کی آنکھوں میں جلن بھی واضح تھی۔

وہ ان تینوں کو خوش دیکھے خوش نہیں بلکہ جلن کی بھٹی میں جھلس رہے تھے۔

"کیسے لوگ دوسروں کی خوشیوں کو کھا کے اپنی خوشیاں مناتے ہیں! سفاکی کی انتہا دیکھیں"۔ ہلکا سا انکی جانب کھسک کے وہ سخت نخوت کا اظہار کر گیا۔ اسکے ہر بار کے ایک ہی مکالمے سنتے وہ گھور کے ایک چپت اسکے کاندھے پر لگا گئیں۔

"تم چپ رہا کرو"۔ وہ بگڑے تاثرات سے بولیں۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ترس کھالیا کریں خود پر"۔ وہ اب کی بار سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے کڑھ کے کہتا وہاں سے لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا تھا۔ اسکے جانے کے بعد سے ہی وہ سر جھٹکتیں ایل ای ڈی کی جانب متوجہ ہوئیں۔  
لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔



کچھ دن تو اسکے تھکن میں ہی گزر گئے تھے مگر اسکے بعد ہی شزا حنان اور باقی سب کے ساتھ ان لوگوں نے لاہور کے تفریحی مقامات کو انجوائے کیا تھا۔

شزا حنان تو اسلام آباد کے لئے نکل چکے تھے جبکہ شاہ رخ اور صفامری اور شاہ میر، مرواناردرن ایریاز گئے تھے اپنے اپنے ہنی مون کے لئے۔

تکبیر اور تعبیر فلوقت لاہور میں ہی رہائش پذیر تھے۔ تعبیر اسی ویڈیو کو بار بار دیکھتی تھی جو اسٹڈیم کے وقت وائرل کی گئی تھی۔ میلنز میں ویوز بہت تیزی سے بڑھے تھے اور بڑھتے ہی جارہے تھے جبکہ وہ دونوں اپنی بیٹی کو دیکھ بس مسکراہٹ ہی رہے تھے۔



"ممائی کتنی اچھی ہیں ناں! کتنا خیال رکھتی ہیں ہمارا"۔ ابھی کچھ دیر پہلے وہ باہر گھوم پھرنے کے بعد شاہانہ بیگم سے بات کر کے ہٹے تھے جبھی شاہ میر نے مسکراہٹ لبوں پر سجائے تعریف کی۔

"ظاہر ہے می می ہیں میری! اچھی ہی ہونگی"۔ مروانے جتنی نظروں سے اسے باور کروایا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کتنارعب جھاڑتی ہیں آپ مجھ پر"۔ اسکے شانے پر ہاتھ رکھتا وہ اچھٹی نگاہ ڈالے بھنویں اچکائے بولا تو مروا کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئی ہیں۔

"اچھاناں سیریس دیکھیں! وہ اب جا کے سارے راز اگل دیگی اور پھر اسکے بعد۔۔۔" روانی سے سیریس کے بارے میں کہتی خود بہ خود ہی اسکی زبان کو بریک لگی جبکہ شاہ میرنا سمجھی سے دیکھ رہا تھا۔ کافی وقت درکار ہوا اسے یہ سمجھنے میں کہ وہ سیریس کے بارے میں بات کر رہی ہے۔ خود کو تکتا پا کے مروا نے مزید کچھ کہنا چاہا۔

"میں نے بالکل نہیں دیکھی آئی سویر"۔ شہ رگ پر ہاتھ رکھتی وہ قسم کھانے کے انداز میں بولتے ساتھ ہی اسے صفائیاں دے رہی تھی۔

شاہ میر بالکل سنجیدہ سا بیٹھا رہا۔

"میرے بغیر ہی آپ نے یہ سیریس شروع کر دی؟" بہت دیر بعد شاہ میر نے تیکھے چتونوں سے دریافت کیا۔

"نہیں وہ تو بس ٹریلر میں دیکھا تھا"۔ اس نے کمزور سے لہجے میں وضاحت دی۔

"آپ نے دیکھ لی ہے ناں یہ سیریس! سچ بتائیں؟" اب کی بار اس نے خفیف سا صدمے سے پوچھا۔

"ہاں بس دو سیزن"۔ اس نے نظریں چراتے مدھم سی آواز میں اصل بات کا آغاز کیا۔

"دو سیزن؟" حیرت کی زیادتی سے اسکی آواز قدرے بلند ہوئی۔

"دیکھ لیں خود ہی میں نہیں دیکھ رہا"۔ لیپ ٹاپ کا مکمل رخ اسکی جانب کئے وہ افسردہ سا اٹھ گیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"غصہ بھی اتنا پیارا ہے! آجائیں ناں نخرے نہیں کریں"۔ قدرے لاڈ سے اسے منائے وہ جبراً اسے اپنے پہلو میں بٹھا گئی تھی۔

"اب یہ سیریس دیکھیں گے ہی نہیں"۔ وہ خود سے بڑبڑاتا تبدیل کرنے لگا تھا جبکہ اسکی بچوں جیسی ضد پر مروا کا قہقہہ گونجا۔ کتنی ہی دیر وہ لیپ ٹاپ کے آگے بیٹھے رہے جس کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی بحث بھی جاری تھی یہ وہ واحد کام تھا جس میں دونوں ہی چپ نہیں رہتے تھے۔ مروا شاہ میر کے کاندھے پر سر رکھے ہوئے تھی جبکہ اس دوران کچھ نا کچھ کھانے کا عمل بھی جاری تھا۔

"بس یار شاہ میر بورنگ لگ رہی ہے مجھے! بعد میں دیکھ لیں گے۔" مروا نے بیچاری شکل بنائی اسکا دل نہیں لگ رہا تھا اس میں۔ وہ تو اپنی والی دیکھنا چاہتی تھی جو اس نے اکیلے ہی شروع کر لی تھی اور شاہ میر اسے دیکھنے نہیں دے رہا تھا۔

"یار دیکھتے ہیں تھوڑی سے اور۔" مروا اٹھنے لگی تھی شاہ میر نے اسکی کلائی تھامے واپس اپنے پاس بٹالیا تھا۔  
"بھی میں نہیں دیکھ رہی۔" نروٹھے پن سے کہتی وہ منہ بسور گئی۔

"اچھا پھر میں ہٹا دیتا ہوں۔" لیپ ٹاپ سے نیٹ فلکس ہٹاتے ہی اس نے لیپ ٹاپ بند کر دیا تھا۔ باہر برف باری ہو رہی تھی حسین منظر سے لطف واندوز ہونے کے ارادے سے وہ دونوں گرم کپڑے زیب تن کئے ہوٹل سے نکل گئے تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

باہر سے کافی لئے وہ آہستہ آہستہ خنکی بھری فضا میں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے کچھ نہ کچھ باتیں بھی کئے ہی جا رہے تھے۔ جس میں وہ کبھی مروا کی باتوں پر مسکرا رہا تھا یا کبھی شاہ میر کچھ کہتا جس پر مروا کھلکھلائے جا رہی تھی۔ رات کافی زیادہ ہو گئی تھی وہ ایک دوسرے میں اتنا گم تھے کہ وقت کا احساس ہی نہیں ہوا۔

"زیادہ سردی ہو رہی ہے اب چلتے ہیں۔" اسنے اپنے سرد ہوتے گالوں کو چھوا شاہ میر بھی اسکی حالت سے خائف ہوتا اسے اپنے حصار میں لیئے ہوٹل کی جانب بڑھ گیا ورنہ کچھ دیر وہ لوگ مزید ٹھہرتے عین ممکن تھا مروا بیمار ہو جاتی۔

"مجھے بھی کھلاؤ۔"

تعبیر کے قریب بیٹھتے وہ مہنگی کے باؤل کی جانب متوجہ ہوتی اسکے ہاتھ سے چوپ اسٹیک لینے لگی تھی لیکن تعبیر کی، کی گئی حرکت سے ششدر رہ گئی۔

اسے اپنی نوڈلزم میں شراکت داری کسی صورت نہیں بھائی تھی تو وہ غصے سے باؤل میں اسٹیک رکھتے تکبیر کی جانب کھسکا کے وہاں سے اٹھتی بیڈ کی بائیں جانب خفگی سے بیٹھ گئی۔

اس نے پہلی بار ہی ایسی حرکت کی تھی جو کسی صورت بھی قابل قبول نہیں تھی۔

جو ادلیپ ٹاپ کے، کی بورڈ پر انگلیاں چلاتا کچھ پل ٹھہر سا گیا۔

یہ حرکت اسے بھی بہت ناگوار گزری تھی اور تکبیر وہ بھی غصے سے سرخ ہوئی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تعبیر!" خفیف سی بلند مگر رعب دار آواز میں اسے پکارا جبکہ جواد کی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی تو وہ ہونق سی رخ موڑ کے دیکھنے لگی۔

اس نے کبھی بھی آواز تعبیر کے معاملے میں آواز بلند نہیں کی تھی۔

"بے بی"۔ زرا سی سختی برتی تھی! اور وہ نمکین پانی سے آنکھیں بھرے جھلملاتے ہوئے بنانا خیر کئے اسکی جانب لپکی۔

"آئی ایم سوری"۔ ایک اشک اپنی وقعت کھوتا گلال عارضوں پے بہہ نکلا۔

"شئیرنگ از کیئرنگ! اتنا روڈ بیہویر اور اتنا مس بیسیو؟ یہ سیکھ رہی ہو آپ؟"

رعب و طنطنہ سے کہتے وہ تعبیر کی ساری شجاعت خاک میں ملا گیا۔

"الترلی آئی ایم سوری"۔

دائیں آنکھ کی تقلید کرتی بائیں آنکھ سے بھی ایک اشک نکلا۔ جواد کچھ نرم سا پڑا مگر فلوقت وہ اسے شہ نہیں دینا چاہتا

تھا۔ تعبیر ایسے کسی لہجے سے آشنا نہیں تھی۔ لہجہ رندہ سا گیا تھا اور آنکھوں کی پتلیاں سرخ ہوئیں۔

"کتنا ہٹ ہوئی ہیں بیر آپکی وجہ سے۔۔۔!"

لہجہ مضبوط اور مستحکم تھا لیکن چہرے پر پہلے کی نسبت نرمی در آئی تھی۔

"بیر"۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ پھر سے رخ موڑ کے اسکے پاس آئی۔ چال خفیف سی سست پڑی تھی۔ لہجہ بہت کمزور تھا اور چہرے پر شرمندگی چھائی تھی۔ ناراضگی کا احساس بھی تکبیر نے کسی سہیلی کی طرح کیا تھا۔ منہ کا زاویہ تبدیل کرتی وہ گردن موڑ کے اسکی جانب پشت کر گئی۔

جواد محفوظ سا ہوا۔ لبوں پر بے ساختہ ابتسام پھیل گیا۔

"آئی لو یوناں"

بیڈ پر چڑھتے اسکے گلے میں بانہیں ڈالے وہ اپنی جانب بھرپور لاڈ کر رہی تھی۔ معصومانہ انداز میں وہ خوش گفتاری سے کہتی اسکے کاندھے پر جھولے جا رہی تھی۔

"ہٹ جاؤ میرے پاس سے۔۔۔! اب سے نہیں ہوں میں تمہاری بئر"۔ تکبیر نے بے اعتنائی برتی۔ تعبیر اسکی بات سنتے شل ہوئی تھی۔ لب بھیجنے شکوہ کناں نظروں سے جواد کی سمت دیکھا گویا وہ کوئی منت کرے تو بات بن سکتی ہے لیکن وہ بھی کمال مہارت سے شانے اچکا گیا۔

"بیسٹ بیر ان دی ولڈ (ورلڈ)"۔ دلکشی سے مسکراتے اسکے کان کے قریب وہ مدھم سی آواز میں سرگوشی کر رہی تھی۔ سارا وزن تکبیر پر دیئے وہ نیم اسکے اوپر ہی چڑھی ہوئی تھی۔

"میری کتنی بے عزتی کی تم نے۔۔۔! اگر میں ایک بار چکھ لیتی تو کیا ہو جاتا لیکن تم نے مجھے کتنی بری طرح دھتکارا"۔ پیچھے سے اسکے گلابی مائل کلائیوں پر تھامے وہ اپنی گود میں بٹھائے شکوے کر رہی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آئی دونت نو میں نے تیوں ایسا تیا آپتے ساتھ"۔ وہ صاف لفظوں میں اپنی غلطی تسلیم کر گئی تھی جبکہ چہرے پر شرمندگی کے تاثرات تھے۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔! مختصر لفظوں میں تکبیر نے سارا موضوع ہی ختم کر ڈالا۔

"آپ میری ہی میر ہو اور تسی تی بھی نہیں"۔ اسکے گال پر جا بجا بوسے دیتی وہ آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑھے تحکمانہ انداز میں بولی۔ اس وقت واقعی تکبیر کی زبان کو بریک لگی۔

تعبیر اسکی گود سے اتر کے باؤل اسکی جانب لے آئی۔

"یو نو! مین شیر ترتی ہوں"۔ اس نے اپنی صفائی پیش کی۔

جواد جلوہ افروز منظر تکتا سکون بھری سانس خارج کرتا صوفے کی پشت سے سرٹکا گیا۔

اسکی زندگی میں یہ دونوں بہت اہمیت کی حامل تھیں! زندگی کا کل اثاثہ۔۔۔! جو اسکی پریشانیوں اور تھکن کو با آسانی زائل کر دیتی تھیں۔

"بیٹا ٹھنڈی ہو گئی ہے یہ۔۔۔! جانے دوا ب"۔ اسکے ننھے ننھے ہاتھوں کو لبوں سے چھو کے ساتھ اسکے گال پر محبت بھرا لمس چھوڑ کے وہ وہاں سے اٹھ گئی تھی۔

تعبیر اب بھی بے چین سی تھی! جواد کا ہاتھ پکڑے وہ اسے کچن میں لے آئی۔

"نود لز بنائیں"۔ تعبیر دو ٹوک لہجے میں گویا ہوئی۔ اس وقت وہ لاہور میں ہی موجود تھے اور جس فلیٹ میں مقیم تھے وہ رہنے کے قابل تھا اور ہر طرح کی سہولت مہیا تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

بلا آخر وہ نوڈلز بنانا تعبیر کے ہاتھ میں تھا کہ کمرے میں لے آیا۔

"بیر! جسٹ فار یو"۔ آنکھیں پٹیٹاتے وہ باؤل اسکی جانب کئے بہت خوشی سے اسے ٹرائے کرنے کی آفر کر رہی تھی۔ تعبیر کی آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک تھی۔

مطلب واضح تھا وہ اس وقت مطمئن نہیں تھی کہ تبکیر نے درحقیقت اسے معاف کر دیا ہے۔

وہ دونوں ماں بیٹیاں کم سہیلیاں اور بہنیں لگتی ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے جتنے لاڈ جس طرح اٹھاتی تھیں گمان سہیلیوں کا ہی گزرتا تھا۔

جواد مبہم سا مسکراتے پھر سے اپنے کام میں مشغول ہوا۔

"پیاری میں تم سے ناراض نہیں تھی"۔ اسے کلائی سے کھینچتے تبکیر نے اپنے قریب کیا۔

نوڈلز چوپ اسٹیک میں لپیٹے پھونک مار کے اسکے منہ میں ڈالا اور پھر مسکراتے ہوئے خود نے جواد کی بنائی گی نوڈلز کا ذائقہ چکھا۔

چکھتے ساتھ ہی بے ساختہ اس نے تعریف کی تھی۔

تعبیر اور باؤل تھامے وہ جواد کے پہلو میں بیٹھی۔

"تم کتنے اچھے کُوک ہو"۔ کاندھے سے کاندھا مارے وہ پر جوش سی ہوئی۔

"تبکیر وہ بیٹی ہے آپکی! کتنے خمرے دکھاتی ہیں آپ تعبیر کو"۔ اسکے یہی کہنے کی دیر تھی تبکیر نے قہر برساتی

نظروں سے گھورا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ماں بیٹی کے معاملے میں نہیں پڑو"۔ اس نے واضح لفظوں میں تنبیہ کی۔

"بنائی میں نے"۔ جواد نے جبراً مسکراتے باور کروایا تھا۔

"ممنون ہوں تمہاری"۔ شائستگی سے ادا کیا اور جواد کو اشارہ کرتی وہ باؤل سے نوڈلز ختم کر کے ٹیبل پر رکھ کے تعبیر

کو باہر لاؤنچ میں لے آئی۔

کل رات کی فلائٹ تھی انکی کراچی کی اور تقریباً ساری جگہ تو وہ گھوم چکے تھے۔

"کیا سوچا پھر آپ نے؟" وہ لیپ ٹاپ اٹھائے باہر کی جانب بڑھنے لگا تھا موبائل کی گھنٹی نے خلل پیدا کیا۔ غالباً اسی

کا ہی میسج تھا جس کا وہ منتظر تھا۔

"اپنی پکچر ہی سینڈ کر دیں پھر"۔ فرصت سے لیپ ٹاپ رکھتا وہ آڑھتا ترچھا بہت دلجمعی سے اس کے ساتھ گفت و

شنید میں مشغول ہوا۔

دومنٹ گزرنے کے بعد ہی اس نے خوبصورت سی دوشیزہ کی تصویر بھیجی۔

جواد نے حیرت زدہ سے تصویر کو کی بار دیکھے دل سے تعریف کی۔ وہ تصویر درحقیقت تعریف کے قابل تھی! دل و

دماغ نے جی جان سے اعتراف کیا۔

"آپکے ڈیڈ کو ایک میرڈ مرد سے نکاح کرنے میں کوئی اعتراض نہیں؟؟؟" جواد نے خدشہ ظاہر کیا اور وہ تو جیسے اسی

کی جواب کی منتظر تھی۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ڈیڈ نے نہیں۔ میں نے نکاح کرنا ہے! ڈیڈ کو بھلا کیوں اعتراض ہوگا"۔ اس کی لغو سی بات پر اس نے مسیح کے ساتھ ہنسنے والے کی ایموجی بھیجے۔

"نائس سینس آف ہیومر"۔ سنجیدگی سے مسیح بھیج کے وہ موبائل وہیں پھینکتا تکبیر کے پاس آیا۔  
تکبیر چپس اور بسکٹ کھولے تعبیر کے موبائل میں کارٹون دیکھ رہی تھی جبکہ تعبیر وہ نظریں غیر مرئی نقطے کو گھورے گہری سوچ میں تھی۔

"کس سوچ میں ڈوبی ہیں؟" اسکی قریب سے آتی آواز پر دانستہ چونکی۔  
"تعبیر سے بسکٹ لیکے دونوں"۔ ترچھی نگاہ اپنے پہلو میں بیٹھے جواد پر ڈالتی وہ دھیمے لہجے میں بولی۔  
"بیٹا بے بی لے لیں ایک؟"

جواد کو اجازت لیتے دیکھ وہ خود ہی اپنا کھایا آدھا بسکٹ اسکے منہ میں ڈال گئی۔  
جواد نے ضبط سے مسکراہٹ روکی جبکہ حیرت کی زیادتی سے تکبیر کا منہ کھولا۔  
کتنی دیر سے تعبیر کے اصرار پر وہ بسکٹ پہلے ہی کھا چکی تھی لیکن شروع سے ہی اسکی چیزیں کھانے کی وہ شوقین رہی تھی۔

"بیر کو دے دوں ایک؟" بہت سمنجھل کے اس نے دریافت کیا جس پر وہ خوشی خوشی سر کو جنبش دے گئی۔  
"یہ لیں"۔ بسکٹ اسکی جانب بڑھایا لیکن وہ ماتھے پر ہاتھ مارے برہم سی ہوئی۔  
"چاکلیٹ والا بسکٹ کہہ رہی ہوں"۔ اس نے لفظوں پر زور دیتے جھلس کے اسکے بسکٹ کی جانب اشارہ کیا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تکبیر کریم، چاکلیٹ اور دیگر چیزیں کھا کے آپ موٹی ہو گئی ہیں اور جتنی تیزی سے بغیر سانس لئے آپ گلے سے اتارتی ہیں بہت جلد غبارہ بن جائیں گی۔ گونگی، بہری اور چاہے نابینا ہو لڑکی مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن موٹی لڑکیوں سے مجھے الرجی ہے۔۔۔! جانتی ہیں ناں آپ؟؟"

کہتے ساتھ ہی کریم والا بسکٹ اسکی جانب بڑھایا۔

وہ گہری سنجیدگی میں ڈوبا تھا۔ مزاق کی دور دور تک کوئی رمتق نہیں تھی۔

تکبیر صدمے سے ساکت و جامد بیٹھی رہی۔

"کیا میں موٹی ہو رہی ہوں؟؟؟" بامشکل دریافت کیا۔

"بہت"۔ اسکے ساتھ جواد نے بھی دکھ کا اظہار کیا۔

"کیا واقعی؟؟؟" اس کو یقین کرنا بہت کٹھن لگا۔ جواد نے سر کو آہستگی سے جنبش دی۔

"میری یہ بہت پرانی قمیض ہے! لیکن دیکھو اب بھی کتنی ڈھیلی ہے"۔ قمیض کی پچی ہوئی جگہ پر اپنی انگلیاں رکھتے وہ

مایوسی سے بولی۔

چہرے پر پریشانی، دکھ بیک وقت بہت کچھ عیاں تھا جو کم از کم جواد سے مخفی نہیں تھا۔

"اسکا علم مجھے نہیں لیکن آپ ہو رہی ہیں موٹی اور بہت ہو رہی ہیں"۔ جواد نے فرصت سے اسکے علم میں اضافہ

کیا۔

تکبیر بے حرکت بیٹھی رہی۔ اسے سوچ سوچ کے غش چڑھنے لگے تھے گویا وہ سچ میں موٹی ہو رہی ہے۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سبزین ۲ ملائیکہ خان

"میرے پیچھے تو کتنی ہی لڑکیاں گھوم رہی ہیں! دھیان رکھیں آپ۔"

وہ مغرور مگر سنجیدگی سے کہتے وہاں سے اٹھ گیا تھا۔

تکبیر کا سانس لینا ہی محال ہوا۔ اسکا دل سکیر کے پھیلا۔

آدھا بسکٹ وہیں رکھتی وہ سوگواری سے خود بھی اٹھ بیٹھی۔



صبح کا سورج طلوع ہو چکا تھا۔ بدلتے موسم اور خنکی بھری صبح اپنے اندر ایک خوشگواہیت لئے ابھری تھی۔

پرندوں کی چچھاہٹ بھی اس سہانے موسم میں بہت بھلی لگی تھی۔ زرد سورج کی شعائیں انکے بنگلے پر پڑتی بالکل

مکمل نظارہ پیش کرتی اپنے سحر میں جکڑ لینے کے درپے تھیں۔

وہ تعبیر کو مکمل اپنے حصار میں لئے گہری نیند میں ڈوبا تھا۔

"ہنی۔" جھک کے اسکا گال سہلائے وہ جواد کو بیدار کرنے کے ارادے سے ہی وہیں کھڑی تھی لیکن وہ بھی قسم

کھائے لیٹا تھا کہ بیدار ہونا ہی نہیں ہے۔

وہ لوگ کل رات ہی کراچی پہنچے تھے مگر جب سے جواد نے اس پر موٹی ہو جانے کا خدشہ کیا تھا وہ تبھی سے پروپر

ڈائٹ نہیں لے رہی تھی۔

"اٹھ بھی جاؤ۔" پوری قوت سے اسکا بازو جھنجھوڑے وہ تلملا کے بولی۔

"تکبیر اتنا تھک گیا ہوں میں اور جیم جانے کا فحال میرا کوئی ارادہ نہیں ہیں! لیکن آپ اٹھائیوں رہی ہیں؟؟"

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تعبیر کو دھیان سے خود سے الگ کر کے وہ نیند کے خمار میں ڈوبی پلکیں وا کرتا تشویش زدہ سا بولا۔  
"اٹھو تو ناں یار پھر ہی بتاؤنگی۔"

آواز بلند کرنے کے ساتھ وہ موبائل چار جنگ سے ہٹائے پھر سے اسکی جانب آئی۔

"اچھا اٹھائیں۔" آنکھیں کھولتے ہی اس نے ایک ہاتھ تکبیر کی سمت کیا۔

"میں ہاتھ پکڑ کے اٹھاؤنگی تو خود ہی تم پر گر جاؤنگی۔" تکبیر نے منہ کے زاویے تبدیل کئے۔

"بھاری بھی بہت ہیں کیونکہ موٹی جوہور ہی ہیں۔" اس نے اب بھی یہ کہنے کا ناغہ نہیں کیا تھا۔

تکبیر کو اسکی باتیں زہر سے بھی زیادہ بری لگیں۔

دونوں ہاتھ سے اسکا ہاتھ کھینچتی وہ آدمی تو اس پر ہی گرنے لگی تھی لیکن کامیاب اب بھی نہیں ٹھہری تھی۔ بحر حال وہ خود ہی اٹھ گیا تھا۔

جواد مسکرایا مگر اسکی تیاری کا سر تا پیر جائزہ لیتا تعجب سے دیکھنے لگا۔

"کہاں جانے کی تیاری ہے میڈم؟؟"

"جیم جائیں گے کیونکہ اسوقت جیم کا ہی وقت ہے! جلدی سے اٹھ جاؤ۔ میں تو نماز پڑھنے کے بعد سے جاگ رہی

ہوں۔"

تکبیر کے لب و لہجے پر جواد گنگ سا اسے دیکھنے لگا لیکن بات سمجھ آتے ہی تمسخرانہ انداز میں ہنسا۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں لیٹ ہوگی ہوں۔۔۔! آنا چاہتے ہو مرضی تمہاری لیکن میں زبردستی تمہیں لئے بغیر نہیں جاؤنگی۔" تحمکانہ انداز میں حکم دیتے وہ مصنوعی مسکراتے ہوئے اسکے سامنے رکھے عین صوفے پر بیٹھ گئی۔

جواد نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا جبکہ اسکے دیکھنے کے انداز پر تکبیر گڑ بڑا گئی۔

اس وقت گھڑی ساڑھے نو کا ہندسہ بج رہی تھی اور وہ خود بھی نماز پڑھنے کے بعد سے ہی سکون سے سویا تھا لیکن تکبیر کی ضد کے آگے اسے ناچار جانا تھا یہ بات تو طے تھی۔

کسی صورت بھی وہ نہ خود جانا چاہتا تھا اور نہ اسے بھیجنے کا خواہشمند تھا کیونکہ وہ خود بھی تھکی ہوئی تھی اور جیم جانے کے جانے کے لئے بضد تھی۔

"میرے بازو میں بہت پین ہے تکبیر! کل چلیں گے۔"

تکبیر کی رنگت متغیر ہوئی۔

"ٹھیک ہے سوتے رہو! جارہی ہوں میں۔" وہ جانے لگی تھی۔ جواد ایک ہی جست سے اٹھتا اسکی کلائی تھام گیا۔

اسکے تاثرات بہت عجیب تھے! تکبیر نے بغور جائزہ لیا۔

"آپ موٹی نہ ہوں صرف اس لئے جارہا ہوں۔" گال تھپتھپاتے وہ دل جلی مسکراہٹ لبوں پر لئے فریش ہونے چلا گیا تھا۔

تکبیر نے بددلی سے ریحانہ بیگم کو کال ملائی۔ اس وقت تک وہ بھی معمول کے مطابق اٹھ جاتی تھیں۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کچھ وقت خیر خیریت دریافت کرنے کے نظر ہوا جبکہ تکبیر نے پریشان دل سے آخر وہ بات پوچھ ہی لی تھی جو کب سے اسکے قلب کے گوشے میں جگہ بنائے اسے حقیقتاً سے مضطرب کر رہی تھی۔

"امی میرے کپڑوں کا کیا ناپ تھا پہلے؟"

ریحانہ بیگم کو اسکی حالت پر شبہ گزرا۔ انہوں نے وہی ناپ بتایا تھا جو پہلے اور اب سے موازنہ کریں تو دو، تین انچ کا ہی فرق آیا تھا۔

"امی یہ تو بہت بڑھ گیا ہے۔" اس نے دہلتے دل سے انہیں آگاہ کیا۔

"تکبیر نیند میں ہو کیا؟ اتنا بھی نہیں بڑھے گا تو کیا چونٹی بننے کا ارادہ ہے؟ میرا بچہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ تم اصل بات بتاؤ کونسی ایسی بات پریشان کر رہی ہے کپڑے اور ناپ کے متعلق؟" وہ نرم مگر محبت بھرے لہجے میں گویا ہوئیں

تکبیر کو کچھ ڈھارس بندھی۔

"مجھے لگ رہا ہے میں موٹی ہو رہی ہوں! میرا وزن بھی بہت ہے اور میرے کچھ دن میں ڈبل چین بھی ہو جائیں گے اسکے بعد مجھے سہارہ دیکے لوگ کھڑا کریں گے اور مجھ سے رکشے میں بھی نہیں بیٹھا جائے گا۔" کہتے کہتے ہی اسکا لہجہ گلوگیر ہوا۔

ریحانہ بیگم کی بدحواسی سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اسے موٹی کہہ کے وہ موٹی کی تذلیل نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

"کس نے کہہ دیا ہے؟" گہرہ سانس خارج کرتیں وہ صرف اسکے دلا سے کے لئے پوچھ بیٹھیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"سب"۔ یک لفظی جواب دیا مگر دانستہ طور پر وہ جواد کا نام مخفی کر گئی۔

وہ فریش ہو کے نکلا ہی تھا۔ تکبیر ڈھکے چھپے لفظوں میں ان سے بات چیت کرنے کے بعد رابطہ منقطع کر گئی۔



جیم جانے کے بعد اس نے جو ڈرامے کئے تھے یہ بات تو طے تھی وہ ساری زندگی نہیں بھولنے والا ہے۔ اتنے سست اور نیند سے ڈوبی آنکھوں کو بند کئے وہ کثرت نہ کرنے کے برابر ہی کر رہی تھی اور چند گھنٹے ہی ٹوٹی پھوٹی کثرت کے بعد اس نے خود سے ہی دو تین دن کا بریک لے لیا تھا۔

"اب نہیں آؤنگا آپکے ساتھ"۔ گاڑی کا دروازہ بند کرتے اس نے تکبیر کو زچ کرنا چاہا۔

"پھر میں علی کے ساتھ آؤنگی"۔ اس نے کار سے ٹیک لگایا۔

"بالکل! بھائیوں پر بہنوں کی ذمہ داری فرض ہے۔ اور علی کے ساتھ ہی جائیے گا بہت تحفظ میں رہیں گی اور محرم ساتھ ہو گا تو کیا خوب بات ہے"۔ اسکی بات سنتے ہی وہ جل بھن سی گئی۔

"زیادہ نہیں بولو! چلو بھوک لگ رہی ہے مجھے"۔

عجلت میں قدم اٹھاتی وہ اسکی سنے بغیر ہی لاؤنچ میں داخل ہوئی۔

فاروق صاحب اور فرحت آپاکی آنکھوں میں خوشگواہیت چھائی۔

"سورج کہاں سے نکلا ہے؟" انہوں نے چھیڑ چھاڑ کرتے استفسار کیا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"انکل سمجھالیں اپنی بیگم کو"۔ فاروق صاحب کو بیچ میں گھسیٹتی وہ شانے اچکائے ہاتھ دھوئے اپنی نشست پر جا بیٹھی۔

"بیٹا حیرت در حیرت تو مجھے بھی ہے"۔ بے ساختہ وہ بھی ہنس پڑے۔  
فرحت آپا نے اسکے کان کھینچے۔

"ادھر آؤ۔! بہت زبان چل رہی ہے تمہاری، شریر لڑکی"۔ وہ قطیعت بھرے لہجے میں کہتیں تکبیر کو مسکرانے پر مجبور کر گئیں۔ جواد سلام دعا کرتا فریش ہونے چلا گیا تھا جبکہ تکبیر نے اسکی بھی زحمت نہیں کی تھی۔  
بنا کوئی دوسری بات سوچے وہ ناشتے پر ٹوٹ پڑی تھی۔ جواد تاسف سے اسے دیکھتے ہی سر جھٹک گیا۔ ڈائمنگ اور کثرت کرنا اس کے بس سے بہت باہر کی چیزیں تھیں۔

فرحت آپا کے ساتھ دنیا جہاں کی باتیں کئے وہ اپنی دھن میں مست تھی جبکہ لاؤنج میں ہی جواد فاروق صاحب کے ساتھ بیٹھا کچھ میلز کے متعلق محو گفتگو تھا۔

گیارہ بجے کے قریب تکبیر انکے پاس سے اٹھتی ریشم کے پاس چلی آئی جو برتن دھونے کے ساتھ اپنی آواز کا سر بھی بکھیر رہی تھی۔

"ریشم میں تھوڑی دیر سونے جا رہی ہوں اور بالکل جاہلوں کی طرح مت اٹھانے آ جانا"۔

آغاز میں لسان میں حلاوت پیدا کرتی وہ آخر میں پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"تو باجی آپ سوتی ہی اتنی ڈھیٹوں کی طرح ہیں"۔ ریشم کو کہنے میں کوئی قباحہ محسوس نہیں ہوئی تھی۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم نے مجھے ڈھیٹ کہا۔" وہ آنکھیں چھوٹی کئے پوچھنے لگی تھی۔

"بتا رہی ہیں یا پوچھ رہی ہیں؟" ریشم بھی دو بدو بولی۔

"بس بحث نہیں کرو! آرام سے اٹھانا مجھے۔" اسے حکم دیتی وہ کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ ریشم اور اسکے درمیان بہت دوستانہ تعلقات تھے۔ دونوں سہیلیاں ہی لگتی تھیں لیکن ریشم اس سے تنہائی میں ہی بے تکلفی سے بات کرتی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے سر جھٹک کے اپنے کام میں مصروف ہو گئی جبکہ جواد فاروق صاحب کے ساتھ کسی اہم کام کے سلسلے میں باہر گیا تھا جبکہ فرحت آپاڑوس میں گی ہوئی تھیں۔



رات میں کھانے سے فارغ ہونے کے باوجود وہ چاکلیٹ کیک لیکے آیا تھا۔ تکبیر تو گہری سوچ میں الجھی ہوئی تھی۔ صبح ناشتہ کرنے کے بعد اس نے کچھ کھایا نہیں تھا اور چاکلیٹ کیک کو منع کرنا کسی اچھی چیز کو دھتکار دینے کے مترادف تھا۔

"کھاؤں یا نہیں؟" خود سے ہی بڑبڑائی تھی مگر اسکی آواز تعبیر اور جواد سن چکے تھے۔ تعبیر دبی آواز میں ہنسی مگر وہ یہ بھی نہ کر سکا۔

"ایسا کرتی ہوں کھا لیتی ہوں! ہاں سہی ہے میں کھاؤں گی۔"

ایک عزم سے کہتی وہ جواد کے ہاتھ سے کانٹا چھین کے خود جلدی جلدی کیک کاٹتے کھانے لگی تھی۔ جواد نے مسکین شکل بنائی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کل سے ڈائٹنگ کرونگی"۔ کھانے کے دوران وہ بامشکل ہی بولی تھی جبکہ تعبیر اور جواد دنگ ہوتے اسے ہی تک رہے تھے۔

تکبیر ڈائٹنگ کرے گی! ایسا کوئی دن آنا ہی نہیں تھا۔



"یہ تمہیں کیوں کال کر رہا ہے؟" حسن کا نمبر اسکے موبائل میں جگمگا رہا تھا۔ شاہ رخ نے تنک کے استفسار کیا۔

"ظاہر ہے میری یاد آرہی ہوگی اسے"۔ ناک سے مکھی اڑاتے بے نیازی برتنی وہ ڈھٹائی سے بولی۔

"جا کے آئیے میں اپنے چڑیلوں جیسا حسن اور پچھل پیری جیسے نقوش پر نظر ثانی کریں! جائیں جائیں"۔ شاہ رخ اسکی بات پر استہزاء سے ہنسا۔ صفا کو لگا اسے سننے میں کچھ مخالطہ ہوا ہو لیکن وہ شاہ رخ تھا۔ اس سے ہر چیز کی توقع کی جاسکتی تھی۔

"تم یہ خود کیوں نہیں کر لیتے! ورنہ پاگل تو تم ہو رہے تھے میرے پیچھے۔ کرواؤں یاد؟" وہ آتش فشاں بنتی دانت پیس کے بولی۔

"خوش فہمی"۔ اس نے کہتے ہی سر جھٹکا۔

"پاگل تھا یہ حسن میرے پیچھے! اور میں نے بھی نہ جانے کیوں تم سے شادی کر کے اپنی قسمت پھوڑی"۔

آئیے کے سامنے کھڑی وہ دانت کچکچائے اپنا غبار نکال رہی تھی۔ بہت جھلاہٹ تھی اسکے انداز میں! شاہ رخ مسکراہٹ دبا گیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شاہ رخ اپنی شخصیت کے مقابلے میں بہت رنگین مزاج تھا جبکہ صفا بہت تند طبیعت کی تھی۔  
"یہ تو پہلے سوچنا چاہیے تھا بیگم آپکو! خوا مخواہ گھر والوں سے منت سماجت کرنے لگی تھیں آپ۔ شادی کرونگی تو بس شاہ رخ سے۔"

اسکا انداز بہت چلبلا سا تھا۔ لبوں پر بھسم کر دینے والی مسکراہٹ تھی۔ بیڈ کی پشت سے سر ٹکائے وہ دود بولا۔  
"ہاں وہ تو۔۔۔ وہ تو تکبیر نے ضد کی تھی تو میں نے کر کر لی تھی! ورنہ تم میں ایسا کچھ خاص نہیں۔"  
صاف گوئی سے جھوٹ کہنے پر آواز کے ساتھ زبان بھی لڑکھڑاگی تھی۔  
موبائل کی گھنٹی دوسری بار بند ہونے کے بعد تیسری مرتبہ بج رہی تھی۔ شاہ کی غصے سے رگیں تنی تھیں لیکن مخفی کر گیا۔

"کون بحث کرے گا آپ سے۔" اس نے گویا ملامت کی۔  
"تو کیا میں اٹھالوں فون؟" اس نے ناچاہتے ہوئے بھی دھڑکتے دل سے اجازت طلب کی۔  
"میرا کیا ہے! خود کی ہی انسلٹ ہوگی۔ وہ تو یہی کہے گا اچھا ہے صفانامی بلا مجھ سے دور ہوئی اور حقیقت میں دیکھیں تو وہ میرا شکریہ ادا کرنے کو کال کر رہا ہے تاکہ مجھے کہہ سکے! شکر ہے میں نے اسکی جان چھڑوا دی آپ سے شادی کر کے۔ آیا تھا میرے پاس۔ اتنی برائی کر رہا تھا آپکی، توبہ توبہ۔"  
شاہ رخ نے کانوں کو ہاتھوں سے چھوا۔ صفا غصے کی تمازت سے سرخ چہرہ لئے برش اسکی جانب پھینکتے واشروم میں بند ہو گئی۔ صد شکر تھا وہ کچھ پکڑ چکا تھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ان لوگوں نے ہوٹل میں قیام کیا تھا سوائے ایک کمرے کے کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں وہ اکیلے جاسکے۔  
دھواں دھواں چہرے لئے وہ سخت سے سخت واشروم میں بڑبڑائی رہی تھی۔ شاہ رخ نے سرد سپاٹ تاثرات لئے  
کال ریسیو کی۔

"دوست نہیں ہے تمہاری! اب بیوی ہے میری۔ آئندہ اگر غلطی سے بھی کال کی تو انجام کا ذمہ دار تو خود ہوگا۔"  
جارحانہ انداز میں پھنکار تے وہ اپنی سنا کے کال بند کر گیا اور ساتھ نمبر بھی بلاک لسٹ میں ڈال دیا تھا۔  
بیس منٹ گزر چکے تھے! شاہ رخ نے بلا آخر تھک ہار کے دروازہ پیٹا۔  
"صفابی بی! رہنے کی جگہ نہیں ہے وہ۔ باہر تشریف لے آئیں۔"

اسکی شوخی بھری آواز صفا کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتی شاہ رخ کو نظر انداز کئے واشروم  
سے نکل گئی تھی جبکہ بروقت اس نے اسکی کلائی پر دباؤ ڈالا۔  
"آئندہ غیر مرد کا نام نہیں سنوں آپکے منہ سے! مائنڈاٹ، وانٹی۔"

اسکے گال پر چٹکی کاٹتے وہ بہت کچھ باور کرواتا ٹھہرے اور پر سکون لہجے میں بولا۔  
"میں یہ سب باتیں سننے کا عادی نہیں ہوں۔" کلائی پر لمس چھوڑ کے وہ اسے حقیقت سے روشناس کروا رہا تھا صفا  
نے سینے پر دباؤ ڈالتے اسے دور کیا۔

"ڈونٹ ٹوک ٹومی" (مجھ سے بات نہیں کرو) صفا نے سخت برہمی سے اسے دور دھکیلا۔  
"زیادہ رعب مت جھاڑا کرو۔" وہ درشت لہجے میں مزید پھنکاری۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیا ہو گیا ہے؟ اتنی ہائپر کیوں ہو رہی ہو؟؟؟ پیچھے سے اسے حصار میں لیتا وہ عام سے لہجے میں استفسار کرنے لگا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"ہٹ جاؤ پیچھے"۔ منہ بسورے وہ چڑکے بولی۔

"اچھا آئی لو یو"۔ شاہ رخ نے احسان جتانے والے انداز میں اس طرح کہا گویا وہ یہی سننا چاہتی ہو۔

"بٹ آئی ریٹلی ہیٹ یو"۔ اس نے بھی دو بد و جواب دیا۔

"آئی لو یو ٹو"۔ جابجا گال پر بوسہ دیتے وہ اسے سلگا کے عجلت میں ہی بیڈ پر دراز ہوا۔ پیچھے وہ بہت بہت کچھ بڑبڑا رہی تھی جو شاہ رخ بہت مزے سے سن رہا تھا۔



رات تعبیر کے سونے کے بعد وہ جواد کے پاس اضطرابی کیفیت لئے اسکے پہلو میں بیٹھی۔ سب کچھ کھانے کے بعد اب پچھتاوانے دل و دماغ میں ڈیرا جمایا تو وہ خود کو کوستی آخر کار اپنے مسئلے کا حل تلاشنے جواد کے پاس چلی آئی۔ "مجھ سے ڈائمنگ نہیں ہو رہی"۔ اسکا لہجہ رندھ گیا تھا۔ وہ مزید کچھ کہتا تو عین ممکن تھا وہ پریشانی سے رونے لگتی۔ "نہیں کریں پھر"۔ موبائل میں مصروف ہوتا وہ سر سری انداز میں بولا۔

"لیکن میں موٹی ہو رہی ہوں"۔ اس نے جیسے دوبارہ یاد دلایا۔ جواد نے کچھ سوچ کے سر ہلایا مگر بولا کچھ نہیں۔ "میں کیا کرونگی اب؟؟؟ اسکے شانے پر سر رکھتی وہ لب کاٹتے سوال کرنے لگی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کچھ نہیں کریں! ہوتی ہیں تو ہونے دیں۔ موٹی لڑکیاں بھی اللہ کی ہی مخلوق ہیں۔ کوئی اچھوت شے تو نہیں"۔ اس نے بنا نظریں ملائے تفصیل پیش کی۔

"تمہیں تو موٹی لڑکیوں سے الرجی ہے ناں"۔ اس نے متانت سے جواد کے کہے لفظ دہرائے۔

"میں موٹی بھدھی ہو جاؤنگی لوگ تم پر ترس کھائیں گے! اتنے حسین آدمی کو کیسی عجیب سی بیوی ملی ہے۔ میرا موٹاپا بڑھ جائے گا تو وزن سمنبھالا نہیں جائے گا۔ طرح طرح کی بیماریاں لگ جائیں گی! اسکے بعد بیماریاں مجھے اپنے قبضے میں لے لیں گی تو میں جلد مر جاؤنگی اور پھر تم سے بچھڑ جاؤنگی۔

میں اتنی جلدی تم سے بچھڑنا نہیں چاہتی۔ جدائی موت سے زیادہ سخت ہے! اور پھر بچھڑے ہوئے یا جدا ہوئے واپس نہیں ملتے! روزِ محشر اعمال کی بنیاد پر جنت دوزخ میں ہم لوگ جائیں گے! وہاں بھی اگر تم مجھے نہیں ملے تو میں کیسے رہوں گی؟

میں بیٹھا نہیں کھا سکوں گی اور چاکلیٹ میرے لیے ترک کرنا ایسا ہے جیسے قیمتی شے خود سے دور کرنا۔ میں کبھی رکشے میں نہیں بیٹھ سکوں گی! لوگ مجھے آلو، موٹی، ڈھول، ہتھنی، کدو کہہ کے چڑائیں گے۔ سارہ اور باقی سب مجھے دیکھ کے ہنسیں گے! میں تو برباد ہو گئی"۔

وہ اسکے سینے میں منہ چھپائے سسکنے لگی تھی۔ اس نے اپنی زندگی کی ان بڑی پریشانیوں میں جواد کو رازدار بنایا تھا۔ بنا آواز آہستگی سے نین کٹوروں سے نمکین پانی بہاتی وہ انتہائی رنجیدہ تھی۔ جواد نے اسکا سراٹھانا چاہا تھا لیکن وہ ہنوز ویسے ہی روتی رہی۔

# میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تکبیر! میری جان"

اس نے ڈھیروں شدت لئے تکبیر کو اپنی بھاری اور گھبیر آواز میں پکارا۔

"مجھ سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ میری لیس، میری بٹی، کو کو مو، ڈیری ملک! سب ضائع جائیں گی۔ میں کچھ بھی نہیں کھاسکوں گی"۔ اس سے پہلے وہ صدمے سے کوچ کر جاتی جو ادنے خود سے الگ کرتے اسکا بغور جائزہ لیا۔ وہ نظریں نہیں اٹھا رہی تھیں اور وہ مزاق کر کے ہی پھنس گیا تھا۔

جواد نے سرسری طور پر اسے یونہی کہہ دیا تھا مگر وہ اس حد تک سنجیدہ ہوگی! یہ اس نے کسی طور نہیں سوچا تھا۔ "میں آپ کی رکشے میں بیٹھنے میں مدد کروں گا۔ بہت سارے وزن صرف آپ اکیلے نہیں میں بھی اٹھاؤں گا۔ کوئی ہنس کے دکھائے آپ پر! دوبارہ کبھی مسکرا بھی نہیں سکے گا اور رہی بات آپ کی بنٹیر اور چاکلیٹ کی تو قیمتی چیز کو سینے سے لگا کے رکھتے ہیں۔ نہیں ترک کریں، جی بھر کے انصاف کریں اپنی چیزوں کے ساتھ اور میں بارہا کہہ چکا ہوں۔ جیسی ہیں ناں آپ بالکل ویسی ہی پسند ہوں! بنا کوئی رد و بدل کئے۔ آپ موٹی ہوں یا دبلی۔ ہر صورت قابل قبول ہیں۔ میں کتنی بار سمجھا چکا ہوں۔ مرنے مرنے کی باتیں نہیں کیا کریں! آپ افیت میں مبتلا کرتی ہیں مجھے۔ میں اپنی جانب ٹوٹی پھوٹی عبادت سے اللہ کو خود سے راضی کرنے کی کوشش کرتا ہوں ناں اور دعا یہی ہوتی ہے ہم مرنے کے بعد بھی نہیں بچھڑیں۔ آخرت میں بھی ہمارا ساتھ دائر رہے۔ میری یہی خواہش ہے اور کچھ نہیں"۔ دھیرے دھیرے سے اسکے آنسو صاف کرتا وہ اسکی آنکھوں پر لب رکھتا متعبر کر گیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسکے لہجے کی خماری اور مخمور نگاہوں سے تکبیر خائف ہوئی تھی اور چہرے پر اسکی چاہت اور دھنک کے رنگ پورے وثوق سے چھائے تھے۔

ان قوس و قزح جیسے رنگوں کا وہ عاشق تھا۔ فدا تھا اسکی ہر دل لبھاتی اداؤں سے۔

"میں نے اپنی جانب ایک مزاق کیا تھا حالانکہ میں سراسر لاعلم تھا اس خادم سے ایسا بھی گناہ سرزد ہو سکتا ہے کہ ایک پری پیکر دل پر روگ لگائے یوں آنسوؤں کو بے مول کر کے میری محبت کی تذلیل کرے! اس بے ضرر انسان کا قلب بہت کمزور ہے۔ یوں رو کے کند چھری سے ذبح نہیں کیا کریں ورنہ میں تو کہیں کا نہیں رہوں گا۔"

تکبیر فلوقت کچھ نہیں کہہ سکی۔ اسکے لہجے کی پرتاثری اور نگاہوں سے جزبہ ہوتی وہ نظریں چراگئی۔ دل کی دھڑکنوں میں انتشار سا برپا ہوا۔

جو اد خفیف سا کھسک کے اسکے قریب ہوا۔ وہ اسکی تیز ہوتی سانسوں کو سنتا گھبیرتا مسکرایا۔

"میں تو اسیرِ جاناں ہوں

اس نازنین کے ہمراہ شبِ کمند کا

اسکی نگہِ ناز کا میں شہیدِ ناز ہوں

کہ وہ اپسرا کی مانند ہے

دلوں پر راج کرنے والی

اس قلب کو بے بس کرنے لگی

Page 544 of 545



# قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کائنات کی وسعتوں سے نابلد شخص

جب اس نو بہار کی زر گھس مخمور اور ساغر جیسی آنکھوں میں ڈوبا تو یہ انکشاف ہوا

یہ نشے کے لئے بہترین شے ہے

آنکھوں آنکھوں سے مے گساری کا عمل ٹھہر جائے، رک جائے تو سب کچھ غیر مستعمل ہے

اے قرارِ جاں۔۔۔۔

حسنِ نو خیز کی دلبرانہ ادائیں

مجھے مدہوش کرتی ہیں

اسکی کھٹکھٹتی ہوئی ہنسی

کسی بنجر زمین کو زرخیز کرتی ہے

جانِ مدعا۔۔۔

ان لبوں کی ابتسام تم سے متوصل ہے

کہ تمہارے اقتراب سے میری قیاس آرائیوں پر مہر لگی

کچھ لمس بھی جان ڈالتے ہیں! بخدا میں حیران ہوں۔۔۔

تم اس بندہ ناچیز کے لئے ہمہ خانہ آفتاب ہو

من مہنی سی صورت دل کو میکا کی انداز میں جکڑ کر لیتی ہے

Page 545 of 546

# میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تم بس میں کر کے بھی کتنا بے بس کر دیتی ہو!

اس ماہِ کامل کو لفظوں کے ذریعے اتارنے پر بھی اس رخِ جمال کا قرضِ ادا نہ ہوگا  
کہ ان آنکھوں کی تابناکی تم سے متوصل ہے

تم میری متاعِ حیات ہو۔۔۔۔

میرے لئے ایک مفرحِ قلب ہوں!

آسان لفظوں میں دل کے جذبے دروں سے آگاہ کروں تو۔۔۔۔

وہ دوا جو دل کو تقویت بخشتے۔

اے گلِ چمن۔۔۔۔

تمہاری آواز جسم میں جان ڈالتی ہے

اک سرسری نگاہِ دل کو مسرور کرتی ہے

تمہارا عشوہ انداز اور شبو سانسیں

مجھے بہکنے کے بعد بھی نہیں سنبھلنے دیتیں

اے گلِ برگ۔۔۔۔

ان کا کل شبِ گوں کی دلکشی اور تمہارے حسن کی تعریف کرنے کے لئے مجھے تمہاری قربت درکار ہے

گویا میں جذبات کی حدت اور اس روئے تاباں پر یہ دعویٰ کر سکوں!

Page 546 of 547

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم سب سے خوبصورت ہو، بے حد حسین ہو۔"

حلاوت لہجہ کسی مقناطیس کی طرح مجھے اپنی اور کھینچتا ہے

تمہارا وجود کسی طلسم کی مانند ہے !

تمہاری معصومیت و مسکراہٹ پر پوری خلقت فدا ہے

سیاہ کالج سی آنکھوں پر سورج کی شعائیں جب پڑھتی ہیں !

اس درجہ مجھے انکشاف ہوا،

انہوں نے آدھی کائنات کا حسن سمولیا۔

چہرے کے ہالے میں آنچل لپیٹے !

وہ کسی غزل کا موضوع ہے

تیکھے نین نقوش اور رہن سہن۔۔۔

کسی شاعر کے شعر کی ترجمانی کرتے محسوس ہوتے ہیں

کمر پر جھولتے کاگل اور طرہ کاگل

اسکے حسن کا گل اناشہ ہیں  
READERS CHOICE

وہ نٹ کھٹ سی ہے ! اپنی دنیا میں جینے والی

زیادہ جھلی اور کم سمجھدار ہے

Page 547 of 548

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ کھلے آسمان کو تکتے مسکراتی ہے

مجھے گمان گزرتا ہے مجمع النجوم میں ایک ستارہ مسکرایا ہو

وہ دلفریب خواب بنتی ہے!

اور ہاں خیالوں میں جیتی ہے۔

اسکی ہنسی کی کھنک پر مسحوریت رقص کرتی ہے

وہ خفاسی بھی من کے قریب لگتی ہے

اسکی آواز سحر پھونکتی ہے وہ بہترین ساحرہ ہے!

اسکا بولنا بلاشبہ میرے من کو بھاتا ہے!

وہ انعامِ زیست ہے۔۔

ضربہ قلب ہے!

سب کچھ اس سے ملحقہ ہے

وہ جُزلا نینک ہے۔۔۔

READERS CHOICE "ایسا حصہ جو الگ نہ ہو سکے"

از قلم۔۔۔ "ملائیکہ خان"

تکبیر نے پلک تک نہیں جھپکائی تھی۔ یہ وہ واحد اسکے وہ جذبات تھے جس کو اس نے پہلی بار آشکار کیا تھا۔

Page 548 of 549



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

گہری ہوتی شب گوں میں وہ آس پاس کی طلسماتی فضا میں تکبیر کو اپنے قبضے میں لیکے کسی پرستان کے شیش محل میں اپنی ہمراہی میں لیتا فرار کی ساری راہیں مسترد کر گیا۔

اس دیوانے کی محبت کی شدت کا اندازہ وہ لگانا بھی چاہتی تو نہیں لگاتی۔

زیادہ دیر تو کیا کچھ پل بھی اسکی آنکھوں میں نہیں جھانک سکی۔

جواد چشم شوق پر سر خم کرتا اسے تکیے جا رہا تھا جو نجل سی ہوئی تھی۔

وہ اسکی روح تک کھینچ لینے کے درپے تھا۔ بڑی مہارت سے اس نے کانچ کی گڑیا کی مانند خود سے لگائے اتنی احتیاط برتی تھی گویا وہ گر کے ٹوٹ نہ جائے۔

تکبیر کی دھڑکنیں الگ ہی تال پر دھڑک رہی تھیں۔

جواد اسے خود سے قریب کرتا زلف سر ہو گیا تھا۔

گیسوئے عنبریں کی مہک اسے مدہوش کر رہی تھیں۔ نگاہوں میں خفیف سی خماری چھلکی تھی۔ دل کی پکار پر لبیک کہتے اس نے گلال عارضوں پر محبت بھرا لمس چھوڑا اور کتنی ہی دیر تک اسکی معطر ہوتی سانسوں کو خود میں اتارتا اسکے چہرے کو مزید دیکھتا سرگشتہ سا ہوا۔

تکبیر کی کانوں کی لوائیں تک سرخ تھیں اور چہرہ اسکی قربت اور والہانہ چاہت سے گلنار ہوتا جواد کو مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔

اسکی تشنگی کم ہونے کے باوجود مزید بڑھ گئی تھیں۔

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اس حلال نشے کا وہ متوالا تھا۔

تکبیر لبوں پر کفل لگائے نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔ وہ سوچ کے گھوڑے دوڑائے ناکام ہوئی تھی لیکن فرار کی کوئی راہیں اسے دور تک دکھائی نہیں دیں تھیں۔

جواد کی حسنِ نظر سے وہ انگشتِ بدنداں ہوئی تھی۔ کتنی ہی دیر گزر گئی تھی آخر کو اس نے لبوں کو داکیا۔  
"مجھے ایسے نہیں دیکھو پلینز"۔ بہت کمزور لہجے میں تکبیر نے مزاحمت کی۔

جواد پر شوخ سا ہوا۔

"جذبات سے نا آشنا ہو کے بیٹھی ہیں! کیا عمل سے بھی واقفیت نہیں ہو سکتی"۔

اسکا لہجہ ذو معنی تھا اور بے باک نگاہیں تکبیر کو اپنے گل اندام کے آر پار محسوس ہو رہی تھیں۔

جواد کا دل بغاوت پر اترنے لگا تھا۔

نظریں اب بھی اسکے حسنِ ملیح چہرے سے ہٹنے سے انکاری تھیں جبکہ تکبیر دھڑکنیں اعتدال پر لانے کے جتن کرتی بے ساختہ ہی اسکے سینے میں منہ چھپائی۔

جواد کا مبہم سا قہقہہ سکوت بھرے ماحول میں خوشگوار بیت اور جلتی رنگ بکھیر گیا۔

شب دیجور میں وہ اور اسکا محبوب۔۔۔۔

بھلا اس سے بہتر بھی اور کیا خواہش ہو سکتی ہے۔۔۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیا میں آپ سے اور آپکے ڈیڈ سے مل سکتا ہوں؟؟؟" جواد سکون سے پاؤں پھیلائے بیڈ پر اڑھاتر چھالیٹا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا تبکیر اور تعبیر اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھیں۔ جواد کے روز و شب صرف اس لڑکی کی یاد میں گزر جاتے تھے۔ نہ جانے آخر وہ کون ہوگی؟؟ اور اس سے چاہتی کیا ہے؟ ایک تجسس سا تھا جو بڑھتا جا رہا تھا اور بات جہاں تک اس اجنبی لڑکی کی تھی وہ بہت پہنچ والی تھی اور اسی بات کا اندازہ وہ بخوبی لگا بھی چکا تھا۔

تقریباً نئے گھر میں وہ سب کو جانتی تھی لیکن ڈر اسے صرف تبکیر کا تھا۔ سب کچھ جان لینے کے بعد وہ کیسار د عمل ظاہر کرے گی؟ یہ سوچتے ہی وہ خفیف سا مضطرب ہو جایا کرتا تھا۔ بہت دیر گزر چکی تھی اس لڑکی کی جانب سے کوئی میسج نہیں آیا تھا۔ وہ موبائل رکھتا جانے ہی لگا تھا میسج موبائل اسکرین پر جگمگایا۔

"میں نے پچھلے دنوں ہی اپنے ڈیڈ سے بات کی ہے! وہ دلی رضامندی سے خوش ہیں اس رشتے کے لئے۔ مگر میرا دل پریشان ہو رہا ہے۔" اس نے دھڑکتے دل سے میسج بھیجا۔ جواد کی پیشانی پر تجسس کی کی شکلیں نمودار ہوئیں۔

"کس بات کی پریشانی؟" جواد نے نا سمجھی سے استفسار کیا اور اس کا پیغام پڑھتے ہی وہ حقیقتاً گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔ "میں آپ سے محبت کرتی ہوں اور آپ کی بیٹی سے بھی لیکن آپ کی بیوی کا کیا ہوگا؟ کیا وہ ہماری شادی کے لئے مان جائے گی؟ اور پھر آپ کی بیٹی کیا مجھے ماں سمجھے گی؟ آپ جلد از جلد اس راہ کے کانٹے کو نکالیں کیونکہ میں لڑائی جھگڑوں

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

سے کوسوں دور رہتی ہوں۔ بعد میں شادی کے بعد کوئی فساد برداشت نہیں کرونگی۔ اسکا انداز پریشانی ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ تحکمانہ بھی تھا۔

"تکبیر کبھی نہیں مانیں گی۔" اس نے واضح بات پیش کی جبکہ دوسری جانب اسکے لب مسکرائے۔ ایک بات اسکے ذہن میں گردش کر رہی تھی۔ آخر وہ اپنی بیوی کے متعلق بتا کیوں رہا ہے؟ یا شاید اسکی طاقت سے واقف ہے۔ خودی سے تسلی آمیز لہجے میں خود کو ہی مطمئن کرتی وہ پرسکون سی ہوئی۔

"اور میں کبھی تکبیر کے ساتھ نہیں رہوں گی! اتنی ارزاں تو نہیں جو شادی شدہ مرد سے نکاح بھی کروں۔ اسکی بیٹی بھی سنبھالوں اور سوتن بھی برداشت کروں! نہیں کرکڑ صاحب اتنا نہیں چلنے والا۔" وہ جل بھن کے تنک کے گوی ہوئی۔

"تکبیر سے جان چھڑوانا آسان نہیں ہے۔" اس نے گویا حقیقت سے روشناس کروایا تھا وہ بھونچکا کے رہ گئی۔ "میں ساتھ ہوں آپکے! صرف جان چھڑوانے کا پختہ ارادہ کریں میرے پاس ایک ٹھوس آئیڈیا ہے! آپکی ناگن جیسی بیوی سے پیچھا چھڑوانے کا۔" جو ادنے واقعی اس لڑکی کی ہمت کو داد دی تھی جبکہ دوسری جانب اسی اجنبی لڑکی کے چہرے پر آسودہ سی مسکراہٹ تھی۔

وہ بھی نہ جانے اپنے لئے کس شخص کو منتخب کر بیٹھی تھی۔ گہری سانس خارج کرتی وہ اسکرین کو بنالپک چھپکائے دیکھتی ہی رہ گئی۔ اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ کچھ ثانیے ایسی ہی گزر گئے۔

جو اد کی جانب سے ہنسنے والے ایمو جیز آئے تھے۔



"Hey ! Don't call her nagin. She is lacertilia".

شستہ انگریزی میں اس نے ناگن نہ کہنے کی تنبیہ کی تھی جبکہ لیسر ٹیلیا پڑھتے ہی وہ الجھ سی گئی۔  
جواب بعد میں دینے کا ارادہ کرتی وہ گوگل پر لیسر ٹیلیا کا معنی تلاش کرنے لگی۔ جس کو کم از کم پڑھتے ساتھ ہی وہ  
بدمزہ سی ہوئی۔ ایک مبہم سا قہقہہ بھی گونجتا مگر کہیں نہ کہیں حیرت بھی تھی۔  
لیسر ٹیلیا ایک قسم کی چھپکلی ہے! جس سے جواد نے تکبیر کو تشبیہ دی تھی۔

"Nagin in much better than lacertilia".

جواباً اس نے بھی جواد کے لہجے میں پیغام لکھ کے بھیجا۔  
وہ سر جھٹک کے نظر انداز کر گیا تھا جبکہ تکبیر اسے آواز دیتی اوپر آنے لگی تھی اور وہ کمال مہارت سے ساری چیٹس  
ڈیلیٹ کر کے موبائل کشن کے نیچے چھپائے آنکھیں بند کئے لیٹ گیا۔



"کیا سو گئے ہو جواد؟؟؟ اس کے قریب بیٹھ کے وہ کاندھا جھنجھوڑے استفسار کرنے لگی۔

"نہیں تکبیر"۔ آنکھوں کو داکئے وہ اٹھ بیٹھا تھا۔

"سامعہ مجھے بہت دنوں سے بلا رہی ہے! کیا میں جاؤں؟" اس نے مہذب انداز میں اجازت طلب کی۔

"نہیں جائیں"۔ اس نے صاف لفظوں میں منع کر دیا تھا۔

"جلدی آ جاؤنگی! وہ بہت خفا ہو رہی ہے"۔ اس نے جواد کو منانے کی ادنیٰ سی کوشش کی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"جانتی تو ہیں ابھی ہمیں کہیں جانا ہے۔ آپ بعد میں چلی جائیے گا اس سے آپکی فرینڈ ناراض بھی نہیں ہونگی اور اس ناراضگی سے پیچھے چھڑوانے کا ایک اچھا حل یہی ہے کہ میں تو کہتا ہوں دوستیاں توڑ دیں اپنی"۔ اس نے عام سے لہجے میں عجیب و غریب مشورہ دیا تھا تکبیر ہونقوں کی طرح اسے تکتے لگی۔

"تم بھی میری دوستوں سے جیلس ہونے لگے"؟ تکبیر نے اچھنبے سے سوال کیا۔

"بالکل! سارا قیمتی وقت انہیں دے آتی ہیں"۔ اس نے معصوم سا شکوہ کیا۔

"ارے اللہ"۔ اس نے خفیف سا کھسک کے جواد کے گال کھینچے۔

"میں نے بس ایک ہینڈ بیگ لے لیا ہے۔ یہ گفٹ ٹھیک رہے گا ناں"؟ اس نے تصدیق چاہی تھی۔

"مجھے تو ٹھیک لگا ہے"۔ جواد نے اسکی تائید کی۔

"آئی لو یو! اینڈ آئی مسنگ یو پھر رات میں چلیں گے ڈنر کے لئے"۔ شرارت سے آنکھ کا کوناد باتی وہ اسکے سینے سے

بے اختیار لگی اور پھر گال پے چٹکی کاٹ کے فریش ہونے چلی گئی۔

جواد بے خود سا مسکرایا۔



"چلو ڈراپ کر کے آؤ"۔ مکمل نک سبک سی تیار وہ بیگ اٹھائے تحکمانہ انداز میں بولی۔

جواد نے عمیق نظروں سے اسکا جائزہ لیا۔

"کیا ہوا ہے"؟ تکبیر نے اسے خود کو تکتا پا کے نجل سا پوچھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یہ وقت میرا تھا! جو آپ دینے جا رہی ہیں۔" اس نے معصوم لہجے میں کہا لیکن تکبیر کے لبوں پر مسکراہٹ کھل اٹھی۔

"میں پوری تمہاری اور اسکا ایک ایک سیکنڈ بھی تمہارا۔ مزیدرومینٹک ہونے کی ضرورت نہیں ہے! ہمیں چھوڑ کے آؤ جلدی۔" کھوئے سے لہجے میں کہتی وہ آخر میں عجلت میں بولی۔ جو اد نے بھنویں اچکائیں۔

"کیا مطلب ہے؟ تعبیر کو بھی لیکے جائیں گی؟؟" اسکی بات پر تکبیر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"چلیں جیسا آپ کا حکم۔" کچھ سوچ کے ہامی بھرتا وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کے ان دونوں کو اپنے ساتھ لئے کار کی جانب بڑھ گیا تھا۔

فرحت آپاشا بانہ اور ریحانہ بیگم کے پاس گی تھیں جبکہ فاروق صاحب کے کچھ دوست احباب باہر ممالک سے آئے تھے اور انہی دنوں وہ ان کے ساتھ ہی مصروف تھے۔

"خیال رکھئے گا۔" محبت سے چور لہجے میں تکبیر کو مخاطب کرنے کے بعد تعبیر کو پیار کر کے وہ انہیں اندر جاتا دیکھ مطمئن سا گاڑی دوبارہ گھر کی جانب لے گیا تھا۔



"مجھے یقین ہی نہیں ہو رہا تکبیر میڈم آئی ہیں۔" حیرت کا تاثر ظاہر کرتی سامعہ فوراً سے پہلے اسکے گلے لگ گئی۔ اس کو اپنے گھر میں موجود دیکھ خوشی کے ساتھ تعجب بھی ہونے لگا تھا۔

"تکبیر کوئی سیلیبرٹی تھوڑی ہے۔" شرارتا کہہ کے اس نے گال سے گال ملائے۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیسی ہو یار؟" مصافحہ کرنے کے بعد ہی اس نے خیریت دریافت کی۔

"بالکل ٹھیک! تم بتاؤ؟" تکبیر نے رسمی طور پر استفسار کیا۔

"میں بھی بالکل ٹھیک! تم بیٹھو ناں۔" تکبیر کو بیٹھنے کا کہہ کے وہ تعبیر کو پیار کر رہی تھی۔

کچھ دیر گزر چکی تھی۔ تعبیر عزیر کے ساتھ کھیلنے کی غرض سے اسی کے روم میں جا چکی تھی جبکہ ملازمہ نے سوفٹ ڈرنک اسکے سامنے پیش کی تھی۔

تکبیر نے کچھ گھونٹ بھرے ہی تھے کہ نظریں غیر ارادی طور پر لاؤنچ میں داخل ہوتے نفوس پر پڑی۔ آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئی تھیں۔ وہ کی لمحے ساکت و جامد سی کھڑی رہی۔ یکدم قدم لڑکھڑائے تھے سامعہ بھی حیران و پریشان سی اسکے تاثرات تکتی رہی۔ حال ان دونوں کا بھی تکبیر جیسا تھا۔ قدم منجمد تھے اور وہ تینوں ہی سکتے کی حالت میں تھے۔

تکبیر فلوقت کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کر سکی۔

ذہن میں کچھ جملے، کچھ واقعات و مناظر گردش کر رہے تھے اور کیا دنیا اتنی چھوٹی تھی کہ اتنے سالوں بعد وہ پھر سے اسکی نظروں کے سامنے آن ٹھہرا تھا۔

سوچ مفلوج ہو چکی تھی وہ گہرا سانس بھر کے اختیار صوفے پر ڈھے سی گئی۔

کانچ کا گلاس اسکے ہاتھ سے چھوٹا ز میں بوس ہوا تھا اور کچھ ٹکڑے اسکے پیر میں چھتے لہو لہان کر گئے تھے۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

دماغ کے شریانوں پر دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا اور آنکھیں اس نے ضبط سے بمشکل کھولی ہوئی تھیں۔

"بیٹا شوہر کا دھیان رکھا کرو! جواد بہت محبت کرتا ہے تم سے۔ اس کا احترام کیا کرو۔"

"میں دوست ہوں ناں تمہاری! جو بھی بات پریشان کرے فوراً سے مجھ سے کہہ کے دل ہلکا کر لیا کرو۔"

"یہ چاکلیٹ تمہیں بہت پسند تھی ناں! بہت جدوجہد کر کے امیریکہ سے منگوائی ہے۔"

"ارے نہیں بیٹا میں تو غریب سی ہوں! تین بچوں اور اپنا پیٹ ہی بمشکل پالتی ہوں۔"

"اس دور میں بھی تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو۔"

انہیں کے کہے جملے ذہن میں ہتھوڑے کی مانند لگ رہے تھے۔ دھڑکنوں میں انتشار سا برپا ہوا تھا۔

خون اس کے پیر سے نکلتا سفید ماربل کورنگ گیا تھا۔ سامعہ کا تو اتنا خون بہتا دیکھ ہی بی بی پی لو ہونا شروع ہو گیا تھا لیکن وہ بھی مورت سی بن کے بیٹھی تھی۔

تکبیر کو اچانک ہوا کیا ہے؟؟ وہ فلوقت یہ سوچ ہی سکی۔

وہ تینوں بھاری ہوتے قدموں سے اس کے پاس آرہے تھے! تکبیر کو اپنا سر گھومتا محسوس ہوا۔

اس وقت نہ جانے کیوں اس نے خود کو بہت بے بس محسوس کیا تھا۔

ان دونوں کے ساتھ ایک اور بھی شناسا چہرہ تھا۔ اسکی رگیں ابھرنے لگی تھیں۔

دھوکہ، سازش، فریب، مکاری۔۔ تکبیر نے زیر لب دہرایا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ان چاروں چہروں کو دیکھ کے اسے کراہیت ہونے لگی تھی۔ نفرت کی انتہا اپنے درجے کو چھوتے جا رہی تھی اور تکبیر وہ کچھ نہیں کر سکی۔

اسکی آنکھوں میں کرب، دکھ، بھروسہ ٹوٹنے کا رنج و غم اور اسکے ساتھ بڑھتی ہوئی ناگواری۔۔۔ اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھیں۔  
دھڑکنیں تھم سی رہی تھیں۔

وہ بہت کچھ کہنا چاہ رہی تھی! آواز نکلنے سے انکاری تھی۔  
پیر میں چوٹ لگنے کی باعث پورے وجود میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں۔  
"تمہارے علاوہ میری کوئی دوست نہیں ہے! تم کبھی مجھ سے دوستی تو نہیں توڑو گی ناں؟؟"  
"میں اپنی مام سے تمہارا ذکر کرتی ہوں! وہ بھی تم سے ملنے کے لئے اکساٹڈ ہیں۔"  
"کبھی آؤ ناں گھر پرے۔"

"تم گھر نہیں آئیں! میں ناراض ہوں تم سے۔" اس نے ایک بس ایک سرسری نگاہ اپنے سر کے پاس کھڑی کنفیوژ سی سامعہ پر ڈالی۔

اسے دیکھ کے بھی اسکی نفرت بڑھتی جا رہی تھی۔ سب کچھ پلیننگ سے چلتا آ رہا تھا اور وہ سمجھ ہی نہیں سکی۔ سامعہ کے جملے بھی اس پر کند چھری سے وار کر رہے تھے۔ تکبیر کا رنگ فق ہوا تھا۔ اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی سوائے اس کے کہ اس نے ان لوگوں پر اندھا بھروسہ کیا تھا۔ اور وہ لوگ اتنا گر گئے؟

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسے مخلص ہونے کی یہ سزا ملی تھی؟

تکبیر گہرے گہرے سانس لینے لگی تھی۔ اسکو سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی۔

سامعہ اسکے برابر میں بیٹھی اسکی پیٹھ سہلار ہی تھی لیکن وہ فاصلہ قائم کر گئی تھی۔

اسکا خون بہتا دیکھ وہ تڑپ کے اسکے پیروں میں بیٹھ کے زخم کا ہی معائنہ کرنے کا ارادہ رکھتی تھیں تکبیر نے ہاتھ سے انہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور شعلہ اگلتی نگاہوں سے انکی سمت دیکھا۔

اسے ان لوگوں کو دیکھتے ہی عجیب کیفیت ہونے لگی تھی۔ کچھ وقت پہلے کی چمک مسکراہٹ سب دور جائے سوئی تھی۔

دل کو مضبوط کرتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

اسکی شخصیت بہت بدل گئی تھی! تکبیر نے نہ چاہتے ہوئے بھی گزرے پانچ پہلے سے اسکا موازنہ کیا۔

سامعہ اسکی تکلیف اور بکھری سی حالت پر روئے جارہی تھی جبکہ سارہ وہ بھی پریشان صورت بنائے اس گھر کے فریقین کو بار بار ملاحظہ کر رہی تھی۔

ان چاروں کے قرائن بہت مختلف تھے ایک دوسرے سے جیسی کوئی کھل کے اپنی بات سمجھا ہی نہیں پایا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تعبیر"۔ بہت گرجدار آواز میں اس نے تعبیر کو پکارا۔ آواز رعب دار اور غصے سے بھیجی ہوئی تھی۔ اسکی دھاڑ انکے پورے مینشن میں گونج رہی تھی۔ سامعہ اچھل کے پیچھے ہوئی جبکہ باقی سب نے کانوں پر ہاتھ رکھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اتنی بلند آواز میں وہ شاید پہلی بار چیخنی تھی اور غصہ بھی اتنا شدید پہلی دفعہ اس پے ہاوی ہوا تھا۔  
تعبیر جو اپنے دوستوں کے ساتھ کھیل رہی تھی اسکی آواز سنتے ہی دوڑتی ہوئی چلی آئی۔  
حکم کی تکمیل اتنی ہی عجلت میں کی تھی کہ اسکا سانس تک پھول گیا تھا۔  
اپنے پیر کو نظر انداز کرتی وہ تعبیر کا ہاتھ تھامے جانے لگی تھی لیکن وہ رونا شروع کر چکی تھی۔  
"ابھی تو آئے ہیں! میلے دوست ابھی تو ملے ہیں"۔ بار بار اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتی وہ بضد سی تھی لیکن اسکی  
حرکت نے تکبیر کے غصے کو مزید ہوا دی تھی۔ اسکے پیچھے پیچھے وہ باقی سب بھی آئے تھے۔  
انکے تو جیسے لب ہی سل گئے تھے وہ کچھ کہہ ہی نہیں پار ہی تھیں لیکن ان سب کے باوجود وہ اسے کنایہ اشاروں سے  
خاموش کروا چکی تھیں۔  
ہاتھ پر گرفت ڈھیلی کر کے ایک زناٹے دار تھپڑ پوری قوت اسکے گلال عارضوں پر مارا کہ کچھ پل وہ بے یقینی سے  
آنکھیں پھاڑے اپنے سن ہوتے گال پر ہاتھ رکھے کھڑی رہی۔  
اتنے شدید رد عمل پر سب کا ہی حیرت کی زیادتی سے منہ کھلا تھا۔ وہ جو کب سے ضبط کے کڑے مرحلے سے گزر رہا  
تھا یہ دیکھتے ہی آپے سے باہر ہوا۔  
"دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟ کیا پھر سے نفسیاتی پن کے دورے پڑنا شروع ہو گئے؟؟" وہ بھی تکبیر کے انداز میں  
آتش فشاں بننا سوال کر رہا تھا۔  
تعبیر تو اتر سے آنسوؤں بہائے جا رہی تھی۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر تو پہلے کے منظر سے ہی نہیں سمنجھلی تھی اس طرح اسے مخاطب کرنا سے رگ و پے میں نشتر چھو گیا۔  
"منہ بند رکھو! تم جیسوں سے میں بات کرنا بھی پسند نہیں کرتی اور آئندہ اگر مجھے مخاطب کیا تو اتنا برا پیش آؤنگی  
سات نسلیں یاد رکھیں گی تمہاری بھی اور انکی بھی۔" چبا چبا کے کہتی وہ ایک نخوت اور ناگواری بھری نگاہ انکے پہلو  
میں کھڑی عمر رسیدہ خاتون پر ڈال کے تعبیر کا ہاتھ کھینچتے جانے لگی تھی یکدم ہی تکبیر کی سماعت سے درد بھری آواز  
ٹکرائی۔

"تکبیر کو روکو وہ غلط سمجھ رہی ہے۔" وہ بے تحاشہ رورہی تھیں لیکن وہ بالکل نہیں پگلی۔ رتی برابر اثر نہیں ہوا تھا  
اس پر ان آنسوؤں کا۔

"لعنت بھیجتی ہوں آپ لوگوں پر اور آپ سے جڑے ہر رشتے پر! میری بلا سے بھاڑ میں جائیں اور آئندہ کبھی میرا  
نام بھی مت لئے گا۔" انگلی کے اشارے سے تنبیہ کرتی تعبیر کو لیکے کار کی جانب بڑھ گئی۔  
جواد نے گھر جاتے ہی ڈرائیور بھیج دیا تھا۔

روتے روتے تعبیر کی آنکھیں تک سوج گئی تھیں لیکن وہ مزید کچھ نہیں بولی۔ جبکہ اسکی ہچکیاں سنتے ہی ڈرائیور بھی  
ہڑبڑاہٹ میں باہر نکلا۔

تعبیر جھٹ سے تکبیر کے ہاتھ سے ہاتھ نکالتی انکے پاس چلی گئی۔ جنہوں نے بھی تڑپ کے اسے اپنے گلے سے لگایا۔  
"میم۔" اسکی نظر تکبیر کے پاؤں پر پڑی تو اس نے مہذب انداز میں پکارا۔  
"پیچھے جائیں۔" انکی بات نظر انداز کر کے اس نے حکم نامہ جاری کیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مجھے اس چیز کی اجازت نہیں ہے! آپ گاڑی میں بیٹھیں۔" تعبیر کے آنسو صاف کر کے انہوں نے چاکلیٹ پکڑائی تھی لیکن وہ ہنوز آہستہ آہستہ رونے جا رہی تھی۔

خونخوار نظروں سے انہیں گھور کے وہ کار میں تعبیر کو لئے بیٹھ گئی تھی لیکن دروازہ اتنی قوت سے پیٹا تھا کچھ پل تو وہ بھی حیران ہوئے۔

گھر پہنچ کے ہی اس نے تعبیر کو باہر نکالا اور اب تک اس کے رونے میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

"صرف ایک دفعہ کا کہنا سنا کرو ورنہ پتا ہے ناں میرا۔" آواز دھیمی رکھے وہ سنجیدگی سے پھنکاری۔ تعبیر صرف اسے دیکھتی ہی رہی اور پھر سے رونا شروع ہو گئی تھی۔

تعبیر کا ہاتھ چھوڑ کے وہ عجلت میں قدم اٹھاتی آگے بڑھتی جا رہی تھی جبکہ تعبیر بھی اسکے پیچھے لپکی۔

جواد فرصت سے موبائل کو تکتا مسکرا ہی رہا تھا جبکہ ایل ای ڈی بھی کھلی تھی مگر آواز بند تھی۔ تبسیر کو دیکھتے وہ گھڑی میں وقت دیکھنے لگا۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ گی تھی! اور اتنی جلدی آگئی؟ حیرت در حیرت دی۔

"تبسیر! اتنی جلدی آگئیں۔"؟ وہ تعجب سے سوال کرتا اسکی جانب بڑھ ہی رہا تھا کہ وہ اسے مکمل نظر انداز کر کے

اسکے ہی برابر سے گزر کے سیڑھیاں عبور کرتی اپنے کمرے میں داخل جاتے ہی دروازہ بند کر گئی تھی۔

یہ شدید رد عمل تو اسکی سمجھ سے بھی بالا تر تھا مگر تعبیر کو روتا دیکھ اسکا تو کلیجہ ہی منہ کو آگیا تھا۔

ایک تڑپ سی اٹھی تھی اسے روتا دیکھ اور بنانا خیر کئے وہ اسکی سمت ایک جست میں ہی دوڑتا اسے خود سے لگا گیا۔

بے بی، بے بی کر کے وہ بلک بلک کے روئی جا رہی تھی اور جواد کا دل پھٹے جا رہا تھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بے بی" ہچکیوں کے درمیان وہ بمشکل ہی بولی۔

جو ادا سے خود میں بھینچتے صوفے پر لے آیا۔

سارے سوالات کے جوابات اسکے چہرے پر تکبیر کی انگلیوں کی چھاپ دیکھتے ہی مل گئے تھے وہ بگڑ سا گیا تھا۔ سخت برہمی اور طیش سے اسکا تصور کرتے وہ سہی اسکا دماغ درست کرنا چاہتا تھا لیکن تعبیر کو روٹا دیکھ وہ کسی صورت نہیں جا پایا۔

"مجھے مالا (مارا)، بہت مالا (مارا)"۔ اپنے گال کی جانب اشارہ کرتی وہ آنسوؤں صاف کر کے تکبیر کی شکایت لگا رہی تھی۔

"بیر نے مارا ہے"؟ اس نے بہت ضبط سے سوال کیا۔ تکبیر نے بھیگی آنسوؤں سے اثبات میں سر ہلایا۔

"میری جان"۔ اسکے گال پر جا بجا بوسہ دیتے وہ خود اسکی تکلیف محسوس کر رہا تھا۔

تعبیر سے کوئی بلند آواز میں بات نہیں کیا کرتا تھا اور یہ تھپڑ بھی ناقابل یقین تھا۔

تعبیر کے ساتھ اسے بھی صدمہ لگا تھا۔

اس نے تو کبھی تعبیر کے دل میں ڈر پیدا کرنے کے لئے بھی اس دھمکی کا سہارا نہیں لیا تھا اور تکبیر نے عمل بھی کر دیا؟

اسے رہ رہ کے تکبیر پر غصہ آرہا تھا مگر کچھ پل وہ تعبیر کو اپنی گود میں لٹائے پیار کئے جارہا تھا۔

"آپ بیٹھو میں آتا ہوں"۔ اسے سکون سے بٹھا کے وہ مرہم لیکے اسکے پاس چلا آیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

احتیاط سے گال پر لگا کے اسکے ہاتھ میں چاکلیٹ تھمائی اور اپنے موبائل پر کارٹون لگائے اسکی گود میں رکھتا وہ سیڑھیاں عبور کر کے دھاڑ سے دروازہ کھول کے اندر آیا۔

"تکبیر!! اس کی آواز بلند ہوئی تھی۔ غصے سے تن فن کرتا وہ نظریں دوڑانے لگا تھا لیکن تکبیر اسے کہیں نظر نہ آئی تھی۔

"تکبیر!! آواز پہلے کی نسبت پھر سے بلند ہوئی تھی مگر وہ یہاں ہوتی تو شاید سنتی۔

"تکبیر کہاں ہیں آپ؟؟؟ گلاس ڈور کھول کے وہ بالکنی میں جھانکتا بچہ ہو کے استفسار کرنے لگا۔

اکتا کے گلاس ڈور بند کر کے وہ کمرے میں ادھر ادھر جھانکنے لگے تھا کہ تکبیر سکڑی سمٹی سی صوفے کے پیچھے بالکل کونے میں بیٹھی تھی۔

وہ پیشانی مسلتا اسکے پاس آیا۔ تکبیر گھٹنوں میں منہ چھپائے ساکت و جامد بیٹھی تھی۔

وہ تو خوشی خوشی گئی تھی؟ پھر اچانک اسے کیا ہوا تھا؟ اس وقت تو وہ بھی سوچ کے گھوڑے دوڑا چکا تھا مگر کوئی بھی ٹھوس وجہ نہیں جان سکا تھا۔ حقیقتاً وہ اسے ایسے دیکھ مضطرب سا ہوا تھا۔

"تکبیر"۔ اسکا سراٹھائے دونوں ہاتھ اسکے گالوں پر رکھ کے وہ تکبیر کا رخ اپنی جانب کرتا فکر مندی سے بولا۔

سارا غصہ بہت دور جاسویا تھا۔

تکبیر کی آنکھوں میں اب غصہ نہیں تھا۔ دکھ اور کرب تھا۔ وہ رونا چاہتی تھی مگر اسکے آنسوؤں نے بھی اسکا ساتھ نہیں دیا تھا اسی کو ضبط کرتے اسکی آنکھیں دکھنے لگی تھیں۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بتائیں کیا ہوا ہے تکبیر؟ یار میرا دل پریشان ہو رہا ہے! آپ بتائیں کیا ہوا ہے؟ ماموں ممانی ٹھیک ہیں ناں؟" ایک پل تو اسکا لہجہ بھی لڑکھڑایا تھا۔ جیسے اسکے تاثرات تھے ضرور کچھ برا ہونے یا ہو جانے کا اندیشہ معلوم ہو رہا تھا۔ وہ ڈھیٹ بن گئی تھی! سن کے بھی کچھ نہیں سن رہی تھی۔

اس نے کانوں کو بند کر لیا تھا، لبوں کو سی لیا تھا مگر آنکھوں میں کانچ چھبنے جیسی جلن ہو رہی تھی۔ جو اد کی نظر اسکے پاؤں پر کی ہی نہیں تھی! جس کو وہ کمال مہارت سے چھپائے بیٹھی تھی۔

اپنے ماں باپ کے ذکر پر اس نے جو اد کی جانب دیکھا۔ جو اد کا دل دہل سا گیا تھا۔ اسکو گھبراہٹ ہونے لگی تھی! اور کہیں نا کہیں ماموں یا ممانی کا بھی خوف غالب آنے لگا تھا۔ تکبیر کا موبائل بنا سوچے سمجھے اس نے اٹھائے تکبیر کے گھر کال کی۔

باتوں باتوں میں ریحانہ بیگم اور مبین صاحب اور باقی سب کے بارے میں جان کے اسے کچھ تسلی سی ہوئی۔ تکبیر کے گھر سے تقریباً سب ہی خیر خیریت سے تھے۔ جو اد کا یہ خدشہ دور ہو گیا تھا۔ موبائل رکھ کے وہ تکبیر کی جانب آیا۔

"بتائیں گی ہوا کیا ہے؟" اس نے خفیف سا بیزاریت سے پوچھا۔

"اگر کو تم مجھے سمجھتے ہو تو پلیز یہاں سے چلے جاؤ! میں کچھ وقت اکیلے رہنا چاہتی ہوں۔" اس کی آواز بہت مدھم تھی لیکن ان سب میں جو اد نے اسکا تنقیدی جائزہ لیا۔ وہ اسکی جانب دیکھ نہیں رہی تھی؟ یا گریز برت رہی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد اسکے پاس سے اٹھ کے تو نہیں گیا تھا مگر لب بستہ کئے وہیں بیٹھ گیا تھا۔

خاموشی تھی! بہت طویل خاموشی تھی۔

اس نے کچھ نہیں کہا تھا اور جواد نے پہلے کے بعد سے کچھ نہیں پوچھا تھا۔



تعبیر اوپر نہیں آرہی تھی اور وہ بے قراری سے اسے یاد کر رہی تھی۔ غصے میں اس نے اپنی بیٹی کے ساتھ بہت ناجائز کر دیا تھا جس کا اسے بہت ملال ہو رہا تھا۔

"میں لاتا ہوں تعبیر کو"۔ اسکے کہنے سے پہلے ہی وہ شانے پر دباؤ ڈالتا کمرے سے نکل گیا تھا۔

خاموشی بھی سننے کا اسے کمال حاصل تھا۔ اسکی چپ کا احترام کرتا تھا اور تو اور اسکے لبوں پر آنے سے پہلے ہی ہر بات جان لیتا تھا۔

الہامی محبت اسی کا ہی نام ہے۔

تعبیر بہت ڈر رہی تھی تکبیر کے پاس آنے کے لئے مگر جواد اسے دلا سے دیکے کمرے میں لے آیا تھا۔

تکبیر بیڈ پر آ کے بیٹھ گئی تھی لیکن نظریں اب تک اسی زمین پر ہی جمی تھیں۔

جواد کے ساتھ تعبیر برابر میں کھڑی تھی۔ تکبیر نے اسے دیکھا وہ پوری جواد کے پیچھے جا چھپی۔

"دیتھیں! تیسے دیتھ لسی ہیں"۔؟؟ اس نے ڈرتے دل سے جواد کو کہا۔

(دیکھیں! کیسے دیکھ رہی ہیں)۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر نے اٹھ کے اسے جواد کے پیچھے سے نکالا اور اپنے برابر میں بٹھا کے اسکے چھوٹے اور ننھے منھے ہاتھوں کو لبوں سے لگا کے اپنے ہاتھ میں لیا۔

"بے بی"۔ اس نے جواد کو دیکھ کے منت کی تھی !

"پیٹا میر کچھ بھی نہیں کرینگے! پیار کر رہی ہیں۔ آپ بھی کرو"۔ جواد نے اسے سمجھانا چاہا۔

تکبیر نے دائیں بائیں جانب اسکا گال کر کے جائزہ لیا۔

تعبیر ڈری سہمی نظروں سے جواد کو دیکھے جارہی تھی جس نے آنکھ بند کر کے اسکے تسلی دی۔

"ادھر آؤ میرے پاس"۔ تعبیر کے گال پے لب رکھ کے اس نے اپنی گود میں آنے کا اشارہ کیا جس پر وہ نفی میں سر ہلائی۔

"آؤ میرا بچہ"۔ مانتا سموئے محبت سے لبریز لہجے میں اس نے اپنے پاس بٹھایا۔

تعبیر کی کچھ ڈھارس بن گئی تھی۔

"آئی ایم رینکی سوری"۔ اسکے گال سہلاتی وہ معذرت خواہ لہجے میں بولی۔

"بیر آئی لو یوبت یو آر سو۔۔۔" جذبات کی رو میں بہکتی وہ دانستہ جملہ ادھورا چھوڑ گئی۔

"مجھے اتنا مالا"۔ رخ موڑے ناراضگی کا اظہار کیا۔

"سوری ناں بابا"۔ اس نے اپنے دونوں کان پکڑے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں بلوس تو نہیں ہوں۔" اس کی معصوم باتوں پر تکبیر مبہم سا مسکرایا تھی جبکہ جواد نے تشکر بھرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔

تعبیر کو مناکے وہ پھر سے خاموش ہو گئی تھی۔ جواد جیسے ہی اسکی بائیں جانب بیٹھا۔ تعبیر اسکے پاس چلی آئی۔

"میلی بیرتے پاس سے ہتیں۔" منہ پھلائے اس نے حکم نامہ جاری کیا۔

"یہ میری بھی بیر ہیں۔" جواد نے اسے تنگ کرتے اپنا سر تکبیر کے شانے پر رکھا۔

"ہتائیں اپنا سر میلی بیر سے۔" زبردستی اسکا سر ہٹائے وہ ضدی انداز اختیار کر گئی تھی۔

"بیر۔" اس نے زچ ہوتے پکارا۔

"بیر کچھ نہیں کرینگے! یہ میرے پاس رہینگے آپ جاؤ ہمارے پاس سے۔" اس نے اپنے تئیں اسے سلگایا تھا اور وہ سلگ بھی گئی تھی۔

"آپ جائیں! ہتیں ناں میلی بیرتے پاس سے۔" کہتے ساتھ ہی اس نے تکبیر کا دامن کھینچنا شروع کر دیا تھا۔

"ہتیں بے بی تے پاس سے! میلی پاس آئیں۔" وہ جواد کی جانب ایک نظر بھی اٹھائے بغیر تعبیر کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

"لینیں" (لیٹیں) اس نے دوسرا حکم جاری کیا۔ تکبیر چپ چاپ لیٹ گئی۔

تعبیر اس پر چڑھ کے تکبیر کے اوپر ہی لیٹ گئی تھی اور جواد کو مخاطب کیا۔

"میں آپ تو نہیں آنے دوندی (دونگی)۔ شرارتا کہہ کے وہ تکبیر کے منہ پر اپنے ہاتھ رکھ گئی۔



# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد دلکشی سے مسکرایا۔

کیا زمانہ آگیا تھا۔ اسکی بیٹی اسکی ہی بیوی کی پہرے دار بنی ہوئی تھی۔

"بے بی نے چاکلیٹ دی اور بے بی سے ہی ڈھسٹوم ڈھسٹوم"۔ جواد شوخی سے مخاطب ہوا۔

تکبیر انکی باتوں سے کچھ پل کے لئے اپنے پل اور دل پر لگے روگ بھول چکی تھی۔

"بیر آپ تس تے ساتھ ہیں؟؟؟ وہ اٹھ کے اسکے پیٹ پر ہی بیٹھ گی۔"

"آپکے ساتھ"۔ اس نے فرصت سے جواب دیا۔ کتنی ہی دیر بعد اس نے صرف دو ہی الفاظ ادا کئے تھے۔

"میں آپکو بھی اٹھالوں گا اور آپکی بیر کو بھی"۔ جواد کی بات سنتے ہی تکبیر نے دلچسپی سے آنکھیں چھوٹی کیں۔

"چلیج؟؟؟ بہت سوچ کے اس نے چلیج دیا تھا۔"

"چلیج"۔ جواد زیر لب دہرا کے انکی جانب آیا۔

جواد نے بنانا خیر کئے تکبیر کو اٹھایا اور اسکے کے اوپر بیٹھی تعبیر کو کبھی۔

تکبیر خوف و ہراس نظروں سے شرمندگی سے مزاحمت کر رہی تھی جبکہ اسکے برعکس تعبیر خوشی سے چہک رہی تھی۔

READERS CHOICE

"واؤ! بریو مین"۔ وہ جواد کے کثرتی بازو اور اسکی طاقت سے متاثر ہوئی تھی۔

"اتارو جواد نیچے"۔ اس نے کلس کے کہا مگر وہ تو جیسے سننا ہی نہیں چاہتا تھا۔

"نہیں بے بی! ابھی نہیں"۔ تعبیر جھنجھلاتے ہوئے بولی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر نے گہرائی نظروں سے اسے دیکھا جو شانے اچکا گیا تھا۔

"اتارو یا! یہ مجھ پے بیٹھی ہوئی ہے۔ درد ہو گیا ہے میرے"۔ اب کی بار وہ ازلی انداز میں بولی جو اد نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"بچی بھاری نہیں ہے"۔ خفیف سا جھک کے اس نے تکبیر کے کان میں کہا تو وہ سٹیٹائی۔

"میں دو کا نہیں تین یا چار کا وزن بھی سمنبھال سکتا ہوں اور جب ہم چار ہو جائیں گے تو بھی میں خوشی سے یہ وزن سمنبھالا کرونگا"۔ اسکا لہجہ ذومعنی سا ہوا تھا تکبیر کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑی۔

"بے بی چار تیسے؟؟؟" صرف اسی چیز کی کمی تھی جس کو تعبیر نے پوچھ کے مکمل کر دیا تھا۔

جو اد نے ان دونوں کو بیڈ پر اتار دیا تھا۔

"ابھی کچھ دیر میں بتاؤنگا"۔ اس نے سادگی سے تعبیر کو جواب دیا۔

"میرا ہاتھ درد کر گیا۔ کتنی بھاری ہیں آپ"۔ وہ ملامت کرتا وہیں ڈھے گیا تھا اس سے پہلے تکبیر کچھ کہتی تعبیر بول

پڑی۔

"آپ تو تہہ رہے تھے چار تا وزن سنبھالیں دے! مگر ہم تو دو ہیں اور آپ اسی میں تھک دے"۔ اس کے کہنے کی

ہی دیر تھی جو اد تو صرف مسکرا ہی سکا تھا جبکہ تکبیر کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

تکبیر ہنسنے جارہی تھی اور تعبیر نے بھی اسکا بھرپور ساتھ دیا تھا جبکہ جو اد کی نظر اسکے پیر پر گئیں تو وہ حواس باختہ سا

اسکے پیروں میں ہی بیٹھ گیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ ششدر سا لیٹا تھا۔ تکبیر کا موڈ کچھ اچھا ہوا تھا مگر پھر سے وہ چپ سادھ گئی تھی۔

کچھ دیر پہلے وہ تعبیر کو اپنے سائڈ پر لٹا کے اسے خود میں بھینچے اندر ہی اندر بہت مضطرب سی تھی۔ تکبیر کے زخم پر وہ مسیحائی تو کر چکا تھا مگر اس پر بھی تکبیر نے کوئی خاص تاثر ظاہر نہیں کیا تھا۔

تکبیر کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت تھیں۔ وہ بہت گہری سوچ میں ڈوبی تھی۔

اسکے چہرے پر گہری سنجیدگی کا پہرہ تھا اور آنکھوں میں ابھرتے سرخ ڈورے جو اد کی توجہ بھی اپنی جانب مبذول کروا رہے تھے۔

ان دونوں کے درمیان شام کے بعد سے کوئی بات نہیں ہو پائی تھی یا وہ خود ہی پہل کرنے کیلئے رضامند نہیں تھی۔ تعجب تھا، حیرت تھی، تجسس بھی تھا۔

جو اسے کہیں بھی چین نہیں لینے دے رہا تھا۔ کوئی اتنا کیسے گر سکتا ہے؟ وہ کتنی ہی دیر سے اس سوال کا جواب تلاش کر رہی تھی مگر سب بے سود۔

تکبیر بہت دیر سے لیٹی تھی مگر وہی منظر ذہن کے پردوں پر لہراتا ہوا ایک خون سارگ وپے میں اتر رہا تھا۔ وہ چپ نہیں بیٹھے گی! یہ طے کر چکی تھی۔

"ہوا کیا ہے؟ کچھ بتائیں گی بھی؟ اب کیا کر دیا میں نے؟ ایسے کیوں خفا خفا سی پھر رہی ہیں؟" وہ خفیف سا اٹھ کے بیڈ کی پشت سے سر ٹکائے اپنی پر سوچ نگاہیں تکبیر پر جما کے محتاط انداز میں گویا ہوا۔ یہ ٹوٹا اور بکھرا سا تکبیر کا رویہ بہت پیچیدگی پیدا کر رہا تھا۔

## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر کچھ کہنے لگی تھی! مگر کسی خیال کے تحت لب آپس میں پیوست کر گئی۔

"تم ہمیشہ یہی کیوں سوچتے ہو کہ تم نے ہی کچھ کیا ہے؟ تکبیر ہمیشہ رعب نہیں کبھی التجا بھی تو کر سکتی ہے۔ کبھی ناراض نہیں مگر دوسرے کو ناراض بھی تو کر سکتی ہے۔ ہمیشہ غصہ نہیں مگر کبھی تو وہ شرمندہ بھی تو ہوئے گی اور میں شرمندہ ہوں تم سے۔" اس نے مضحل سا چہرہ اسکی جانب تو نہیں کیا تھا مگر وہ سب کچھ ڈھکے چھپے لفظوں میں اگل ضرور گئی تھی۔

ایک سیکنڈ لگا تھا اسے یہ سب سمجھنے میں! جبکہ جان تو وہ پہلے ہی گیا تھا۔ لیکن جو وہ سوچ رہا ہے، یہ ممکن کیسے ہے؟ بس اسی خیال کے تحت اپنی قیاس آرائیوں پر مہر نہیں لگا سکا اور پھر یہ بھی ہر بار ضروری تو نہیں وہ جیسا سوچ رہا ہے ویسی ہی ہو۔ تعبیر کو دھیرے سے الگ کر کے وہ تکبیر کو عین مقابل بٹھائے اسکے دونوں مخملی ہاتھوں کو اپنی فولادی گرفت میں لے گیا۔

"میری تکبیر کے بہت سارے روپ ہو سکتے ہیں! لیکن مجھے اس سے محبت اسکے غصے اور رعب سے ہے۔ بھگی بلی نہیں بنتی وہ مگر شیرنی کی طرح غراتی ضرور ہے۔

ہم نے تو یہاں دل ہار دیا ہے۔ اور یہ التجا، شرمندگی اس شخص کے سمجھنے کی باتیں نہیں۔" وہ ہر چیز سے بے نیاز صرف اسی کو تکتا حسرت سے ڈھیروں شدت سموئے تکبیر کے دل میں ہل چل پیدا کر گیا تھا۔ اس نے ٹھٹھک کے جواد کو دیکھا۔ کچھ ٹانے گزر گئے تھے پھر نظروں کا زاویہ تبدیل کیا۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسکو شرمندہ ہوتا دیکھ بھی وہ نہیں دیکھ پایا تھا اور جلد ہی اسکی خجالت مٹا گیا۔

"مجھے آج شدت سے احساس ہو رہا ہے! میرے لفظوں کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے۔ نہ جانے مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے؟ میرے پاس ایسا کچھ نہیں ہے جس موضوع پر میں تم سے بات کر سکوں۔" اسکا لہجہ گلوگیر تھا مگر اب تاثرات تبدیل ہو گئے تھے۔

"نہیں کریں! کوئی دباؤ نہیں۔ صرف سن ہی لیں۔" وہ مسحور کن لہجے میں بولا۔ نہ جانے لاڈ تھا یا خواہش کا اظہار کیا تھا وہ فلوقت نہیں سمجھ سکی۔

تکبیر کے لبوں پر مسکراہٹ رہینگئی۔

"جس کی وجہ سے دکھ میں ہیں کیوں نہ اس وجہ کو ہی ختم کر دیں بشرطیکہ وہ شخص اس کا مستحق ہو تو۔" تکبیر کو اپنے حصار میں کسی چڑیا کی طرح چھپاتا وہ دھیرے دھیرے سے اسکی پریشانیوں کو دور کرنے کے مشورے دے رہا تھا۔ وجہ اور کھلکھلاتا شاداب چہرہ کچھ سوگوار سا تھا۔ جواد اس ستم کے پیچھے پوشیدہ وجہ صرف اسکے منہ سے سننے کو بے چین تھا مگر وہ خود بتاتی یہ زیادہ اہم تھا۔

"ہم۔۔ سہی کہہ رہے۔" کچھ دیر توقف کے بعد مختصر کہہ کے جواد کو بھی دنگ کر گئی تھی۔

سونی سونی آنکھوں میں بہت دیر بعد چمک در آئی تھی۔

بھینچے گئے لبوں پر ایک سکون بھری مسکراہٹ بہت دیر سے چھپی رہنے کے بعد اپنی جھلک دکھائے پھر سے روٹھ گئی تھی۔

## تم سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم ان دنوں ہوم منسٹر صاحب کی اکلوتی بیٹی سے باہمی تعلقات اور ربط قائم کرنے کے چکر میں لگے ہو! مکمل نہ سہی مگر کچھ کچھ میسیجز پڑھ چکی ہوں۔

اچھا لگاتم واقف ہو کہ میں کبھی آسانی سے نہیں مانوں گی لیکن ایک چیز زیادہ من کو بھائی نہیں اور وہ جس سے تم نے مجھے تشبیہ دی تھی۔" وہ پر سکون سی اس کے سینے پر سر ٹکائے اپنی انگلیوں سے اس کے سینے پر سطر کھینچ رہی تھی۔  
جلن، دکھ، ملال۔۔۔ اب کسی چیز کو اس کی شخصیت میں نہیں دیکھا سکتا تھا۔ وہ اچانک ہی موضوع تبدیل کر گئی تھی۔  
اور کس خیال کے تحت کیا تھا یہ جاننا نہ ممکنات میں سے تھا۔

اسکا ارادہ غالباً جواد کو شرمندہ کرنے کا تھا جبکہ اسکی سوچ پڑھتا وہ مصنوعی شرمندہ سا ہوا مگر کچھ دیر بعد گہرا مسکرایا۔  
"لڑکی پیاری ہے۔" تکبیر نے دل کی انتھک گہرائیوں سے اس کے قیامت خیز حسن کی تعریف کی تھی۔  
"متفق ہوں۔" جواد نے تائید کی وہ بے اختیار سر ہلا گئی۔

"تعبیر میرے پاس رہے گی! تم کبھی کبھی ملنے آ سکتے ہو۔ ایسے چاہت والوں کی چاہت کو روندنا مستقبل میں بہت دردناک ہوتا ہے۔ تمہیں شئیر کرنا میرے لئے آسان نہیں بلکہ ناممکن ہے مگر مجھے سچی محبت نظر آتی ہے اس لڑکی میں۔"

یہ پہلی دفعہ تھا وہ کسی لڑکی کو جواد سے جوڑے بہت ٹھہرے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی۔

وہ جواد کو دوسری شادی کی اجازت دے رہی تھی؟ یہ بات سنتے ہی اس کے ذہن میں بھونچال سا آیا مگر وہ حیران نہیں تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد کا نرم گرم سالس اسے اپنے ہاتھ پر محسوس ہوا تو وہ کچھ پل خاموش بیٹھی رہی۔

کسی خواب کا سماں تکبیر نے باندھا تھا۔

وہ تعجب کا شکار تھا۔

کچھ دیر کے لئے ہی سہی مگر وہ تاثرات بھی ظاہر نہ کر سکا۔

تاسف زدہ سا وہ اسے دیکھنے کی چاہ میں چہرہ انگشت شہادت سے اپنی جانب کرتا اسکے نقوش کو تنکے لگا۔

"خواب نہیں ہے حقیقت ہے"۔ وہ خفگی سے منہ بسور گی۔

"میں تعبیر کے بغیر نہیں رہوں گا"۔ اس نے بھی بہت دیر بعد لبوں کو داکیا۔

"میں تمہارے بغیر نہیں رہوں گی مگر رہنے کی کوشش کرونگی! ایڈ جسٹ تو پھر تمہیں بھی کرنا ہوگا۔ ہر چیز من

چاہی تو نہیں ملے گی"۔ جواد اسکی باتوں پر ٹھٹک کے رکا۔ کہیں نہ کہیں اسکی ذہنی حالت پر شبہ ضرور گزرا تھا۔

اسکے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں تھیں اور پیشانی پر کی بل نمودار تھے۔

تکبیر نے نگاہیں غیر مرنی پر ڈگائیں۔

"میرے حقوق پورے کرو گے ورنہ میرے بارے میں تم جانتے ہو"۔ اس سے فاصلہ قائم کرتی وہ تحکمانہ انداز

میں بولی۔ نظریں اسکے جاذب چہرے پر سجائے اسکا گال تھپکتی وہ سکون بھرا سانس ہوا کے سپرد کر کے موبائل کی

جانب متوجہ ہوئی جہاں مروا کالنگ لکھا آ رہا تھا۔

جواد کے اعصاب ڈھیلے پڑے۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ذہن میں تکبیر کی بازگشت سنائی دے رہی تھی۔

ایک الوہی سی چمک اسکے چہرے پر بکھر گئی تھی۔ نہ جانے وہ کیوں اسکے جانے کے بعد مسکرا رہا تھا۔

کافی دیر تک موبائل اٹھائے وہ اسی لڑکی کی تصویر دیکھتا رہا۔ پھر ڈیلیٹ کی اور اسکی چیٹس کھول کے بیٹھ گیا تھا۔

"کیسی ہیں آپ؟" اس نے دوستانہ رویے میں جوش و خروش سے استفسار کیا۔

پندرہ منٹ کے بعد تکبیر آگئی تھی۔

وہ اپنے موبائل میں مصروف تھی جبکہ جواد اپنے۔

"ہنی میں سونے جا رہی! بائے یار۔" اٹھ کے اسکے گال کھینچ کے وہ مسکراتے ہوئے لیٹ گئی تھی۔

"اوکے جان۔" جواد عام سے لہجے میں گویا ہوا۔

"میں ٹھیک! کیسے یاد کیا آپ نے؟" بہت دیر بعد اسکی جانب سے جواب آیا تھا۔

"تکبیر مان گئی ہیں! لیکن آپ اپنا تو نام بتادیں۔" جواد کو اس بات پر بھی حیرت تھی! کیسے وہ اس لڑکی کا نام پوچھنا

ہی بھول گیا۔

"سحر۔"

"نائس نیم۔" جواد نے خوب اس کے نام کو سراہا تھا جبکہ دوسری جانب وہ یہ سنتے ہی حلق ترکڑوا کر گئی۔ آنکھوں

میں غصے کے شرارے پھوٹنے لگے تھے۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کل آپ آجائیں ہمارے گھر! ڈیڈ روزیٹ کرتے ہیں آپ کا۔" اس نے اپنے گھر آنے کی پیشکش کی تھی اور یہی دعوت جو اد کتنی ہی بار وصول کر چکا تھا مگر اب تک گیا نہیں تھا۔

"آپ برا نہ منائیے گا! پہلے میں آپ کے بارے میں جانچ پڑتال کروں گا پھر ہی آپ کے ڈیڈ سے ملنے کے لئے ہاں بھروں گا۔" اس نے شرط رکھی تھی یا وہ اسے پرکھنا چاہتا تھا۔ فلحال وہ ان دونوں کے بیچ پھنس گئی تھی۔

"جس سے دل چاہے کر لیں! آئیں گے آپ میرے پاس ہی۔" اس نے پورے وثوق سے پیغام بھیجا تھا جب کہ جو اد حیران ضرور تھا۔

اس کو آخر اتنی پر اعتمادی کیوں ہے؟ یا شاید جیہی کہ وہ جانتی ہے وہ آئے گا اسکے پاس ہی۔

ہار کے یاجیت کے! خوشی سے یاز بردستی! اور کہیں تو وہ پر امید بھی تھی وہ اسکی محبت سمیٹ کے اپنی جھولی میں ڈال لے گی۔ اسے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دے گی اور شاید اس نے کر بھی دیا تھا۔

ایک سوچ کا تسلسل تھا جو اسکی ذات سے ہی جڑا تھا۔ جو اد نے اسے بہت سوچا تھا! ہر بار نئے انداز اور نئے طریقے سے سوچا تھا۔

"میں بعد میں بات کرتا ہوں۔" اس نے غائب دماغی سے مفلوج ہوتی سوچ کے تحت جلد ہی اس سے رابطہ منقطع کیا تھا۔

اسے یہ لے عزتی لگی یا خود کی عدم دلچسپی! وہ بخوبی سمجھ رہی تھی۔

جو اد آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گا۔ وہ اس سے بھی واقفیت رکھتی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر کے سو جانے کے بعد وہ اسکا موبائل اٹھائے بالکونی میں چلا آیا تھا۔ دسمبر کا مہینہ اختتام کو پہنچ گیا تھا اور جنوری کا آغاز ہوا تھا۔

خنکی زیادہ تھی لیکن فضا مسحور کن تھی۔

تکبیر کا موبائل دیکھتے ہی وہ سٹپٹا یا تھا۔

بیس مسڈ کالز شہناز خاتون کی تھیں۔ کچھ کالز سارہ اور سامعہ کی بھی تھیں۔

باقاعدہ کالز کے بعد میسجز بھی کئے گئے تھے۔

اس نے فرصت سے سب کے سب میسجز پڑھے تھے۔ بات کی تہہ تک تو وہ پہلے ہی پہنچ گیا تھا لیکن تکبیر کرب و

افیت سے گزر رہی تھی! یہ اسے پریشان کر رہا تھا۔

تکبیر کی بند آنکھوں میں اضطرابی تھی۔ چہرہ سوگوار تھا۔ جواد نے وہیں سے رخ موڑے اسے دیکھا۔

جو سب اس کے ساتھ ہوا وہ یقیناً غیر متوقع تھا۔

اگر زرا بھی علم اسے ہوتا تو وہ تکبیر کو کسی صورت نہیں جانے دیتا لیکن حالات اور واقعات کے آگے انسان بے بس

ہو جاتا ہے۔

وہ واقعہ جس سے سب نے اتنے سالوں سے اسے پوشیدہ رکھا تھا۔ یہ جان کے کہ وہ کیسے تاثرات کا ظاہر کرے گی؟

سب سمجھ بھی پائے گی؟ یہی سوچ اسے تذبذب کر رہی تھی۔

فرحت آپا کے مشورے پر اس نے بلایا تو لیا تھا مگر کل کیا ہونے والا ہے؟ یہ سب کے لئے انجان ثابت ہونے والا تھا۔

# میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان



"مروا! آریو شیور؟ آپ کو کچھ نہیں چاہیے؟" وہ خنکی بھرے ماحول میں آپسی سنگت بتائے کچھ دیر پہلے ہی ہوٹل میں آئے تھے۔ کچھ دنوں میں انکی فلائٹ اسلام آباد کی تھی۔ اسکے بعد سے ہی وہ شاہ رخ لوگوں کے ساتھ مل کے کراچی جائیں گے! ان چاروں نے یہی فیصلہ کیا تھا۔

مروا کی وہی سیریس اب تک اختتام کو نہیں پہنچی تھی کیونکہ شاہ میر اسے دیکھنے دیتا ہی نہیں تھا مگر وہ بہت ضد کر کے نیٹ فلیکس کھولے بیٹھی تھی۔

آنکھوں کی پتلیاں اسکرین پر جمیں بالکل ساکت تھیں۔ چہرے پر بھی ایک الگ قسم کا تاثر تھا جو غالباً اسی کا ہی اثر تھا جس کو وہ بہت محو ہو کے دیکھ رہی تھی۔ اس سنگین نوعیت کے باوجود بھی شاہ میر اسکا بیچ بیچ سے ٹیمپو بگاڑنے کی پوری کوشش کر رہا تھا اور بالآخر وہ جھنجھلا کے صوفے پر چلی آئی تھی۔

اسکی تقلید کرتا شاہ میر مسکراتے ہوئے اسکے پاس ہی چلا آیا تھا۔

"مروا میں کچھ پوچھ رہا ہوں"۔ اس نے لفظوں کو چبا کے ادا کیا تھا جبکہ ایک ٹکڑی گھوری سے بھی نوازا تھا۔ وہ سیریس کے معاملے میں بہت حساس تھی! دنیا یہاں کی وہاں ہو جائے اپنے مشغلے سے اجتناب نہیں برتی تھی۔

"کہہ رہی ہوں ناں! مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ آپ کریں آرڈر"۔ مصروف سا اسے کہہ کے وہ پھر سے متوجہ ہوئی تھی۔

ایک نظر تک اسے نہیں دیکھا تھا۔ شاہ میر کچھ پل تو اسے تکتا رہا پھر آرڈر کرنے لگا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

مروا خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتی پزل تو ہوئی تھی مگر بنا خاطر میں لائے سر جھٹک گئی۔

پلیٹ میں گارلک بریڈ، سوسی ونگز اور کچھ سینڈویچ لئے وہ اسکے پاس ہی بیٹھا تھا مگر ہر بار کی طرح وہی ہوتا تھا جس کا شاہ میر کو انتظار تھا۔

"ہممم۔ ٹیسٹ از ٹو گڈ بٹ چلی گارلک کیچپ تو منگوائیں! اسکے ساتھ بہت فٹ لگتا ہے"۔ ایک کے بعد دوسری گارلک بریڈ کا لقمہ لیتی وہ اسکے سینڈویچ کے ساتھ بھی انصاف کرنے پے تلی تھی۔ زرا سی چھوٹ ملی تھی اور پوری پلیٹ ہی اپنی گود میں رکھ کے ہر چیز سے بے نیاز ہو گئی۔

وہ سخت بد مزہ ہوا تھا۔ منہ بسور کے وہاں سے اٹھنے لگا تھا مروا کی آواز سماعت سے ٹکرائی۔

"اپنے لئے کچھ نہیں منگوا یا؟؟ اس نے سر سری سا استفسار کیا۔

شاہ میر نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"اپنے لئے بھی کچھ آرڈر کر رہے ہیں؟؟ اسے اب جا کے شاہ میر کا خیال آیا تھا جو کلس کے 'سب آپ ہی کھا گئی ہیں' خود سے ہی بڑبڑاتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

"شاہد سنی نہیں میری بات"۔ مروا خود سے ہی اخذ کرتی اگلی لپسی سوڈ پر کلک کر کے مشغول ہوئی۔

READERS CHOICE





## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

صبح وہ ہشاش بشاش سی بیدار ہوئی تھی۔ سارے حساب تو وہ بعد میں بے باک کرے گی لیکن کرے گی ضرور یہ طے کر چکی تھی لہذا اسی کا خول بھی وہ ہٹا چکی تھی۔ گیارہ بجے کے بعد سے ہی وہ گھر سے جانے کے لئے بہانے تلاش کر رہی تھی مگر ایک جواد اور فرحت آپا نے اسے باہر جانے کی سوچ تک بھلا دی تھی۔

انہی کے کہنے پر وہ دوپہر 2 بجے سے بریانی بنائے اب کچھ آرام کرنے کی غرض سے لاؤنچ میں انکے ساتھ ہی بیٹھی تھی کہ جواد نے لاؤنچ میں قدم رکھا۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی اپنے کام سے باہر گیا تھا۔

"کیا بن رہا ہے؟" بریانی کی خوشبو پورے گھر میں پھیلی ہوئی تھی اور اسی خوشبو نے جواد کا دھیان اپنی جانب کھینچا تھا۔

"بریانی"۔ جواب فرحت آپا نے دیا تھا۔

"ہم! گڈ"۔ اس نے نگاہیں تکبیر پر مرکوز کی تھیں۔

"جاؤ بیٹا تم فریش ہو کے آؤ اور تعبیر کو بھی لے آنا"۔ وہ اسے مخاطب کرتی آرام سے بیٹھی تھیں جبکہ وہ اٹھتا اس سے پہلے ہی مسز حمدانی چلی آئی تھیں۔

کچھ مصافحہ کرنے کے بعد وہ اصل بات بتا چکی تھیں، آخر وہ آئی کیوں ہیں۔

"آپکی پوتی نے ہماری کارپے ڈینٹ مارا ہے۔ کسی اسٹیل روڈ سے آئی لو بے بی لکھ دیا ہے۔"

اس کا حل بتادیں مجھے؟ کوئی چیپ کار نہیں تھی! ڈیٹس ٹو ایکسپنسو"۔ وہ نخوت سے منہ پھلائے بولی تھیں۔ یہ وہ واحد تھیں جس سے تکبیر کو الوداعی سطرے کا بیر تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"معذرت خواہ ہوں! آپکو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ تعبیر ایسی اوجھی حرکت نہیں کر سکتی"۔ ٹانگ پے ٹانگ چڑھائے وہ طمانت سے کہہ کے انکی کسی دوسری بات کو سننے کے موڈ میں ہی نہیں تھی۔

"لیکن تعبیر نے کیا ہے"۔ وہ بضد سی تھیں۔

"تعبیر کو کرنا ہوتا تو وہ اپنے بے بی کی کار میں لکھے گی ناں! یوں آپکی گاڑی سے اسکا کیا تعلق"؟ تکبیر نے سوالیہ نظروں سے انکی جانب دیکھا۔

جواد ان لوگوں پے ایک ایک نظر ڈالتا کمرے کی اور بڑھ گیا تھا۔ تعبیر اسے ہیزل کے ساتھ کھیلتی نظر آئی تھی۔

"تعبیر آپ نے مسز حمدانی کی گاڑی پے ڈینٹ مارا ہے؟ آئی لو بے بی آپ نے لکھا ہے"؟ وہ سنجیدہ سا اسکی جانب بڑھا تھا۔

جواد کی بات سنتے ہی اس نے دانتوں کی نمائش کی۔

ایک بھر پور مسکراہٹ تھی اسکے لبوں پر۔

"جی!! اس نے آنکھیں پٹیٹاتے بہت ڈھٹائی سے گردن اثبات میں ہلائی۔

جواد نے نیچے کا منظر یاد کیا۔

تکبیر اور فرحت آپادونوں ان سے بحث کئے جارہی تھیں جبکہ معاملہ ان دونوں کی باتوں کے برعکس تھا۔

تعبیر کی معصوم شرارت پے اسکے لب بھی مسکرائے تھے۔

"ایسا کیوں کیا"؟ تعبیر کو گود میں اٹھائے اس نے تشویش سے استفسار کیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مرون تلراز آلو یزماے فیوٹ! پسند آئی ان تی تار (کار) تو تر دیا (کردیا)" - آنکھوں میں بھر پور شرارت تھی جبکہ لہجہ شوخی بھرا تھا۔

"بیٹا یہ اچھی بات نہیں ہے! بیرمانے کو تیار نہیں ہیں یہ آپ نے کیا ہے" - وہ اسے سمجھاتا ہوا بولا۔  
بجائے اسے جواب دینے کے وہ ہولے سے مسکرائی اور اسے پیار کر کے ہیزل کے پاس چلی آئی۔  
بنا چینیج کئے وہ رینگ سے ان کی جاری ہوتی بحث بہت خاموشی سے سن رہا تھا۔

کچھ دیر اور گزرتی تو تکبیر لاؤنچ کو میدانِ جنگ بنا دیتی۔

"یہ تو کوئی اخلاقی حرکت نہیں ہوئی ناں کہ آپ کی کار بگڑی تو سارا راشن پانی لیکے آپ ہمارے گھر چلی آئیں۔ آپ پڑھی لکھی ہیں یوں سطحی سوچ آپ کو زیب نہیں دیتی۔ میری بچی نے اس طرح کبھی کیا ہے جواب کرے گی؟ ذرا دھیان سے سوچیں۔ اس پورے ایریا میں کیا صرف ہمارے ہی بچے ہیں جو آپ کی کار سے دشمنی نکالیں گے۔ یہ بہت بری حرکت ہے آپ اس طرح شکایت لے کے ہمارے گھر آگئی ہیں۔ اس دن ہم کرکٹ کھیل رہے تھے گیند آپ کے گھر میں آگئی تھی۔ آپ کی ملازمہ نے تو نہیں دی تھی پھر ہم لوگ کیوں مانیں یہ تعبیر نے ہی کیا ہے؟ جبکہ ہماری تعبیر بہت سمجھدار اور پیاری بچی ہے"۔

وہ مسلسل انہیں گھورتی سخت برہمی سے بولی۔ بہت حد تک تیور بھی بہت کڑے اور جھنجھلاہٹ زدہ تھے۔  
وہ تو منجمد تاثرات لئے جامد بیٹھی رہیں۔ یہ لڑکی انکی سوچ، انکے لائف اسٹائل اور پڑھائی لکھائی تک پہنچ گئی تھی۔  
"دیکھو لڑکی! تم زیادہ اوور ہور ہی ہو"۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اس سے پہلے وہ اپنے آپ سے باہر ہوتیں۔ جواد عجلت میں قدم اٹھانا انکے پاس چلا آیا۔

"Don't you worry mam! I'll pay for your loss".

وہ مہذب انداز میں بولا جبکہ وہ کچھ خاموش سی ہوئیں۔

ناگواری سے ہنکار بھرتیں وہ پیر پٹخ کے جاچکی تھیں جبکہ تکبیر طیش سے اسکی جانب بڑھی۔

"کیا ضرورت تھی ہیر و بننے کی! جب تعبیر نے کیا ہی نہیں تو کیوں ہم یہ الزام اپنی بیٹی کو دیں۔ دیکھ رہی ہیں پھپھو

آپ؟؟؟ وہ جذبات کی رو میں بہکتی فرحت آپا کو بھی مخاطب کر گئی تھی۔

"بیٹا سہی کہہ رہی ہے تکبیر! تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا"۔ وہ بھی تکبیر کی زبان ہی بول رہی تھیں۔

جواد نے تعبیر کو آواز دی۔ وہ پہلے کی طرح مسکراتی اور چمکتی ہوئی انکے پاس چلی آئی۔

"دادو اور بیر کو بتاؤ اس کارپے ڈینٹ کس نے مارا؟؟؟"

"میں نے تیا ہے"۔ وہ پر اعتماد سی بنا کسی شرمندگی کے اپنے کرتوت بتا رہی تھی۔ فرحت آپا کی حیرت سے آنکھیں

پھلیں جبکہ تکبیر نے چور نگاہ جواد پر ڈالی۔

"بچی ہے! آئندہ نہیں کرے گی"۔ بے نیازی سے شانے اچکاتی وہ بچن کی طرف رخ کر گئی تھی۔ جواد سر جھٹک

کے اس کے پاس ہی بیٹھ گیا تھا۔

پانچ بج چکے تھے۔ تکبیر حلیہ درست کرتی نیچے چلی آئی تھی۔ جواد کے پاس فرحت آپا فاروق صاحب، ریحانہ بیگم اور

مبین صاحب بھی تھے۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ خوش گپیوں میں مصروف تھے جب تکبیر جواد کے کنایہ اشاروں پر لان میں چلی آئی تھی۔  
ڈھکے چھپے لفظوں میں ہی سہی وہ اسے کچھ بتانا چاہ رہا تھا اور مقصد بھی اسے بلانے کا صرف یہی تھا۔  
گارڈ نے دروازہ کھولا تھا اور بڑی سی گاڑی میں بیٹھے تکبیر کو وہی لوگ نظر آئے جس سے اسے چڑ تھی۔ وہ بھولی تو  
نہیں تھی دھوکہ! فریب، بد گمانیاں، جھوٹ!  
اپنے ہی گھر میں انکا وجود اسے زہر سے بھی زیادہ برا لگا تھا۔  
آنکھوں میں واضح ناگواری تھی جبکہ جواد نے اسے بازو سے تھاما ہوا تھا۔  
"تکبیر ریلیکس"۔ اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں دلا سہ دیا۔  
"یہ یہ لوگ یہاں؟" وہ ششدر سی کھڑی تھی۔  
"ویٹ آ سینڈ تکبیر"۔ اس نے اسکی پشت سہلای۔  
"چھوڑ مجھے! یہ لوگ یہاں آئے کیسے؟ مطلب یہ کیسے ممکن ہے؟" وہ شش و پنج کا شکار تھی۔  
وہ تینوں، شہناز خاتون، حماد اور اسکی اہلیہ سامعہ گاڑی سے اتر کے اسکے پاس ہی قدم بڑھا رہے تھے جبکہ وہ ضبط سے  
کھڑی رہی تھی۔  
"تت تم کچھ بول کیوں نہیں رہے؟ نکالو انہیں! ان لوگوں نے تمہارے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟ تم بھول گئے  
ہو؟" اسکی آواز صدمے کی شدت سے بلند ہو رہی تھی لیکن وہ اسے ہنوز ویسے ہی تھامے کھڑا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کبھی نہ کبھی یہ سچ اس پر آشکار ہونا ہی تھا اور ایسے میں اسکے تاثرات، اسکے کیفیت اور اسکے جذبات سے وہ اچھے سے واقف تھا۔

"تکبیر میں نے بلایا ہے انہیں"۔ الفاظ تھے یا بم جو اسکے سر پر گرے تھے۔

جواد کا ہاتھ اپنے شانے سے ہٹاتی وہ رخ موڑ کے بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔ اسکا طمینان تو پہلے ہی رخصت ہوا تھا اور جلتی آنکھوں سے گھورتی وہ جواد کو زیر کر رہی تھی۔

حماد استغہامیہ انداز میں آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے سلگا رہا تھا اور وہ درحقیقت سلگ بھی گی تھی۔ وہ بدحواس اور بوکھلائی سی کھڑی تھی۔

غصے سے اسکا چہرہ دھواں دھواں ہوا تھا مگر وہ ضبط نہیں کر پار ہی تھی۔

جواد نے انہیں بلایا تھا؟ اسے یقین کرنے میں دشواری ہونے لگی تھی۔

وہ کیوں بلائے گا انہیں؟ یہ بات بھی اسکے سر سے گزر گی تھی یا اسے بھروسہ تھا وہ کبھی نہیں بلائے گا۔

ایک طوفان اسکے من میں اٹھ رہا تھا۔ وہ بہت بے چین سی تھی۔

حماد، شہناز خاتون اور سامعہ اسکے عین مقابل کھڑے تھے۔

تکبیر نے انہیں دیکھتے ہی نفرت سے رخ بدلاتھا۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم نے انہیں بلایا کیسے؟ حج جانتے ہو، ان لوگوں نے میرے ساتھ کیا ہے؟ اس حماد کو تم نے کیسے۔۔۔" وہ روانی سے کہتے فقرہ نادانستہ طور پر ادھورا چھوڑ گئی تھی۔ وحشت بھری نگاہیں ایک ایک کے چہرے کو تک رہی تھیں۔

آن کی آن میں اسکی رنگت متغیر ہوئی۔

ضبط کی طنابیں کھینچتی وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی تھی۔

جواد بھی اس دھوکے میں شامل ہے؟ ناقابل یقین صورتحال تھی۔

نیم نگاہوں سے اس نے جواد کی سمت دیکھا وہ نجل نہیں تھا۔ بالکل مطمئن سا کھڑا تھا۔

تکبیر کا قلب چاک ہوا تھا۔ ضربہ قلب کی رفتار سست پڑی تھی۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی آنے میں؟" اس نے شائستگی سے شہناز صاحبہ کو مخاطب کیا تھا۔ جوا باؤہ محض سر ہلا گئی تھیں۔

تکبیر کی بے اعتنائی اور نفرت بھری نگاہیں خود پر محسوس کرتے وہ نڈھال ہوئی تھیں۔

"کیسی ہیں سامعہ آپ؟" اب کی بار جواد نے سامعہ کو مخاطب کیا تھا۔

اسکی گھبیر آواز تکبیر کی سماعت سے ٹکرائی تو اسکارواں رواں اسے سنتے ہی سسکی میں تبدیل ہوا تھا۔

وہ جواد پے ہفت اقلیم میں سب سے زیادہ بھروسہ کرتی تھی اور وہ اسی کے دشمنوں سے خوش اسلوبی سے پیش آرہا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

سبکی کے احساس سے اسکی آنکھیں نمکین پانی سے بھرنے لگی تھیں اور وہ جواد کو افسوس سے دیکھتی رہی اور پھر وہاں سے دوڑتی چلی گئی تھی۔

"حمادیہ سب تکبیر کے لئے بہت نیا ہے۔ وہ تم لوگوں کو اپنا دشمن سمجھتی ہیں جبھی یہ بات انہیں پسند نہیں آئی کہ میں نے۔۔۔"

وہ ذہن میں جملے ترتیب دے رہا تھا۔ کہیں نہ کہیں تکبیر کو اس کی وجہ سے دکھ پہنچا تھا اور اس نے ان لوگوں کے ساتھ جو رویہ رکھا تھا وہ واقعی فضیحت سے بھرپور تھا۔

"ڈونٹ وری! ہم سمجھتے ہیں۔" انہوں نے جی کڑا کر کے کمزور لہجے میں لفظ ادا کئے تھے۔

حماد اور ان دونوں کو جواد نے ہی بلایا تھا جبکہ وہ تکبیر کا سامنا کرنا ہی نہیں چاہتا تھا صرف انکے کہنے پر ہی چلا آیا تھا۔ مسکراتی نگاہ ان پے ڈال کے وہ انہیں لئے ہی اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

تکبیر صوفے پر بیٹھی روتی نظر آئی تھی۔ اسکے آس پاس ریحانہ بیگم، فاروق صاحب، فرحت آقا اور مبین صاحب بھی تھے۔

آہٹ محسوس کرتے ہی تکبیر کے ساتھ باقی سب نے بھی نظریں اٹھائی تھیں۔

مبین صاحب کے ساتھ باقی سب بھی دم بخود بیٹھے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئی تھیں۔

اس طرح انہیں اتنے سالوں بعد زندہ دیکھنا؟ ہر ایک کے لئے حیران کن ثابت ہوا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ریحانہ بیگم کے تاثرات بھی بدلے تھے۔ تکبیر کے آنسوؤں تھمنے کے بجائے متواتر بہہ رہے تھے۔

جن لوگوں نے کچھ دنوں سے اسکے روز و شب کا چین و سکون غارت کیا تھا اسکے شوہر نے انہیں ہی گھر آنے کی دعوت دے دی تھی؟ وہ چاہ کے بھی اپنا رونا ترک نہیں کر پار ہی تھی۔

دل کبیدہ تھا اور آنکھیں شدتِ گریہ سے سرخ۔ اور چہرہ پر مردہ سا ہوا تھا۔ وہ جو اد کو بہت رنجیدہ اور دکھی لگی تھی۔

حماد نے مبین صاحب کو دیکھا اور انکے پہلو میں بیٹھی انکی اہلیہ کو۔ وہ فراخ دل نہیں تھا اسکی آنکھوں میں خفیف سی نرمی در آئی تھی۔ دل میں ٹیس سی اٹھی تھی۔

اسکے بعد ہی اس نے سر سری نگاہ شہناز خاتون پر ڈالی۔ اسکی آنکھوں میں کانچ سی چبھن تھی۔ یہ احساس محرومی ہی اس کے رگ و پے میں بھونچال لے آئی تھی۔

اسکا سینہ ریش ہوا تھا۔ نہ جانے کیوں وہ اتنا بہادر شخص آج ٹوٹ گیا تھا۔ وہ چاہ کے بھی اندرونی کیفیت مخفی نہیں کر پایا تھا۔

جو اد بخوبی اسکی کیفیت سمجھ رہا تھا اور بہت بے بس سا تھا۔

در حقیقت وہ آسان نہیں تھا جو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

اسکی بہن بہت بلند حوصلے والی تھی۔ حماد نے بے ساختہ سوچا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

آنکھوں کی پتلیاں تو شہناز صاحبہ کی بھی ساکت تھیں۔ تکبیر بالکل مبین صاحب سے مشابہت رکھتی تھی! انکے لب تلخی سے مسکراہٹ میں ڈھلے۔

خواب کا سماں تھا۔ ہر کوئی کسی نہ کسی کو تعجب اور پریشان بھری نگاہوں سے دیکھتے سارے مطلب خود سے ہی اخذ کر رہا تھا۔

وہ اب بھی جوان اور حسین تھیں! جیسے کنوارے پن میں ہوا کرتی تھیں۔ انکی شخصیت میں کوئی رد و بدل نہیں آیا تھا۔ غیر ارادی طور پر تصور میں بہت سال پہلے والی شہناز خاتون کی تصویر نے انہیں اپنے شکنجے میں جکڑ لیا تھا۔ تمام فریقین لب بستہ کئے کھڑے تھے کچھ بیٹھے تھے جبکہ ریحانہ بیگم نے انہیں دیکھا تو وہ بھی تکبیر کی طرح رخ موڑ گئی تھیں۔

انکی ذات اتنی ارزاں ہے جہاں ہر کوئی نفرت بھری نگاہ ڈال کے رخ موڑ لیتا تھا؟ حماد نے اپنی بہن کو دیکھتے اہانت سے سوچا تھا۔

"چلیں"۔ مدھم آواز میں انکا بازو تھامے وہ جانے کے لئے بضد تھا جو اد آگے بڑھا۔

"پلیز بیٹھو"۔ اس نے گویا منت کی تھی۔ اور یہی عجز و الحاح تکبیر کے آتش میں جھلسا گیا تھا۔

"کیوں بیٹھیں گے یہ؟ کیا آپ وہ سب بھول گئے جوان لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا؟ بولو جواب دو۔ اس نے آپ پے فائر کیا مجھے شزا کی شادی میں ڈریسنگ روم میں بند کیا اور نہ جانے اس ذلیل شخص نے ہمارے درمیان کیا کیا دوریاں پیدا کرنے کی کوشش کیں اور آپ اسی کو دعوت دے رہے ہیں۔ بتائیں کیوں؟ میرے اور آپ کے درمیان

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اتنی دوریاں آئیں صرف اسی کی وجہ سے ناں! اور آپ نے یہاں اسے بلا کے میرا دل ٹوڑا ہے۔ میں انکو دوست سمجھتی تھی اور یہ اسکی ماں نکلیں۔ ماسٹر مائنڈ ہی یہی ہیں اس پلیننگ کیں۔ انہوں نے پہلے اپنے بیٹے کو میرے پیچھے لگایا اور جب بات نہیں بنی تو اپنی ہی بہو کی کزن کو آپکے پیچھے لگوا دیا۔ یہ چال باز لوگ ہیں اور نہایت ہی کم ظرف۔ یہ دیکھو یہ کیسی سازش کر رہی تھیں اور انکے تین بیٹے بھی ہیں! یہ غریب بنی تھیں اور مجھ سے میل جول بڑھا کے در حقیقت ہمیں الگ کرنا چاہتی تھیں۔ بظاہر تو ساتھ رہنے کی دعا دیتی تھیں اور اندر ہی اندر جڑے کاٹ رہی ہیں اور انہوں نے ہی اپنی بہو کو کہا ہو گا مجھ سے دوستی کرنے کو! یہ لوگ جھوٹے ہیں تم نکالو انہیں۔" وہ شجاعت سے سب راز اگل گئی تھی۔ انکے درمیان کیا کیا ہوا تھا وہ سب کو اتنے سالوں بعد آج اسکے منہ سے ہی پتا چلے تھے۔

فضیحت کے احساس سے حماد کے ساتھ سامعہ اور شہناز خاتون کے کان کی لوئیں سرخ ہوئی تھیں۔ سب بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے تکبیر کو دیکھ رہے تھے۔ وہ کیا کہہ رہی ہے! یہ سچ ضرور تھا مگر تسلیم کرنے میں بہت وقت درکار تھا۔ وہ تمیز کا دامن تھا مناصد شکر تھا جو اد کے معاملے میں نہیں بھولی تھی۔ اسکے لبوں سے ہر بار یہ آپ، جناب جیسے الفاظ اسکے من کو لبھاتے تھے!

آہ کاش! وہ ایسا ہی انداز اپنا پاتی مگر جو اد نے کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا تھا اور نہ ڈالنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ "تکبیر! چپ، جسٹ کیپ کو اسٹ۔" اس نے آواز بلند کرتے چنگھاڑتے ہوئے اس زخمی شیرنی کو قابو کرنا چاہا تھا اور وہ اسکی بلند آواز سنتے ہی سہم کے پیچھے ہٹی۔ اسکی آنکھوں میں بے یقینی وہ دیکھ سکتا تھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

سب خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے! کچھ ہوتا یا کچھ واضح سمجھ آتا تو ضرور گفتگو میں حصہ ڈالتے۔ یہی سوچ ان سب کی آواز چھین لے گی تھی۔

تکبیر بڑی بڑی آنکھوں کو سکڑ گئی تھی۔

مبین صاحب نے جواد کی جانب اشارہ کیا جو آنکھوں آنکھوں میں انہیں شانت کر گیا تھا۔  
پن ڈراپ خاموشی چھا گئی تھی۔

شہناز خاتون مطمئن سی بیٹھی تھیں جبکہ حماد کا یہاں بیٹھنا دو بھر ہو رہا تھا۔

ملازمہ نے موسم کے حساب سے ہی گرم پانی اور کافی پیش کی تھی لیکن وہ بمشکل ہی دو گھونٹ پانی حلق سے اتار پایا تھا۔

غصے سے اسکی آنکھوں میں شرارے پھوٹنے لگے تھے۔ جڑے سختی سے بھیجنے وہ اس ہٹ دھرم لڑکی کی بد تمیزی برداشت کر رہا تھا جو کبھی کبھار بہت حد سے آگے بڑھ جاتی تھی۔

فاروق صاحب نے جواد کو گھوری سے نوازا تھا وجہ اسکی بلند آواز تھی اور ترش لہجہ جس سے وہ تکبیر سے مخاطب تھا۔  
"اسٹوپڈ"۔ اسکی حالت سے حظ اٹھاتے حماد نے کہا تھا۔ تکبیر دانت پیسے کھڑی رہی۔

"جواد اسے لیکے جاؤ"۔ حکم فرحت آپا نے دیا تھا جبکہ وہ گم صم سی کھڑی ٹس سے مس بھی نہ ہوئی۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ دیکھ رہے ہیں انہوں نے مجھے سے کتنی بد تمیزی کی صرف ان لوگوں کی۔۔۔" اس نے شکوہ کناں نظروں سے سب پے باری باری نگاہ ڈالی جبکہ جواد کی طرف دیکھتے ہی اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری اور باقی کے لفظ حلق میں ہی دم توڑ گئے تھے۔

خوف سے اس نے جھر جھری لی۔

"ایک سیکنڈ میں اوپر جائیں"۔ دو ٹوک لہجہ تھا۔ تکبیر شش و پنج میں مبتلا تھی۔

"اس پاگل لڑکی کا پہلے علاج کرواؤ جواد۔ کچھ بھی کہتی رہتی ہے اور نہ جانے تم لوگ کیسے برداشت کرتے ہو

اسے"۔

حماد کی سلگتی آواز نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

"میں کچھ مار دوں گی اسکے منہ پے! سمنبھالتے رہیں اپنے مہمانوں کو۔ چلی جاؤنگی میں اپنے باپ کے ساتھ۔ رہیے گا

آپ اپنے عزیز مہمانوں کے ساتھ"۔ طنزیہ انداز میں اس نے مؤدب انداز میں عزیز پر خاصا زور دیا تھا۔ اسکی گوہر

افشانی کی تاب نہ لاتے جواد کو مزید طیش آیا تھا۔

صد شکر تھا وہ تمیز کے دامن میں ہی تھی۔

"یہ مجھ سے روپ بدل بدل کے ملتی رہیں اور اچانک سے یہ امیر بھی بن گئیں؟ میں کہہ رہی ہوں یہ ہمیں جدا

کرنے کی سازش کر رہی ہیں لیکن میں تو کچھ بھی کرتی ہوں! تو سہی ہے پھر۔ سمجھتے رہیں جس کا جودل چاہے"۔ وہ پیر

پٹخ کے کہتی سیڑھیاں عبور کر گئی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

فاروق صاحب کے اشارے پر وہ اسکی تقلید کرتا اوپر ہی بڑھاتا مگر تکبیر کے ردِ عمل نے اسکے غصے کو مزید ہوا دی تھی۔



"آپ یہاں اس طرح؟" فرحت آپ نے جھجھکتے استفسار کیا۔

"جواد نے بلایا تھا! جو کچھ بھی ہوا محض اتفاق تھا۔ تکبیر کچھ زیادہ ہی غلط سوچ رہی ہے۔" انہوں نے سوگواری سے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔ لہجے میں دنیا جہاں کی تھکان آن ٹھہری تھی۔

"میں حماد کی ماں نہیں بہن ہوں! بڑی بہن۔" ان کی آواز نے فرحت آپ کے ساتھ باقی سب کو بھی ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"آپ تو مر۔۔۔ مر گئی تھیں؟" یہ پوچھنا مناسب تو نہ تھا اور زندہ شخص سامنے ہو تب تو بالکل بھی نہیں مگر ان سوالات کا کیا تھا جو اپنے آپ ہی جنم لے رہے تھے۔

"جھوٹی خبر تھی! اس سے زیادہ کچھ نہیں۔" وہ نشینِ مسندِ غم میں بہت کھوئی سی تھیں۔ تکبیر کے لبوں سے حقارت بھرے جملے سننا بہت تلخ تھا۔ مگر وہ ناچار بھی سن لیتی تھیں۔

"آپ کی موجودگی ہمارے ذہنوں کے ساتھ تکبیر کے لئے بھی بہت پیچیدگی پیدا کر رہی ہے! ماضی میں جو ہوا ہم واقفیت رکھتے ہیں لیکن تکبیر جہلِ بسیط ہے۔ اسکی وجہ سے آپ کو کوئی بھی چوٹ پہنچی میں اسکی طرف سے معافی مانگتا ہوں۔ درگزر کیجئے گا۔" فاروق صاحب نے سنگین معاملہ سمنبھالتے کچھ گنجائش نکالی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اسکی ضرورت نہیں! جواد کے اصرار پر میں یہاں آئی اور تکبیر کے لئے اپنے لئے بڑھتی بدگمانی کی جڑا جانے آئی ہوں۔ وہ سب کچھ جان لے اسکے لئے یہی مناسب ہے! ورنہ مسلسل گردش کرتے سوالات اسکی ذہنی صحت کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئیں گے۔ میں کبھی یہاں نہیں آتی صرف بچی کی محبت کھینچ لائی ہے ورنہ آپ لوگوں کو میری طرف سے کوئی چوٹ پہنچے یاد دل آزاری ہو میں قطعاً ایسا ارادہ نہیں رکھتی تھی"۔ وہ زرا سا ٹھہر کے لیل و نہار کو سمجھتیں دانائی سے بولی تھیں۔

وہ بظاہر مطمئن اور سمجھدار دکھنے والی خاتون اندر سے بہت ٹوٹی ہوئی تھیں۔ ایک پراسرار سی شخصیت تھی اور انکا تو من بھی بالکل خالی تھا۔ انکا دل خون کے آنسوؤں رو رہا تھا مگر قسمت کی لکیروں سے کون لڑ پایا ہے۔

"پریشان نہیں ہوئیں! جواد سب سمنجھال لے گا"۔ انکی خجالت مٹانے میں فرحت آپا نے بہت اہم کردار کیا تھا۔ وہ پھیکا سا مسکرائیں اور لب بھینچ گئی تھیں۔



"تکبیر"! جواد ایک ہی جست میں اسکے قریب آیا جو الماری میں بے سبب منہ دئے خاموش کھڑی تھی۔

"کوئی تکبیر نہیں ہے یہاں! سمجھ آئی؟" وہ الماری سے ہی پلٹ کے دانت پیسے غرائی۔

اب تک من کو شانت نہیں کیا تھا۔ لاواا بلے جارہا تھا اور اس سے پہلے وہ مزید زہر خند لہجے میں گویا ہوتی جواد نے اسکی کلائی اپنی آہنی شکنجے میں لی۔

"اس وقت میں جذباتی نہیں ہونا چاہتی سو پلیز دور جاؤ"۔ بار بار مزاحمت کرتی آخر وہ تھک ہار کے بے بس سی بولی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اگر مزید آپ نے کچھ کہاناں تو ڈک ٹیپ لگا دوں گا آپکے منہ پر"۔ جواد نے قہر آلود نظروں سے اسے گھورا تو وہ لبوں کو سیتی نظریں جھکائے اپنی کلائی سے اسکا ہاتھ نکالنے کی کوشش کر رہی تھی جو کم از کم اس کے بس میں تو نہ تھا۔

"چھوڑو میرا ہاتھ"۔ وہ بلا آخر پھر سے مچل کے ملتجیانہ انداز میں گویا ہوئی۔

"اتنی بد تمیزی اور بد لحاظی کا مقصد جان سکتا ہوں؟" وہ فاصلہ قائم کرنے کے بجائے قریب آیا تھا۔ تکبیر اسکے سوال کو ہوا میں تحلیل کر گئی تھی۔

جبکہ اس طرح اسکا نظر انداز کرنا اسکے رگ و جاں میں اشتعال پیدا کر گیا تھا۔

"میں کیوں بتاؤں تمہیں کچھ بھی؟" وہ ابھی سی ماتھے پر ڈھیروں شکنیں لئے برہمی سے بولی۔ وہ جانے لگی تھی جبکہ جواد نے کہنی سے پکڑ کے اسے اپنے مقابل کھڑا کیا۔

"یہ بھول ہے تمہاری کہ میں ان جاہل لوگوں سے معافی مانگوں گی! میں ہر گز ایسی احمقانہ حرکت کسی صورت نہیں کروں گی۔ تمہارے وہ ڈفر مہمان تمہیں ہی مبارک ہو! اس وقت رہ رہ کے تم پے بھی مجھے جنون چڑھ رہا ہے۔ بیوی کے دشمنوں کو دوست بنا رہے ہو؟ واؤ مسٹر جواد بہت اعلیٰ"۔ اسکا ایک ایک نظر حقارت اور نفرت سے لبریز تھا۔

بلند آواز میں پھنکارتی وہ پیچھے کو سرکی۔

"معافی تو آپ مانگیں گی اور ہر صورت مانگیں گی مگر تب! جب ساری حقیقت سے آگاہ ہوئی آپ۔ نیچے چلیں شرافت سے"۔

پہلے کی نسبت آواز میں بہت حد تک نرمی کا عنصر نمایاں تھا مگر وہ تکبیر تھی زیادہ عزت اسے اس نہیں آتی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ زرا سی سختی پر ہی کچھ دیر کیلئے تیر کی طرح سیدھا چل جاتی تھی۔

یہ سنتے ہی وہ حق دق سی ساکت کھڑی رہی۔

آنکھیں آبدیدہ ہو رہی تھیں اور وہ بے ساختہ ہی اسکے شانے پر ہاتھ رکھ گی۔

"معافی مانگنے سے کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہوتا۔ چپ سے نیچے چلیں ورنہ سوچتی رہ جائیں گی میں نے آپ کے ساتھ کیا

کیا ہے! سمجھ آرہی ہے بات؟؟؟ جو اد نے سلگتی نگاہ اس پے ڈالی اور وہ اپنے ہاتھ ہٹاتی رخ موڑ گی۔

"نہیں آرہی ہے مجھے کوئی بھی بات سمجھ"۔ تکبیر کی ڈھٹائی بھی اپنے ہی عروج پے تھی۔

"نیچے چلیں"۔ اسکے بکھرے بال اپنے ہاتھوں سے سنوار کے وہ تکبیر کے آنسوؤں اپنی پوروں سے چن کے اس کا

ہاتھ نرمی سے تھامے اپنے ساتھ لیکے جانے لگا تھا وہ جھنجھلاتے ہوئے دور ہوئی اور آخر کار آخر کا حربہ آزماتی رونا

شروع ہو گئی تھی۔

"میں کیوں مانگوں گی کسی غیر سے معافی؟ تت تم کیوں نہیں سمجھ رہے؟ اتنے دھوکے باز اور مکار لوگ ہیں۔ مجھے

جھانسنے میں پھنسنائے وہ ہم دونوں کو جدا کرنے کی سازشیں رچ رہے ہیں اور تم مجھے گرا نا چاہتے ہو؟" اسکی آواز

رندھ گی تھی۔

"تکبیر اسکی معافی جس کی آپ نے بد تمیزی کی ہے! میں آپکا اچھا سوچ رہا ہوں جیسی یہ کہہ بھی رہا ہوں۔ اس میں

گرنا اور گرا نا کہیں سے بھی نہیں ہے"۔ اسکے گال تھپک وہ لے جانے تھا تکبیر کی آواز سے قدم ساکت ہوئے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مانگ لوں گی معافی! اور اسکے بعد میں اپنے باپ کے گھر ہی جاؤنگی یہ بات یاد رکھنا تم۔" اسے تنبیہ کرتی تکبیر بے دردی سے آنسوؤں رگڑ کے اس سے پہلے ہی کمرے سے نکل گئی تھی کیونکہ جس انداز میں وہ اسکی جانب بڑھا تھا عین ممکن تھا سالم نکل لیتا۔



مبین صاحب کے ساتھ باقی سب نے بھی اسکی شدت گریہ سے سرخ ہوتی آنکھیں دیکھی تھیں۔ اسے روتا دیکھ وہ تو تڑپ کے رہ گئے تھے جبکہ تکبیر کے پیچھے جواد کو دیکھتے انہوں نے سنجیدگی سے اسکا بغور جائزہ لیا لیکن اس وقت وہ کنایہ اشاروں میں بھی کچھ نہیں کہہ سکا تھا۔

وہ اسکی وجہ سے روئی تھی؟ یہ ہر ایک کے لئے حیران کن تھا مگر وہ سچ نہیں تھا جو واضح ہو رہا تھا۔ "میں معافی چاہتی ہوں! آئندہ ایسا نہیں کرونگی۔" وہ آنسوؤں کو روکتی بمشکل بولی تھی۔

اس عمل کے لئے بھی پھر سے سب نے تکبیر کو دیکھا اور اسکے بعد جواد کو۔

"تکبیر بیٹا میں ایسا نہیں چاہتی تھی۔" اسکی خجالت مٹاتے شہناز خاتون نے سادگی سے اسے جواب دیا مگر اس نے سن کے بھی نظر انداز کر دیا تھا۔

تکبیر اسکے بعد مبین صاحب کے پہلو میں بیٹھ گئی تھی اور اسکے بعد سے اس نے ایک اچھٹی نگاہ بھی جواد پر نہیں ڈالی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ یہی سمجھ رہی تھی! اس نے بیچ محفل میں تکبیر کی عزت نہیں کی۔ اسے سب کے سامنے گرا کے اسکی عزت کو پامال کیا۔

رونا ترک کر کے وہ شہناز صاحبہ کو دیکھنے لگیں جو کب سے آنکھوں میں بے قراری لئے اسکی ہی منتظر بیٹھی تھیں۔  
"جو تم نے آنکھوں سے دیکھا ہے میری جان وہ مکمل سچ نہیں ہے۔" انہوں نے کمزور لہجے میں وضاحت کی۔  
کتنے ہی لٹ مار جملے اسکی زبان کی نوک پر نکلنے کو تیار بیٹھے تھے مگر جواد کی دھمکی اپنا اثر دکھا گئی تھی۔  
وہ لا تعلق بیٹھی رہی لیکن ایک جملہ تک ادا نہیں کیا تھا۔

وہ کہہ رہی تھیں اور تکبیر نے 'ہاں، ہوں' کا بھی جواب نہیں دیا تھا۔  
اسی ڈھٹائی اور بد تمیزی سے جواد کو کوفت ہوتی تھی لیکن سب کے سامنے وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔

تکبیر کی حد درجہ انتہا کو چھوٹی لاپرواہی اور بے مروتی پر ریحانہ بیگم عیش عیش کراٹھی تھیں۔  
یہ دیکھ انہیں بھی تکبیر کی یہ حرکت بہت ناگوار گزری تھی لیکن جذبہ ہمدردی اور آپسی محبت نے فوراً سے بیداری کی انگڑائی لی تو وہ بیچ میں ہی اسے ٹوک گئی تھیں۔

جواد کے بعد اس نے ریحانہ بیگم کو بے یقینی سموئے کچھ پل کے لئے دیکھا۔  
نہ جانے وہ سب اسکے ساتھ ایسا کیوں کر رہے تھے؟ اس نے تذبذب سے ماتھے پر چمکتی ننھی پسینے کی بوندوں کو اپنے ہاتھ کی پشت سے رگڑتے ہوئے تاسف سے سوچا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

قلب کے ایک گوشے میں سنگت میں بتائے پل، آپسی الفت اور باہمی تعلقات اب بھی ہنوز ویسے ہی جڑے مضبوط کئے ہم نشین تھے۔

آج بھی انہیں وہ وقت ذہن کے پردوں پر لہراتا ہوا انہیں تصور کرنے پر مجبور کرتا۔ کیسے انکے مرنے کی خبر سن کے وہ بوجھل سی ہوئی تھیں۔ دل کی رفتار سست پڑی تھی اور کتنے ہی پل وہ سانس لینا تک بھول چکی تھیں۔

شہناز خاتون کو ریحانہ بیگم کی دعاؤں میں رہنے کی سعادت نصیب تھی لیکن وہ کبھی نہیں چاہتی تھیں کہ باپ بیٹی کے قطع تعلق کا وہ سبب بنیں یا انکی وجہ سے وہ میل جول ختم کر دیں یہ انہیں منظور نہیں تھا۔ اسی کامان رکھتے ہوئے انہیں باپ کی نظروں میں تو برتری حاصل ہوئی تھی مگر بہن کی نظروں سے وہ اسی وقت گر چکی تھیں۔

وہ واقع بھلانے سے بھی ریحانہ بیگم کو بھولتا نہیں تھا اور کتنے سال بعد وہی اپنوں کی ستم ظریفی انکی آنکھیں آبدیدہ کر گئیں تھی۔

وہ اپنی بہن سے آزرده تھیں لیکن وہ دنیا سے کوچ کر گئی ہیں، اس وقت ہی انکے قلب میں خواہشیں پنپنے لگی تھیں۔ کہیں سے بھی، کچھ پل یا لمحے کے لئے سہی وہ واپس آئیں اور دونوں صلح نامہ کر کے آپس کی بڑھی ہوئی رنجشیں اور عداوت کو ختم کر ڈالیں۔

انکی یہی غلطی تھی کہ وہ بات کی تہہ تک کبھی رسائی حاصل ہی نہیں کر سکی تھیں۔



## مر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

سوچیں اس وقت ساری لامحدود تھیں! آخر ایسا کونسا مفاد پوشیدہ تھا جسکے باعث انہوں نے یہ قدم اٹھایا یا وہ گناہ اپنے سر لیا۔

شہناز خاتون چپ سادھ گی تھیں۔

ریحانہ کے نقوش بھی شہناز خاتون سے مشابہت رکھتے تھے۔ رنگ و روپ، انداز، طور اطوار، عادات سب ہی تو یکساں تھیں۔

"خالہ ہیں تمہاری! تمیز سے بات کرو۔" دل گسستہ لئے ایک طویل سانس خارج کرتیں وہ بہت سنبھل کے گویا ہوئیں۔

یہ محض اتفاق نہیں تھا۔ ریحانہ بیگم بخوبی سمجھ گی تھیں۔

یوں اسے رشتہ کی وقعت اور اسکی حیثیت سے آگاہ کرنا کچھ پل تو شہناز خاتون کو بھی منجمد کر گیا تھا۔

وہ خیال فاسد سمجھ کے جھٹلا گی تھیں کیونکہ جہاں تک انکے اپنے قرائن تھے وہ یہی تصور کر رہی تھیں کہ وہ بہن نہیں

تسلیم کریں گی تو اسکی حقیقت بھی کیوں آشکار کرینگی؟ لیکن حماد کے بدلتے تاثرات اور سوالیہ نظریں ہر کسی کی

جانب اٹھتی دیکھ تمام فریقین باآسانی اسکی نظروں کا مفہوم سمجھ رہے تھے جس میں شہناز بھی شامل تھیں۔ وہ

آنکھوں کو بند کئے پھر سے وا کرتیں یقین کی مہر لگا گی تھیں۔ گویا جو کچھ انکی سماعت سے ٹکرایا وہ حقیقت تھا۔

بیک وقت ان دونوں کی آنکھوں ہی آنکھوں کا تصادم ہوا اور آنکھیں مینابر سانے لگیں۔

تکبیر کے توفظ اندر ہی اندر گھٹ کے مر گئے تھے مگر وہ فلوقت کچھ نہیں سمجھ سکی یا سب کچھ اسکی سمجھ سے بالاتر تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ریحانہ بیگم اور شہناز خاتون بہنیں ہیں؟؟ وہ سر تھام کے بیٹھ گئی۔

آنکھیں سکوڑے وہ پریشاں حال سی بیٹھی تھی۔

یہ سب ہو کیا رہا ہے؟ وہ وحشت بھری نگاہ غیر ارادی طور پر جواد کی جانب اٹھاتی ہوئی خود سے ہمکلام ہوئی۔

مبین صاحب، فرحت آپا اور فاروق صاحب کے ساتھ اس وقت جواد بھی لب بستہ کئے فرحت آپا کے پہلو میں دراز تھا جو تکبیر سے تھوڑے فاصلے پر صوفے پر بیٹھی تھیں۔

اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہی نہ جانے کیا ہوا تھا اسکے پر سوز قلب کو جیسے راحت ملی تھی۔

حماد تو یہ سنتے ہی تنفر سا طیش کے عالم میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ خاتون کیا کہہ رہی ہیں آپا؟" اس نے بے چینی سے پہلو بدلتے فق رنگت لئے نگاہ کج شہناز خاتون کی سمت کی۔  
"تم چپ کر کے بیٹھ جاؤ"۔ انہوں نے سرد مہری کا خول چڑھاتے بے تاثر لہجے میں اسے مزید کچھ نہ کہنے کی تنبیہ کی۔

"مگر آپا یہ سب کیا ہے؟؟؟ وہ انکی کسی بھی بات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے تجسس کی انتہا پے پہنچتا چڑ کے استفسار کرنے لگا۔

"بیٹھو بتاتی ہوں"۔ کچھ دیر کے توقف کے بعد وہ طمانت سے کہتیں اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے ساتھ ہی جبراً بٹھا گئی تھیں۔

## مر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ گزشتہ سالوں کے صحیفے کو ورق بہ ورق پلٹتیں اسی سہانے دور میں جا پہنچیں جہاں خوشیاں تھیں، کچھ دکھ تھے، قہقہے تھے مگر وہ تنہا نہیں تھیں۔ خوبصورت یادوں کو اپنے ساتھ جوڑے وہ انہیں یادوں کو جیتی تو عمر کے اس حصے تک پہنچی تھیں۔

یادوں کا وزن گٹھنے کے بجائے بڑھنے لگا تھا۔

دو آنسو آنکھوں سے بہتے رخسار پر پھسلتے چلے گئے تھے۔

انکی گھبراہٹ میں واضح اضافہ ہو رہا تھا۔

کتنے دور، صدیاں، زمانے مٹھی سے ریت کی طرح پھسل گئے تھے لیکن ایک اپنوں کے تغافل نے انکی مضبوط جڑوں کو اجاڑ دیا تھا۔

بہن۔۔۔ سب سے قیمتی رشتہ دنیا میں حیات ہونے کے باوجود بھی وہ تنہائی کی زندگی بسر کر رہی تھیں۔

جہاں وہ سب باتیں ایک دوسرے سے کر لیتی تھیں وہیں آمر وقت نے انہیں ترس کے قابل تک نہ سمجھا کہ کچھ رعایت ہی دے دی جائے یا کچھ فیصلہ اپنے حق میں ہی کروا سکے۔

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھی تھیں مگر اس سب کے باوجود بھی انکے درمیان گہری اور طویل ہوتی سکوت چھائی تھی۔  
کبھی نہ ختم ہونے والی گفتگو اب لبوں پر قفل لگا گئی تھی۔

ریحانہ بیگم بھی انکے تاثرات جانچ رہی تھیں۔ جو مناسب الفاظ کو تلاشتی شش و پنج میں مبتلا تھیں۔

ریحانہ بیگم نے تلخی سے سر جھٹکا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ بولنا شروع ہو گی تھیں اور لاؤنچ میں موت جیسی خاموشی نے فضا کو اپنے حصار میں لے لیا تھا۔



"بی بی کوئی مبین لڑکا ہے! کہہ رہا ہے سر نے اسے بلایا ہے۔" وہ آڑھی تر چھی سی اپنے بیڈ پر دراز لیپ ٹاپ اوپن کئے لیٹی تھیں۔

ملازمہ کی آواز سے چونک کے سیدھا ہوتیں وہ اسے اندر بلانے کا حکم دیتیں فریش ہو کے بہت دیر بعد لاؤنچ میں آئی تھیں لیکن لاؤنچ میں بیٹھی شخصیت کو دیکھتے ہی انہیں خوشگوار حیرت نے آن گھیرا۔  
ریحانہ اور شہناز منسٹر 'داؤد ابراہیمی' کی صاحبزادیاں تھیں۔ جس میں ریحانہ دوم نمبر پر تھیں۔  
مبین انکے کلاس میٹس تھے اور فلوقت وہ بی بی اے کے آخری سیمسٹر کے اگزامز دیکے فراغت کے لمحے گزار رہے تھے۔

دوسرے سیمسٹر کے بعد سے ہی مبین نے اپنے دل میں بنپتے جذبات کا اظہار ریحانہ سے کر دیا تھا مگر اس سب میں انکی اولین ترجیح یہی تھی کہ پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہی وہ شادی یا دوسرے کاموں کا سوچیں گے اور ان سب میں وہ محض دوست ہی بنے تھے۔

داؤد ابراہیمی کی پہلی زوجہ کینسر کی بیماری میں مبتلا تھیں اور اسی مرض سے لڑتے لڑتے وہ اس فانی دنیا سے رخصت ہو گی تھیں۔

اس وقت ریحانہ بیگم اٹھارہ سالہ تھیں جبکہ شہناز خاتون محض اکیس سال کی تھیں۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

سیاست میں مضبوط گڑھ جوڑ کے باعث انہوں نے بیٹیوں پر کڑی نظر رکھی تھی مگر ان سب کے ساتھ انہوں نے اپنی بیٹیوں کو واضح لفظوں میں سمجھا دیا تھا کہ کوئی من کو بھائے اور شادی کا ارادہ بنے تو وہ بنا جھجھکے اپنے باپ سے شیر کر سکتی ہیں وجہ بھی انہوں نے اسی وقت ہی بتا ڈالی تھی کہ لڑکیاں مخالفت کر کے گھر کی عزت کو تار تار کر کے گھر سے بھاگ جانے کو ترجیح دیتی تھیں اور انکی عزت پے زرا بھی حرف آئے یہ انہیں کسی طور پسند نہیں تھا۔

دوسرا نکاح وہ اپنی بیوی کی زندگی میں ہی کر چکے تھے مگر پہلی زوجہ سے مخفی رکھ کے انہیں پاکستان سے باہر ہی رکھا گیا تھا۔

دوسری اہلیہ 'حمیدہ داؤد' سیاست سے ہی تعلق رکھتی تھیں جبکہ داؤد ابراہیمی سے شادی انہوں نے اپنے باپ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کی تھی۔

اس وقت تک داؤد ابراہیمی اور حمیدہ داؤد کے والد 'جمال آفریدی' کافی گہرے دوست ہوا کرتے تھے مگر اچانک سے چیئر پرسن (داؤد ابراہیمی) اور جمال آفریدی کے درمیان پیدا ہوتے اختلافات کی کھوکھلی جڑیں مضبوط ہوتی گئیں اور یہی اختلافات نے انہیں دوسری سیاسی پارٹی بنانے پر مجبور کر دیا تھا۔

اسی طرح الیکشن میں فتحیاب بھی داؤد ابراہیمی ٹھہرے تھے اور اپنی ہار جمال آفریدی کسی صورت تسلیم نہیں کر پائے اور بیٹی کو علیحدگی اختیار کرنے پر آمادہ کر گئے تھے اور یہ کڑا فیصلہ وہ باپ کی محبت میں لینے کے لئے تیار ہو گئی تھیں۔ اس وقت حماد محض تین سال کا تھا جسے داؤد ابراہیمی جانے تو نہیں دینا چاہتے تھے مگر وہ روک بھی نہیں سکتے تھے۔

ریحانہ اور مبین ہم عمر ہی تھے۔ وہ تیس سال کی تھیں تو مبین پچیس سال کے تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تین مہینے قبل انہوں نے کسی حادثے میں شہناز کی جان بچائی تھی اور اسکے بعد سے ایک دن یونہی وہ بغیر گارڈز کے گھر سے دور اسلام آباد کے لئے روانہ ہوئی تھیں مگر بیچ ہائی وے میں گاڑی میں خرابی ہونے کے باعث کچھ اوباش نوجوان انکا فائدہ اٹھانے کے لئے انہیں تنگ کر رہے تھے مگر اتفاق یا نصیب سے مبین اور سہیل نے یہ منظر باقاعدہ طور پر ملاحظہ فرمایا تھا اور ساتھ خیریت کے ساتھ انہیں گھر بھی پہنچایا تھا۔

وہ انکی احسان مند تھیں اور کہیں نہ کہیں دوبارہ مدد کرنے اور اچھی نیت ہونے پر انہیں مبین پسند آگئے تھے جو کہ عمر میں ان سے ایک سال چھوٹے تھے۔

یہ جانے بنا کہ انکی بہن اور مبین آپس میں محبت کے دعوے دار ہیں۔

اسی واقعے کے بعد سے روز صبح ان کی ملاقات مبین صاحب سے ہوتی تھی جبکہ مدت کچھ منٹ کی ہوتی تھی۔ جب تک ٹریفک بتی سرخ ہوتی تھی۔

جس میں وہ خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھ کے مسکرا دیا کرتے تھے۔

مبین پہلے بھی ایک دفعہ انکے گھر آئے تھے مگر اس وقت رسمی طور پر داؤد ابراہیمی ان سے خوش اسلوبی سے پیش آئے تھے جبکہ انکی موجودگی سے ریحانہ لاعلم تھیں۔

دوسری بار بلانے کا کیا ارادہ یا مقصد ہے؟ وہ سمجھ نہیں پائے تھے!

"ارے آپ؟" ڈھیلے سے ٹراؤزر میں گھٹنوں تک شرٹ پہنے دوپٹے اپنے گرد لپیٹے وہ مسکراتے ہوئے ان سے زرا فاصلے پر رکھے صوفے پر بیٹھ گئی تھیں۔

# مقام سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

مبین صاحب نے انکا عمیق جائزہ لیا وہ بلا وجہ ہی جھینپ گئی تھیں۔

انکے لبوں پر مسکراہٹ بکھری۔

"آپکے ڈیڈ نے بلایا ہے! آئی ڈونٹ نو سیکنڈ ٹائم انہیں مجھ سے کیا کام پڑ گیا ہے! آئی ایم ٹوٹلی کنفیوژ۔" بے نیازی سے شانے اچکائے وہ بیزاریت سے بولے۔

"سیکنڈ ٹائم! فرسٹ ٹائم کب آئے تھے آپ؟" ان کی پیشانی پر تجسس کی لکیروں کا جال بنا تو وہ نا سمجھی سے استفسار کرنے لگی۔

"چھوڑیں ناں آپ! کیوں کسی اور کو ڈسکس کر رہی ہیں؟ کچھ اپنی کہیں کچھ ہماری سنیں۔" وہ سابقہ سارے موضوع ہٹاتے ہوئے شوخی کا عنصر لہجے میں لپیٹے گویا ہوئے۔

"میں نے ڈیڈ سے ابھی بات نہیں کی۔" انہوں نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

"آپ کہہ رہی تھیں امتحانات ختم ہوتے ہی آپ ہماری شادی کے سلسلے میں اپنے ڈیڈ سے بات کر لیں گی پھر اس تاخیر کا مقصد؟؟؟ بھنویں سکیرے وہ سنجیدگی سے استفسار کر رہے تھے۔ ریحانہ انگشت بدنداں ہو تیں انگلیاں چٹخانے لگیں۔

"الیکشنز آر ہے ہیں! ڈیڈ اسی سلسلے میں بڑی ہیں۔ میں کر لوں گی بات ڈیڈ سے! آئی ہوپ وہ راضی ہو جائیں گے۔ مجھے بھروسہ ہے اپنے ڈیڈ پے۔ آپ لے فکر رہیں۔" لمبی چوڑی وضاحت پیش کرتیں وہ انہیں مطمئن کر رہی تھیں جو قسم از قسم اس وقت تک تو نہیں ہوئے تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کل رات آپ نے کال نہیں ریسو کی؟" پہلو بدلتے انہوں نے دوسرا موضوع چھیڑا تھا۔

"ڈیڈ پاس تھے۔" لب کچلتیں وہ ہولے سے مسکرائی تھیں۔

"آپکے ڈیڈ"۔ مزید وہ کچھ کہتے ریحانہ بیگم نے اس انداز سے دیکھا وہ فقرہ دانستہ چھوڑ کے بڑبڑاتے ہوئے مسکرائے۔

"ہنسے کیوں؟" ریحانہ نے خفگی سے سوال کیا۔

"اچھی لگ رہی ہیں آپ۔" انہوں نے خوشدلی سے تعریف کی۔

کچھ پل گزر گئے تھے۔ داؤد ابراہیمی تو نہیں آئے تھے مگر شہناز گھر میں آتے ہی انکی موجودگی دیکھ کے ٹھٹھک گئی تھیں۔

رات کو شادی کی بات تو انہوں نے اپنے والد سے کی تھی۔ کیا ڈیڈ نے اسے بلا بھی لیا؟ وہ بیگ کاندھے پر لٹکائے کاندھے تک آتے بالوں کو کان کے پیچھے آڑستیں صوفے کے نزدیک چلی آئی تھیں۔

اس وقت کے بعد سے ایک گھنٹہ گزر گیا تھا۔ ریحانہ اور مبین بالکل خاموش تھے مگر اسی خاموشی میں ایک الگ سا احساس تھا۔ انکی خاموشی میں بھی بہت باتوں کے بھید پوشیدہ تھے۔

وہ چاہ کے بھی وہ نہیں سمجھ پائی تھیں جو حقیقت تھی۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

بلا آخر وہ گھر جانے کی راہ لینے ہی لگے تھے کہ گاڑی کا ہارن سنائی دیا تھا۔ لگژری کار سے پوری شان سے وہ اترے اور گوکلز آنکھوں میں لگائے لاؤنچ میں داخل ہوئے تھے۔ انکے آتے ہی پوری فضا خوشبو سے معطر ہو گئی تھی جبکہ آگے پیچھے ہی کتنے گارڈز کھڑے انکے ہمراہ ہی لاؤنچ میں آئے تھے۔

"السلام علیکم سر"۔ انہوں نے ہاتھ ملاتے مؤدب انداز میں سلامی پیش کی۔

"وعلیکم السلام! جینٹل مین، کیسے مزاج ہیں؟" انہوں نے بھی کافی منفرد انداز میں حال احوال دریافت کیا اور

انہیں اپنے پہلو میں بٹھائے انکے شانے پر ہاتھ رکھ گئے تھے۔

یہ اپنائیت تھی یا کسی چیز کو پوری کروانے کی چاہلو سی تھی۔

"میں ٹھیک سر! واٹ اباؤٹ یو؟" انہوں نے رسماً استفسار کیا۔

"یہ باتیں تو بعد میں ہوں گی! پہلے کیوں ناں لنچ کر لیا جائے؟" انکی دی گی آفر کو مبین تردید کر گئے تھے۔

"معذرت خواہ ہوں سر مگر میں فری نہیں ہوتا یوں آپکا بار بار بلانا مجھے مشکوک لگ رہا ہے! کونسی ایسی بات ہے جسکے

لئے آپ نے مجھے بلوایا ہے؟؟ وہ بنا لگی لپٹی کے اصل موضوع پر روشنی ڈال گئے تھے۔

مبین صاحب بھی امیر گھرانے سے تعلق رکھتے تھے مگر منسٹر کے آگے وہ مڈل کلاس ہی لگتے تھے۔ کڑوڑوں کی آمدنی

کے آگے لاکھوں کی کیا حیثیت تھی؟

داؤد ابراہیمی کا قہقہہ گونجا۔

برابر میں بیٹھیں شہناز اور ریحانہ نے بے ساختہ ایک دوسرے کو دیکھا۔

## مقام سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

نہ جانے انکے ڈیڈ اس لڑکے کے ساتھ کیا کرنے والے تھے؟ ریحانہ سارے خدشات کو جھٹکتیں مثبت سوچنے لگیں۔

"شادی کے لئے"۔ وہ آسودگی سے گویا ہوئے تھے مگر اپنی جانب وہ دونوں حیران و پریشاں سے تھے۔ منجمد سے!

ریحانہ نے اب تک شادی کی کوئی بات نہیں کی تو پھر کس کی شادی کے لئے انہوں نے مبین کو بلایا ہے؟ یہ سوچتے ہی ریحانہ کا حلق خشک ہونے لگا تھا۔

"تم میری بڑی بیٹی 'شہناز' سے نکاح کر لو۔ میری یہ خواہش ہے اور شہناز تمہیں پسند کرتی ہے! اسکے لحاظ سے تم ایک مکمل مرد ہو اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں تم دونوں کی شادی کر دی جائے"۔ الفاظ تھے یا خنجر جو براہ راست ریحانہ کے سینے میں پیوست ہوئے تھے۔ وہیں مبین کے سر پہ بھی حیرت کا ایک پہاڑ ٹوٹا تھا۔ وہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ شہناز سے نکاح کر لو؟؟ بے یقینی سے خود ہمکلامی کرتیں ریحانہ پڑمردگی سے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرنے لگیں۔

"یہ کیا کہہ رہے تھے انکے ڈیڈ؟" انکی تودھڑکنوں نے اتھل پتھل مچادی تھی۔ ہتھیلیاں بھی پسینے سے شرابور ہونے لگی تھیں۔

شہناز نے انکی غیر ہوتی حالت دیکھی تھی۔ وہ بھی پریشان حال انکے قریب کھسکتی پیشانی پر ہاتھ رکھتے انکی اچانک بگڑتی حالت کا جائزہ لینے لگیں۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

مسکراہٹ تو جیسے غائب ہو گئی تھی اور چہرے پر ڈھیروں پریشانی چھائی تھی۔

انکی متغیر رنگت کو مبین صاحب نے دیکھا اور پھر وہ غصے سے تن فن کرتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"سر آپ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ میں ان سے نہیں آپکی چھوٹی بیٹی سے شادی کا ارادہ رکھتا ہوں نہ کہ شہناز سے۔ میرے دل میں ریحانہ ہیں اور ہم کتنے سالوں سے محبت کرتے آرہے ہیں اسی آس سے کہ فائنل اگزامز کے بعد ہم شادی کریں گے اور میرا تو خیال تھا یہ آپ سے بات کر چکی ہو گئی! لیکن یہاں تو صورتحال ہی بہت الگ ہے۔ میں معذرت چاہتا ہوں مگر میں شادی صرف ریحانہ سے کرونگا اینڈ ڈیٹ سٹ۔"

وہ لہجے میں چٹانوں سی سختی لئے دو ٹوک انداز میں تمام تردید کی باتیں گوش گزار کر گئے تھے اور یہی مناسب وقت تھا سارے بھید کھولنے کا اور نہ وقت کے تقاضے کچھ اور ہوتے ہیں اور ملنے والے نکھڑ جاتے ہیں۔

انکی بات سنتے ہی ریحانہ، شہناز اور داؤد ابراہیمی بالکل ساکت و جامد بیٹھے تھے۔

وہ دونوں متواتر روئے جارہی تھیں۔

شہناز پھٹی پھٹی آنکھوں سے مبین صاحب کے لفظ دہرا رہی تھیں جو انکے کانوں میں سیسہ انڈیل رہے تھے۔

وہ بہن ہوتے ہوئے بھی دوسری بہن کے جذبات نہیں سمجھ سکیں؟

یا کبھی ریحانہ نے انہیں اس موضوع پر کچھ بتایا بھی تو نہیں تھا۔

وہ شدت سے اس وقت کو کوس رہی تھیں جب انہوں نے اپنی پسندیدگی کا ذکر اپنے باپ سے کیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بے شرم انسان۔ کیسے منہ پھاڑ کے میرے ہی سامنے میری بیٹی کو ریجیکٹ کر رہے ہو! تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟ اب ایک سے تو کیا میں دوسری سے بھی نہیں ہونے دوں گا۔ یہ بات اپنے ذہن میں بٹھالو۔" آس پاس گارڈ اور ملازم کی فوج بھی انکی دھاڑ سے سہمی ضرور تھی اور وہ اپنے اپنے دل کی دھڑکنوں کو اعتدال میں لاتے کام میں مشغول ہوئے تھے جبکہ مبین! وہ تو پر اعتماد کھڑے تھے۔

"آپ سے کس نے کہا کہ آپ کروائیں گے تو ہی یہ شادی ہوگی؟ شادی تو میں ان سے ہی کرونگا ریحانہ سے اور ہر حال میں کرونگا اور رہی بات آپ کی پہلی بیٹی کی تو میں اسکا زمہ دار نہیں ہوں مجھے صرف ریحانہ چاہئیں اور یہ میرا بھی آخری فیصلہ ہے۔" وہ دونوں ضدی پن کا خول چڑھائے ایک دوسرے کو ہی گھورے جارہے تھے۔

"جہاں ہاتھ پیر مارنا ہے مار لو۔ ہم بھی دیکھتے ہیں کتنے بڑے طرم خان ہو! شکل گم کر لو اب اپنی۔" وہ تمسخرانہ انداز میں ہنستے وہاں سے جا چکے تھے جبکہ شہناز بھی انکی تقلید کرتیں اپنے باپ کے پیچھے ہی لپکی تھیں مگر ریحانہ بیگم وہ ہنوز سر جھکائے رونے میں مشغول تھیں۔

"Don't cry like cowards, trust me i'm with you. No need to worry. All will be fine".

وہ انکے گھٹنوں میں بیٹھتے رونے سے باز رکھنے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ کچھ سننا ہی نہیں چاہتی تھیں۔

شہناز، مبین کو پسند کرتی ہیں۔ انکا تو یہی سوچ سوچ کے سانس حلق میں اٹکنے لگا تھا۔



# قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

## اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاء اللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: [mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

Facebook ID; <https://web.facebook.com/mubarra1>

Instagram; <https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en>

Facebook Groups; READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اگر دشمنی میں آ کے داؤد ابراہیمی نے مبین کو کوئی چوٹ پہنچائی تو؟ وہ بنا آواز کے سر جھکائے ایک ہی کام سرانجام دے رہی تھیں۔

کوئی دلا سہ اور تسلی انکے فلوقت کسی کام نہیں آنے والا تھا۔

"آپ پلیز جائیں"۔ وہ بمشکل کہتیں وہاں سے جانے لگی تھیں مگر جان نہیں پائیں۔

"جانتا تھا میں! وہ کوئی نہ کوئی سیاست کر رہے ہونگے! مگر وہ ایسا بھی کرینگے؟ مجھے حیرت نہیں ہے کیونکہ سب سیاستدان ایسی ہی ہوتے ہیں۔ بات بنتی ہے تو ٹھیک ورنہ مارد و جان سے اور ایک بات آپ بھی یاد رکھ لیں، شادی صرف آپ سے کرونگا اب چاہے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے"۔ انکا لہجہ بہت پر عزم تھا۔ کچھ پل تو وہ بھی انکے تحکمانہ انداز سے ٹھٹھکی تھیں مگر وہ کچھ کہتیں اس سے پہلے ہی وہ وہاں سے جا چکے تھے۔

دھندلائی نظروں سے انکی آنکھوں نے دور تک پیچھا کیا۔

کیا وہ دوبارہ انہیں دیکھ سکیں گی؟ یہ تو وقت ہی بتا سکتا تھا۔

پلر کی اوٹ میں چھپی شہناز نے یہ منظر دیکھا تھا اور کسی عہد کے تحت وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھیں۔



دل کا درد بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ تو بے تحاشہ روی جارہی تھیں جبکہ شہناز وہ انکے برعکس بہت سمجھدار واقع ہوئی تھیں۔ بہنوں کی محبت میں یہ کیسی آزمائش تھی؟ وہ دونوں ہی نہیں سمجھ سکیں۔

ایک ہی درد سے وہ دونوں گزرتیں چپ سادھ گئی تھیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ایک گہری افیت میں ڈوبادن ڈھل گیا تھا۔ ان تینوں کے درمیان اس واقعے کے بعد سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ ریحانہ تو قطعی یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ وہ اپنے ہی سامنے انہیں کسی اور کا ہوتا دیکھیں جبکہ شہناز وہ اپنی بہن کے لئے ان سے دستبردار ہو جائیں گی! پوری رات سوچوں میں گزار کے وہ اسی نتیجے پر پہنچی تھیں۔



"ڈیڈ! آپ انا نہیں لگائیں۔ ریحانہ کے لئے وہ مناسب ہے۔ اس سے بہتر لڑکا نہیں ملے گا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے الفت کے دعوے دار ہیں۔ میرا خیال ہے آپ کو ہاں کر دینی چاہیے۔" بہت افیت سے انہوں نے یہ لفظ ادا کئے تھے مگر اس سب میں انہوں نے نظریں چرائی تھیں۔

"میں نہیں چاہتا بہنوں میں احساسِ کمتری پیدا ہو! مجھے تمہارے مشورے نہیں چاہیے اور آخری فیصلہ میرا ہی ہے کہ ایک سے نہیں ہوئے گی تو دوسری کی بھی نہیں ہونے دوں گا۔ تم جاسکتی ہو۔" انہوں نے تو گویا بات ہی اختتام کو پہنچادی تھی!

لفظوں کو منہ منہ میں بڑبڑاتیں وہ کچھ کہہ رہی تھیں مگر انکے ڈیڈرنگ موڑ گئے تھے۔

حالات نے انہیں بھی کس دہرائے پر لا کھڑا کیا تھا اور وہ بے بسی سے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے۔

ایک کی شادی کرتے تو دوسری شکوہ نہیں کرتی مگر خفا ضرور ہوتی! اور وہ یہی نہیں چاہتے تھے۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ پلیز اپنا خیال رکھیں ورنہ ایسا نہ ہو کہ ڈیڈ۔۔۔" فون کو مضبوطی سے تھامے وہ دانستہ جملہ ادھورا چھوڑ گی تھیں۔

کل کے بعد سے ہی مبین کتنی ہی کالز کر چکے تھے مگر سب میں ہی وہ روتی اور گھبرائی ہوئی سی تصور میں آتی تھیں۔  
"مجھے اپنی پرواہ نہیں ہے۔" انہوں نے دوبارہ جواب دیا۔

ریحانہ کی سسکیوں کی آواز انہیں سنائی رہی تھی اور سوائے دلا سے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔  
جوابات انکے من میں گردش کر رہی تھی! وہ چاہ کے بھی وہ کہہ نہیں پار ہی تھیں۔

"آپ بھول جائیں کہ۔" کچھ لفظ ادا کرنے کے بعد ہی ساری ہمت کی طنائیں ہاتھ سے پھسل گئی تھیں۔ یہ سنتے ہی مبین طیش میں آئے تھے۔

"ڈونٹ بھی سلی! آپ ایسا کہہ بھی کیسے سکتی ہیں؟ بھول جاؤں! کیا یہ بہت احسان ہے؟" وہ چڑ گئے تھے۔  
"درمیان میں۔۔۔۔" وہ اس سے پہلے جملہ مکمل کرتیں مبین بات بیچ میں اچک گئے تھے۔

"درمیان میں تو آپکے ڈیڈ بھی ہیں! کیا ان سے بھی نکاح کر لوں؟ حد ہے خود غرضی کی بھی۔" بنا دوسری بات سننے بغیر وہ کال کاٹ گئے تھے۔

وہ موبائل کو سو گواہی سے دیکھتیں بوجھل دل سے صوفے پر ہی لیٹ گئی تھیں۔



"پہچانا تو ہو گا ہی آپ نے؟"



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

دل جلی مسکراہٹ لئے وہ طنزیہ انداز میں انہیں سلگا گئے تھے۔ جبکہ باقی کی باتیں سنتے انکے قدم ڈگمگائے تھے۔

"پہچانا تو ہو گا ہی آپ نے؟"

دل جلی مسکراہٹ لئے وہ طنزیہ انداز میں انہیں سلگا گئے تھے۔ جبکہ باقی کی باتیں سنتے انکے قدم ڈگمگائے تھے۔

"سسر جی پہچانیں گے بھی کیسے نہیں؟ آخر کار آپکی چھوٹی بیٹی کا ہونے والا شوہر ہوں! یقین مانے اتنی جانکاری بنتی بھی ہے۔ دل سے عزت کرتا ہوں آپکی اور جیسی قسم لے لیں میں یہ عزت آخر تک دائر رکھنا چاہتا ہوں مگر اہم بات یہی ہے کہ اگر آپ شادی کے لئے مان جائیں تو۔ میں کبھی نہیں چاہوں گا ایک سیاستدان سے سیاست کی جائے ورنہ کچھ معلومات ہمیں بھی ہے! جمال آفریدی اور آپکی دوستی میں گہرا اثر پڑنا، پھر پارٹیاں تبدیل کرنا اور اب الیکشنز! سوچ پڑھنے میں ماہر ہوں اور آپکی بھی اچھے سے پڑھ چکا ہوں بلکہ یوں کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہوگی کہ آپکی سوچ کے برعکس آگے چلنے والے قدم بھی میں ترتیب دے چکا ہوں مگر وہی باپ، بیٹی کی محبت یاد آ جاتی ہے!

میرا کیا ہے؟ میں تو نکاح کرونگا اور ریحانہ کو لے جاؤں گا اپنے ساتھ۔ وہ تو کہاوت سنی ہی ہوگی، 'میاں بیوی راضی، تو کیا کرے گا قاضی'۔ کیوں دوپیار کرنے والوں کو جدا کر کے ستم کر رہے ہیں؟ جانتے بھی ہیں اس عمل سے آپکو کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے؟ جان لیں، پرکھ لیں۔ کچھ دن ہیں آپکے پاس! اور جواب ہاں میں نہیں ہوا تو یاد رکھیے گا، آپ محنت الیکشنز کے لئے کر رہے ہیں۔ جیت اور ہار صرف اور صرف ایک ووٹ سے بھی ہو جاتی ہے! صرف ایک۔۔۔ جانتے ہیں ناں؟؟ بیٹی گھر میں نہیں ملے گی، آپ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہو گا کہ وہ نکاح کر کے گی ہے! سوالات

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کے جوابات آپ نے دینے ہیں۔ میڈیا کو فیز آپ نے کرنا ہے! رہی بات آپ کے اسٹیٹس کی تو! بھلے میلیئر اور میلیئر نہیں مگر خود داری اور عزت ہے! بیوی بچوں کی ذمہ داری کس طرح نبھانی ہے، اس کا علم رکھتا ہوں میں۔ آپ کی بیٹی کے لئے مکمل ہوں! جلد ہاں کریں اور بیٹی کو عزت سے رخصت کریں ورنہ پھر۔۔۔ مجھے آپ جانتے نہیں۔"

کتنی ہی دیر تک وہ خاموش رہے تھے! پچیس سالہ مرد نے آج سہی میں انہیں لاجواب کر دیا تھا۔ حالات کا ڈٹ کے مقابلہ کرنے والا مرد آج بیٹی کے آگے اپنی سوچ تک مفلوج کر بیٹھا تھا جبکہ دوسری جانب مبین اپنے بیڈ میں ٹانگیں پسارے ایک پے ایک جھٹکے دیئے جارہے تھے۔ انکا لہجہ ہمدردی، مزاح، طنزیہ، دھمکی اور بھی نہ جانے کتنے تاثر سے لبریز تھا۔

"سسر جی! کال ڈراپ تو نہیں کر دی؟؟؟" انکی خاموشی پر چوٹ کرتے وہ مضحکہ خیز انداز اپنا گئے جبکہ انکی آواز آتش میں جلتی کا کام کر گئی تھی۔ انکے تاثرات بگڑے چلے گئے تھے۔ اس لڑکے سے انہیں دو دن سے شدید قسم کی جھلاہٹ اپنی حدوں کو چھو رہی تھی۔

وہ تو سمجھے تھے مبین پیچھے ہٹ جائیں جائیں گے جبکہ معاملہ تو انکی سوچ کے برعکس تھا۔ "بولو کتنے پیسے چاہیں؟" گہری سانس خارج کرتے وہ پیسوں کا حوالہ دینے لگے تھے مگر اس سے ناواقف تھے! ہر کوئی پیسوں کے لئے نہیں بکتا۔

داؤد ابراہیمی کی مسکراہٹ لبوں پر پھیل گئی تھی دوسری جانب دبیز خاموشی چھا گئی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

مبین نے غصے سے موبائل کان سے ہٹاتے ایک خونخوار نگاہ سے موبائل کو گھورا۔ انداز ایسا تھا جیسے داؤد ابراہیمی انکے سامنے ہوں۔

"داماد جی! کال ڈراپ تو نہیں کر دی؟" بدلہ لینے میں وہ ماہر تھے اور یہی سب انکی سرشت میں شامل تھا۔ دل جلی مسکراہٹ پھر سے لبوں کی تراش پر پھیلی تھی۔ اس وقت مبین بھی انکے انداز پر مسکرائے تھے۔ "ارے ہماری اتنی مجال کہاں؟" وہ انہیں سلگ رہے تھے اور یہ تو داؤد ابراہیمی بھی باخوبی سمجھ رہے تھے۔ مبین اس مزاج سے گفتگو شنید کے عادی نہیں تھے ضروریہ انکے ساتھ کھیل کھیل رہے تھے۔

"How much money will you take to get rid of rehana"?

(ریحانہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کتنے پیسے لوگے؟)

انکی بار بار کی ایک ہی رٹ سنتے دیکھ مبین کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔ وہ اسے سودا گر سمجھ رہے تھے اور یہی انکی کوتاہی تھی۔

"Dont take me too easy. I work so hard that I can earn myself

all i want is your beloved daughter! Nothing else."

(مجھے ایزی مت لیں۔ میں اتنا محنتی ہوں، خود کما سکتا ہوں۔ میں صرف آپکی پیاری بیٹی چاہتی ہوں! اور کچھ نہیں) انکے اطمینان میں زرا بھی اونچ نیچ نہیں ہوئی تھی۔ لفظوں پر زور دیتے وہ بہت ضبط اور تحمل سے جواب دے رہے تھے۔ جبکہ داؤد ابراہیمی تپ کے کال کاٹ چکے تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

موبائل غصے سے بیچ کے وہ ریحانہ کے کمرے کی جانب بڑھے جن کی اجڑی حالت اور ویران حالت وحلیہ بہت کچھ باور کروا رہا تھا۔

وہ تکیے میں منہ دیئے خالی خالی نظروں سے چھت کو گھورے جا رہی تھیں۔ خیالات کاشکجہ اتنا فولادی تھا وہ دروازے پر ہوتی دستک بھی سن نہیں پائیں۔

اب کی بار انہوں نے زرا سا زور سے دستک دی تو وہ ہڑبڑا ہٹ میں دوپٹہ لپیٹے دروازہ وا کرتیں خفگی سے صوفے پر منہ پھلائے بیٹھ گئیں۔

"کیسا لڑکا ہے وہ مبین؟" انہوں نے تشویش کرتے استفسار کیا۔ ریحانہ سن کے بھی نظر انداز کر گئیں۔

"مجھے میری بیٹیاں روتی ہوئی اچھی نہیں لگتیں! نکاح کی شاپنگ کر آؤ بہن کے ساتھ! آج سے تین دن بعد تمہارا نکاح ہے۔" الفاظ تھے یازندگی کی نوید! وہ تو سنتے ہی کھلکھلا اٹھی تھیں۔ آنکھیں یکدم ہی خوشی سے چمک اٹھی تھیں اور اسی غائب ہوتی خوشی نے انکی آنکھوں کو پڑمردہ کر دیا تھا۔  
"مگر آپ۔۔۔" انہوں نے جھجھکتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑا۔

"مجھے غلط فہمی ہوئی تھی سمجھنے میں! شہناز نے سب کچھ کلیئر کر دیا ہے۔ مطمئن رہو، اللہ انصیب اچھا کرے۔"  
انہیں خود سے لگائے وہ انکی جبین پر دیدہ بوسی کرتے دل سے دعا گو تھے جبکہ شہناز نے انہیں جن لفظوں میں سمجھایا تھا وہ وہی جملے ریحانہ کے آگے رکھ گئے تھے۔ جو کم از کم سچ تو نہیں تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ریحانہ اب کی بار زندگی سے بھرپور مسکرائی تھیں اور یہی مسکراہٹ اور الوہی چمک داؤد ابراہیمی کو بھی حیران کر گئی تھی۔

"آئی لی یو ڈیڈ"۔ انکے سینے سے لگیں وہ باپ کو بھی پیار کرنے لگی تھیں۔ دور سے چھپ کے دیکھتی شہناز کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔ کسی کو تو قربانی دینی ہی تھی وہ شہناز نے دے دی تھی اپنی چھوٹی بہن کے لئے۔ کیونکہ کہیں نہ کہیں ریحانہ بیگم خود غرض ہو گئیں تھیں وہ تو شہناز کے بارے میں سوچ بھی نہیں رہی تھیں۔



انکی شادی کو تقریباً دو سال گزر گئے تھے۔

تکبیر کی پیدائش پر اسکے نانا اور خالہ مکمل پروٹوکول کے ساتھ ہسپتال میں ایک طوفان سا برپا کر گئے تھے۔ ہسپتال کے باہر گاڑیوں کی لائنیں لگی تھیں اور میڈیا والے ہمک ہمک کے داؤد ابراہیمی سے انکی خوشی اور مسرت کے بارے میں پوچھنے کے لئے بے قرار ہو رہے تھے۔

مبین کے ماتھے پر بے شمار بل نمودار ہوئے تھے۔ اتنا تماشہ اور پروٹوکول وغیرہ یہ انہیں خاص پسند نہیں تھا۔ نکاح میں بھی ایسا ہی کچھ تھا مگر وہ ضبط کر گئے تھے۔

کتنے دن تک تو انہوں نے خود کو بھی ٹی وی اور انٹرنیٹ پر دیکھا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ان دو سالوں میں مبین صاحب ریحانہ بیگم کے ساتھ بس ایک ہی بار انکے گھر گئے تھے جبکہ باقی دفعہ وہ انہیں باہر سے ہی چھوڑ کے چلے جاتے تھے۔ انکی تقلید کرتے داؤد ابراہیمی بھی صرف ایک ہی بار گئے تھے ورنہ وہ ہر بار ریحانہ بیگم کو اپنے ہی گھر بلا لیا کرتے تھے۔

نواسی کی خوشی نے جینے کی فی امنگ پیدا کی تھی اور اس خوشی میں تقریباً سب کے چہرے ہی مسکراہٹ سے بھرپور تھے۔

ہسپتال کے اسی دن ہی تکبیر کے کان میں اذان دیتے انہوں نے اپنی جائداد کا پچیس پر سنٹ تکبیر کے نام کر دیا تھا جبکہ باقی کا پچھتر پر سنٹ وہ پچیس، پچیس پر سنٹ کر کے ریحانہ، شہناز اور حماد کے نام کر گئے تھے۔ کراچی کے بڑے بڑے ریسٹورنٹ اسی کے نام پر ہی چل رہے تھے۔

مبین صاحب کے گلے لگے وہ انہیں مبارکباد دیتے تکبیر کے دادا دادی، اور چچا چچی سے بھی ملے تھے۔ شہناز کے دل میں اندورنی ایک دکھ اور ملال تھا۔ جسے وہ اپنے دل کے اندر ہی دبائے بیٹھی تھیں۔ انکی نظر میں بہن کی خوشی زیادہ عزیز تھی اور انہیں خوش دیکھ کے وہ بھی بہت خوش تھیں۔

جہاں تک بات مبین صاحب کی تھی! وہ ان سے عزت سے ہی پیش آتے تھے مگر انکے درمیان باتیں بہت ہی مختصر ہوتی تھیں مگر شہناز نے خود سے کبھی پہل نہیں کی تھی۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ریحانہ بیگم ان دنوں اپنے باپ کے گھر میں آئی ہوئی تھیں۔ تکبیر چار سال کی بہت ہی شرارتی بچی ثابت ہوئی تھی۔ شہناز اور داؤد ابراہیمی کا دل ہی نہیں لگتا تھا اسکے بغیر اور جب جب وہ انکے گھر آتی تھی پورا گھر اسکی شرارتوں اور مسکراہٹ سے گونج اٹھتا تھا۔

کچھ دیر میں مبین صاحب انہیں لینے آنے والے تھے اور تکبیر انکے ساتھ بھاگ دوڑنے والا گیم کھیل رہی تھی۔ ساری مصروفیات ترک کر کے وہ صرف تکبیر کو وقت دیتے تھے۔ پہلے الیکشنز میں وہ فتیاب ٹھہرے تھے جبکہ دوسرا بھی ایک سال پہلے بھی انہوں نے ہی جیتا تھا۔ جمال آفریدی تو تن فن کراٹھے تھے۔ ہر بار دوست کی کامیابی انکے اندر جلن پیدا کر رہی تھی اور کہیں نا کہیں وہ داؤد ابراہیمی کے خلاف سازشیں بھی رچ رہے تھے۔ "نانو مجھے پتیریں (پکڑیں)"۔ صوفی کے ادھر ادھر ہوتی وہ دوڑتے دوڑتے انہیں متوجہ کر رہی تھی جو خود بھی بچے بنے اسکے ساتھ ہی کھیل رہے تھے۔

فلفور ہی اسے پکڑتے کاندھے پر بٹھائے وہ اپنے ساتھ ہی صوفی پر لے آئے تھے۔ شہناز نے اب تک شادی نہیں کی تھی اور ایسا نہیں تھا کہ ریحانہ اور داؤد ابراہیمی نے انہیں لڑکے نہیں دکھائے تھے بس وہ کرنا ہی نہیں چاہتی تھیں۔

تکبیر عجلت میں اٹھتی شہناز خاتون کی ڈریسنگ سے نیل پینٹ اٹھائے اپنے نانا کے ہاتھ پیر پر لگا رہی تھی اور وہ دم سادھے دلچسپی سے بیٹھے تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سبزین ۲ ملائیکہ خان

یہ وہ واحد کام تھا جس کو صرف تکبیر نے کیا تھا ورنہ ریحانہ بیگم اور شہناز نے بھی اپنے بچپن میں ایسا کام انجام نہیں دیا تھا۔

"ڈیڈ بات سنیں۔۔۔" ریحانہ بیگم شہناز خاتون کے ہمراہ کمرے سے نکل کے انکے پاس ہی آرہی تھیں۔ انکے ناخنوں پر نیل پالش دیکھتے لفظ حلق میں ہی اٹک گئے تھے۔

"شش! نانو ہلے نہیں"۔ انکے وجود میں حرکت ہوئی تھی! تکبیر نے سختی سے تنبیہ کی۔  
"تکبیر یہ کیا کر رہی ہو بیٹا؟" ریحانہ بیگم اسکے پاس بڑھتیں اس کام سے باز رکھنے کی کوشش کر رہی تھیں جبکہ تکبیر ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی۔

"میں نانو تو تیاں (تیار) تر رہی ہوں"۔ مسکراتے ہوئے اس نے آنکھیں پٹپٹائیں۔  
"تکبیر! نانو کو نہیں کرو تیار اور اٹھو بیٹا یہاں سے"۔ ریحانہ بیگم نے اسکی کلائی تھامی جبکہ داؤد ابراہیمی بول پڑے تھے۔

"کرنے دو میری بیٹی کو تیار"۔ وہ تکبیر کا بغور جائزہ لیتے فرصت سے بولے۔  
شہناز تو انکے قریب ہی صوفے پر بیٹھی مسکرا رہی تھی۔ تکبیر نے گزشتہ رات بھی انکی زلفیں سنوارنے کی غرض سے سنوارے کم اور بگاڑ زیادہ دیئے تھے۔

کتنے بال ٹوٹے تھے انکے! اب تک شہناز کے سر میں درد تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اب دوسرے تلو (کلو) تی لداؤندی (لگاؤنگی)"۔ وہ خود سے بڑبڑاتے پیلے کلو کی نیل پالش انکے پاؤں کے ناخنوں میں لگا رہی تھی۔

"کب آئے گا وہ؟" انہوں نے ریحانہ بیگم سے استفسار کیا۔

"کچھ دیر میں آنے کا کہہ رہے تھے"۔ انہوں نے عام سے لہجے میں جواب دیا۔

"دیکھا یہ کیسی آنا لگا کے بیٹھا ہے! میری بیٹی ہی لے گیا اور مجھے ہی جھکانے پر تولا ہے۔ میری انا تو جائز ہے! یہ کس بات کی انا لگا رہا ہے؟" وہ تشویش زدہ سے بولے۔

"فکر نہیں کریں ڈیڈ! میں سیدھا کرونگی۔ امی، ابو نے بھی انہیں سمجھایا تھا مگر ناجانے کیوں یہ ایسا کر رہے ہیں"۔ وہ سوگواری سے کہتیں منہ بسور گئیں۔

"ان دونوں داماد اور سسر کا کوئی حال نہیں"۔ شہناز کی آواز قدرے بلند تھی۔ ہنستے ہوئے کہہ کے وہ ڈنر کے انتظامات دیکھنے کی غرض سے کچن کی جانب بڑھ گئی تھیں۔



ان چھ سالوں میں مبین صاحب صرف دو بار اپنے سسرال آئے تھے۔ رات نو بجے کے قریب انہوں نے کال کر کے ریحانہ بیگم کو باہر آنے کا کہہ دیا تھا۔ وہ تکبیر کو اندر ہی چھوڑے باہر آ کے ان پر برس گئی تھیں۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ چھوٹے ہیں میرے ڈیڈ نہیں! پتا نہیں کس بات کی انا ہے آپ میں۔ میرے ڈیڈ کی بیٹی سے ہی نکاح کیا اور انہیں ہی اپنی انا کی ضد میں ناراض کر بیٹھے ہیں۔ چلیں اندر۔"

"تکبیر کو لائیں رات بہت ہو گئی ہے۔" انہوں نے سرے سے ہی ریحانہ کی بات نظر انداز کی۔

"تکبیر نہیں آئے گی! جب تک آپ اندر نہیں جائیں گے۔ بات ختم۔" انہوں نے شانے اچکائے۔

"کیا بچوں جیسی ضد ہے آپ کی۔ جائیں اور لیکے آئیں۔" شیشے سے جھانکتیں وہ کار میں بیٹھے مبین صاحب کو کوئی ضدی بچی لگی تھیں۔

"سر آپ کو سربلار ہے ہیں۔" ایک ملازم مؤدب سا انہیں داؤد ابراہیمی کا پیغام پہنچا کے دور جا کے ادب سے کھڑا ہو گیا تھا۔

"میں نے عزت سے دعوت دی تھی! وہ تو اس نہیں تھی۔" خود سے بڑبڑاتے ہوئے وہ اتنی آواز بلند کر گئی تھیں جسے مبین صاحب باآسانی سن چکے تھے۔

کڑوا سامنہ بنائے وہ بلا آخر کار سے نکل کے دروازہ بند کئے اندر کی جانب چل دیئے تھے۔

مبین صاحب اور داؤد ابراہیمی کی آنکھوں کا تصادم ہوا۔ وہ تو انہیں اندر بلائے مغرور سے بیٹھے تھے جبکہ مبین صاحب بھی کلتے ہوئے ان سے فاصلے پر ہی دراز ہوئے تھے۔

"کیسے ہیں سر سرجی! گھرور میں بھی چکر لگائیں۔" انہوں نے خوشدلی کا اظہار کیا۔

"تم آتے رہو تو میں سوچ سکتا ہوں۔" ہاتھ جھاڑتے وہ بھی جواباً مبین صاحب کے انداز میں بولے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ریحانہ بیگم دونوں کو اکیلا چھوڑ کے جانے لگی تھیں۔ مبین صاحب کے ہنسنے کی آواز سے ٹھٹھکیں۔

"آپ کے کب سے یہ شوق ہو گئے؟" انکے پیر کے ناخنوں کو دیکھتے وہ استہزائیہ انداز میں ہنستے چلے گئے۔ ہاتھوں کی نیل پالش تو مٹا دی تھی جبکہ پیر کی وہ مٹانا بھول گئے تھے۔

دور کھڑی ریحانہ بیگم نے انہیں خونخوار نظروں سے گھورا تو وہ ہنسی ضبط کر گئے۔

"تکبیر نے لگائی ہے۔" داؤد ابراہیمی کے کہنے سے پہلے ہی جواب ریحانہ بیگم نے دے دیا تھا۔

"بیٹا تم جاؤ! ڈائننگ ریڈی کرو۔" وہ ریحانہ کو کہہ کے مکمل طور پر مبین صاحب کی طرف متوجہ ہوئے جو بار بار نفی میں سر ہلا رہے تھے۔

"چپ! ڈنر کر کے جانا۔" انہوں نے رعب دار آواز میں ان پر حکم صادر کیا۔

"مگر رات ہو گئی ہے اور پھر۔۔۔۔۔"

"نوبت ہے! کوئی رات کے تین نہیں بچ رہے۔ چپ سے بیٹھ جاؤ ورنہ۔" انہیں دھمکی دیتے ہوئے وہ بیچ میں ہی مبین صاحب کی بات اچک گئے تھے۔

بیزاریت سے وہ سر جھکائے بیٹھ گئے۔

ریحانہ بیگم ترس کھاتی نگاہوں سے شوہر کو دیکھتیں وہاں سے واک آؤٹ کر گئیں۔

ڈنر کے بعد بھی ایک بجے تک داؤد ابراہیمی نے انہیں جبراً اپنے پاس بٹھائے رکھا تھا۔ برداشت سے باہر ہو جانے کے بعد وہ اجازت طلب کر کے گھر کے لئے نکل گئے تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"نانو کے نیل پالش آپ نے لگائی تھی؟" مبین صاحب نے متعجب انداز میں تکبیر سے پوچھا جو ریحانہ بیگم کی گود میں چڑھی فخر یا انداز میں سر اثبات میں ہلا گئی۔

"اب میکپ بھی کرنا اڑکا"۔ وہ تمسخرانہ انداز میں گویا ہوئے۔  
تکبیر تو چہک اٹھی تھی جبکہ ریحانہ بیگم نے خفگی سے انہیں دیکھا۔  
"کریں باپ بیٹی میرے باپ کی برائی"۔

"ہم تو برائی نہیں کر رہے بلکہ مزاق اڑا۔۔۔ میرا مطلب ہے انکی تعریف کر رہے ہیں"۔ بروقت وہ زبان سمنبھالتے دل جلی مسکراہٹ لئے سادگی سے بولے۔

کچھ وقت بعد ہی انکار استہ اختتام کو پہنچا تھا مگر ہر بار وہ ان سے شکوے شکایات کرتی آئی تھیں آخر وہ کیوں داؤد ابراہیمی سے ایسا رویہ رکھتے ہیں؟ مگر ہر بار کی طرح وہ ٹال مٹول کر گئے تھے۔



مبین صاحب کی عقل ٹھکانے کے لئے انکے ذہن میں ایک طوفانی آئینڈیا آیا تھا اور اسی کی تکمیل کرتے وہ بغیر گارڈز لئے اکیلے کارڈرائیو کر کے ریحانہ بیگم کے گھر کے پاس کھڑے تھے۔ غالباً تکبیر باہر آئی تھی! انہوں نے 'ہائے' کرنے کے انداز میں ہاتھ ہلایا تو وہ پاگل ہوتی انکی کار کی طرف لپک پڑی۔  
دروازہ کھول کے اسے کار میں بٹھائے وہ زن سے گاڑی بھگالے گئے تھے۔  
کچھ دیر میں ہی گھر میں ایک طوفان سا برپا ہوا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر کو پورے گھر میں ڈھونڈ لینے کے بعد بھی وہ جب کہیں نہ ملی تو ریحانہ بیگم رورو کے پاگل ہوئے جارہی تھیں جبکہ سہیل صاحب کے ساتھ مبین صاحب اور تکبیر کے دادا گھر سے نکلتے اسے ڈھونڈے جارہے تھے۔ دوپہر چار بجے سے وہ لاپتہ تھی اور رات ہونے کو آگئی تھی۔ تکبیر کا کچھ پتا نہیں چلا تھا۔ داؤد ابراہیمی اسے گھر بھی لیکے نہیں گئے تھے جبکہ جیسی ہی اسکے گم ہونے کی اطلاع ملی تھی شہناز تو دوڑی دوڑی چلی آئی تھیں۔

ریحانہ بیگم کے آنسوؤں تھمنے کے نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ وہ شکست خوردہ اور ہر اسال نظروں سے سکتے کے عالم میں چلی گئی تھیں۔

ساڑھے گیارہ بج چکے تھے۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا انکا دل بھی بیٹھا جا رہا تھا۔ تکبیر کی دادی اسکی پیدائش کے دو تین سال بعد ہی انتقال کر گئی تھیں۔ شہناز، شہناز بھی انکی بگڑتی حالت سے پریشان ہو رہی تھیں۔ کتنی بار شہناز نے داؤد ابراہیمی کو کال کی تھی مگر انکا نمبر بند تھا۔ دو تینوں اب تک گھر نہیں آئے تھے۔

مبین صاحب کے والد اور سہیل صاحب آگئے تھے مگر تکبیر ان دونوں کے پاس نہیں تھی۔ ریحانہ بیگم کی ممتا انہیں کسی طور چین نہیں لینے دے رہی تھی۔

احد بھی تکبیر کو پکارتا گھر کے کونے کونے میں ڈھونڈ رہا تھا مگر وہ کہیں نہیں ملی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

آخر میں مبین صاحب تھکے ہارے اور بھاری ہوتے قدموں سے ناکام لوٹے تھے۔

"وہ کہاں گی؟ کس کے ساتھ گی؟ کیسی ہو گی؟" یہ سوچتے ہوئے بھی انکے جسم سے روح نکلنے لگی تھی۔

مبین صاحب کی آہٹ پہچانتیں ریحانہ بیگم بے قراری سے کمرے سے نکلیں مگر انہیں خالی ہاتھ دیکھ کے وہ ہواس باختہ سی انکی بانہوں میں جھول گئی تھیں۔

شہناز اور باقی سب انہیں سمنبھالتے بیڈ پر لے آئے تھے۔

انکی بھی بکھری سی حالت تھی! برداشت بھی آخری حدوں کو چھو رہی تھی مگر وہ ہمت نہیں ہارنا چاہتے تھے۔

دیر رات تک شہناز اپنے گھر پہنچیں تو داؤد ابراہیمی کی گود میں تکبیر کو سوتا ہوا پایا تھا۔

شہناز خاتون کی آنکھیں بھی رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔ وہ بھی ماں جیسی محبت کرتی آئی تھیں تکبیر سے جبکہ تکبیر داؤد ابراہیمی کے پاس انہیں دیکھ کے حیرت کے ساتھ خوشی بھی ہوئی تھی۔

"ڈیڈ یہ آپک۔۔۔" وہ مزید کچھ کہتیں داؤد ابراہیمی نے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"تکبیر سو رہی ہے! کچھ پل خاموش رہو۔" وہ مدھم سی آواز میں اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتے فکر مندی سے

بولے۔

"مگر ڈیڈ"۔ وہ پھر سے بولیں تو داؤد ابراہیمی نے فقط گھورنے پر اکتفا کیا۔

وہ گہری سانس خارج کرتیں کمرے سے تو نکل گئی تھیں۔ تکبیر سہی سلامت اور اپنے نانا کے پاس ہے! انکی جان میں جان آگئی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کچھ ثانیے گزرنے کے بعد داؤد ابراہیمی انہیں کمرے سے نکلتے دکھائی دیئے تھے۔

انکی مسکراہٹ سے وہ بہت کچھ سمجھ گئی تھیں مگر خود سے کچھ بھی اخذ نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

"ڈیڈ! تکبیر آپ کے پاس؟ آپ کب لائے اور کیوں؟ ریحانہ نے رو رو کے خود کو ہلکان کر لیا ہے! وہ مر جائے گی اگر تکبیر اس کو نہیں ملی تو۔ پلیز آپ تکبیر کو چھوڑ کے آئیں ورنہ ایسا نہ ہو آپ کی تاخیر کرنے پر کچھ برا نہ ہو جاؤ۔" وہ ڈھیروں سوال کرتی ریحانہ بیگم کی بدحواسی سے آگاہ کر رہی تھیں۔

"آپ اسکی آنا کو چوٹ پہنچانا چاہتے ہیں ناں؟ آپ کی بہت پہنچ ہے اور کہیں ناں کہیں مبین جب آپ کو کال کریں گے کہ تکبیر لاپتہ ہے اور آپ اسے ڈھونڈیں! تو ڈائریکٹلی اسکی انکا پہاڑ مسمار ہو جائے گا۔ ایسا ہی ہے ناں؟" داؤد ابراہیمی کی سوچ پڑھتیں شہناز اسے لفظوں کے ذریعے زبان سے ادا کر چکی تھیں۔

وہ اپنے باپ کو اچھے سے جانتی تھیں! وہ صرف انہیں جھکانے کے لئے تکبیر کو لائے تھے مگر وہ ایسا بھی کر سکتے ہیں؟ شہناز خاتون ششدر سی بیٹھی تھیں۔

"ڈیڈ بچی کو واپس کریں! یہ مزاق بھاری بھی پڑ سکتا ہے۔" انہوں نے دہلتے دل سے داؤد ابراہیمی کو آگاہ کیا۔

"کچھ نہیں ہوگا! تکبیر میرے پاس خوش ہے، کچھ دن بعد چھوڑ آؤں گا۔"

انکی بات سنتے ہی شہناز خاتون نے آنکھیں پھاڑے باپ کو دیکھا۔

"ڈیڈ یقین مانیں وہ مر جائے گی! میں نے مبین کو بھی دیکھا ہے۔ تکبیر اسے نہیں ملی تو وہ پاگل ہو جائے گا۔" وہ

منت سماجت پر اتر آئی تھیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"صبح چھوڑ آؤں گا۔ تم بھی آرام کرو۔" انکے ماتھے پر لب رکھتے وہ وہاں سے چلے گئے تھے جبکہ شہناز خاتون ہنوز ویسے ہی ساکت بیٹھی تھیں۔



رات بھی شب خوابی میں گزر گئی تھی۔ مبین صاحب نے انہیں بہت سمنبھالا تھا اور دلا سے بھی دیا تھا مگر انہیں ایک پل کا آرام نہیں تھا۔

تکبیر خیرت سے ہوگی بھی یا نہیں؟ یہ خیال ہی سوہان روح تھا۔  
فجر کی نماز پڑھنے کے بعد تمام فریقین گھر سے نکل چکے تھے۔

ریحانہ بیگم نے صبح ہی اپنے ڈیڈ کو کال کر دی تھی جبکہ انکی درد بھری آواز سنتے ہی کچھ پل تو وہ سٹپٹا گئے تھے۔  
"میں کچھ کرتا ہوں میری جان! تم لے فکر رہو۔ تکبیر کچھ دیر میں پہنچ جائے گی۔" وہ تسلی آمیز انداز میں گویا ہوا  
جبکہ لاؤنچ میں داخل ہوتے مبین صاحب نے انہیں داؤد ابراہیمی سے بات کرتے سنا تو وہ فوراً سے فون کان سے لگا گئے۔

"ڈیڈ!"

انہوں نے پہلی بار اس رشتے کا تقاضا پورا کیا تھا جبکہ انہیں لہجے میں دنیا جہاں کا دکھ سمٹ آیا تھا۔  
تکبیر کو اغواہ ہوئے پورا ایک دن گزر گیا تھا اور اس پورے دن میں کوئی ایک بھی چین سے نہیں سویا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

انکا ڈیڈ مخاطب کرنا ہی داؤد ابراہیمی کو بہت پسند آیا تھا۔ وہ تو دل ہی دل میں خود کو کوس رہے تھے آخر یہ کام انہوں نے جلدی کیوں نہیں کیا۔

"بیٹا! میرے بندے لگے ہوئے ہیں کام پے! تکبیر بٹیا آتی ہوگی۔" انکے نرم لہجے سے مبین صاحب کی ٹوٹی ہمت پھر سے جڑی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ کال کاٹ کے رنج و دکھ سے سر گھٹنوں میں دیئے بیٹھے تھے۔ تکبیر کی چمکتی ہوئی آواز نے جیسے آکسیجن کی کمی پوری کر دی تھی۔

ایک کے بعد ایک دوڑتے ہوئے اسکے پاس آئے تھے۔

مبین صاحب کی آنکھوں سے بھی ایک باغی سا آنسو بہہ نکلا تھا جبکہ شہانہ، اور ریحانہ روئے جا رہی تھیں۔ داؤد ابراہیمی نے اسے پہلے ہی سمجھایا تھا۔ گھر میں کسی سے اسکا ذکر نہیں کرنا تھا وہ کہاں گی تھی! اور تکبیر بھی اپنے نام کی ایک ہی تھی۔ اس نے کبھی زبان نہیں کھولی تھی۔

خوشی اور سکون کی فضا نے ماحول کو اپنے حصار میں لے لیا تھا۔

سوگواری چھٹتے ہی خوشیوں کا بسیرا ہوا تھا۔ کتنے دیر تک وہ سب اسکو خود سے لگائے پیار کئے جا رہی تھیں۔

بچی بھی حیران پریشان نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی مگر پھر کھیل کود میں لگتی نظر انداز کر گی تھی۔

دو دن گزر گئے تھے! اب خود سے ہی داؤد ابراہیمی کے گھر جانے کا فیصلہ کیا تھا مبین صاحب نے۔

ریحانہ بیگم نے تشکر بھر اسانس خارج کیا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شکر ہے وہ مانے تو سہی! ورنہ گزشتہ سالوں سے ایک ہی رٹ لگائے بیٹھے تھے۔

تکبیر اور ریحانہ بیگم کو تیار کروا کے وہ طوعاً انہیں بغیر اطلاع دیئے انکے بنگلے کے کارپورچ میں گاڑی کھڑی کئے ان دونوں کو تھامتے ہوئے اندر ہی بڑھ رہے تھے جبکہ شہناز اور داؤد ابراہیمی کی ہونے والی گفتگو سن کے انکے پیروں سے زمین کھسک گئی تھی۔

"تم نے اتنی جلدی کہہ دیا تکبیر کو دے دو! میرا دل ہی نہیں لگ رہا اسکے بغیر"۔ وہ افسردگی سے بولے۔

"ڈیڈ ریحانہ کی حالت میں نے دیکھی تھی! شی از سو وریڈ"۔

"اوکے اوکے"۔ دونوں ہاتھ اٹھائے وہ نارمل انداز میں گویا ہوئے۔

"تکبیر اس وقت میرے ساتھ کھیل رہی تھی! کل میں نے کتنی مشکل سے اسے کھانا کھلایا تھا۔ آئی ایم وونڈر! ریحانہ کس طرح سمجھاتی ہوگی"۔ وہ کہتے ساتھ ہی مبہم سا مسکرائے۔

"کیا فائدہ ہوا یہ سب کرنے کا؟ کونسا ویسے ہی ہوا جیسے آپ چاہتے تھے"۔ شہناز نے نخوت کا اظہار کیا۔

"وہ بس ایک مزاق تھا! مبین کو یہاں بلانے کا۔ میں تو ویسے ہی بہت خوش ہوں، اس نے کم از کم مجھے ڈیڈ تو بلایا۔ دیکھنا تم وہ آئے گا ضرور"۔ وہ ایک عزم لئے بولے۔

اس سے زیادہ ریحانہ بیگم اور مبین صاحب نہیں سن سکتے تھے۔

ان پر تو ایک قیامت یہ سوچ کے ٹوٹی تھی کہ انکے باپ نے ہی اپنی نواسی کو اغوا کیا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

حیرت کی زیادتی سے انکی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں۔ وہ مرے قدموں سے فقط ڈیڈ پکارے انکے سامنے کھڑی تھیں۔

وہ جو اپنے ہی باتوں میں مشغول تھے! ریحانہ بیگم اور مبین کو دیکھتے دونوں کارنگ فق ہوا تھا۔ عجلت میں جگہ سے اٹھتے وہ ریحانہ بیگم کے پاس بڑھنے لگے تھے وہ جھٹکے سے دور ہٹیں۔

"آپ نے میری ہی بیٹی کو اغوا کیا؟" انکی آواز صدمے سے گنگ ہوئی تھی۔

تکبیر انکی گود میں آنے کے لئے مچل رہی تھی! مگر انکے قدم تو جیسے جم گئے تھے۔

"ریحانہ! ٹرائے تو انڈر سٹینڈ، ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ مدھم سی آواز میں صفائی پیش کر رہے تھے جبکہ یہ چوٹ انکے دل پے لگی تھی۔

انکے لفظ تو حلق میں ہی اٹک گئے تھے۔ مبین صاحب کے ساتھ باقی سب بھی ایسا سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ داؤد ابراہیمی اتنی گری ہوئی حرکت بھی کر سکتے ہیں؟

انہوں نے محض مزاق کیا تھا مگر بعض اوقات کچھ مزاق بھی وبال جان بن جاتے ہیں۔

"ڈیڈ! مجھے اندازہ نہیں تھا کہ آپ ایسا بھی کر سکتے ہیں۔ جبھی آپ شادی کے لئے آسانی سے مان گئے تھے ناں؟

آپ کیسے باپ ہیں؟ جو اولاد سے اسکی اولاد چھین کے مزاق کر رہے تھے! آپ نے اتنی گری ہوئی حرکت کی؟ مجھے حیرت ہو رہی ہے۔" انکا لہجہ رندہ گیا تھا۔

آنسو آنکھوں سے پھسلتے جا رہے تھے اور وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مئی"۔ تکبیر انکے پاس بیٹھتی انکے گال اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے صاف کر رہی تھی۔

"اٹھو بیگم"۔ مبین صاحب نے انکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کے اٹھانا چاہا مگر وہ ان سے بھی باپ کی شکایت لگا رہی تھیں۔

"ہم کتنا خوشی خوشی آپ کے پاس آئے تھے مگر آپ تو خوشیاں اجاڑنے کے لئے تیار بیٹھے تھے"۔ ہچکیاں لیتیں وہ گھٹنوں میں منہ دیئے سکے جارہی تھیں۔

ایک نفرت بھری نگاہ شہناز اور داؤد ابراہیمی پر ڈال کے انہوں نے زبردستی ریحانہ بیگم کو اٹھایا۔

"مرگی آپ کی بیٹی! آج سے آپ کے لئے۔ نفرت ہو رہی ہے مجھے آپ سے"۔

وہ جھلاہٹ سے کہتیں مبین صاحب کا ہاتھ تھامتے رخ موڑنے لگی تھیں لیکن شہناز کی آواز نے انکے چودہ طبق روشن کر دیے تھے۔

وہ سمنہلنے سے بھی نہیں سمنہجلی تھیں!

مبین صاحب کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے وہ بے یقینی سے پھیلتی آنکھوں کو بنا جھپکے دم سادھے کھڑی تھیں۔

انکے آنسو تیزی سے گال پر پھسلتے جارہے تھے! انہیں تو یہ بھی نہیں پتا تھا وہ بہن کے دھوکہ دینے پر رو رہی تھیں یا

باپ کا اسکا ساتھ دینے کے چکر میں! READERS CHOICE

مبین صاحب انہیں وہاں سے لے جانا چاہتا تھا مگر وہ ٹس سے مس بھی نہیں ہوئی تھیں۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر کو بامشکل انہوں نے کار میں بھیجا تھا جبکہ جیسے ہی داؤد ابراہیمی تکبیر کے پاس جانے لگے تھے ریحانہ بیگم ہاتھ کے اشارے سے انہیں روک چکی تھیں۔

"ڈیڈ کی کوئی غلطی نہیں ہے! میں نے ہی ڈیڈ کو کہا تھا جبھی انہوں نے تکبیر کو اغواہ کیا تھا۔ تم بلا وجہ انہیں قصور وار ٹھہرا رہی ہو۔" شہناز کی آنکھیں بھی نمکین پانی سے بھرنے لگی تھیں۔ انہوں نے غیر مرنی نقطے پر نظریں ڈگائیں مدھم مگر مضبوط آواز میں نہ ہونے والے سچ کا انکشاف کیا تھا۔

دل کا درد تو ویسے ہی انہیں تحفے میں ملا تھا مگر اب بہن کی نظروں میں خود کو گرتا دیکھنا آسان تو نہیں تھا مگر باپ کی خاطر انہوں نے یہ بھی کر ڈالا تھا۔

کچھ لوگ صرف قربانی دینے کے لئے بنے ہوتے ہیں۔ جس میں شہناز کا نام سرفہرست شامل تھا۔  
"صرف اس لئے کیونکہ آپکی شادی میرے شوہر سے نہیں ہوئی جبھی ناں؟"۔ بہت طویل سکوت کو انکی رندھی آواز نے توڑا۔

انکا درد بالکل سکرات جیسا تھا۔ تحقیرانہ نگاہ داؤد ابراہیمی تو کبھی شہناز پر جمی تھیں۔

شہناز کو اندازہ ہو گیا تھا انکی قربانی ضائع ہو گئی تھی۔ وہ کونسا جتا رہی تھی مگر انکے منہ سے یہ سن کے وہ درحقیقت ٹوٹ گئی تھیں۔

زمانہ ظالموں سے بھرا ہوا ہے! لوگوں کے لئے جتنا بھی کچھ کر دو، آخر میں یہی سننے کو ملتا ہے! تم نے میرے لئے کیا ہے؟ چاہے بہن ہو یا بھائی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

انہیں ریحانہ بیگم سے کوئی شکوہ نہیں تھا۔ غصہ میں کہہ گی ہو گئی مگر لحاظ تک نہیں رکھا؟ ادب و احترام بھی بھول گئیں! انکا دل کتنی کرچیوں میں ٹوٹ کے بکھرا تھا۔ ریحانہ بیگم نے سارے اعتماد کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تھے۔ آپسی محبت کی عمارت مسمار کر ڈالی تھی صرف ایک چھوٹے سے مزاق نے! بعض اوقات کچھ مزاق بھی مزاق نہیں تباہی کا باعث بنتے ہیں!

داؤد ابراہیمی پتھرائی نگاہوں سے زمین کو دیکھ رہے تھے۔

انہوں نے تو کبھی ایسا نہیں چاہا تھا؟ پھر یہ صورتحال اتنی بگڑ کیسی گئی تھی؟

سب کچھ تخریب کرنے والے ہی وہی تھے! مگر ذہن اسی سوچ میں اٹکا ہوا تھا۔ وہ تو کبھی اس چیز کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

مگر کبھی کبھار قسمت ایسے دہرائے پر لا کھڑا کرتی ہے کہ رفوگری بھی ممکن نہیں ہوتی۔

جو کچھ ریحانہ بیگم کو شہود ہوا وہ تو آنکھ بن کر کے بھی وہی کہتیں۔

یہ سب محض خیالِ فاسد نہیں تھا! بلکہ سچ تھا، حقیقت تھی!

اس کو جھٹلانا فقط دل کو تسکین پہنچانے کے مترادف تھا مگر اتنی جلدی یقین کی عمارت مسمار ہوتی دیکھ وہ تودل کو بھی دلاسہ دینے میں ناکام ہوئے تھے۔

پیت و جبروت سے سختی سے تنے جڑے لئے مبین صاحب کار کناہی محال ہوا تھا۔

شہناز انکے سوال کے جواب میں کچھ نہیں بولی تھیں یا شاید کچھ بولنے کو بچا بھی نہیں تھا۔

## مر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ریحانہ بیگم کے جل تھل ہوتے نین سے انہیں تکلیف ہونے لگی تھی !

"باپ ہونے کی حیثیت سے آپکو آپکو سمجھانا چاہیے تھا بجائے انکا ساتھ دینے کے ! مگر وہی ناں دونوں کے درمیان سیاست جو چل رہی تھی۔ اتنے سالوں سے "۔ حقارت بھری نظروں اور نفرت سے لبریز ہر خند لہجے میں پھنکارتی وہ روتے ہوئے وہاں سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔

"تت تم میرا یقین کرو! ہمارا مقصد کبھی ایسا نہیں تھا"۔ انھوں نے کمزور لہجے میں اپنی صفائی دینی چاہی مگر وہ کان بند کئے خود بھی گھر سے نکل گئے تھے۔

مبین صاحب انہیں گھر لیکے نہیں گئے تھے! بس گاڑی راستوں پر دوڑائے وہ انکی ہچکیاں سن رہے تھے جو کہ انہیں بھی بے چین کر رہی تھیں۔

انکے آنسوؤں تھمنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتے تھے !

تکبیر بھی ہر اسان نگاہوں سے 'بروس، بروس' پکارے کبھی سوالات کر رہی تھی تو کبھی ریحانہ بیگم کے آنسوؤں صاف کر رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ انہیں جھوٹی تسلی یاد دلا سہ دیکے گھر لے آئے تھے مگر انکا خال و خد درست کرنا نہیں بھولے تھے۔

READERS CHOICE



مبین صاحب اور ریحانہ بیگم کے جاتے ہی انکے گھر کی پرسوز سی فضا نے پورے مینشن کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ وہ یہ احسان چکانا بھی چاہتے تو ناکام ہو جاتے جتنا بڑا احسان شہناز نے ان پر کیا تھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ دونوں داؤد ابراہیمی کے کمرے میں ہی موجود تھے۔ ایک سخت جاں اور مضبوط مرد کی آنکھوں سے اشک بہہ نکلے تھے۔

شہناز کو گلے لگائے وہ کبھی معافی مانگ رہے تھے تو کبھی ریحانہ بیگم کے گھر جانے کی ضد کر رہے تھے۔

انکے ایک چھوٹے سے مزاق نے انہیں توڑ کے رکھ دیا تھا۔

شہناز خاتون جتنا سمجھا سکتی تھیں! اتنا انہیں سمجھا چکی تھیں۔ مگر ایک رٹ تھی یا ضد جو پوری تو نہیں ہونی تھی! لیکن قائم ضرور تھی۔

تین چار دن مبین صاحب کو انہیں سمنبھالنے میں لگے تھے مگر وہ کافی حد تک بہتر ہو گئی تھیں۔

ان چار دنوں میں شہناز نے بھی انکے گھر کی راہ نہیں لی تھی۔ وہ بعد میں انہیں تفصیل سے سمجھانے کا ارادہ رکھتی

تھیں جبھی انہیں سمجھنے اور سمنبھالنے کا وقت دیا تھا مگر وقت ایک بہت بڑا ستم گرہے۔ اسکا کام تو گزرنا تھا مگر یہی

وقت دلوں پر گہرے روگ چھوڑ جاتا ہے۔

کچھ دن پہلے ہی حماد کی ماں دنیا سے رخصت ہو گئی تھیں اور اسکے نانا نے داؤد ابراہیمی کے پاس واپس بھیج دیا تھا۔

ایک ہفتے سے حماد اور اپنی جان جانے کی جان لیوا دھمکی بھری کالز انہیں آرہی تھیں مگر انہوں نے کسی سے اس بات

کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اسی دھمکی کو سچ سمجھتے انہوں نے حماد کو ہاسٹل داخل کروا دیا تھا اور وہ اس وقت صرف تیرہ سال کا

تھا جبکہ اپنی جان کی پروا انہیں اب نہیں رہی تھی۔

چار دنوں کے گہرے دکھ میں مبتلا اور افیت بھری راتیں کاٹنے کے بعد وہ بہت بوڑھے سے دکھائی دینے لگے تھے۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

شہناز کا غم بھی انہیں اندر ہی اندر کھایا جا رہا تھا۔ انکے مرنے کے بعد وہ کہاں جائیں گی؟ دنیا کس طرح انہیں اکیلا رہنے دے گی؟ اسی فکر میں وہ اپنا آپ فراموش کئے لڑکوں کی تصویریں دکھا رہے تھے گویا کسی کو تو وہ پسند کریں جبکہ انکی واضح ایک ہی بات تھی وہ حماد کو سنبھالیں گیں! شادی ہر گز ہر صورت نہیں کریں گی۔

"ڈیڈ! اب کیسا فیل کر رہے ہیں؟" وہ مبہم سا مسکراتی تیار ہو کے ریحانہ بیگم کے گھر جانے کا ارادہ رکھتی تھیں مگر اس سے پہلے وہ اپنے ڈیڈ کی خیریت دریافت کرنے چلی آئی تھیں۔

"فیلنگ بیٹر! تم کہیں جا رہی ہو؟" انہوں نے شہناز خاتون کی تیاری پر چوٹ کی!

"جی! ریحانہ کے گھر۔ اس پاگل لڑکی کو سب کچھ کلئیر کرنے۔ آپ آرام کریں میں جلدی ہی آؤنگی۔" وہ انکے سینے سے لگتیں ہدایت نامہ جاری کر کے پہلے ہو سٹل کی جانب بڑھی تھیں۔

آگے دو دن ہفتہ اتوار کے تھے! جی وہ حماد کو بھی لے آئی تھیں اور غالباً ارادہ انکا بھی اپنے ساتھ ریحانہ بیگم کے گھر لے جانے کا تھا۔

پورے راستے وہ اسے پیار کرتی تبکیر کے بارے میں بتا رہی تھیں جو جو ابھی کا سا مسکرا دیا کرتا تھا۔

ماں کی موت کا صدمہ اسے بہت گہرا پہنچا تھا۔ اور یہ غم بھولنے میں بہت وقت درکار تھا۔

READERS CHOICE



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

انکے گھر پہنچے سے قبل ہی ایک کچھ سیکنڈ کی کال نے انکی پوری زندگی ٹھہس ٹھہس کر دی تھی۔ کیا دنیا اتنی جلدی بھی بدل جاتی ہے؟ وہ جھٹکے سے ٹکراتی ہوئی گاڑی کو بہت سنبھالنے کے بعد بھی مکمل طور پر بچا نہیں پائی تھیں اور گاڑی درخت سے جا ٹکرائی تھی۔

دل دہلانے والی خبر نے انکا سب کچھ تو چھین لیا تھا۔

ماں تو پہلے ہی رخصت ہو گئی تھی! اور اب باپ بھی؟؟ انکی روح فنا ہونے لگی تھی۔ جبکہ شریانوں پر دباؤ بڑھنے لگا تھا۔



منسٹر داؤد ابراہیمی کے مینشن کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ملازم سمیت گھر کے باقی فریقین بھی جاں بحق ہو گئے ہیں! اللہ امر حوموں کی مغفرت فرمائے!

طرح طرح کے نیوز چلیں، انٹرنیٹ پر یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔

شام چھ بجے کا وقت تھا مبین صاحب اور ریحانہ بیگم ٹی وی پر نظریں مرکوز کئے کچھ ٹاک شوزدیکھ رہے تھے یکدم ہی چینل کے بدل جانے کے بعد انکے پیروں سے زمین کھسکتی چلی گئی۔

یہ آزمائش تھی یا وقت کی ستم ظریفی! وہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے قاصر تھی۔

کچھ پل تو مبین صاحب بھی سٹپٹا گئے تھے۔

اتنی جلدی وہ دنیا سے رخصت ہو گئے؟

## مر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ریحانہ بیگم ان سے خفا تھیں مگر ہر گز۔ ہر گز وہ انکے مرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھیں۔  
فلوقت تو مبین صاحب کے لبوں پر بھی کفل لگ گیا تھا۔ ان میں اتنی سکت ہی نہیں تھی کہ وہ ریحانہ بیگم کو کچھ دلا سہ  
دیں۔

ایک ایک گھر کے فریقین لاؤنچ میں جمع ہوتے چلے گئے تھے۔

باقاعدہ طور پر بریکنگ نیوز آرہی تھی کہ انکی دوسری بیٹی بھی خالق حقیقی سے جا ملیں۔

ریحانہ بیگم کو سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی۔

آنسوؤں کا گولہ حلق میں اٹکنے لگا تھا۔ نگاہیں تو پتھر اگی تھیں۔

"وہ کیسے مجھے چھوڑ کے جاسکتی ہیں؟" وہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے بلک بلک کے روئے جارہی تھیں۔

رشتوں میں اونچ نیچ تو آتی رہتی ہے! مگر یہ تو کسی کتاب میں نہیں درج کہ آپ چھوڑ کے چلے جاؤ! گھٹنوں میں منہ

دیئے ان کے آنسوؤں متواتر بہہ رہے تھے۔

وہ تو کبھی یہ تصور کرنے کا بھی تصور نہیں کر سکتی تھیں پھر کیسے یہ صدمہ برداشت کر پائیں گی؟

شاہانہ انہیں سمنبھالنے کی ادنیٰ سی کوشش کر رہی تھیں جبکہ سہیل صاحب اور مبین صاحب عجلت میں انکے گھر کی

طرف نکلنے لگے تھے۔ ریحانہ بیگم جنونی ہوتیں انکے پیچھے ہی لپکی تھیں۔

انکی حالت کے پیش نظر وہ ریحانہ بیگم کو درست طریقے سے دوپٹہ اوڑھائے اپنے ساتھ لے آئے تھے۔

بڑے بڑے سیاسی رہنما، شہر کی مشہور ترین ہستیاں اس وقت انکے چلے ہوئے بنگلے کے باہر موجود تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

فائر بریگیڈ نے آگ کو بجھا دی تھی مگر وہ جلدی بجھانے میں ناکام ہو گئے تھے۔

لوگوں نے انکے ساتھ شہناز کو بھی مردہ تصور کر لیا تھا جبکہ حماد بھی انکا بیٹا ہے! یہ سوائے جمال آفریدی کے کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

دھمکی بھری کالز بھی انکی جانب سے ہی آتی تھیں اور آگ لگوانے میں بھی انکا ہاتھ تھا۔ یہ راز بھی صرف جمال آفریدی کے دل میں رہ گیا تھا مگر انکا نواسہ بھی مر گیا؟ یہ بات چوٹ پہنچانے والی تھی۔



مندی مندی آنکھیں کھولے وہ درد کی ٹیسوں کو نظر انداز کرتیں حماد کو دیکھ رہی تھیں۔ جس کی سانسیں مدھم مدھم چل رہی تھیں۔ انکا سرا سٹیرنگ سے ٹکرایا تھا اور ماتھا ہو سے رنگ گیا تھا۔ کچھ جملے انکی سماعت سے ٹکرا رہے تھے اور وہ ریحانہ بیگم کے ہی تھے۔ تلخی سے مسکراتیں وہ اتنے درد کے باوجود بھی حماد کی فکر مندی سے گھل رہی تھیں۔ بمشکل حماد کو اٹھاتیں انہوں نے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

آنسوؤں پلکوں کی باڑ توڑ کے رخصت پر پھسلنے لگے تھے جبکہ حماد بے ہوش ہو گیا تھا۔

انہیں ہسپتال کس نے پہنچایا اور کس طرح پہنچایا؟ کون سا ہسپتال تھا؟ انہیں کہاں چوٹ لگی ہے؟ وہ ان سب سے بے خبر آنکھیں بند کر گئی تھیں۔

پوری زندگی ایک فلم کی طرح انکی آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

یہی رنگین منظر اب سیاہی میں ڈھلتے جا رہے تھے اور یکدم ہی پلکیں سایہ فگن ہوئیں سجدہ ریز ہو گئی تھیں۔



بیس دن بعد وہ مکمل طور پر ایک گمنامی کی زندگی گزارتیں حماد کو ماں بن کے پال رہی تھیں۔

لوگوں نے انہیں مردہ تصور کر لیا تھا اور درحقیقت ان کا قلب مردہ ہو گیا تھا۔

فقط سانسوں کی کمزور سی ڈور تھی! جو نہ جانے کب میں ان کا ساتھ چھوڑ جائے۔

وہ خود کو زندہ سہی سلامت مانتی ہی نہیں تھیں۔

ان بیس دنوں کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک پل پہلے کے گزرتے دنوں سے زیادہ کر بناک اور اذیت بھرا تھا۔

مگر وہ اس حقیقت کو جلد ہی تسلیم کر گئی تھیں۔ کچھ صبر نے بھی اہم کردار کیا تھا۔

زخم مندمل تو نہیں ہوئے تھے مگر برداشت کرنے اور سہنے کی قوت بڑھ گئی تھی۔

وہ تلخ ماضی بھلانے کی کوشش تو کرتی تھیں مگر اتنے سالوں بعد یہ ان کے بس میں نہ تھا۔

تیزی سے گزرتے سالوں میں انہوں نے ریحانہ بیگم سے ملنے کی کوشش نہیں کی تھی جبکہ تکبیر سے وہ الگ اور نئے

نئے طریقوں سے ملتی آرہی تھیں۔

تکبیر نے جس اسکول سے میٹرک کیا تھا وہ اسکی پرنسپل بھی رہ چکی تھیں اور چار سال وہاں پے جاب بھی کی تھی۔

اسی طریقے سے وہ کالج اور دیگر جگہوں پر ایک انجان شخص بنتے اس سے ملتی آرہی تھیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

یہ بات سو آنے درست تھی! داؤد ابراہیمی اور شہناز خاتون کی جان صرف تکبیر میں اٹکی ہوئی تھی! مگر شاید قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

حماد ماضی سے واقف نہیں تھا۔

اپنے ماں، باپ کے بعد وہ شہناز خاتون کو اپنی بہن کا درجہ کم اور ماں کا رتبہ زیادہ دیتا تھا۔

اپنی تئیں اس نے کچھ کچھ باتیں تو جان لی تھیں کہ تکبیر کا باپ ہے! جس سے شہناز شادی کرنا چاہتی تھیں مگر انہوں نے کسی اور سے کر لی اور اسی باعث وہ شادی نہیں کر رہی تھیں۔

حماد کا خون تکبیر کو دیکھتے ہی جوش مارنے لگتا تھا۔ بقول اسکے وہ شہناز کی خوشیوں کی دشمن ہے!

جلن، حسد میں آ کے ہی اس نے تکبیر کو ڈریسنگ روم میں بند کیا تھا۔

روڈ پر ملنا تو ایک بہانہ تھا! مگر اسکا ارادہ تکبیر کو غلط نیت سے رسوا کرنے کا نہیں تھا۔ تکبیر کی شادی کے بعد اسکی دشمنی جو اد سے تکبیر کے تحت ہی ہوئی تھی!

صرف اسے تنگ کرنے کی غرض سے اس نے شزا کے ولیمے میں ہی گلاب کی کلی اور پرچی بھیجی تھی۔

کہانی اور وقت گزر رہا تھا! جو اد نے جب اس کے گھر گھس کے حماد کے ساتھ مار پیٹ کی تھی تو اسکی انا بھی سر چڑھ کے بولی تھی۔

اسی انتقام کی آگ نے اسے گولی چلانے پر مجبور کیا تھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اس سارے معاملات کی خبر شہناز خاتون کو نہیں تھی مگر تکبیر نے جب انہیں جواد کو گولی لگنے والی بات بتائی تو وہ خود سے ہی سمجھ گئی تھیں! یہ کارستانی حماد کی ہے۔

حماد! تکبیر اور جواد کو بھی خوش دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اسکا دل انکی طرف سے بہت میلا اور نفرت سے لبریز تھا۔ مگر ان سب کے باوجود بھی شہناز! تکبیر کو روتا یا اس ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ ایک ہفتہ وہ اس سے سخت خفا ہوئی تھیں لیکن حماد انہیں مناچکا تھا اور دو مہینے جیل میں رہنے کے بعد اسکی ضمانت شہناز خاتون نے ہی کروائی تھی۔

تکبیر نے جب اسکے خلاف کیس کیا تو وہ ایک بار پھر سے بکھر گئی تھیں! لاکھوں کی تعداد میں پیسے بھر کے انہوں نے ساڑھے آٹھ سال کی سزا ختم کروائی تھی اور ضمانت کے بعد سے ہی وہ اسے پاکستان سے باہر جرمنی لے گئی تھیں۔

جس وقت جیل میں تکبیر، جواد کے ہمراہ ملنے آئی تھی! اس سے قبل ہی شہناز خاتون مل کے جاچکی تھیں۔ وہ جب بھی اس سے ملاقات کرتی تھیں! انکا چہرہ نقاب میں چھپا ہوتا تھا۔

حماد کی دوستی اتفاقاً حنان نے پاکستان ٹور کے سفر میں ہی ہوئی تھی! مگر جب اسے پتا چلا تھا حنان کا رشتہ تکبیر لوگوں کے گھر سے ہی جڑنے والا ہے تو وہ اسکی دوستی میں بھی بہت خوش تھا۔

جرمنی میں انہوں نے حماد کی شادی سامعہ سے کروائی تھی! جو پاکستان میں رہتی تھی مگر کسی جاب کے سلسلے میں اپنی مئی کے ساتھ جرمنی کی ہو کے رہ گئی تھیں۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

حماد نے اپنی زندگی کے ڈیڑھ سال جیل میں گزار لینے کے بعد سمجھداری کا دامن تھاما تھا۔

وہ شہناز خاتون کے ساتھ اپنی بیوی اور بیٹے 'عزیر' کے ساتھ رہتا تھا۔

وہ شہناز خاتون ہی تھیں جو تکبیر سے چیز والی انٹی بن کے کالج میں کام کر رہی تھیں۔

کچھ رشتے کی نوعیت تھی! جہی تکبیر ان سے جذباتی طور پر بہت جڑ گئی تھی۔

صرف اسکی محبت میں وہ غریب بن کے کالج میں کینٹن کا کام کر رہی تھیں اور اس سے الفت میں مجبور ہو کے ہی انہوں نے کرائے کا ایک چھوٹا سا گھر لیا تھا۔

جب جب تکبیر ان سے ملنے آتی تھی! وہ پہلے سے اس گھر میں چلی جاتی تھیں۔

انکارادہ نہیں تھا کہ تکبیر کو کبھی ماضی کی بھنک بھی پڑے ورنہ ایسا نہ ہو وہ بھی ریحانہ بیگم کی طرح ان سے منہ موڑ لے۔

وہ بہن کی بے اعتنائی تو برداشت کر سکتی تھیں مگر تکبیر کی نہیں۔

یہ تو حالات تھے! جو ہر بار کسی نئے دہرائے پر لا کھڑا کرتے تھے۔

انہیں شدت سے احساس ہوا تھا! حماد جو اس وقت شہر چھوڑنے کا کہہ رہا تھا۔ وہ فیصلہ درست ہی ہوتا اگر وہ عمل کرتیں تو!

حماد اب اپنی زندگی کے سال تباہ نہیں کرنا چاہتا تھا جہی وہ اس وقت ویسے میں موجود شاہ میر اور مروا کو دیکھ وہاں سے نکل گیا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسکے بات سے ہی وہ شہناز خاتون کی منتیں کر رہا تھا کہ شہر چھوڑ دیتے ہیں! مگر وہ نہیں مانی تھیں۔

اب جواد کے کسی فرد سے وہ کوئی رشتہ تو کیا دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔

جب تکبیر شادی کے بعد کالج جانا شروع ہوئی تھی تو پرنسپل نے جواد کو کال کر کے تکبیر کی شکایت کی تھی کہ وہ ہر وقت چیز والی کے ساتھ ہی رہتی ہیں۔

یہ خاتون تب سے ہی جواد کو کھٹکنے لگی تھیں۔ پاکستان آنے کے بعد اس نے سب سے پہلے شہناز خاتون سے ملاقات کی تھی! اس وقت وہ زیادہ تو نہیں مگر ڈھکے چھپے لفظوں میں یہ کہہ گئی تھیں کہ۔۔۔ تکبیر انکی بیٹی جیسی ہے۔ جبھی انہیں اس سے محبت ہے!

جواد مطمئن تو نہیں ہوا تھا مگر ان پر نظر رکھوار ہا تھا۔

انکے کردار اور عمل میں کوئی جھول نہیں تھا جبھی جواد محض خیال سمجھ کے جھٹک گیا تھا۔

حماد کی سزا جب ڈیڑھ سال کی مکمل ہو گئی تھی تو شہناز خاتون نے جواد سے رابطہ کیا تھا۔ حیران تو وہ بھی تھا۔۔۔! وہ غریب خاتون تھی اور اچانک سے امیر کیسے بن گئیں؟

سوال ذہن میں گردش کر رہے تھے مگر اس نے ان سے کچھ پوچھا نہیں تھا۔

پھر ایک چیز والی نے جواد سے کیوں رابطہ کیا؟ اور وہ ان پر نظر بھی رکھتا تھا مگر شک نہ ہونے کے باوجود وہ تو پیچھے ہٹ گیا تھا پھر کس خیال کے تحت وہ اس سے ملنا چاہتی تھیں؟ ذہن مکمل طور پر الجھ گیا تھا۔

تلخ ماضی میں انہوں نے اپنے اور داؤد ابراہیمی کے بعد صرف جواد کو شریک کیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جب وہ بارہ تیرہ سال کا تھا تو اسے اس بات کا علم تھا کہ تکبیر، مرحوم مسٹر داؤد ابراہیمی کی نواسی ہے! اسکے بعد کیا ہوا تھا وہ انجان تھا۔

اس مزاق کی سچائی میں بھی انہوں نے جواد کو رازدار بنایا تھا۔

سامعہ انکی بھابھی ہے اور تکبیر کی دوست ہے! یہ صرف جواد ہی جانتا تھا۔

اس نے تکبیر سے ملنے کے لئے رضامندی دے دی تھی مگر پہلی شرط یہی رکھی تھی کہ انکے گھر والوں کی وجہ سے تکبیر کو کسی قسم کی چوٹ نہ پہنچے۔

جواد تو ایک فرشتہ ثابت ہوا تھا شہناز خاتون کے حق میں!

وہ تو اسے ایک احسان سمجھتی تھیں! اور اپنی بھانجی کے شوہر سے بھی بیٹوں جیسی محبت کرنے لگی تھیں۔

انہوں حماد کی ذہنیت جب جواد کے سامنے واضح کی تو وہ خود بھی مطمئن ہو گیا تھا کہ حماد اپنے حق پر تھا بس اس نے راستہ غلط چنا تھا۔

شہناز کی آنکھوں میں موہوم سی امید دیکھتے اور لفظوں کے پیچھے مقصد چھپا دیکھ وہ جان گیا تھا وہ اس سے کیا چاہتی ہیں!

"آپ بے فکر رہیں! صرف آپ پے بھروسہ کر کے میں کر دوں گا وہ کام جو آپ مجھ سے چاہتی ہیں مگر یہ بات یاد رکھیے گا تکبیر کو کوئی درد یا چوٹ نہیں پہنچنی چاہیے! یا اب مجھے کچھ غلط ہونے کی بھنک بھی پڑی تو۔۔۔! ذہن نشین کر لیں، پھر پھانسی ہی مقدر میں ہوگی اسکی"۔ وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہتا انکی دل کی بات جان گیا تھا۔

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد کو گلے سے لگائے وہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی تھیں۔

کچھ پیسوں نے کمال دکھایا تھا اور زیادہ جواد کی سفارش سے کام چلاتھا کہ اسکی سزا کم کر دی گئی تھی۔

حماد نے جیل سے چھوٹنے کے بعد ہی جواد سے بہت معافی مانگی تھی جبکہ وہ جواد سے کافی سال بڑا تھا۔ جواد اسے دل سے معاف کئے سب کچھ بھول جانے کا کہہ چکا تھا۔

اس کے بعد سے وہ لوگ جرمنی چلے گئے تھے اور تب سے حماد کا رابطہ جواد سے ہوتا تھا اور شہناز خاتون بھی اس سے رابطے میں ہی تھیں۔

یہ بات صرف ان تینوں کے درمیان ہی تھی!

ماضی کے تلخ باب کے صحیفے کو ورق بہ ورق پلٹتیں وہ آخر کو سدا کے لئے بند کر چکی تھیں!

ان میں اتنا حوصلہ نہیں تھا وہ دوبارہ کبھی دہرا بھی سکیں گی مگر کبھی نہ کبھی یہ حقیقت بھی آشکار ہونی تھی تو کچھ اپنے دل کی بات پر لبیک کرتے اور کچھ جواد کے کہنے پر بلا آخرا نہوں نے اس سچائی سے روشناس کروایا تھا جس راز میں سوائے تین لوگوں کے کوئی دوسرا شریک نہ تھا۔

دبیز سکوت کا عالم تھا۔

ہر کوئی اپنی جانب منجمد بیٹھا تھا۔

ریحانہ بیگم زار و قطار رو تیں گزشتہ سالوں پہلے کئے اپنے عمل سے بہت شرمندہ نظر آرہی تھیں۔

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

انکے آنسوں متواتر بہہ رہے تھے!

باپ کو انہوں نے طیش کے عالم میں جذباتی رو میں بہکتے نہ جانے کیا کیا کہہ دیا تھا۔۔۔! انکے دل میں سوئیاں چھبھتی محسوس ہو رہی تھیں۔

جس بہن نے انکے لئے اتنی بڑی قربانی دی۔ اس کو پیچ راستے میں پتی دھوپ میں تنہا چھوڑ کے وہ اپنی خوشیوں کے تعمیر کردہ محل میں رہائش پذیر تھیں!

کیسے؟ سوالیہ نشان انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے دکھائی دینے لگا تھا۔ وہ بھولی تو نہیں تھیں اور خفگی و ناراضگی تو کتنے وقت پہلے ہی مٹ گئی تھی۔ انکی خوشی تو اسی میں تھی کہ وہ حیات، اور سلامت انکے پاس تھیں۔

کیوں ایک بار بھی اپنے کئے ملال نہیں ہوا؟ یا یوں کہو افسوس ہوا تھا، دکھ بھی اندر اندر انہیں کھا رہا تھا مگر غلطی کا اعتراف کرنے کا مناسب وقت گزر گیا تھا۔

ایک تڑپ اور ٹیس سی ریحانہ بیگم کے دل میں اٹھی تھی!

تکبیر، ریحانہ بیگم، سامعہ اور فرحت آپا بھی اس سالوں کے پچھڑے ملن پر سوگواری سے مسکرائی تھیں۔ تکبیر کو اپنے نانا کا دکھ تھا مگر وہ تو یہ سن کے ہی خوشی سے جی اٹھی تھی۔

اسکی بھی ایک خالہ اور ماموں ہیں۔۔۔!



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

مبین صاحب فلوقت کچھ نہیں کہہ سکے تھے۔ انہوں نے جو دیکھا تھا وہ اسے ہی سچ سمجھتے تھے مگر حقیقت بعض اوقات بہت مختلف ہوتی ہے!

لوگ روشنی میں دکھائی دینے والی چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ مگر یہ بات ذہن نشین کرنا بھول جاتے ہیں کبھی کبھی اندھیرے میں پوشیدہ وہ سب بھی موجود ہوتا تھا جسے ایک بار شاید دیکھ لیتے تو پچھتانے یا ملامت کرنے کی نوبت نہ آتی۔۔۔!

سالوں برداشت کر ڈالے تھے مگر ایک منٹ کے لئے بھی وہ صبر کا دامن تھا منا نہیں چاہتی تھیں۔ ایک ہی جست میں اٹھتیں وہ شہناز خاتون کے سینے میں جاسمائی تھیں۔ حماد کے چہرے پر بھی شرمندگی کے تاثرات واضح تھے۔

اسکا زہن بری طرح الجھا ہوا تھا۔ نئے نئے سوالات جنم لیتے اسے بد سکون کر رہے تھے۔ اس نے نظریں تک نہیں اٹھائی تھیں! یا اس میں اتنی سکت قائم ہی نہیں تھی کہ گویا وہ غلطی کا اعتراف بھی کرے اور اگر کرے بھی مناسب لفظوں کا ذخیرہ لائے گا کہاں سے؟ جو ادنے اسکے شانے پر دباؤ ڈالا۔ حماد نے چونک کے اسکی جانب دیکھا۔

وہ تو بالکل دوستانہ انداز میں اسکی خجالت مٹا رہا تھا مگر اس نے ان دونوں کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ انسان انتقام کے چکر میں انسانیت کی سطح سے بھی گر جاتا ہے! ضمیر الگ ملامت کرتا اور حالات ایسے دہرائے پر لا کھڑا کرتے ہیں سوائے 'اگر، مگر اور کاش' کے کوئی لفظ زبان سے نکلنے کیلئے رضامندی نہیں ظاہر کرتا۔

# مقام سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ بھی بری طرح خود کو کوس رہا تھا۔

تکبیر اسکی بھانجی تھی! اس نے اسی کے ساتھ اتنا برابر تاؤ کیا؟

حماد کا دل ڈوب کے ابھر رہا۔ وہ چاہ کے بھی اپنی کیفیت کا اظہار نہیں کر پارہا تھا۔

بے سبب ٹانگیں ہلائے وہ پچھتانے کی عمارت میں خود کو قید کر چکا تھا۔

"آپا۔۔۔!" تھر تھراتے لبوں سے بامشکل یہ مختصر لفظ ادا ہوا تھا مگر سالوں کی تڑپ تھی اس لفظ میں۔ حلاوت اور

بے قراری بھر الہجہ شہناز خاتون کے زخموں پر آہستہ آہستہ مرہم رکھ رہا تھا۔

انکے ضبط کے باوجود اشک آنکھوں سے گال پر پھسلتے جارہے تھے مگر یوں بہن کا رونا ان سے برداشت نہیں ہوا تھا۔

دھیرے سے انکی پشت سہلاتیں وہ انہیں چپ کروانے کی ادنیٰ سی کوشش کر رہی تھیں مگر یہ آنسوؤں کا طوفان اتنی

بھی جلدی تھمنے والا نہیں تھا۔

سب کی آنکھیں نم ہوئی تھیں! امید کی شمع ایسی بھی ہوتی ہے۔ کہیں نہ کہیں وہ مل جائے گا۔۔۔!

اسی آس پر زیست کے تمام تردد کھ، افیت اور کرب کو صبر کے مشکل ترین مرحلوں کے بعد برداشت کر لیا تھا۔

بلاشبہ امید کی کرن ہی اندھیرے وقتوں میں روشنی فراہم کرتی ہے۔ گرتے ہوئے کو حوصلہ دیتی ہے اور دکھ بھرے

دلوں پر مرہم رکھ کے ریستے زخموں کو مند مل کرتی ہے۔

امید ایک خوشی ہے۔ اگر اسی امید کی ڈور کو تھامے رکھیں تو بہت سی منفی سوچوں سے انسان بچا جاسکتا ہے۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

سالوں بعد وہ شخص جسکی آپ نے خواہش کی ہو وہ امید کے سہارے مل جاتا ہے! خدا پر بھروسہ و توکل رکھنے کی دیری ہوتی ہے۔ بگڑتے کام سنور جاتے ہیں۔

نوع انسان کے بے چین قلوب کو واحد اللہ کا ذکر ہی اطمینان بخش سکتا ہے۔ صبر کرنا بھی پھر مشکل نہیں لگتا اور اسی صبر کی اتنی اجرت ہوتی ہے سارے گلے شکوے مٹ جاتے ہیں۔

صبر و شکر کے بعد امید ہی انسان کو جینے کے راستے دکھاتی ہے!

گذشتہ سالوں میں ان دونوں بہنوں نے اللہ سے لو لگالی تھی۔

شہناز خاتون نے اس وقت بے قصور کرنے کے باوجود بھی صبر کیا تھا اور یہی انکے صبر کا انعام اللہ پاک کی طرف سے تھا انہیں اپنے کھوئے ہوئے رشتے مل گئے تھے!

انہی بچھڑے رشتوں کی محبت جس کے لئے وہ ترس رہی تھیں۔ ان کے بخت میں لکھ دی گئی تھی۔

سب ٹھیک ہو جاتا ہے! بس وقت کو بھی تھوڑا وقت دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

دیری ہی سہی مگر وہ پورا ضرور ہوتا ہے۔

کتنے سالوں سے وہ چھپتے چھپاتے تکبیر سے مل رہی تھیں اور بار بار انہوں نے ریحانہ بیگم کو بھی دیکھا تھا۔

خونی رشتے ہونے کے باوجود بھی وہ حیاتِ جریدہ کاٹ رہی تھیں۔ مگر انکے غم زدہ دل کو اب راحت مل گئی تھی۔

سارے گلے شکوے ختم کئے وہ مسکراتے ہوئے انکے آنسو صاف کر رہی تھیں۔

انہیں اپنے پہلو میں بٹھائے وہ بالکل ننھے بچوں کی طرح انہیں سمنجھائی بیٹھی تھیں۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"میں کتنی بد قسمت ہوں! میں نے باپ کو ناراض کر دیا۔ وہ تو ناراض ہو جایا کرتے تھے مگر آپا اتنے تو ستم گر بالکل نہیں تھے کہ رخ موڑ کے دنیا سے ہی چل بسے۔"

انکا نحیف سا ہاتھ تھامے وہ شکایت کر رہی تھیں۔

ساری خوشیاں جمع کر لینے کے بعد بھی کسی اپنے کے جانے کا دکھ سب میں فوقیت لے جاتا ہے اور انکا تو پھر باپ تھا۔ کتنے لاڈ پیار سے انہوں نے پالا تھا اور اب وہ دنیا میں نہیں تھے انکی یہ کمی سالوں سے کوئی پوری نہیں کر پایا تھا اور شاید یہ ممکن بھی نہیں۔

کچھ لوگوں کا متبادل دنیا میں موجود نہیں تھا اور ماں باپ جیسی ہستی تو دنیا میں واحد ہوتے ہیں! جو وقت آنے پر ہر ایک رشتے کی محبت سمیٹ کے اپنی اولاد کو دے دیتے ہیں مگر خود دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد دل کے ساتھ دنیا اور زندگی بھی اداس کر جاتے ہیں۔

"وہ تم سے ناراض نہیں تھے! اور اب چپ ہو جاؤ پیاری، رویامت کیا کرو۔" دھیرے سے انکی نم پلکوں پر بوسہ دیکے وہ صاف لفظوں میں تنبیہ کر رہی تھیں۔

"امی! میری خالہ بھی ہیں؟" وہ اس رشتے کی حقیقت سمجھنے کے بعد بھی سمجھ نہیں پائی تھی۔ شش و پنج میں مبتلا ہونے کی کیفیت کے باعث اس نے خاصا لغو سوال کیا تھا۔

سب کی نظریں خود پر مرکوز ہوتے دیکھ وہ فوراً سے گڑ بڑا گئی تھی۔



## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آئی لو یو خالہ۔۔۔ آئی مین میری دوست"۔۔۔ ریحانہ بیگم کو کنارے پر کئے وہ پورے جوش و خروش سے ان سے بغلیں ہوئی۔

"الہا کی قسم اگر پتا ہوتا آپ میری خالہ ہیں سچی میں اتنی بد تمیزی نہیں کرتی۔ سو سوری یار! آئندہ کبھی نہیں کرونگی ایسا۔ پلیز ناراض نہیں ہوئے گا۔"

چٹا چٹا انکے گال چومتی وہ معافی طلب کر رہی تھی۔ جس نے غصے میں ناجانے ان لوگوں کو کیا کیا کہہ دیا تھا۔  
"اچھا ناں! سوری ناں۔ اب نہیں کرونگی، مجھے کیا پتا تھا آپ میری خالہ یعنی میری امی کی بہن ہیں۔ میں بہت بہت خوش ہوں۔ میں ہمیشہ امی سے کہتی تھی خود کی کوئی بہن نہیں تھی! جی وہ میری بہن بھی لیکے نہیں آئیں۔ مگر آپ تو امی کی بہن ہیں۔ واؤ۔"

اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا یا وہ اتنی خوشی لفظوں کے ذریعے بیان ہی نہیں کر پار ہی تھی۔ جذباتی انداز میں جو جو دل میں آیا وہ بنا سوچے سمجھے سب کہہ گی تھی۔

تکبیر انکی گود میں پلی بڑھی تھی! اسکی عمر سے انہیں کوئی لینا دینا نہیں تھا۔ وہ آج بھی شہناز خاتون کو چار سال کی بچی لگتی تھی معصوم سی گڑیا مگر پٹاخہ۔

انہوں نے بھی جواباً اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنے لب رکھے تھے۔  
تکبیر کے ماتھے پر بوسہ دیتیں وہ نم آنکھوں سے مسکرائیں۔

حماد کے بعد ایک تکبیر ہی تھی! جس سے وہ بے انتہا محبت کرتی آئی تھیں۔

## مقام سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"دوست مجھے پہلے بھی تو کہہ سکتی تھیں ناں آپ! اتنے سالوں تک گمراہ کیوں رکھا؟" شہناز خاتون کے دائیں بائیں جانب سے سب کو ہٹائے وہ دوسری سائنڈ پرانے شانے پر سر ٹکائے مدعے پر آئی تھی۔

"ایسے مزہ نہیں آتا"۔ انہوں نے بھی شوخی اختیار کی تھی۔

فرحت آپاؤنر کی تیاری کے لئے وہاں سے اٹھ گئی تھیں جبکہ مبین صاحب اور فاروق صاحب بھی وہاں سے جا چکے تھے۔

"ماموں"۔۔۔!

مؤدب انداز میں شوخی و شنگی کے ساتھ اس نے تمسخرانہ ہنستے ہوئے حماد کو پکارا۔

وہ تو اپنے کئے پر پہلے سے نادم تھا اور تکبیر کا اتنے معتبر لقب سے پکارنا اسے بے چین کر رہا تھا۔

اس نے تو تکبیر کی جانب دیکھا بھی نہیں تھا۔

سامعہ نے پریشان نظروں سے جواد کی سمت دیکھا۔

جواد! سامعہ، حماد اور شہناز خاتون سے بہت بار مل چکا تھا اور سامعہ اسے شزا کے جیسے ہی لگتی تھی جبکہ اسکا بھی کوئی

بھائی نہیں تھا اسی وجہ سے وہ جواد کو اپنا بھائی سمجھتی تھی۔

"ایسے سڑی شکل کیوں بنا کے بیٹھے ہو ماموں"۔ شہناز خاتون کے پاس سے اٹھ کے وہ حماد کے صوفے کے پاس

کھڑی ہوئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ارے جو بھی ہوا غلطی سے ہواناں۔ جانے دو ماموں! ہم لوگوں کو کوئی گلہ نہیں۔" سرخ قالین پر بیٹھ کے وہ خود بھی چہرہ جھکائے حماد کو دیکھتی جان کے مضحکہ خیز انداز اپنا گی تھی۔

تکبیر بخوبی سمجھ چکی تھی! وہ بہت شرمندہ ہے۔ اس نے اب بھی سرسری نگاہ بھی تکبیر کی جانب نہیں اٹھائی تھی۔ "میں نے کہاناں! میں نے وہ بد تمیزی غصے میں کر دی تھی۔ آئندہ سچی میں ہر گز ایسا نہیں کرونگی۔ دیکھو ماموں مجھے بالکل پتا بھی نہیں تھا ورنہ میں سچی اتنی بد تمیز نہیں ہوں۔ چاہے تو امی سے بھی پوچھ لو۔" اسکا ہاتھ تھامے وہ معذرت خواہ انداز میں تاسف سے بولی۔

جو ادا سکی سر پھری باتوں پر ہولے سے مسکرایا۔

اس طرح اسکا بار بار معافی مانگنا اس سے سہن نہ ہوا تو وہ جھٹکے سے اٹھ کے دھیرے سے اسکا سر اپنے کاندھے پر رکھ دیا۔ "میں نے جو بھی کیا لڑی میں خود بھی واقف نہیں تھا۔ آپا نے مجھے بھی گمراہ رکھا تھا اور دیکھو میں کتنا گھٹیا انسان ہوں! ماموں کہلوانے تک کے لائق نہیں۔" اس نے بہت مدھم آواز میں سرگوشی کی تھی۔ تکبیر اس کے مقابل آکھڑی ہوئی۔

"بار بار دہرائیں گے تو مجھے اچھا نہیں لگے گا۔ ہر رشتے میں پیار ہوتا ہے یا نفرت ہوتی ہے! اب چونکہ ہم مختلف ہیں تو پہلے نفرت ہوئی اب ماموں بھانجی میں محبت ہے۔ قسم سے مجھے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے۔ شکر ہے آپ اور خالہ مجھے مل گئے۔"

اسکے کمر کے گرد بازو حائل کئے وہ خوشی سے چہکتے ہوئے بولی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"تم مجھ سے ناراض تو نہیں ہوناں بھانجی؟" اب کی بار اس نے بھی اس قیمتی رشتے کا حوالہ دیا تھا۔

"ایک شرط پے؟" تکبیر نے آنکھ پٹپٹائیں۔

"منظور ہے! منظور ہے"۔ اس نے بھی جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔

"میں سامعہ کو ممانی نہیں بولوں گی! وہ میری دوست ہے"۔ اسکی بات سنتے ہی وہاں بیٹھے سب نفوس کا تہقہہ گونجا۔

"بیٹا جی! جو تم نے میری بیوی کو رلایا ہے ناں اسکا حساب خود ہی دینا۔ دوست کو یاد کرتے ہوئے یہ اتنا رویہ میں بتا نہیں سکتا"۔ اس نے پچھلے دنوں کی بات دوہرائی تھی۔ تکبیر جب سے لڑکے کی تھی اس نے رورو کے پورا گھر سر پے اٹھالیا تھا۔

تکبیر تو بلا جھجک سامعہ کے پہلو میں بیٹھی تھی جبکہ حماد شش و پنج کا شکار بہت دیر بعد ریحانہ بیگم سے بغلگیر ہوا تھا۔

"مجھ سے بات نہیں کرو"۔ اس نے تکبیر کو خود کو مناتا دیکھ رخ موڑا۔

"کیا ہوا جانم؟" شدت سموئے اس نے استہزایہ ہنستے استفسار کیا۔

"ڈونٹ کال می جانم ایٹ آل"۔ اس نے سارے لحاظ بالائے طاق رکھتے روکھائی سے تنبیہ کی۔

"تو کیا بولیں پھر آپکو؟" اسکے شانے پر زور سے اپنا کاندھا مارے وہ مسرور سے انداز میں سوال کرنے لگی۔

"نو تھینکس"۔ سامعہ تنک کے گویا ہوئی جبکہ تکبیر نے منہ بسورا۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آئی لو یو! کیا تم میری ممانی بنو گی؟" اسکے کان کے قریب لب رکھتے وہ اس طرح گویا ہوئی جیسے اس سے ضروری کوئی بات ہی نہیں تھی۔

سامعہ نے اسے کان سے کھینچ کے دور ہٹایا۔

"میں بن چکی ہوں"۔ شانے اچکائے اس نے مغرور سے انداز میں حقیقت سامنے رکھی۔

"اچھا ناں بھی! کیا سب کو سوری میں ہی بولوں؟ میری تو کوئی عزت ہی نہیں ہے اس گھر میں۔ سب مجھے ہی جھکواتے ہیں"۔ اس نے بلیک میل کرنے کے ارادے سے سامعہ سے کہا تھا مگر نظریں غیر ارادی طور پر جواد پر گئی تھیں اور یوں جیسے ٹھہر سی گئی تھیں۔

وہ اسکے سامنے ٹانگ پر ٹانگ رکھے سنجیدہ سا بیٹھا تھا۔

تکبیر کے زہن میں یکدم جھماکا سا ہوا۔ اس نے فوراً سے نظروں کا زاویہ تبدیل کیا اور سامعہ کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

"حالات جیسے تھے میں نے اسی وجہ سے وہی ردِ عمل ظاہر کیا۔ حقیقتاً میں بہت شرمندہ ہوں۔ یار پتا نہیں یہ جذباتی انداز جاتا کیوں نہیں ہے؟ تمہارے جواد بھائی مجھے سمجھاتے ہیں مگر اب شاید اس جذباتی انداز کا لیول اپنی حدود سے نکل گیا تھا اور جہی اس پر کچھ بھی اثر نہیں کرتا۔ میں بہت کوشش کرتی ہوں! جذباتی نہیں ہو گئی لیکن پھر بھی ہو جاتی ہوں۔ اور دیکھو میں نے سب کو ناراض کر دیا ہے"۔ اس کا لہجہ گلو گیر ہوا تھا۔

جھٹ سے ریحانہ بیگم، شہناز خاتون، حماد اسکی سمت بڑھے تھے۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"ارے مزاق کر رہی تھی! میں نہیں ہوں ناراض"۔ سامعہ اسکارخ اپنی جانب کرتی محبت بھرے لہجے میں فلفور ہی بولی۔

"اب رونے کا نہیں رو رہا ہے"۔ حماد نے اس کے کاندھے پر ہلکی سی چپت لگائی۔

"پیٹا سدھر جاؤ تم"۔ حماد مزید گویا ہوا تو تکبیر کھلکھلا اٹھی تھی۔

اسے اپنے گھر والوں میں خوش دیکھ کے جواد بھی اندرونی خوشی محسوس کرتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔ تکبیر نے کن اکھیوں سے اس کی پشت کو دیکھا۔

اس کا اس طرح سے یہاں سے غائب ہونا اسے کچھ خاص بھایا نہیں تھا۔

ریحانہ بیگم اور شہناز خاتون ایک دوسرے کو بازوؤں کے حلقے میں لئے دنیا جہاں سے بیگانہ اپنی ہی باتوں میں مشغول تھیں۔

کسی منظر کو یاد کرتے کبھی خوب ہنس رہی تھیں تو کبھی آبدیدہ ہو رہی تھیں۔

ڈنر خوش گوار ماحول میں کرنے کے بعد وہ لوگ ہلکی خنکی بھری فضا میں لان میں بیٹھے تھے۔

تعبیر شام سے ہی اولیس اور امان کے ساتھ کھیلنے اُحد کے گھر گئی ہوئی تھی۔

کچھ دن پہلے ہی شابانہ بیگم سہیل صاحب کے ساتھ آئی تھیں جس میں ان کے ساتھ عشاء، اُحد اور اولیس، امان بھی تھے۔

آج ان کے آنے کے بھی آثار تھے مگر اُحد بیمار ہو گیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"خالہ کیا آپ نے شادی نہیں کی اب تک؟" تبکیر نے بہت دیر بعد یہ سوال دریافت کیا تھا۔ شہناز خاتون اسکے ہاتھ سے کافی کا خالی مگ رکھتیں اسکے کچھ بکھرے بالوں کو سنوارنے لگیں۔

"ہم۔۔۔! کی تھی ناں۔" وہ لاپرواہ سے انداز میں گویا ہوئیں۔

"انکل سے کون مشابہت رکھتا تھا پھر ان تینوں پیاروں میں سے؟" اس نے شہناز خاتون کے تین بیٹوں کا ذکر کیا تھا۔ جس میں سے دو تو بھائی تھے اور ایک نہیں تھا۔

وہ دو بھائی انہیں روڈ کے کسی کونے پر پڑے ملے تھے جبکہ تیسرے کے ساتھ بھی ایسی ہی کچھ کہانی تھی۔

"تینوں۔" انہوں نے سادگی سے جواب دیا۔

سامعہ کی دبی دبی ہنسی گونجی تھی! تبکیر سمجھ گئی تھی وہ اسے پاگل بنا رہی ہیں۔

خفگی سے منہ بسور کے اس نے رخ ہی موڑ لیا تھا۔

"میری لاڈو! بچپن میں بھی تم مجھے اور اپنے نانا کو ایسے ہی نخرے دکھاتی تھیں۔ میری جان بچے باپ پے ہی جاتے ہیں! خود کی ہی مثال لے لو۔۔۔" وہ کچھ پل سانس لینے کے بہانے خاموش ہوئی تھیں۔

ریحانہ بیگم نے شہناز خاتون دیکھا جبکہ مبین صاحب نے ریحانہ بیگم کو۔ انہوں نے اب تک شادی نہیں کی تھی اور یہ حیران کن بات ثابت ہوئی تھی۔

کچھ محبتوں کا اختتام ایسے بھی ہوتا ہے! ریحانہ بیگم کے دل کے کسی کونے سے آواز آئی تھی۔

"کچھ محبتوں کا وجود بھی ادھور اچھا لگتا ہے۔" شہناز خاتون نے خود کلامی کا سہارا لیا تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

فاروق صاحب تعبیر کو لینے گئے تھے جبکہ وہ لان میں آتے ہی انکی گود سے اتر کے سب سے پہلے جواد کے پاس آئی تھی۔

"اٹس ٹو کولڈ"۔ دونوں ہاتھ اسکی جانب پھیلائے وہ ٹھنڈ محسوس کرتی بولی۔

جواد نے اسے جیکٹ میں چھپایا لیا تھا جبکہ جیسے ہی اسکی نظر شہناز خاتون اور حماد، سامعہ پر پڑی اس نے اپنے گال پر ہاتھ رکھا۔

"بے بی ان تے (انکے) دھر (گھر) ہی بیر نے سلیپ کیا تھا۔ یو نوناں میرے چیک تنے (کتنے) رید (سرخ) ہو گئے تھے"۔ اس نے جواد کو اپنی بات سمجھانی چاہی تھی جبکہ سب کی آنکھوں میں واضح حیرانی ابھری تھی۔

"ارے بچی ہے! ایسی ہی کچھ بھی کہتی ہے"۔ تکبیر نے جھٹک دیا تھا جبکہ جواد ہولے سے مسکرایا۔

"بلوس اور نانو بھی آئی ہیں" ! وہ اپنے چھوٹے سردی سے سرخ ہوتے ہاتھوں کو ہوڈی کی جیب میں ڈال کے مبین صاحب اور ریحانہ بیگم کے پاس بڑھی تھی۔

"بلوس میں آپ تے پاس دی تھی! اور آپ لوگ یہاں ہیں"۔ وہ لفظوں کو کھینچ تان کے ادا کرتی بہت حسرت سے بولی۔

"آپکے لئے گفٹس لینے گئے تھے ناں۔ بیر کو دئے ہیں رات میں سونے سے پہلے میں بیر کو کہہ دوں گا وہ میری بیٹی کو تحفے دکھائے"۔ اسے پیار کر کے وہ اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لئے سہلا رہے تھے۔

"تو مجھے بھی لیتے چلتے ناں"۔ اس نے معصومیت کا اظہار کیا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسکے گال عارضوں پر دھیرے سے فرحت آپا نے چٹکی کاٹی تھی۔

تعبیر تھی تو انکا گھرا سکی شرارت اور خوشیوں سے گونج اٹھتا تھا۔

"کل آپ کو لیکے جائیں گے"۔ جواب ریحانہ بیگم نے دیا تھا جبکہ وہ اسے اپنے پاس کئے حماد اور شہناز خاتون سے ملواری ہی تھیں۔

تعارف کروانے کی نوبت تو نہیں آئی تھی جیسی وہ انہیں نانو نانو پکارتی انکی گود میں چڑھ گئی تھی۔

حماد کو وہ انکل کہتی آئی تھی جبکہ تکبیر نے اسے ماموں کہنے کا حکم دیا تھا۔

یہ حقیقت اور ماضی بھی سامعہ کی وجہ سے ہی منظر عام پر آیا تھا۔ ورنہ وہ تو طے کر چکی تھیں ساری زندگی چھپتے چھپاتے گزار دینگی اگر سامعہ تکبیر کی دوست نہ بنتی اور اس دن سامعہ تکبیر کو اپنے گھر نہیں بلاتی تو ان سب کی زندگیاں بے رنگ اور ادھوری ہی رہ جاتیں۔

کھوئے ہوئے رشتوں کی اپنائیت اور محبت سے وہ سب محروم ہی رہ جاتے مگر قسمت سہی معنوں پر ان پر مہربان ہوئی تھی۔

"خالہ! انکل پلیز گھر چلیں"۔ وہ لوگ اجازت لیتے اب گھر جانے کی تیاری کر رہے تھے حماد ریحانہ بیگم اور مبین صاحب سے مخاطب ہوا جو خود بھی جانے کی راہ لینے لگے تھے۔

"یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں! پلیز آپ لوگ چلیں ناں ہمارے گھر"۔ سامعہ نے بڑے لاڈ سے اصرار کر کے حماد کی تائید کی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"دولہا بھائی بچے ٹھیک کہہ رہے ہیں! اب تو گھر چلیں۔ اب تو ڈیڈ بھی نہیں ہیں جس سے۔۔۔" وہ کہتے کہتے جملہ نادانستہ طور پر ادھورا چھوڑ گئی تھیں۔

کتنی تبدیلیاں وقت کے ساتھ ساتھ آ جاتی ہیں۔ انہوں نے محبت تو قربان کر دی تھی اور ان لوگوں کو بھی کھو دیا تھا جو انکے اپنے تھے!

وقت کی گھڑیاں بہت تیزی سے چلتی ہیں۔

جنہیں 'ہیں' میں گنا جاتا ہے کچھ پل گزرتے ہیں وہ لوگ ماضی بن کے 'تھے' میں گنے جانے لگتے ہیں۔  
ریحانہ بیگم کے ساتھ تکبیر اور فرحت آپا بھی انکے پاس آئی تھیں جو اپنی اتنی فکر مندی پر سب کو ہلکان دیکھتیں مبہم سا مسکرا دی تھیں۔

"رو کے افیت مت دیا کریں خود کو"۔ مبین صاحب نے کتنے ہی دیر بعد لبوں سے قفل ہٹایا تھا جبکہ انکے برابر میں بیٹھی تکبیر نے انہیں کاندھے سے تھام کے انکارخ اپنی جانب کیا۔  
"اوئے ہوئے! اہم۔ اہم۔"

وہاں بیٹھے سب اسکی بات کا مفہوم سمجھ رہے تھے حتیٰ کہ مبین صاحب خود بھی۔  
"سالی آدھی گھر والی ہوتی ہے"۔ انہوں نے بھی بھنویں سکیرے اچھنبے سے تکبیر کو دیکھا جو بلا وجہ ہی جھینپتی انکے سینے میں منہ چھپا گئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"آپ نے کہا تھا می سے آپ نے اریخ میرج کی ہے! جبکہ وہ تو love marriage تھی۔" تیکھی نظروں سے جھکی پلکیں اٹھائے وہ چالاکی سے بولی۔

"ہم۔۔۔! پھر اریخ خود بہ خود ہی ہوگی تھی۔" وہ ہنس پڑے تھے جبکہ تکبیر بھی انکا ساتھ دیتی مسکرائی تھی۔

لوگ آپسی باتوں میں مصروف تھے اور وہ دونوں باپ بیٹی اپنی باتوں میں۔

"میں بھی جاؤنگی آپکے ساتھ گھر۔" بہت دیر بعد اس نے فیصلہ سنایا۔

"بیٹا بالکل چلنا مگریوں اکیلے نہیں! بیٹیاں شوہر کے ساتھ خوش باش گھر آتی اچھی لگتی ہیں۔" وہ صدمہ سے انکی

بات سن کے بازو سے کھینچ کے لان کے کونے میں لے آئی تھی۔

"دیکھا نہیں آپ نے! کس طرح سب کے سامنے اس نے میری بے عزتی کی اور آپ چپ چاپ دیکھ رہے تھے۔

اب رہے اکیلے گھر میں، مجھے نہیں معلوم میں آپکے ساتھ جاؤں گی۔"

وہ بگڑے تاثرات لئے بولی جبکہ جو ادنے دور سے ہی اسکا عمیق جائزہ لیا۔

وہ کیا کہہ رہی ہوگی! وہ اس سے بھی واقف تھا۔

کچھ پل تو مبین صاحب بھی خاموش ہو گئے تھے۔

"میں اسکی کلاس لئے بغیر نہیں جاؤنگا۔ آخر اس نے کیسے میری شیر بیٹی کو ڈانٹا مگر بیٹا تمہیں تو پتا ہے میں صاف گو

ہوں۔ میری جان شوہر ہے ناں وہ تمہارا اور شوہر بھی اتنا اچھا۔۔۔! اسکا کہنا مانتے ہیں۔ مجھے پتا ہے تم بالکل اپنی

جانب درست تھیں مگر وہ کہہ رہا تھا کہ خاموش ہو جاؤ تو اسکا حکم فوراً بجالانا تھا۔ کتنے سارے لوگ تھے اور تم نے کتنا

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

مس بیسویا جواد کے ساتھ۔۔۔! ایسے بیٹی کی شہری لیکے میں اسے بھی تو نہیں گرا سکتا ناں۔ آپسی رنجشیں مٹالو پھر آنا بچوں کو لیکے۔۔۔!"

وہ لہجے میں محبت سموئے اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولے۔ برا سامنہ بنائے اس نے وہیں آس پاس بیٹھے لوگوں کا جائزہ لیا جواد انکے درمیان ہی تھا۔

"شکر کرو جواد تمہیں اور مجھے ملا ہے! میں تو اس کا کڑوڑوں مرتبہ شکر ادا کرتا ہوں کہ جواد ویسا داماد نہیں ہے جیسا میں ہوا کرتا تھا ورنہ بیٹا میں بھی جل جل کے آدھا ہو جاتا۔" وہ تشکر بھرا سانس خارج کرتے تفکر سے بولے۔  
"پھر آپ بھی تعبیر کو اگواہ کر لیتے۔"

اسکے کہنے کی ہی دیر تھی ان دونوں کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔  
"تکبیر بیٹا اب مجھے ایسا دوبارہ نہیں دیکھنا پڑے جو تم جواد کے ساتھ بد تمیزی کی تھی۔" انہوں نے آخری بار تنبیہ کی۔

"آپ پھر اسے بھی سمجھائیں! تب ہی بات مانوں گی ورنہ تو نہیں۔" کھلے لفظوں میں کہہ کے وہ وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ انہوں نے جواد کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔

کچھ ہی منٹ میں وہ مؤدب سا انکے سامنے کھڑا تھا۔

"جی ماموں۔"



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بیٹا مرد کو غصہ جلدی آ جاتا ہے خاص کر بیوی جب بات نہیں مانے تو اور بھی غصہ اپنی حدوں کو چھوتتا ہے! مگر مجھے بس اتنا کہنا ہے تکبیر کو میں سمجھا چکا ہوں لیکن تم بھی دھیان رکھنا اگلی بار۔ اس طرح سب کے سامنے تمہارا اتنا سخت برتاؤ میرے ساتھ باقی سب کو بھی اچھا نہیں لگا۔

تکبیر روتی ہے میرا دل پگھل جاتا ہے! میں نے کبھی اسے اپنی جانب زرا سا بھی نہیں رلایا ہے اور بچپن سے ہی تم جانتے ہو یہ لاڈ پیار سے پلی بڑھی ہے۔ عورت کی عزت کیا ہوتی ہے میں نے تمہیں کرتے ہوئے دیکھا ہے اور یوں اتنے سالوں میں تم نے کبھی شکوے شکایات کا موقع نہیں دیا تو میں حیران تھا تم نے آخر ایسا کیوں کیا؟ میں چاہتا ہوں تم میری باتوں کا برا نہیں مناؤ گے اور اگلی بار دھیان رکھو گے۔"

اسکے شانے پر ہاتھ رکھے وہ اپنے ساتھ ساتھ چلاتے سنجیدہ مگر ٹھہرے ہوئے لفظوں میں سمنجھل سمنجھل کے لفظوں کو ادا کر رہے تھے۔

"میں معافی چاہتا ہوں۔۔! آئندہ پوری کوشش کروں گا ایسی شکایت دوبارہ نہیں ملے آپکو۔"

جواد فرمانبرداری کی انتہا کر گیا تھا۔ اسکی یہی سمجھداری اور ٹھہرا ہوا انداز مبین صاحب کو اچھا لگتا تھا بلاشبہ وہ واقعی ایک ہیرا تھا۔

ریحانہ بیگم ٹھیک کہتی تھیں! وہ تکبیر کو سمنجھال لے گا۔ وہ اسے درست کر دے گا اور جواد کی صحبت کا ہی نتیجہ تھا وہ زیادہ نہ سہی پر کچھ تبدیل ہو گئی تھی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ریحانہ بیگم مبین صاحب ان تینوں کے ساتھ ہی گئے تھے جبکہ تکبیر کچھ بات چیت کرنے کے بعد اوپر کمرے میں چلی گئی تھی۔

ان سب کے جانے کے بعد فرحت آپا اور فاروق صاحب نے بھی جواد کو خوب باتیں سنائی تھیں۔ وہ خاموشی سے انکی باتیں سننے کے بعد تعبیر کو لیکے گھر سے ہی نکل گیا تھا۔ ڈھائی بج چکے تھے وہ اب تک نہیں آیا تھا۔

تکبیر نے موبائل میں اسکا نمبر ڈائل کیا مگر پھر سارے نمبر مٹا کے موبائل رکھ دیا تھا۔ دس منٹ گزرے تھے اس نے بلا آخر نمبر ڈائل کر کے موبائل کان سے لگایا۔ گھنٹی بج رہی تھی اور وہ کال نہیں اٹھا رہا تھا۔ تقریباً دو تین کالز کے بعد اس نے کال ریسیو کر لی تھی۔

"Yes ! Who"?

اس نے مصروف سے انداز میں سوال کیا۔

"میں۔۔۔" اسکا اجنبی رویہ تکبیر کو چونکا گیا تھا۔

"Why bother calling a stranger in the middle of the night"?

(آدھی رات کو کسی اجنبی کو فون کرنے کی زحمت کیوں؟)

تکبیر تو بھونچکا کے رہ گئی تھی! اسے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا تھا آخر وہ بات کس حوالے سے کر رہا تھا۔

Page 670 of 671

"Don't you know me"?

(کیا تم مجھے نہیں جانتے)

تکبیر نے بھی اسی کے انداز میں بہت لغو سا سوال کیا۔ جو اد نے موبائل کان سے ہٹا کے اسکا نمبر دیکھا۔

"Honestly! Absolutely not".

(ایمانداری سے بالکل نہیں)

وہ پاگل بن رہا تھا یا بنا رہا تھا تکبیر سمجھ تو نہیں سکی مگر اس طرح اسکا لاپرواہ سا انداز اسے سلگا گیا تھا۔

"تمہارے موبائل میں میرا نمبر کس نام سے سیو ہے؟" تپ کے اس نے سوال کیا۔

"The headache is written! I don't know who this woman is".

(سر درد لکھا ہے! میں نہیں جانتا کہ یہ خاتون کون ہے۔)

"Fine. Go to..... heaven" .

غصہ تو اسے جو اد پر بہت آ رہا تھا مگر مبین صاحب کی باتیں ذہن میں گردش کرنے لگیں تو وہ کسی بھی برے لفظ کا

استعمال کرنے سے گریز برتنی تپ کے کال کاٹ گی تھی۔

جو اد نے مسکراتے ہوئے اس کے لفظوں پر غور کیا۔

وہ ہیل کی جگہ ہیون کہہ گی تھی !

دس منٹ بعد اس نے خود سے مسج کیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"I remembered a while ago! Headache, so I named my wife".

(مجھے کچھ دیر پہلے یاد آیا۔ سر درد تو میں نے اپنی بیوی کا نام رکھا تھا)

تکبیر نے میسج پڑھا تھا وہ اب چالاکی سے مسکرائی تھی۔

"یہی سر درد اپنے پیراسیٹامول کو بلارہی ہے! اگر آپ گھر آنے کی زحمت اٹھالیں تو سر درد کو اچھا لگے گا۔"

تکبیر نے بھی طوعاً خود کا تعارف 'سر درد' سے ہی کروالیا تھا۔

جواد کا مبہم سا قہقہہ گونجا۔

"آتا ہوں! ابھی سحر کے ساتھ مصروف ہوں۔" تکبیر نے حیرت انگیز طور پر موبائل کی اسکرین پر اسکا جگمگاتا نمبر دیکھا۔

وہ اسے سحر کے ساتھ ہونے کا یقین دلارہا تھا اور درحقیقت ٹھیک ہی تو تھا۔

وہ سحر کا ہی تھا اور اسی کے سحر میں ہی جکڑا رہتا تھا۔

"نو پرابلم۔" کڑھتے دل سے مختصر میسج بھیج کے وہ بیڈ سے اٹھ کے صوفے پر چلی گئی تھی۔



آدھے گھنٹے بعد جواد تعبیر کو لیکے کمرے میں آیا تھا۔ تعبیر بیچ راستے میں ہی سو گئی تھی مگر کچھ دیر بعد وہ مکمل طور پر بیدار ہوتی اچھلتے کودتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

تکبیر آنکھیں موندے بس مسکرائی جارہی تھی۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اسکی مسکراہٹ جواد کو مشکوک سی لگی تھی لیکن اس نے پوچھا نہیں تھا۔  
"چلو تعبیر ہم لوگ سوئیں"۔ اسکا بازو پکڑ کے وہ اپنے ساتھ لیکے جانے لگی تھی جواد نے بھی اسکا بائیں بازو پکڑا۔  
"تعبیر میرے ساتھ سوئے گی"۔ جواد نے جیسے اسے یاد دلایا۔  
"تعبیر میری بیٹی ہے اور یہ میرے ساتھ سوئے گی"۔ تکبیر نے پھر سے اسکے بازو پر دباؤ ڈالا۔  
"تعبیر میری بھی بیٹی ہے اس لئے میں اپنے پاس سلاؤں گا"۔ وہ دونوں اپنی اپنی بحث میں لگے پڑے اسکے نازک ہاتھوں پر دباؤ ڈال رہے تھے جبکہ بچی حیران و پریشان سی نظروں سے کبھی تکبیر تو کبھی جواد کو دیکھ رہی تھی۔  
"میں نے کہا ناں یہ میرے پاس سوئے گی تو مطلب میرے پاس ہی سوئے گی! بات ختم"۔ تکبیر نے پوری جان لگا کے اسے کھینچنا چاہا مگر جواد کی فولادی قوت کے آگے وہ کچھ نہیں کر سکی۔  
"آج تعبیر میرے ساتھ سوئے گی"۔ جواد نے کہتے ہی اسے کھینچا تھا جبکہ طاقت اتنی تھی وہ اسے کھینچتے ساتھ خود زمین بوس ہوا تعبیر اسکے اوپر تھی جبکہ تکبیر ان دونوں کے اوپر گری تھی۔  
"اف! بیر"۔ وہ روتے بلکتے تکبیر کو پکارتی جواد کا بھی جائزہ لے رہی تھی گویا اسے زیادہ تو نہیں لگی۔ ورنہ ان دونوں کا وزن تو اس نے ہی سمنبھالا ہوا تھا۔  
تکبیر دھواں دھواں چہرہ لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔  
"میں جالہی (جارہی) ہوں! میں یہاں نہیں لوگوں (رکوں) گی"۔ آنسو صاف کر کے وہ کمرے سے نکل گئی تھی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد نے تکبیر کو دیکھا اور پھر تعبیر کے پیچھے لپکا۔

"اچھا آئی ایم سوری! اب ہم لوگ ایسا نہیں کریں گے۔ آؤ نہ گڑیا کمرے میں۔" تیزی سے اسے پکڑ کے اس نے اپنے کاندھے پر بٹھایا۔

"میرے اتنی (اتنی) زور سے لد (لگ) دی (گی)۔"

وہ روہانسی سی ہوتی اسے اپنے درد سے آگاہ کر رہی تھی۔

جواد نے خود پر لعنت بھیجی! کبھی کبھی وہ بھی کیا کیا حرکت کر جاتا تھا۔

خود سے بڑبڑاتے ہوئے اس نے تعبیر کو بیڈ پر لٹایا اور فریش ہونے چلا گیا تھا۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑا تھا تکبیر اور تعبیر اپنی ہی مستیوں میں مشغول تھیں۔

"بے بی آئیں تو کہنا آپ میرے ساتھ سوگی۔" اس نے کان کے قریب گھستے بہت آہستگی سے تعبیر کو سمجھایا تھا جو سب کچھ سمجھنے کے انداز میں سر ہلا گئی تھی۔

"چلو تعبیر میرے سائڈ پر آؤ۔" اس نے تعبیر پر حکم صادر کیا جبکہ تکبیر نے تعبیر کو اشارہ کیا۔

"میں بیڑے ساتھ اور اپنے (آپکے) ساتھ سوؤں گی۔" اس کو جو مناسب لگا وہ کہہ گی تھی۔

جواد بنا کچھ کہے اپنی سائڈ پر لیٹ کے تعبیر کو بیچ میں لٹا کے آنکھیں موندے لیٹ گیا تھا۔

تکبیر حق دق لیٹی رہی۔

وہ کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔۔۔! اور یہی حیران کن ثابت ہوا تھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

کچھ دیر بعد تعبیر سو گئی تھی اور تکبیر بھی کسی شرارت کے تحت آنکھیں بند کئے لیٹ گئی تھی۔  
جواد نے تکبیر کو دیکھا اور پوری نشاندہی کرنے کے بعد کہ وہ سو گئی ہے تو تعبیر کو دوسری جانب کئے وہ تکبیر کے پاس آ گیا تھا۔

"حسین سر درد"۔ اس نے تکبیر کے بالوں کی کچھ آوارہ لٹوں کو اپنے ہاتھ کی انگلی میں لپیٹتے اسکے معصوم چہرے کا جائزہ لیا۔

تکبیر ضبط سے لیٹی رہی وہ نہیں چاہتی تھی اسکے بتانے سے پہلے جواد کو پتا چلے کہ وہ سوئی نہیں ہے۔  
وہ مدھم مدھم آواز میں کچھ کہہ رہا تھا مگر تکبیر کو وہ سب اپنی عقل سے بالا تر لگا۔  
وہ اسکی پیشانی پر لب رکھنے لگا تھا تکبیر نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔  
"دیکھا۔ دیکھا، جاگی نہ محبت! مجھے پتا تھا"۔ اس نے قہقہہ لگاتے بامشکل شوخی سے کہا تھا۔ کچھ پل جواد بھی گڑ بڑا کے دور ہٹا۔

"وہ تو۔۔۔ نہیں میں تو کچھ دیکھ رہا تھا"۔ اس سے نظریں چرائے جواد نے دروغ گوئی کا مظاہرہ کیا۔  
"بچو! مجھے سب پتا ہے"۔ وہ اسکے سینے پر مکے برساتی ایک بار پھر سے ہنسی تھی۔

جواد اسے دیکھ کے خود بھی بالوں میں ہاتھ چلاتا نجل سا مسکرایا۔  
"اچھا دھر تو آئیں"۔ تکبیر اٹھنے لگی تھی وہ اسکا ہاتھ نرمی سے کھینچ کے خود پر گرا گیا تھا۔  
"ابھی جو چوٹ لگی تھی اسکا اثر نہیں ہوا"؟

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تکبیر نے تفتیش کرتے پوچھا۔

"ہوا تھا مگر یہاں پر واہ کسے ہے؟" اس نے مصنوعی دکھ کا اظہار کیا۔

"مجھے پر واہ ہے تمہاری! بتاؤ کہاں لگی ہے؟" وہ یکدم سے فکر مندی کے تاثرات چہرے پر سجائے وہ سب کہہ گئی تھی جو جواد سننا چاہتا تھا۔

"اب اتنی بھی نہیں لگی ہے۔" اس نے تکبیر کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

اسکے کھلے بال کچھ جواد کے چہرے پر لگ رہے تھے اور کچھ تکبیر کو اپنے چہرے پر چبھتے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ جھنجھلاتے ہوئے انہیں دور کرنا چاہتی تھی مگر وہ اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیکے پہلے ہی اس کام سے باز رکھ چکا تھا۔

اسکے بالوں سے آتی بھینی بھینی خوشبو جواد کے حواس معطل کر رہی تھی۔

"سوری بولیں! معاملہ حل کریں۔" اسے نرمی سے اپنے پہلو میں بٹھائے جواد نے عام سے لہجہ میں کہا۔

"سوری۔" بنا چوں چراں کئے وہ معصوم سی شکل بنائے اسکے بازو میں ہاتھ ڈالے بچوں جیسے انداز میں بولی۔

"اگر آئندہ ایسا کیا تو آپ کی خیر نہیں ہے۔"

تکبیر نے آنکھیں سکوڑے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"اب زیادہ نہیں کرو۔۔۔! تم نے جو کیا اسکے لئے معافی بھی نہیں ہے! میں نے معافی مانگی اسی لئے کیونکہ میری

غلطی تھی۔ اب میں سونے جا رہی ہوں مجھے تنگ مت کرنا۔"



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

سختی برت کے وہ افسوس اور دکھ سے بنا اسکی جانب دیکھے کمبل منہ تک اوڑھے لیٹ گئی تھی۔  
وہ سحر کی وجہ سے ایسا رد عمل ظاہر کر رہی تھی! وہ مسکرا کے اسے حصار میں لیتا خود بھی لیٹ گیا تھا۔

"تکبیر!"

وہ ہلکی ہلکی غنودگی میں تھی! لبوں کو آپس میں سختی سے پیوست کئے وہ مندی مندی آنکھوں کو سہی طرح کھل بھی نہیں سکی تھی اور جو اس دوران تین چار آوازیں دے چکا تھا۔

تکبیر اس سے خفا ہوئے اسکے سینے میں ہی منہ چھپائے لیٹی تھی جبکہ وہ کسی طور نہیں چاہتا تکبیروں روٹھے!  
"تکبیر!"

آوازیں خفیف سی جھنجھلاہٹ در آئی تھی۔

وہ گہری نیند میں جانے لگی تھی جی جی جو اس کی آواز سے سنائی تو دے رہی تھیں مگر آنکھوں میں ایک الگ سا بھاری پن محسوس ہو رہا تھا۔

شہناز خاتون کی سچائی جاننے سے قبل بھی وہ سہی طرح گزشتہ راتوں سے سوئی نہیں پائی تھی اور شام میں چینیختے اور گریہ زاری کے باعث اسکا گلہ تک دکھنے لگا تھا۔

جو اس پر جھکتا اسے اٹھانے لگا تھا مگر وہ اسکے بیدار کرنے سے قبل ہی ہڑبڑاہٹ میں اٹھی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

حیران و پریشان نظروں سے اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ جواد اسکے کمرے کا جائزہ لینے کا مقصد سمجھ گیا تھا۔ وہ تعبیر کو ڈھونڈ رہی تھی۔

"ریلیکس تکبیر! وہ میرے پاس ہے۔"

اس نے مدھم مگر نرم سی آواز میں اسکا سراپنہ سینے سے لگایا۔

وہ بیڈ کی پشت سے سرٹکائے بیٹھا تھا۔ وہ اسکے سینے پر سر رکھتی شاید نہیں یقیناً کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

"کچھ کہہ رہی ہیں؟" دوران گفتگو اسکے لب تکبیر کی کان سے مس ہوئے تو اسکا لمس محسوس کرتے ہی تکبیر مکمل

حواس میں لوٹی۔ نیند تو ایسے غائب ہوئی جیسے دور دور تک سگی سوتیلی کا کوئی واسطہ ہی نہ ہوا۔

"میں۔۔۔ یہاں کیسے؟" اس نے انجانی سے لب کچلتے سوال کیا۔

"دل میں بغیر بتائے قبضہ کیا تب تو پوچھا تک نہیں! اب اتنی بے اعتنائی؟ روٹھ کے سونے چلی تھیں آپ! مگر میں

ایسا نہیں چاہتا تھا۔" وہ کمال اطمینان سے اسکا سرد و بارہ اپنے شانے پر رکھتا اسکے دست نازک کو اپنی آہنی گرفت میں

لئے اسکی مخروطی انگلی میں موجود انگوٹھی کو بڑے انہماک سے تک رہا تھا۔

اسکا نگاہیں تکبیر پر نہیں تھی مگر وہ دیکھے بنا بھی اسکی حرکت و سکناات کا جائزہ لے سکتا تھا۔

وہ نا سمجھی سے اب اسکی طرف نگاہیں مرکوز کئے اسے مبہم سا مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

کمرہ نیم تاریکی میں ڈوبا تھا۔ نائٹ بلب کی مدھم روشنی اس وقت جواد کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ تکبیر نے الجھی نگاہ

سے اسے دیکھا۔ کچھ ثانیے گزر گئے تھے وہ بے ساختہ کچھ سوچ کے مسکرا دی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد نے اب بھی تکبیر کی جانب نہیں دیکھا تھا مگر خود پر تکی اسکی نظروں سے واقف ہوتا وہ اب بھی اطمینان سے بیٹھا تھا۔ انگوٹھی آگے پیچھے کرتے جواد کے ہاتھوں کی حرکت یکدم رک گئی تھی۔

"اس فسوں خیز ماحول میں ہنسنے کی وجہ؟" بلا آخر اس نے تکبیر کا ہاتھ اپنی گود میں رکھا اور مکمل طور پر اسکی جانب متوجہ ہوا۔

"یہ انگوٹھی لاسٹ ٹائم تم نے اسلام آباد میں پہنائی تھی! جب ہماری صلح ہوئی تھی۔" تکبیر نے دانتوں کی نمائش کرتے اپنے گزشتہ ان سالوں کو یاد کیا تھا جب سے وہ اسکے نکاح میں آئی تھی۔

ہر بار لڑائی کے بعد انکی صلح غلطی کا اعتراف، ناز و خحرے، روٹھنے منانے اور انگوٹھی پہنانے کے بعد اختتام کو پہنچتا تھا۔

جب غلطی جواد کی ہوتی تھی وہ ڈائمنڈ رنگ لاتا تھا اور غلطی تکبیر کی ہوتی تھی تو وہ گولڈ رنگ لاتا تھا۔

ہر صورت تحفہ وہ ہی دیتا تھا کیونکہ وہ تو اسکے قدموں میں دنیا بھی ڈھیر کر دے تو بھی کم تھا۔

"تم پہلی بار مجھ سے انتہا کے برے رویے سے پیش آئے تھے! لیکن میں تم سے خفا نہیں ہوں۔" تکبیر نے سر کو جنبش دیتے اسکے پہلو میں پناہ لی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے برابر بیٹھے تھے مگر نظریں سامنے مرکوز تھیں۔

"میں اس چیز کی معافی بعد میں مانگوں گا مگر انگوٹھی کا حوالہ دینے کی ضرورت تو نہیں! میں لایا، میں نے پہنی اور

آپ یہ سمجھ رہی ہیں میں غافل ہوں آپ سے جی بھی ان چھوٹی موٹی آپ سے جڑی چیزوں کو نظر انداز یا یکسر بھلاتا آ رہا ہوں؟"

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اس نے گردن گھمائے تکبیر کے وجہ چہرے کو اچھپنے سے دیکھا۔

تکبیر کے تاثرات ہنوز وہ سے ہی تھی مطمئن! یا شاید اسکی قیاس آرائیوں کو جواد نے لبوں سے ادا کرتے مہر لگائی تھی۔

یابہ بھی ہو سکتا ہے وہ جو سننا چاہ رہی تھی۔ جواد نے ادا کر دیا تھا۔

"ایک ہم خیال، متاع حیات، انعام زیست، سمجھدار اور پیاری لڑکی مل جائے تو زندگی میں دوسرے کو سوچنے کی بھی گنجائش نہیں ہوتی! زندگی میں شامل کرنا تو پھر دل گردے کا کام ہے۔" تکبیر نے تعجب سے نگاہیں اس پر ٹکائیں۔

کچھ دیر بعد سکوت بھری فضا میں تکبیر کے قہقہے کی آواز گونجی۔

"تم بہت بہادر ہو! سب کچھ کر سکتے ہو۔" لہجے میں طنز تھا مگر مسکراتی نگاہیں اسے بہت کچھ باور کروا رہی تھیں۔ اس طرح بھی امتحانات دینے ہوتے ہیں! وہ باآسانی سمجھ گیا تھا۔ "مگر آپکے معاملے میں نہیں۔"

اس نے سنجیدہ سے تاثرات لئے فلوقت تکبیر کو جواب کر دیا تھا۔ لہجہ ایک الگ احساس سے لبریز تھا۔

وہ باتیں ایک دوسرے سے متعلق ہی کر رہے تھے مگر انداز خفیف سا مختلف تھا۔

"آتا ہوں۔۔۔! انتظار کریئے گا۔" اسکے بالوں سے ہاتھ ہٹائے وہ لائٹس آن کر کے تکبیر کو کہہ کے کمرے سے نکل گیا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اس نے لاپرواہی سے شانے اچکائے اور جھک کے تعبیر کو پیار کرنے لگی۔

اب تک اسکے دل میں ایک کسک و ملال تھا! غصہ میں اس نے کتنی زور سے تعبیر کو تھپڑ رسید کیا تھا۔  
"میرے نانا منسٹر تھے! آئی سی"۔ شہناز خاتون نے جو اسکے بچپن کی باتیں بتائی تھیں وہ انہیں ہی یاد کئے خود سے مسکرائی جارہی تھی۔

بیس منٹ بعد وہ ٹرے میں دو کافی کے مگ رکھے کمرے میں داخل ہوا تھا۔  
جنوری کا مہینہ اپنے اختتام کو پہنچ گیا تھا۔ فروری میں ان دنوں دھوپ کی تمازت کم تھی جبکہ موسم خوشگوار اور خنکی بھرا تھا۔

"فولومی"۔ تکبیر کو اشارہ کر کے وہ گلاس ڈور کھول کے بالکنی میں داخل ہوتا دو کرسیوں کے بیچ رکھی ٹیبل پر ٹرے رکھ کے رخ موڑ کے کمرے کی جانب جھانک کے دیکھنے لگا۔  
تکبیر کمرے میں نہیں تھی! کچھ دیر بعد وہ منہ تو لیے سے خشک کئے جو اد کو اپنا منتظر پاتا دیکھ نجل سابلوں میں ہاتھ پھیرتی بال جوڑے میں مقید کرنے لگی تھی اس سے پہلے ہی وہ جھٹ سے اسکی جانب بڑھتا کیمچروہیں رکھے تکبیر کا ہاتھ تھام کے بالکنی میں لے آیا تھا۔

کمرے کی نسبت باہر کی فضا میں بہت خنکی تھی۔ سردی روز کی بانسبت آج عروج پر تھی۔  
ہوا کے دوش سے اڑھتے ریشمی بال اسکے چہرے کا طواف کر رہے تھے۔  
کتنے ہی پہر گزر گئے تھے۔ ایک طویل خاموشی کا راج تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ دونوں رینگ سے ٹیک لگائے پول میں پڑتے اپنے اپنے عکس کو دیکھ رہے تھے۔  
وہ دن میں بھی ایک دوسرے سے غافل نہیں رہتے تھے مگر رات کے ایک بھی پہر کا وہ لوگ ناغہ نہیں کرتے تھے۔  
سیاہی میں ڈوبی رات اپنے اندر ایک کشش رکھتی ہے!

خاموشی، سناٹا، تنہائی، چائے اور کچھ حسین یادیں۔ پورے دن کا کل اثاثہ ہوتی ہیں۔

وہ رات نہیں جاگا کرتا تھا مگر تکبیر کی سنگت میں اس میں یہ بدلاؤ آیا تھا۔

وہ گھنٹوں ایک دوسرے کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارتے تھے! موضوع چاہے جو بھی مشغول گفتگو رہتے تھے۔

"ہر بات نہیں بتائی جاتی! مگر بیویوں سے کچھ چھپایا بھی نہیں جاتا۔"

شکوہ تھا یا ناراضگی مگر جو بھی تھا تکبیر نے مخفی کر لیا تھا۔

جواد نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

وہ کافی کے گھونٹ بھرتی ہوا کے دوش سے اڑھتے بالوں کو بار بار کان کے پیچھے آڑس رہی تھی۔

جواد نے اسکی باتوں پر دھیان نہیں دیا تھا وہ تو اسکے ریشمی سیاہ کمر تک آتے بالوں میں الجھا ہوا تھا۔

دونوں بھرے کپ میں کافی اب آدھی رہ گئی تھی۔ جواد نے دھیرے سے اسکا کپ اپنے ہاتھ میں لئے لبوں سے لگایا

اور اپنا کپ تکبیر کے ہاتھ میں تھمایا۔

"میں باتیں بھول گیا ہوں جو کرنے آیا تھا۔"

کپ رخ موڑ کے اس نے ٹیبل پر رکھا۔ کافی وہ ختم کر چکا تھا۔ گفتگو میں حصہ کافی دیر بعد ڈالا تھا۔

## قمر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد کے لہجے میں بلا کی چاشنی تھی۔ خوبصورت قمر کو تکتے اس نے فوراً نگاہیں تکبیر پر جمائیں جو اب پول سے نگاہوں کا زاویہ بدلتی اپنی انگلی میں موجود انگھوٹی کو حرکت کر رہی تھی۔ اسکے لبوں کی تراش پر خوبصورت سی مسکراہٹ تھی۔

تکبیر نے نزگھس مخمور جواد کی جانب اٹھائیں اور عین اسی وقت اس پر گمان گزر اسرار حسن ان دونین کٹوروں میں آسمایا ہو۔ یہ ڈوبنے کی بہترین شے تھیں اور وہ تو آج بھی اسے دیکھتے ہی کھوسا جاتا تھا۔

"ہم کل بات کر سکتے ہیں"۔ اس نے کافی کامگ خود بھی ٹیبل پر رکھا اور وہاں سے جانے لگی تھی لیکن جواد اسکے خلاف تھا سو اس نے تکبیر کی نازک کلائی پر ہلکا سا دباؤ دیتے خود سے قریب تر کیا۔

"یہی رکیں میں آتا ہوں"۔ اسکے گال پر چٹکی کاٹتے وہ وہاں سے تو نکل گیا تھا لیکن تکبیر کے سر سے گزر گئی تھی آخر وہ کہاں گیا ہے؟

پانچ منٹ بعد وہ گلاب کی کلی لیکے آیا تھا۔ جس میں ایک الگ طرح کی خوشبو نے تکبیر کو اپنے حصار میں لیا۔ جواد نے مسکراتے ہوئے اسکا جائزہ لیا۔

بڑے پیار سے اس نے وہ کلی تکبیر کی جانب بڑھائی جو خواب کا سماں تصور کرتی کسی اور ہی دنیا میں پہنچ گئی تھی۔

"تکبیر"۔۔۔! READERS CHOICE

جواد نے اسکی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا تو وہ چونک کے حال میں لوٹی۔

"خوبصورت ہے"۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

بڑی دلجمعی سے گلاب کی کلی تھامے اس نے دل سے تعریف کی۔

"جانتا ہوں۔۔۔! مجھ پر لازم ہے میں یہ کہہ دوں کہ آپ سے کم نہیں۔"

اختتامی جملے پر وہ دونوں مبہم سا قہقہہ لگا گئے۔

"یہ ٹھکر بھی سیکھ رہے ہو تم۔"

اس نے جان کے شوخی اختیار کی۔

"اہم! یہ ٹھکر نہیں ہے۔"

اس نے بے اختیار تکبیر کی بات کی نفی کی۔

"میں کچھ اور بھی لایا ہوں آپ کے لئے۔"

تکبیر نے اسکی بات سنتے ہی عمیق نظروں سے اسکا جائزہ لیا۔

وہ جانتی تھی وہ اپنے گزشتہ ترش رویے پر نادم ہے! وہ یہ بھی جانتی تھی وہ کس طرح اسے منائے گا۔

"میں دکھاؤں؟"

تکبیر نے اسکی اجازت پر سر کو جنبش دی۔

جو وہ کرنے جارہا تھا وہ نیا نہیں تھا۔

وہ گٹھنے کے بل بیٹھتا اپنی پاکٹ سے ایک ڈبی نکالے سفید ہیرے کی انگوٹھی تکبیر کی مخروطی انگوٹھی میں ڈال رہا تھا

جبکہ پہلی والی وہ نکال چکا تھا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

انکی شادی کو تقریباً چھ سال گزر گئے تھے مگر تکبیر کی اب بھی اسے پیروں میں بٹھانے کی خواہش پوری نہیں ہوئی تھی۔

"میں نے کہاں تھا ہماری لڑائی اس وقت تک دوبارہ ہوگی جب تک آپ ڈائمنڈ رنگ نہیں لے لیتیں! قصور وار میں ہوا یا حالات نے مجبور کیا۔ دونوں صورتوں میں آپ کو ہی فائدہ پہنچا ہے۔ تکبیر میں معافی چاہتا ہوں! آئندہ کبھی سخت لہجے میں بات نہیں کروں گا۔ کیا میں انگوٹھی پہناؤں؟" آخر میں وہ ہنس پڑی تھی۔

اسلام آباد میں انکی جب صلح ہوئی تھی جواد نے اس وقت سونے کی رنگ بطور تحفہ دی تھی مگر اس وقت غلطی جواد کی تھی تو اسکی تلافی بھی بھاری کرنی تھی۔

"یہ بہت حسین ہے۔"

وہ خفیف سا شرماتی جواد کو ہاتھ سے اٹھائے فوراً اسے قبل اسکے گلے لگی۔

"تم بہت اچھے ہو۔"

اس نے شدت سموئے بے اختیار اسکے گال پر لب رکھے۔

"آپ بھی بہت اچھی ہیں۔"

جواباً اس نے بھی دائیں بائیں جانب اسکے گلال عارضوں پر لب رکھے۔

"چاند بھی شرم رہا ہے۔"

اس نے ہنستے ہوئے جواد کا ذہن بھٹکایا جواب بد مزگی سے تکبیر جو گھور رہا تھا۔

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"Ami tumake bhalo bashi".

دو قدم اسکی جانب مزید بڑھاتے اس نے جواد کی ناک سے اپنی ناک ٹچ کی۔  
خفیف سا اسکی جانب جھک کے تکبیر نے کان میں اس طرح اظہار کیا گویا رس گھول رہی ہو۔  
در حقیقت وہ نہیں سمجھ سکا تھا وہ کیا کہہ رہی ہے! یا انجان بنا تھا۔  
نا سمجھی کا تاثر اسکی آنکھوں میں ابھرا تو تکبیر دور ہٹ کے اسکی ناک کھینچتی جھینپتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی جبکہ  
گلاس ڈور اس نے بنانا خیر کئے بند کر دیا تھا۔  
"دس ازناٹ فئیر تکبیر! کھولیں یار۔" سارا فسوں خیز سا منظر غائب ہوا تھا۔  
تکبیر سنی ان سنی کرتی اسے چڑاتے ہوئے جانے لگی تھی وہ پھر سے گلاس ڈور بجانے لگا۔  
"تکبیر! یار اوپن دی ڈور۔ یہاں ٹھنڈ ہے بہت۔"  
وہ بہت بلند آواز میں کہہ رہا تھا جبکہ دروازہ بند ہونے کے باعث آواز بہت کم اسکی سماعت سے ٹکرا رہی تھی۔  
"وہیں رہو گے تم۔"  
تکبیر نے اسے سلگایا تھا مگر اسکی آواز واضح جواد تک نہیں پہنچی تھی۔  
"ایک شرط پے اندر آنے دوں گی! بتاؤ منظور ہے؟" ہلکا سا گلاس ڈور کھول کے اس نے اپنی بات جواد تک پہنچائی اور  
ویسے ہی برق رفتاری سے پھر سے دروازہ بند کر دیا۔  
"منظور ہے! مگر اندر تو آنے دیں۔"

Page 686 of 687

# ملائیکہ خان محبت کے رنگ سینہ ۲ قر سے ہی

وہ بیچارگی سے گویا ہوا۔

"بتاؤ میں نے کیا کہا تھا جو تمہیں سمجھ نہیں آیا؟" وہ شرارت کے موڈ میں لوٹی تھی۔

جواد نے سر پیٹا۔

اسے خود نہیں سمجھ آیا تو وہ تکبیر کی شرط کیسے منظور کرے گا؟

"مجھے کیا پتا آپ نے کیا کہا ہے! مجھے آگاہی نہیں اس معاملے میں۔"

اس نے ہار مان لی تھی۔

تکبیر کو بلا آخر جواد پر ترس آگیا تھا۔ وہ دروازہ داکر کے اس سے چھپنے کے لئے جانے لگی تھی مگر وہ عجلت میں اسکی کلائی کو اپنے شکنجے میں جکڑ گیا تھا۔

"میرے ساتھ ہو شیاری! ابھی بتاتا ہوں۔"

وہ معنی خیزی میں بولتا اسکے چہرے پر پھونک مار گیا تھا۔

تکبیر کی ساری شرارت ہوا ہوئی اور لبوں پر جیسے کفل لگ گیا تھا۔

تکبیر کو یک ٹک تکتے وہ اسے پزل کر رہا تھا۔

"Hame tumake bhalo bashi too".

تکبیر کا قہقہہ گونجا۔ وہ بینگالی زبان اور انگریزی کو ملا کے پورے وثوق سے اظہار کر رہا تھا۔

تکبیر کو ہنستے دیکھ اسے کچھ غلط ہونے کا اندیشہ ہوا۔

Page 687 of 688

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"کیا ہوا؟"

جواد نے الجھ کے پوچھا۔

"تم نے بس کچھ ملا دیا ہے۔"

وہ کہتے ساتھ پھر سے ہنسی۔ اتنی ہی دیر میں وہ بالوں کو جوڑے میں مقید کر چکی تھی۔

"آپ سمجھ گئیں ناں! کافی ہے۔"

جواد کہتے ساتھ اسکے بالوں کو جوڑے سے آزاد کروائے اسی میں منہ چھپا کے تکبیر کو اپنے ساتھ کسی محبت کے

خوبصورت شیش محل میں لے گیا تھا۔

وہ اسکے سینے پر سر رکھتی طمانیت سے مسکرا دی۔



انکا گھر آج مہمانوں کے جم غفیر سے بھرا ہوا تھا۔ ایک مہینہ پر لگائے اڑھ گیا تھا۔

شاہ رخ، شاہ میر ہنی مون سے آگئے تھے مگر ایک بار پھر سے انکی قسمت ان لوگوں پر مہربان ہوئی تھی اور گھر کا کونا

کونا خوشی سے مہک اٹھا تھا۔

شاہ رخ اور صفا کی خوشخبری دس دن پہلے ہی آئی تھی اور اسکی خوشی سہی طرح انجوائے بھی نہیں کی تھی کہ مروا کے

متعلق بھی وہ پیش گوئی کر چکی تھیں۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

فرحت آپا اپنے تجربے کے مطابق مروا کی بدلتی کیفیت سے بہت کچھ سمجھ گئی تھیں جبکہ پہلے ڈاکٹر کو چیک کروانا وہ زیادہ ضروری سمجھتی تھیں۔

کچھ دن پہلے ہی شزا بھی کراچی شفٹ ہو گئی تھی۔ مہمانوں کی موجودگی سے انکا پورا گھر گھچا گھچا بھرا تھا۔ شام کے سائے ہر طرف پھیلنے لگے تھے۔

وہ لوگ لان میں ہی بیٹھے بے صبری سے ان دونوں کے منتظر تھے جو کہ کچھ دیر میں آنے والے تھے۔ شبا نہ بیگم، شزا، عشا، تبکیر سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔

شزا اور عشا تو کب سے ایک دوسرے کو تکتی صفا کو چڑا رہی تھیں جو بے شرمی کا لبادہ اوڑھے شرماتا تو کیا زرا اثر بھی نہیں لے رہی تھی۔

"اپنا اپنا وقت بھی یاد کر لیں"۔ اس نے آخر کار کڑھتے ہوئے اپنا مدعا پیش کیا۔  
"تبکیر شرط پوری ہو گئی ہے"۔

تمام خاتون اپنی ہی محفل لگائے بیٹھی تھیں جبکہ تبکیر بچوں کے ساتھ تھی جن میں تعبیر، شیراز، تحریم اور احد کے دونوں بیٹے شامل تھے۔

شزا اور عشا چہکتے ہوئے اسکے پاس آئی تھیں جو خود بھی دور بیٹھی صفا کو دیکھتے مسکرائی۔  
وہ کلس کے تبکیر کو گھور کے ان تینوں کے پاس چلی آئی تھی۔

"زیادہ ہو رہا ہے اب تبکیر! تم فری نہیں ہو"۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اس نے جھنجھلاہٹ میں تکبیر کو تنبیہ کی۔

وہ تینوں اسکی باتوں کو بغیر خاطر میں لائے ہنسی جارہی تھیں جبکہ صفا آتش فشاں بنتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

"سب کے اوپر گزرا ہے یہ وقت! مجھے جلنے یا شرمانے کی کیا ضرورت ہے، ویسے بھی شاہ رخ کہہ رہا تھا شرمایا مت کیا کرو تم پے سوٹ نہیں کرتا۔"

وہ روانی میں کہتی خود تو چلی گئی تھی جبکہ تکبیر کا ہنس ہنس کے برا حال تھا۔

صفا کے نیچر میں کوئی برتاؤ یا تبدیلی نہیں آئی تھی وہ ہنوز ویسے ہی تھی جیسی ہوا کرتی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے؟ کیوں سڑی ہوئی پھر رہی ہو؟"

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے میں جانے لگی تھی مگر شاہ رخ اسکے راستے میں حائل ہوا۔

"تم تو کچھ بولو ہی مت۔"

وہ سارا الملبہ بیچارے شاہ رخ پر گرا رہی تھی اور اب تو اسے بھی اسی جلے کٹے رویے کی عادت ہو گئی تھی۔

"اچھا بتائیں کیا ہوا ہے؟"

اس نے اب کی بار اسے آہستگی سے بٹھائے نرمی سے استفسار کیا۔

"سچی کچھ نہیں ہوا۔"

وہ منہ بسور کے بولی۔

## میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"خوش رکھا کرورنہ۔۔۔ سمجھتی ہوں تم، میں صرف ایک ہی فساد کو برداشت کر سکتا ہوں۔ باقی کے لئے میری توبہ۔"

جلانے کی رہی سہی کسر شاہ رخ نے پوری کر دی تھی۔  
وہ شروع سے شادی کے بعد اور اس سے قبل ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں ہی گزار دیتے تھے۔  
"ارے ہٹو یہاں سے۔"

زوردار کہنی مار کے وہ وہاں سے غائب ہونا چاہتی تھی جبکہ اسکی جلد بازی پر شاہ رخ نے اسے ٹوکا۔  
"آرام سے۔"

اب کی بار سنجیدگی اسکے چہرے پر در آئی تھی جبکہ صفائے لب کچلے۔  
"آپ جیسی ایک تو کیا ہزار بھی برداشت کر لوں گا۔ گلے میں ڈھول باندھا ہے تو بجانا تو ہے ہی۔"  
وہ ہاتھ جھاڑتے اس طرح گویا ہوا جیسے صفا پر احسانِ عظیم کیا ہو۔  
"میں نے باندھا ہے تم ڈھول کو! اور الحمد للہ میں تو بجا بھی رہی ہوں۔"

وہ اپنی ہی دھن میں کہے جا رہی تھی جبکہ شاہ رخ کی نظروں کا ارتکاز خود پر محسوس کرتی وہ بے سبب انگلیاں چٹخانے لگی۔

شاہ رخ اسکا ہاتھ پکڑ کے کونے میں لے آیا تھا۔ سب گھر والوں سے دور!  
"میری زندگی کو مکمل کرنے کا بہت شکریہ ڈیروائف۔"

# EBook

by Readers Choice

اسلام علیکم

آج کل ڈیجیٹل کا دور ہے جس سے ہر کوئی مستفید ہو بھی رہا ہے اور اپنی ضرورت کے مطابق زیر استعمال لا رہا ہے۔ اسی کے پیش نظر ریڈرز چوائس آپ کے لیے لائے ہیں ایک نیا پلیٹ فارم ای بک کی صورت میں۔

اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو ای بک کی صورت میں شائع کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کیجئے۔ ہم آپ کی تحریر کو ای بک کی صورت میں شائع کریں گے تاکہ آپ اپنی اس ڈیجیٹل کی دنیا میں اپنی ایک لائبریری بنا سکیں لہذا ہم سے ابھی رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو ایک ہفتے کے اندر اندر نوک پلک سنوار کر انتہائی مناسب قیمت میں ای بک بنا کر آپ کو مہیا کریں گے مزید یہ کہ آپ کی تحریر کی سٹیک بنا کر بھی دیں گے (جو کہ بیچ کا حصہ ہو گا) اور اس کو فروغ (پروموٹ) کرنے میں آپ کی مدد بھی کریں گے۔ مزید تفصیلات کے لیے ہم سے رابطہ کریں



<https://ezreaderschoice.com/>

<https://www.facebook.com/mubarra1>

[mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

[readerschoicemag@gmail.com](mailto:readerschoicemag@gmail.com)



شاہ رخ خود میں سموئے اسکے ماتھے پر عقیدت سے لب رکھ کے اسکی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا۔



## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

یکدم ہی گھر میں ہلچل مچ اٹھی تھی۔

وہ اپنے ہمراہ ہی صفا کولان میں لایا تھا جہاں پے موجود لوگوں کے مسرت سے مسکراتے چہرے دیکھ وہ لوگ سمجھ گئے تھے۔ ایک خوش خبر پھر سے انکے درپے دستک دینے آئی تھی۔

"ماشاء اللہ! اللہ میرے بچوں کو خوش رکھے۔"

فرحت آپا باری باری اپنے تینوں بیٹوں اور انکی بیویوں کو خود سے لگائے پیار کر رہی تھیں۔

مروا بہت نروس محسوس کر رہی تھی۔ اس نے سوائے شاہ میر کو ایک بار دیکھنے کے بجائے دوبارہ دیکھا تک نہیں تھا۔

شہانہ بیگم اور سہیل صاحب اپنی دونوں بیٹیوں کا ماتھا چوم کے انکی دائمی خوشیوں کے لئے دل سے دعا گو تھے۔

ریحانہ بیگم اور مبین صاحب نے بھی ان سب کو ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی تھی جبکہ شہزاد اور عشا منہ میٹھا کروا رہی تھیں اور ان دونوں کے شوہر دور دور سے ہی اپنی بیویوں کا دیدار کر رہے تھے۔

انکی ساری خوشیوں نے انکے گھر میں واپس آ کے ان سب کے بخت کو روشن کر دیا تھا۔

شاہ رخ اور شاہ میر اپنی باتوں میں مشغول تھے جبکہ صفا مروا باقی خواتین کے ساتھ بیٹھی تھیں۔

وہ سب فرحت آپا کے کمرے میں موجود مستقبل کی منصوبے بنا رہے تھے اور جواد کے ساتھ تعبیر بھی تھی جبکہ تکبیر

اس وقت کچن میں کافی بنانے کے لئے موجود تھی۔

جواد کا موبائل میسج کی گھنٹی سے جگمگایا تو وہ میسج پڑھنے لگا جو سحر کے نام کے ساتھ تھا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"اب تکیر بھی راضی ہے! پھر کس بات کا انتظار ہے آپکو"۔ وہ خلاف توقع آج بھڑک اٹھی تھی۔ پچھلے دنوں سے وہ صرف اسکا دل ہی تو بہلا رہا تھا۔

اور وہ آس و امنگ لئے روزا سکی منتظر بیٹھی تھی کبھی تو وہ 'اگر، مگر' سے ہٹ کے جواب دے۔

"Now its my age to get married".

وہ جواب دے یا نہ دے اس شش و پنج میں مبتلا تھا پھر سے اسکا میسج اسکرین پر دیکھتے ہوئے سے مسکرایا۔

سحر اپنی بے قراری کے بارے میں کم جبکہ اسکا لہجہ اسکی بیتابی اور بے صبرے پن زیادہ کا زیادہ گواہ تھا۔

"ڈیڈ سمجھ رہے ہیں! میری عمر ہو گئی ہے جی میں بکر بکر کرتی رہتی ہوں اور وہ یہ بھی کہتے ہیں جو ادایک میریڈ مرد

ہے۔ چھوڑ دو اسکا پیچھا۔۔۔! بٹ اٹس ناٹ پوسیل فار می! ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ، ڈو سمٹھنگ فاسٹلی"۔

اسکے تفصیلی مسائل سن کے جو ادکا مبہم سا قہقہہ گونجا۔

"Sweetheart relax! I already told you, i'm with you. Dont you worry about anything. I'll meet soon for your father.

Believe me".

ان سب میں اب کی بار جو ادکا انداز ولہجہ بہت مختلف تھا۔ پر اثر اور ایک عزم لئے ہوئے تھا۔ وہ کبھی سحر کو ایسے القابات سے نہیں نوازتا تھا مگر آج اسکا دل بھی اسکی جانب ہمکنے میں پہل کرنے لگا تھا۔ یہ شدت تھی اسکی جنونیت

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

تھی یا محبت نے اپنا آپ منوایا تھا۔۔۔! وہ سمجھنے کی کوشش کرتا تو شاید بنانا خیر کئے قیاس آرائیوں میں مشغول رہتا مگر حالات اور سوچ اس سب کے برعکس تھی۔

جواد یہاں موجود ہی نہیں تھا۔

وہاں موجود لوگوں کے قہقہے گونج رہے تھے! سب اپنی اپنی محفل میں مشغول تھے۔ جواد مسکراتے ہوئے کمرے سے نکلنے لگا تھا موبائل پھر سے بج اٹھا۔

موبائل سے میسج پڑھتے ہی وہ جی جان سے اس پر فدا ہوا۔

"میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں جواد صاحب۔" وہ پرسکون ماحول میں بیٹھا تھا۔ ایک خوش کن اور اطمینان بھری فضا تھی۔

میسج کی گھنٹی سے متوجہ ہونے پر موبائل کی اسکرین پر اسکی نظریں جم گئیں۔

وہ جیسے جیسے پڑھ رہا تھا۔ تبسم اسکے لبوں پر بکھیر گیا تھا۔

وہ بھی دنیا جہاں سے بے نیاز بار اسٹول پر چڑھے دونوں کمنیاں اسی کے سامنے رکھے ٹیبل پر ٹکائے بڑے اشتیاق سے موبائل کو تیک رہی تھی۔

اس نے پیغام تو پڑھ لیا تھا مگر جواب نہیں آیا تھا اسکی جانب سے!

"شدید انتظار ہے مجھے! کب آپ میری بانہوں میں آئیں گی۔"

اس نے میسج تو پڑھا تھا مگر ایک بھرم بھی جھاڑنا تھا سو دماغ چلاتی وہ میسج لکھ کے بھیج چکی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"استغفار! آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟"

جواد پڑھ کے زیر لب مسکرایا۔ وہ اس بات کا جواب تو نہیں دینے کا ارادہ رکھتا تھا مگر وہ کہہ گیا تھا جو وہ سننا چاہتی تھی۔

"میں بھی آپ سے بہت محبت کرتا ہوں ہوم منسٹر کی اکلوتی بیٹی! مس سحر صاحبہ۔"

اسکی محویت یکدم اسکی گھمبیر بھری آواز سے ٹوٹی۔

وہ اس طرح اسکے سامنے کھڑا تھا؟ موبائل ہاتھ سے گرتے گرتے بچا۔ جواد براہِ راست اسی سے مخاطب تھا جبکہ تکبیر یہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"کچھ چاہئے؟"

اسکی ہڑبڑاہٹ اور بوکھلاہٹ میں واضح اضافہ ہو رہا تھا۔ جواد اسکی چالاکی پر داد دیئے بنا نہیں رہ سکا تھا۔

"میں ہوم منسٹر کی بیٹی سے ملنے کے لئے آیا ہوں محترمہ تکبیر! اوپس، مائے مسٹیک! سحر صاحبہ عرف تکبیر

جواد۔"

تکبیر کا حیرت کی زیادتی سے منہ کھلا۔ وہ جواتنے مہینوں سے اسے پاگل بناتی آئی تھی! تو کیا وہ واقف تھا؟

جواد اب اسکی کیفیت سے لطف اندوز ہونے لگا تھا۔

تکبیر بے ساختہ کرسی سے اچھل دور جا کھڑی ہوئی۔ تکبیر بناپلک جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی! وہ کیسے اچانک یہاں

آگیا؟



# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ اپنی چھا جانے والی شخصیت، ساحر نگاہیں، دل کش لہجہ اور خوبصورت سی مسکراہٹ لبوں پر لائے تکبیر کے حواسوں پر چھانے لگا تھا۔

وہ کوئی ردِ عمل فلوقت ظاہر نہیں کر سکی۔

جو اداسے ایستادہ کھڑے دیکھ جی جان سے نثار ہوا۔

"منسٹر صاحب کدھر ملیں گے؟"

وہ ایک کے بعد ایک جھٹکے اسے دیئے جارہا تھا مگر لہجے میں بلا کا اطمینان تھا۔

وہ فرصت سے قدم قدم بڑھاتا کچن میں رکھی ٹیبل اور اسکی گرد رکھی کرسیوں میں سے ایک کرسی منتخب کئے اس پر اپنا دایاں ہاتھ لگائے روشن نگاہوں سے اسے شش و پنج میں مبتلا دیکھ سنجیدگی سے تک رہا تھا جبکہ آنکھوں میں واضح شرارت برقرار تھی۔

تکبیر کو اپنے الفاظ کا ذخیرہ بہت کم ہوتا محسوس ہوا تھا۔

تکبیر کا چہرہ یکدم سرخ ہوا جبکہ اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو محویت سے تکتے وہ کمال مہارت سے مسکراہٹ دبا گیا تھا۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔"

اب کی بار لہجے سے زیادہ اسکے تاثرات بہت سنجیدہ اور سخت تھے۔

تکبیر نظریں چرائے خود سے ہمکلام ہوئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

اس نے کچھ غلط تو نہیں کیا تھا؟ یا وہ غلط ماننے کو تیار ہی نہیں تھی۔

"مجھ مجھے کیا معلوم تم کس سحر کی بات کر رہے ہو؟"

اس وقت تکبیر کی بہادری اور انجان پن جواد کو ٹھٹکا گیا تھا۔

وہ اسکی سوچ سے بھی زیادہ ڈھیٹ ثابت ہوئی تھی۔ جواد نے حیرت سے اسے دیکھا۔

کیا تھی وہ لڑکی؟؟

وہ لمحہ بھر کور کھا۔

"محترمہ بس کر دیں۔"

وہ قدم قدم بڑھاتا اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا۔

موبائل وہ لینے لگا تھا تکبیر نے جھٹ سے موبائل پشت کے پیچھے چھپایا۔

"موبائل؟" جواد نے اس کے سامنے ہاتھ کیا۔

"نہیں۔" وہ برے برے چہرے کے زاویے بدلنے لگی۔

"سحر! اوپس، مس تکبیر جواد۔ موبائل۔"

اس نے تکبیر کے نام کے ساتھ اپنا نام جوڑا مگر بار بار سحر پکار کے وہ اسے سلگا رہا تھا جبکہ اشارہ موبائل کی طرف تھا۔

"نہیں! پلیز ناں۔"

وہ عجز و الحاح پر اتر آئی تھی۔

Page 698 of 699

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

جواد نے خاموشی سے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اسکے قریب ہوتے اسکی پشت پر چھپے موبائل کو احتیاط سے نکالا اور عین اسی وقت اسکی صورت دیکھنے والی تھی۔

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے اپنی ہی انگلیوں کی مدد سے چہرہ نوچ رہی تھی۔

"کچھ بتائیں گی یا میں شروع کروں؟"

وہ دلکشی سے مسکرایا جبکہ تکبیر کو کچھ ڈھارس بندھی۔

"یہ تو بس۔۔۔ ہاہا! ارے وہی ناں۔۔۔ بس بوریت ہوتی تھی تو۔۔۔ ہاہا، باقی کچھ نہیں ہے۔"

جبراً ہنستے ہوئے وہ بے ربط جملے ادا کر رہی تھی۔ جواد نے سر کو جنبش دی۔

"شادی کا کیا سوچا ہے پھر؟"

تکبیر نے سٹپٹا کے دیکھا۔ وہ جواد کے لہجے اور لفظوں سے پشیمان تھی۔

"جی؟"

تکبیر نے نا سمجھی سے استفسار کیا۔

"عمر ہو گئی ہے میری۔"

وہ لفظوں کی گہرائی میں جاتا تکبیر کے کہے لفظ ہی دہرا رہا تھا۔

تکبیر کھسیانی انداز میں ہنسی۔ چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے جبکہ اسکی ہنسی اور مسکراہٹ بہت اجنبی تھی۔

وہ تکبیر کا ہاتھ پکڑ کے فریج کے برابر دیوار کی اوٹ میں ہولیا تھا۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یہ بات میرے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا ہو گا کہ ایسی خرافات میری اکلوتی بیوی کے ذہن میں ہی آسکتی ہے! ویسے آزمایا لیجنا آزمانا تھا؟ آئی ایم شیور میں پاس ہو گیا ہوں اس امتحان میں۔"

مسلل اسی کو تکتے وہ شروع سے آخر تک دلچسپی اور دلکشی سے مسکرایا تھا۔

تکبیر بھی ساری شرمندگی بھلائے پر اعتماد کھڑی رہی۔

"میرا تنا تو حق بنتا تھا مگر تمہیں کیسے پتا چلا؟" وہ اچھٹی نگاہ ڈالتی مدھم اور کمزور لہجے میں استفسار کرنے لگی۔

"سحر! میری پیاری سحر۔ میں آپکا شوہر ہوں اور آپ میری بیوی اور بیوی بھی ایسی جو ہے بھی بہت خطرناک۔ اول تو میرے پاس روٹنگ نمبر آتے نہیں ہیں اور آیا بھی تو ایسے کہ تکبیر کو کسی مرد کے ساتھ دیکھا۔ ہاؤ اسٹریج!

جواد کا قہقہہ بلند ہوا۔

"میں ٹریس اسی دن کروا چکا تھا جس دن میسج آیا تھا۔ یہ سم آپکے ڈیر ڈیڈ! سوری سوری۔! ہوم منسٹر کے نام پے ہے ناں تو میں واقف تھا یہ میری ہی بیوی ہے۔"

"آپکی چالاکی پے مجھے حیرت بھی ہے اور نہیں بھی! ایک سم ایکٹیویٹ کرتی تھیں اور دوسری ڈی ایکٹیویٹ۔۔۔۔! واؤ آئی امپریس یور ویلیو بل ٹیلنٹ۔"

جواد نے بہت پر لطف انداز میں اسکی کارستانی بتائی۔ تعریف سنتے ہی تکبیر کا سینہ چوڑا ہوا۔

"ہے ناں؟" اس نے معصومیت سے تصدیق چاہی۔

"سو سوٹ آف یو۔" اس نے قریب ہو کے تکبیر کے گال پے چٹکی کاٹی۔



# میر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"پھر اتنے مہینوں تک باتیں کیوں کرتے آرہے تھے؟"

تکبیر نے خفگی کا اظہار کیا۔

"خوشی مل رہی تھی آپکو۔۔۔! میرے لئے یہی بہت تھا۔ میں وفا اپنی مرضی اور آپکی محبت میں کر رہا ہوں کسی تیسرے کی گنجائش نکلتی ہی نہیں جانم۔"

اسکا میکا کی انداز اور جادوئی سحر لئے نرگھس مخمور تکبیر کے من کو بھائی تھیں۔

تکبیر کچھ کہنے لگی تھی جو ادنے جھٹ سے اسکے منہ پے ہاتھ رکھا۔

کچن میں عشا آئی تھی جو سلیپ پے کافی کا سارا سامان دیکھ کے اسے اونچا اونچا پکار رہی تھی کیونکہ تکبیر نے اب تک کافی نہیں بنائی تھی اور اب تو ڈنر کا وقت بھی ہونے لگا تھا۔

"شہناز انٹی کی فیملی اور سارہ بھی آئی ہے! لڑکی ڈنر میں کیا بنے گے یا آرڈر کرنا ہے؟؟؟ وہ اپنی ہی دھن میں بڑبڑا رہی تھی جبکہ اسکی آواز کچن سے گزرتے احد نے بخوبی سنی تھی۔

"بیگم یہ عادت کب سے لگ گئی! اکیلے اکیلے باتیں کرنے کی؟؟"

وہ اسکی حرکت پر استہزاء سیہ ہنسا۔

"ارے میں تکبیر کو دیکھ رہی ہوں۔"

عشا نے سادگی سے جواب دیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بیگم آپ صرف مجھے اور بچوں کو دیکھیں۔ تکبیر کو دیکھنے کے لئے جواد بھائی ہی کافی ہیں۔" وہ سرعت سے اسکی کلائی پکڑتا عشاقی ایک بھی سنے بغیر وہاں سے لے گیا تھا۔

"شکر! یہ لوگ گئے۔" جواد نے جیسے ہی اسکے منہ سے ہاتھ ہٹایا تو وہ تشکر بھرا سانس خارج کرتے ہوئے بولی۔

"سب کو پتا ہے میں کتنی محبت کرتا ہوں آپ سے! سوائے آپ کے۔" اس نے مصنوعی دکھ کا اظہار کیا۔

"تم چھپے رستم ہو! لفظوں میں کم اور عمل سے زیادہ اظہار کرتے ہو کہ تم مجھے بے انتہا محبت کرتے ہو۔ ہے ناں، یہی ہے ناں؟؟ تو میں جانتی ہوں ہنی۔"

وہ بھنویں اچکائے جواد کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی جہاں وہ اپنا عکس واضح دیکھ سکتی تھی۔ جواد نے جواباً سر خم کیا۔

"ایک آخری بات بتا دو بس! پھر کچھ نہیں پوچھوں گی سچی۔" تکبیر نے دونوں ہاتھ اسکے گال پر رکھے۔

وہ جان گیا تھا اسے کیا پوچھنا ہے۔

"آپ نے علی سے نہیں صفا سے بات کی تھی جس میں واضح میسج میں لکھا تھا 'صفا مجھے کال کرو'۔ موبائل آپکا ٹوٹ گیا تھا اسی دن صبح کے وقت میں نے آپکی سہم اپنے موبائل میں لگائی تھی اور جیسے ہی واٹس ایپ اون کیا تھا بیک اپ آگیا تھا۔ اور کچھ جاننا ہے؟؟"

اسکی تفصیلی گفتگو سنتے ہی تکبیر نے ماتھے پر زور سے ہاتھ مارا۔

"تم تو بھی بڑے جاسوس ہو۔" اسکے تاثرات بگڑے۔

"اسے کہتے ہیں! ریل گیم۔ آپکی طرح نہیں۔"

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

وہ کہتے ساتھ تمسخرانہ انداز میں مسکرایا۔

"تم تو کبھی حوصلہ افزائی کرنا ہی نہیں! میں نے اتنا بڑا خطرہ مول لیکے تمہیں پر کھنا چاہا اور تم نے کچھ بھی نہیں بولا۔"

وہ ناراضگی سے منہ پھلائے جانے لگی تھی جو ادنے اسکی ہتھیلی میں ہاتھ پیوست کئے جانے سے باز رکھا۔  
"آپ نے بہت اچھا کام کیا ہے! اتنا بڑا خطرہ تو میں بھی کبھی لینے کا نہیں سوچ سکتا تھا۔" اس نے ہر بار کی طرح ایک ہی بات دہرائی تھی جبکہ جو ادنے بھی اسکی پیروی کرتے اپنا ہی مخصوص جملہ دہرایا۔  
"تم سحر سے اتنا رومینٹک ہو کے باتیں کرتے تھے مجھے بہت جیلیسی محسوس ہوتی تھی۔۔۔! اور پھر مجھے یاد آیا، سحر تو میں ہی ہوں۔" وہ دونوں ہاتھ کو آپس میں زور سے مارتی اپنی کم عقلی پر ماتم کرتی ہنسی۔  
وہ کچھ کہہ تو نہیں سکا مگر جواباً مسکرا دیا تھا۔

یہ سلسلہ نہ جانے کب تک چلتا تعبیر ان دونوں کو پکارتی کچن میں آئی تھی۔  
"بیر! بی بی!؟؟ اس نے بلند آواز میں پکارا۔ مگر وہ ذہین اور چالاک بچی ثابت ہوئی تھی انہیں ڈھونڈتے ہوئے وہ وہاں تک آگئی تھی جہاں وہ دونوں کھڑے تھے۔

"اوہ بی بی! آپ دونوں یہاں ہانڈ (چھپے) ہوئے ہو۔ میں تب سے دھوند (ڈھونڈ) لی (رہی) ہوں۔"  
وہ انگشت شہادت اپنے دانتوں کے بیچ میں دبائے حیرت اور تعجب کے ملے جلے تاثرات لئے بولی۔  
تکبیر اور وہ فاصلے پر ہی کھڑے تھے مگر سرعت سے مزید فاصلہ قائم کیا۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"لکیر اینڈ بے بی! اب میں بری (بڑی) ہولی (ہورہی) ہوں۔"

تعبیر نے آنکھیں چھوٹی کئے ان دونوں کے علم میں اضافہ کیا۔

"تو؟" جواد نے اسکی دانشمندی پر ٹھٹک کے استفسار کیا۔

"کیپ ان مائنڈ"۔ اس نے دونوں ہاتھ جھاڑتے گہرا سانس خارج کیا۔

جواد اسکے پیروں میں بیٹھتا اسکو گلے سے لگائے تعبیر کے گال پر بوسہ دینے لگا۔

"میری پیاری بیٹی! وی آل آر نو، آپ بڑی ہورہی ہو۔" اس نے اپنی گود میں اٹھایا۔

"مگر پھر بھی آپ بچی ہو۔" جواد نے اسکے پھولے سرخ گالوں کو کھینچا جبکہ دوسری جانب تعبیر کو اپنے گلے سے لگایا

وہ محبت سے باری باری ان دونوں کو دیکھنے لگا۔

"کچن گھر میں اس لئے ضروری ہوتا ہے! رومانس کے لئے بلاشبہ بہترین جگہ ہے۔" تعبیر نے اسکے کان میں مدھم

آواز میں خوبصورت آواز کا سحر پھونکا اور وہ دونوں قہقہہ لگاتے ہنس پڑے۔

تعبیر انکے ہنسنے کے پیچھے کی وجہ جان تو نہیں پائی تھی مگر پھر بھی ان دونوں کا ساتھ دیتی ہنس پڑی۔

جواد ان دونوں کے لئے کچن سے باہر لے آیا تھا مگر ڈنر تیار ہونے کے وقت تک وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھے بس

مبہم سا مسکرائے جارہے تھے۔

یہی چہرے کی خوبصورتی آنکھوں کی تابناکی کسی ایک سے وابستہ ہوتی ہے!

تعبیر کے لئے وہ جواد تھا اور جواد کے لئے وہ ایک شخص تعبیر تھی۔



## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

ڈنر کے بعد سے چائے اور کافی کا سیشن شروع ہوا تھا مگر مستقبل منصوبے کے چکر میں صفا، شاہ رخ۔ شاہ میر اور مروا آپس میں نا اتفاقی کی وجہ سے لڑ پڑے تھے۔

"لڑکی ہوئی تو سی اے کرے گی! لڑکا ہو گا تو وہ بھی سی اے کرے گا"۔ یہ مد عا صفا کا تھا۔

"بیٹی ہوئی تو ڈاکٹر بنے گی اور بیٹا ہو گا تو وہ بھی ڈاکٹر بنے گا"۔ یہ بحث شاہ رخ کی طرف سے تھی۔

جبکہ شاہ میر اور مروا کے معاملے میں بھی زیادہ رد و بدل نہیں تھا۔

"لڑکی ہوئی تو کمرے کا رنگ کورل پنک ہو گا اور لڑکا ہو گا تو اس کا بھی یہی ہو گا"۔ یہ سوچ مروا کی تھی۔ جبکہ شاہ میر بھی ایک ہی ضد پے آڑا تھا۔

"لڑکا ہو گا تو اسکے کمرے کا رنگ بلیک کافی یا بلیک چیس نٹ ہو گا اور لڑکی ہوئی تو اس میں بھی یہی"۔

وہ چاروں آپس میں گتھم گتھی میں مشغول تھے۔ باقی تو سب انکی بچکانہ حرکتوں سے لطف اندوز ہی ہو رہے تھے۔

"ہمارا اچھا ہے! ہماری بیٹی تعبیر پڑھے یا نہیں پڑھے ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے اور کمرے کا رنگ جو یہ بولے گی وہ ہو جائے گا"۔

وہ روانی سے کہتی زرا ٹھہری ہی تھی کہ جو ادا اسکے سر پے نمودار ہوا۔

"لیکن تبکیر مجھے مسئلہ ہے! تعبیر پڑھے گی اور بہت آگے تک جائے گی"۔

"ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے"۔

تبکیر اسکی بات سن کے بھی نظر انداز کر گئی۔

## متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"مجھے مسئلہ ہے۔" جواد نے لفظوں پر دباؤ دیتے بہت کچھ باور کروایا۔

"میں نے کہاناں ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

تکبیر نے خشمگیں نظروں سے اسے گھورا۔

باقی سب تو اپنی اپنی بحث ختم کئے خاموشی اختیار کر گئے تھے مگر ان دونوں کی بحث جاری ہو گئی تھی۔

سامعہ، سارہ، شہزاد، عشا اور باقی خواتین بھی اپنی اپنی ہنسی ضبط کئے خاموشی سے بیٹھی تھیں۔

"کتنی آئڈیل فیملی ہے۔"

سارہ نے بے اختیار دل میں سوچا۔

"ہم تینوں آپ تینوں سے بڑے ہیں! ہمارا حکم مانا جائے گا۔" شاہ رخ نے سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کرواتے

ان تینوں تکبیر، صفا، مروا کو سلگایا۔

جواد شاہ رخ اور شاہ میر کے شانے پر ہاتھ رکھتا ان تینوں کی نفی کے باوجود بھی وہاں سے لے گیا تھا۔

کچھ دیر بعد یہ معاملہ بھی خواتین نے سلجھا دیا تھا۔

رات کا وقت تھا۔ سب اپنے اپنے گھر کی راہ لینے لگے تھے۔ باقی سب تو جا چکے تھے جبکہ انکے گھر والے بھی آرام کی

غرض سے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے تھے۔

جواد لان میں سارہ کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ وہ اپنے بوتیک کے متعلق کوئی گفتگو کر رہی تھی۔ تکبیر تعبیر کو لاؤنچ میں

رکھے صوفے پر بٹھائے لان میں داخل ہوتی جواد کے پہلو میں ہی کھڑی ہو گئی تھی۔

## قر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"یار سارہ! تم کر لو ناں شادی! پلیز"۔ تکبیر نے باقاعدہ منت کی۔

وہ اس لڑکی کے شک و شبہات پر قہقہہ لگا گی۔

"مجھ سے کوئی خطرہ نہیں ہے"۔ اس نے بھی صفائی پیش کی۔

"جانتی ہوں! مگر دل کو کیسے سمجھایا جائے"۔ وہ لب کچلتی رسمی طور پر مسکرائی۔

"آجانا گلے جمعہ! نکاح ہے میرا"۔ وہ تکبیر کے سر پر بم پھوڑ کے خدا حافظ کہتی وہاں سے نکل گئی تھی جبکہ تکبیر

حیرت سے کھڑی رہی۔

"کتنی خوشیاں ایک ساتھ مل رہی ہیں"۔

اس کے برابر کھڑی وہ ساکت سے کارپورچ سے نکلتی سارہ کی کار کو دیکھتی رشک سے بولی۔

"آپکا ایک اور مسئلہ میں نے حل کر دیا"۔

چند ثانیے گزرنے کے بعد جواد کی آواز ابھری۔

تکبیر نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"میں نے کہہ دیا میری بیوی کا روز و شب کا چین و سکون اجڑ گیا ہے! اب تم کر لو شادی، اور وہ مان گئی ہے"۔

اس نے تکبیر کا سر اپنے شانے پر رکھ کے محویت سے سارہ قصہ بتایا۔

"شکر ہے میرا بھی خیال ہے! ورنہ تو تم نے پورا ارادہ کیا ہوا تھا اس سے شادی کرنے کا ورنہ تو تم نے مجھے ریٹورینٹ

میں بلا کے بے عزت کرنے میں کوئی کسر تو نہیں چھوڑی تھی"۔

# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

پھر وہی ایک اور طعنہ! جواد نے جھر جھری لیتے سوچا۔

"قسمت میں چڑیل لکھی ہو پھر پری کہاں مل سکتی ہے"۔ وہ حسرت سموئے اس طرح گویا ہوا کہ تکبیر اسکے حصار سے نکلتی خفگی بھری نظروں سے گھورنے لگی۔

"مزاق کر رہا ہوں"۔ جلدی سے قابو پاتے اس نے اسکی کمر کے گرد حصار باندھ کے اپنے قریب کیا اور جیسے ہی وہ اسکے گال پہ لب رکھنے لگا تھا تعبیر نے عین وقت پر آ کے ہڈ بول دیا۔

ایک بار پھر وہ دونوں برق رفتاری سے دور ہوئے۔

"اوپس سولی (سوری) بے بی"۔ تعبیر نے جھٹ سے آنکھیں بند کیں۔

"دیکھا کتنی تیز ہو رہی ہے"۔ تکبیر نے جواد کو اشارہ کرتے دکھایا۔

"اچھا بے بی کے پاس آؤ"۔ بچی کی معصومیت پر جواد کو تعبیر پر ٹوٹ کے پیار آیا۔

چٹا چٹ اسکے گال چوم کے وہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔

"بیر کو بھی کریں"۔

تکبیر نے اسکی بات سنتے ہی آنکھیں پھاڑے جواد کو دیکھا جو شانے اچکاتا اپنا دوسرا ہاتھ اسکے کاندھے پر رکھ کے اپنے

لب اسکے گال عارضوں پر رکھ گیا تھا۔

تکبیر یکخت ہی خفت سے سرخ ہوئی۔

تکبیر نے بھی آگے بڑھ کے تعبیر کے گال پر جا بجا بوسہ دیا۔



# متر سے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان

"بے بی تو بھی ترس۔"

تکبیر نے اسکی عظیم خواہش سنی تو ششدر ہی کھڑی رہی۔

"بیر۔"

تعبیر کی آواز سے وہ حواسوں میں لوٹی۔ بحر حال شکر فی لب جواد کے گال پر رکھتی وہ آخر میں دانتوں تلے کچل گئی تھی۔

جواد بلبلا تا ہوا اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکا۔

"نفسیاتی۔"

محبت سے یہ واحد اسکی شان میں لفظ ادا کرتے وہ اپنی بیوی اور بیٹی کو گلے سے لگائے ایک پر فسوں اور اطمینان بھری فضا میں لئے انکا محافظ بنا بیٹھا تھا۔

رحمت اور نعمت اسکے مقدر کا وہ عظیم انعام تھیں جس میں وہ اپنی ساری زندگی کو شکر کرنے میں بھی گزارتا تو انکا حق ادا نہیں کر پاتا۔

آخر میں تعبیر ان دونوں کے کان میں کچھ کہہ رہی تھی اور یوں زندگی سے بھرپور قہقہہ ماحول میں جلت رنگ بکھیر گیا۔

تکبیر کو جواد نے اسکی خامی اور خصوصیات کے ساتھ اپنی زندگی میں شامل کیا تھا اور یہی اس ازدواجی رشتے کی خوبصورتی تھی۔

قرسے ہی محبت کے رنگ سینہ ۲ ملائیکہ خان  
ختم شد۔۔۔۔۔!

---

